Misc

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اُردو (ہند) نمبر ۱۸۱

کتاب الہند

البیرونی

جلد دوم

ترجمہ

جناب سیّد اصغر علی صاحب

بہ نظرِ ثانی

جناب مولوی سیّد عطا حسین صاحب ایم۔ اے

سابق ناظم تعمیرات سرکارِ عالی

شایع کردہ

انجمنِ ترقی اُردو (ہند)، دہلی

سنہ ۱۹۴۲ء

قیمت مجلد

(جید برقی پریس دہلی)

سلسلۂ مطبوعات انجمنِ ترقیٔ اُردو (ہند) نمبر ۱۸۱

کتابُ الہند

البیرونی

جلد دوم

ترجمہ

جناب سیّد اصغر علی صاحب

بہ نظرِ ثانی

جناب مولوی سیّد عطا حُسین صاحب ایم۔اے

سابق ناظمِ تعمیراتِ سرکارِ عالی

شایع کردہ

انجمنِ ترقیٔ اُردو (ہند)، دہلی

۱۹۴۲ء

فہرست کتاب الہند البیرونی

جلد دوم

---

[1] "تحت الشعاع" ایک نجومی اصطلاح ہے۔ (ع۔ ح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۲۱

ملکوں کے درمیان کے فاصلے کا حال جس کو ہم لوگ فصل مابین الطولین یعنی دو طول بلد کے درمیان کا فاصلہ کہتے ہیں

مسلمانوں کا طریقہ طول بلد قرار دینے کا

جو شخص اس مضمون کو تحقیق کے ساتھ جاننا چاہے اس کو دو مقام کے دوائر نصف النہار کے درمیان (کے فاصلے) کو جاننے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمارے منجمین ازمان کو اختیار کرتے ہیں جو معدل النہار کے اجزا ہیں اور دو مقام کے دوائر نصف النہار کا درمیانی فاصلہ دونوں مقام میں سے جس ایک کے مدار سے لیا جائے اسی کے مطابق ہوتا ہے۔ اور اس کا نام فصل مابین الطولین یعنی دو طول بلد کا درمیانی فاصلہ رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ لوگ ہر شہر کا طول بلد اس فاصلے کو قرار دیتے ہیں۔ جو اس شہر کے مدار (یعنی دائرہ نصف النہار) اور اُس دائرۂ عظمٰی کے (یعنی دائرہ نصف النہار کے) جو دُنیا کی آخر مغربی آبادی اور قطبین کے اوپر سے گذرتا ہو درمیان واقع ہو اور فاصلے کی ابتدا

کے لیے دو دوائر نصف النہار میں سے پچھم جانب والے کو اختیار کیا ہی۔ معدل النہار کے دوٗر کو تین سو ساٹھ درجے قرار دے کر ازمان کو ایک درجہ قرار دیا جائے یا ساٹھ درجے قرار دے کر ایک درجہ قرار دیا جائے تاکہ دہی ایام کا دقیقہ بھی بن جائے یا ہر دوائر کے لیے جس قدر فرسخ یا جوژن مقرر ہیں ان کے مطابق ان کو فرسخ یا جوژن قرار دیا جائے، سب برابر ہیں۔

ہندوؤں کے یہاں طول بلد قرار دینے کا طریقہ

اس مضمون کے متعلق ہندوؤں کے یہاں ایسے اعمال ہیں جن سے ہمارے یہاں کے اعمال اصول واحد پر مطابقت نہیں بلکہ اختلاف رکھتے ہیں اور ان کی حالت سے ظاہر ہی کہ وہ صحت سے دوٗر ہیں. جس طرح ہم لوگ ہر بلدہ کے لیے اُس کا طول (بلد) حساب میں لیتے ہیں اسی طرح یہ لوگ شہر اُجین کے دائرہ نصف النہار سے ہر شہر کے بُعد کے جوژنوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ پچھم طرف کے مکانات کے لیے جوژنوں کا عدد بڑھتا جاتا اور پورب طرف کا گھٹتا جاتا ہی۔ اس کو دیشنتر یعنی مُلکوں کے درمیان کا فاصلہ کہتے ہیں. اور آفتاب کی حرکت یومیہ کے اوسط میں اس کو (یعنی دیشنتر کو) ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۴۸۰۰ پر تقسیم کرتے ہیں۔ خارج قسمت حرکت آفتاب کی وہ مقدار ہوتی ہی جو خاص جوژنوں سے تعلق رکھتی ہی۔ یعنی جس کو آفتاب کے وسط پر جو اُجین کے نصف نہار یا نصف لیل کے لیے پایا جائے زیادہ کر دینے سے شہر مطلوب کا طول بلد بن جاتا ہی۔

زمین کا محیط یا دوٗر

یہ عدد (۴۸۰۰) جس پر حاصل ضرب کو تقسیم

کرتے ہیں دور زمین کے جوژن کا عدد ہی۔ اس لیے کہ جو مسافت درمیان دو شہروں کے دوائر نصف النہار کے ہوتی ہی اس کی نسبت زمین کے پورے دور کی مسافت کے ساتھ وہی ہوتی ہی جو آفتاب کے دو شہروں کے درمیان کی حرکت وسطی کو اس کی زمین کے گرد کی پوری حرکت یومیہ کے ساتھ ہوتی ہی۔

زمین کا قطر

جب دور ۴۸۰۰ جوژن ہوگا تو قطر قریباً ۱۵۲۷ جوژن ہوگا لیکن پلس کے نزدیک قطر ۱۶۰۰ جوژن ہی اور برھگوپت کے نزدیک ۱۵۸۱ جوژن یعنی ہر جوژن آٹھ میل ہی زیچ ارکند میں ۱۰۵۰ جوژن ہی لیکن ابن طارق کے بیانات کے مطابق یہ عدد زمین کے نصف قطر کا ہی۔ پورا قطر اس بنیاد پر کہ ایک جوژن چار میل ہی ۲۱۰۰ جوژن ہی اور زمین کا دور ۶۵۹۶ جوژن اور نو خمس خمس ($= \frac{9}{25}$) ہی۔

برھگوپت (صفحہ ۱۶۱) نے زیچ کھنڈکھاتک میں ۴۸۰۰ کا عدد استعمال کیا ہی۔ لیکن اس زیچ کی اُس نے جو تصیح کی ہی اُس میں اس کے عوض پلس کی رائے کے مطابق زمین کے دور مقوم کو استعمال کیا ہی۔

دور زمین کی تقویم کا طریقہ زیچ کھنڈکھاتک سے

اس کی تقویم کا طریقہ یہ ہی کہ دور زمین کے جوژن کو تمام عرض بلد کے جیب میں ضرب دیا جائے اور حاصل ضرب کو جیب کل پر تقسیم کر دیا جائے۔ خارج قسمت زمین کا دور مقوم ہی۔ یہی مدار بلد کا جوژن ہی جس کو عموماً طوق مدار کہا جاتا ہی اور اسی وجہ سے اکثر یہ وہم ہوتا ہی کہ ۴۸۰۰ کا عدد شہر اُجین کے واسطے زمین کا دور مقوم ہی۔ لیکن ہم جب اس کی جانچ کرتے ہیں تو اُجین کا عرض سولہ درجہ اور ربع درجہ ($= 16\frac{1}{4}$) نکلتا ہی حالانکہ اُجین کا

عرض اس قدر نہیں بلکہ چوبیس درجہ ہی۔

دور زمین کی تقویم کا دوسرا طریقہ زیچ کرن تلک کے مطابق

زیچ کرن تلک کا مصنف یہ تقویم اس طرح کرتا ہی کہ زمین کے قطر کو بارہ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو شہر کے ظل استوا پر تقسیم کرتا ہی۔ مقیاس کو اس ظل سے وہ نسبت ہوتی ہی جو مدار بلد کے نصف قطر کو عرض بلد کے جیب کی طرف ہوتی ہی، نہ کہ جیب کل کی طرف۔ لیکن اس عمل کے موجد نے یہ سمجھا کہ نسبت اس طرح کی ہی جس کو ہندو ابیست ترزیراشک یعنی مواضع بالتراجع کہتے ہیں۔

ان کے نزدیک اس کی مثال یہ ہی کہ ایک زانیہ کی اُجرت جس وقت وہ پندرہ برس کی ہی دس درم ہی تو جس وقت وہ چالیس برس کی ہوگی کتنی ہوگی۔

اس کا طریقہ یہ ہی کہ پہلے کو دوسرے میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو تیسرے پر تقسیم کیا جائے۔ چوتھا جو خارج قسمت ہوگا یعنی تین درم اور نصف وربع درم (= ۳¾) اس کے سن کہولت کی اُجرت ہوگی۔

اسی طرح زیچ کرن تلک کے مصنف نے دیکھا کہ عرض کی زیادتی کے ساتھ ظل استوا بڑھتا اور مدار کا قطر گھٹتا ہی اور اس نے سمجھا کہ اس بڑھنے اور گھٹنے کے درمیان تناسب ہی اس لیے اس نے زمین کے قطر سے مدار کے قطر کی کمی کو اسی تناسب سے قرار دیا جس نسبت سے ظل استوا میں زیاتی ہوئی ہی۔ پھر قطر مقوم سے دور مقوم کا استخراج کیا۔

چاند گرہن سے دو شہروں کے درمیان طول بلد کے فاصلے کو دریافت کرنے کا طریقہ

اگر دو شہروں کے درمیان طول میں جو فاصلہ ہی اس کو اس طرح دریافت کیا جائے کہ کسی چاند گرہن کا رصد کر کے دونوں شہروں

کے گرہن کے وقت میں یوم کے جس قدر دقیقوں کا فرق ہی اس کو معلوم کرلیا جائے تو پس ان دقیقوں کو زمین کے دور میں ضرب دے کر ساٹھ پر جو یومیہ دور کے دقیقوں کی مقدار ہی تقسیم کرتا ہی۔ خارج قسمت دونوں شہر کے درمیان کا جوڑن ہی۔

یہ عمل ہی لیکن جو نتیجہ نکلتا ہی وہ اس دائرہ عظمیٰ کے متعلق ہوتا ہی جس پر لنکا واقع ہی

برہمگوپت بھی ۴۸۰۰ میں ضرب دے کر یہی عمل کرتا ہی جس کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہی۔

اس حد تک ہندؤں کا مطلب اور جو نتائج وہ نکالنا چاہتے ہیں معلوم ہو جاتے ہیں۔ ان کا عمل اس کے متعلق صحیح ہو یا اس میں کچھ نقص ہو۔ لیکن الفزاری نے اپنی زیچ میں دو عرض بلد سے دیشانتر (یعنی دو ملکوں کے درمیان کا فاصلہ) دریافت کرنے کا حسب ذیل طریقہ بیان کیا گیا ہی:-

> انفزاری کا طریقہ دو عرض بلد سے دیشانتر (یعنی دو ملکوں کے درمیان کا فاصلہ) دریافت کرنے کا۔

دو شہروں کے عرض کے جیبوں کے مربعوں کو جمع کرو اور مجموعہ کا جذر نکالو۔ یہ حصہ ہوا۔ پھر اس فرق کا جو دونوں جیبوں کے درمیان ہی مربع نکالو اور اس کو حصہ میں جمع کردو۔ مجموعے کو آٹھ میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو ۳۷۷ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت دونوں عرض بلد کے درمیان کی مسافت جلیلہ ہوگی۔

پھر دونوں عرض کے درمیان کے فرق کو دور زمین کے جوڑنوں میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو تین سو ساٹھ پر تقسیم کرو۔

ظاہر ہی کہ یہ عمل دونوں عرض کے فرق کو درجہ اور دقیقہ کی مقدار سے جوزن کی مقدار میں منتقل کرتا ہی

فزاری کہتا ہی کہ خارج قسمت کے مربع کو مسافت جلیلہ کے مربع سے گھٹاؤ اور جو باقی رہے اس کا جذر لو۔ یہ مستقیم جوزن ہوں گے۔

ظاہر ہی کہ یہ مستقیم جوزن وہ فاصلہ ہی جو دو شہروں کے دوائر نصف نہار کے درمیان مدار کے اندر واقع ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جلیلہ وہ مسافت ہی جو دو شہر کے درمیان واقع ہی۔

ہندوؤں کی زیچوں میں یہ عمل اسی طرح پایا جاتا ہی جیسا ہم نے بیان کیا سوائے اس ایک فرق کے کہ حصہ مذکور دونوں عرض کے جیبوں کے مربعوں کے مجموعہ کا جذر نہیں ہی بلکہ دونوں جیبوں کے مربعوں کے فرق باہمی کا جذر ہی

مصنف کا اعتراض الفزاری کے طریقہ پر

بہر حال عمل جیسا بھی ہو۔ صحت سے دور ہی۔ ہم نے اپنی متعدد کتابوں میں جو خاص اسی مضمون پر لکھی گئی ہیں اس کو تفصیل سے بیان کیا ہی۔ ان سے معلوم ہو گا کہ صرف دو شہروں کے عرض سے دونوں کے درمیان کی مسافت نہیں معلوم ہو سکتی اور نہ دونوں کا طول معلوم ہو سکتا ہی۔ البتہ اگر دونوں (یعنی مسافت اور طول) میں سے ایک معلوم ہو تو اس سے اور دونوں عرض سے وہ دوسرا (جو لامعلوم ہی) معلوم ہو سکتا ہی۔

ویشانتر (یعنی دو ملکوں کے درمیان کا فاصلہ) دریافت کرنے کا دوسرا حساب

ان اعمال کی بنا پر اس قسم کا ایک اور عمل پایا گیا ہی جس کا موجد معلوم نہیں۔ وہ یہ ہی:۔ " اگر دو ملکوں کے درمیانی جوزن کو نو۹ میں ضرب دیا جائے اور حاصل ضرب[1] کو (اسی) پر تقسیم کیا جائے اور اس کے مربع اور دونوں

[1] نوٹ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۱ پر

عرض کے فرق باہمی کے مربع کے درمیان جو فرق ہے اس کا جذر ے کر چھ پر تقسیم کیا جائے تو خارج قسمت دو طول کے درمیان کے ایام کے دقیقے ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ اس عمل کا موجد پہلے مسافت کو لیتا ہے۔ پھر اس کو دائرہ کے دور کی طرف منتقل کرتا ہے۔ لیکن اگر ہم اس کے برعکس کریں اور دائرہ عظمیٰ کے درجوں کو اسی عمل سے جوژن کی طرف منتقل کریں تو خارج قسمت ۳۲۰۰ ہوگا یہ عدد اس عدد سے جو ہم نے ارکند سے نقل کیا ہے بقدر سو جوژن کے کم ہے۔ لیکن اس کا دُگنا یعنی ۶۴۰۰ قریباً وہی ہے جو ابن طارق نے بیان کیا ہے۔ اس سے صرف قریب دو سو جوژن کے کم ہے۔

جو خط لنکا اور میرو پہاڑ کے درمیان ہے طول بلد کا فاصلہ اسی سے لیا جاتا ہے۔

اب ہم بعض مقامات کے عروض کی بنیاد پر جو ہمارے نزدیک صحیح ہیں اور ہندوؤں کی زیجوں میں اس پر اتفاق ہے، یہ کہتے ہیں کہ جو خط لنکا اور میرو پہاڑ کے درمیان ہے آبادی کو طول میں دو برابر حصوں میں تقسیم کرتا ہوا شہر اُجین۔ قلعہ رُہتک۔ دریائے جمنا۔ میدان تھانیسر اور ٹھنڈے پہاڑوں سے گزرتا ہے اور طول میں شہروں کا فاصلہ اسی خط سے لیا جاتا

لہ (نوٹ صفحہ ۱۰) مطبوعہ عربی نسخے کی عبارت اس مقام کی حسب ذیل ہے "وقسم المبلغ علی مابین واحد جذر فصل مابین مربعہ" ظاہر ہے کہ اس جملہ میں "قسم المبلغ علیٰ مابین واحد" کا کوئی صحیح مفہوم نہیں ہو سکتا اور یقیناً یہ کتابت کی غلطی ہے جس کی تصحیح نہیں ہو سکی۔ مفہوم اور حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح عبارت "وقسم المبلغ علی ثمانین واخذ جذر" ہے کتابت میں لفظ ثمانین تحریف ہو کر مابین اور لفظ واخذ واحد سے بدل گیا جس سے پورا جملہ بے معنی ہو گیا ترجمہ اصل مفہوم کے مطابق کیا گیا ہے۔ مترجم

ہے۔ ہم نے ہندؤں میں آرجبھد کسموری کی کتاب کی حسب ذیل عبارت کے سوا اس کے متعلق کوئی اختلاف نہیں پایا:-

ارجبھد کسموری کا اعتراض خط مذکور کے خط طول بلد یعنی خط استوا ہونے پر

"لوگ کہتے ہیں کہ کرکتیر[۵۱] یعنی تھانیسر کا میدان اس خط پر ہے جو لنکا سے میرو تک اُجین سے ہو کر گزرتا ہے اور اس کو پُلِس سے نقل کرتے ہیں۔ پلس کا مرتبہ اس سے افضل ہے کہ اس پر یہ مسئلہ مخفی رہے۔ اس لیے کہ گرہن کے اوقات سے اس دعوے کی تکذیب ہوتی ہے اور پرت[۵۲] سوام کا خیال یہ ہے کہ دونوں طول (یعنی میدان تھانیسر اور شہر اُجین) کے درمیان ایک سو بیس جوزن کا فرق ہے" یہ ہوا ارجبھد کا قول۔

یعقوب ابن طارق کی کتاب ترکیب افلاک سے اجین کا عرض بلد

لیکن یعقوب ابن طارق نے کتاب "ترکیب افلاک" میں کہا ہے "اُجین کا عرض چار درجہ اور تین خمس درجہ (= ۴ ۳/۵ درجہ) ہے۔ یعقوب نے یہ نہیں بتایا کہ یہ عرض شمال میں ہے یا جنوب میں۔ پھر اس نے ارکند سے یہ نقل کیا ہے کہ یہ عرض چار درجہ اور دو خمس درجہ (= ۴ ۲/۵ درجہ) ہے۔ لیکن ہم نے ارکند اُجین اور منصورہ کے درمیان کے فاصلے کے بیان میں جس کو اس نے برہمنا باد یعنی بھنوا سے تعبیر کیا ہے۔ یہ پایا کہ اُجین کا عرض بائیس درجہ اُنتیس دقیقہ ہے اور منصورہ کا عرض چوبیس درجہ ایک دقیقہ ہے۔

اسی کتاب میں لوہانیہ یعنی لوہارنی کے ظل استوا کو پانچ انگشت اور تین خمس انگشت (= ۵ ۳/۵ انگشت) بیان کیا ہے۔

---

[۵۱] کُرکتیر یعنی کُرکشتر

[۵۲] پرِت سُوامن

مختلف شہروں کے عرض بلد کا بیان

اور ہندوؤں کی زیچوں میں اس پر اتفاق ہی کہ اُجین کا عرض چوبیس درجہ ہی اور انقلاب صیفی کے وقت آفتاب ٹھیک اس کے سر پر ہوتا ہی۔

بلبھدر شارح نے قنوج کا عرض چھبیس درجہ پینتیس دقیقہ اور تھانیسر کا عرض تیس درجہ بارہ دقیقہ بیان کیا ہی۔

علامہ ابو احمد بن جیلغتگین[۱] نے شہر کارلی کے عرض کا حساب کیا تو اس کو ۲۸ درجہ اور تھانیسر کا عرض ۲۷ درجہ پایا حالانکہ ان دونوں کے درمیان عرض پر تین منزل (یعنی تین دن کی راہ) کا فاصلہ ہی۔ ہم اس اختلاف کا سبب نہیں سمجھ سکے۔

زیج کرن سارس کہتا ہی کہ کشمیر کا عرض ۳۴ درجہ ۹ دقیقہ ہی اور وہاں ظل استوا ۸، ۷، (۸ $\frac{۱}{۴}$ ۰ انگشت) ہی۔

میں نے قلعہ لوہور[۲] کا عرض ۳۴ درجہ ۱۰ دقیقہ پایا۔ وہاں سے قصبہ کشمیر تک چھپن میل کا فاصلہ ہی جس میں نصف پہاڑی زمین اور نصف میدان ہی۔ مجھ کو جن مقامات کے عرض کو رصد کرنے کا موقع ملا حسب تفصیل ذیل ہیں:-

غزنی	۳۳ درجہ ۳۵ دقیقہ
کابل	۳۳ درجہ ۴۷ دقیقہ
کندی رباط امیر	۳۳ درجہ ۵۵ دقیقہ

---

[۱] پروفیسر سخاو نے اس کتاب کے انگریزی ترجمے میں اس کا نام قتلغتگین لکھا ہی۔

[۲] لوہور یعنی لاہور

دنبور ۳۴ درجہ ۲۰ دقیقہ
لمغان ۳۴ درجہ ۴۳ دقیقہ
پرشاور ۳۴ درجہ ۴۴ دقیقہ
ویہند ۳۴ درجہ ۳۰ دقیقہ
جھیلم ۳۳ درجہ ۲۰ دقیقہ
قلعہ نندنہ ۳۲ درجہ ۵ دقیقہ
اس قلعہ اور ملتان کے درمیان قریًبا دوسو میل کا فاصلہ ہے۔
سیالکوٹ ۳۲ درجہ ۵۸ دقیقہ
مندگکور ۳۱ درجہ ۵۰ دقیقہ
ملتان ۲۹ درجہ ۴۰ دقیقہ

جب شہروں کے عرض معلوم اور ان کے درمیان کی مسافت متعین ہوگی۔ ان کے درمیان کے طول کو جان لینا ممکن ہوگا جس طرح ان کتابوں میں ہی جن کا ہم نے حوالہ دیا ہے۔

ہندوؤں کے ملک میں ہم ان مقامات سے آگے نہیں بڑھے اور نہ ان کی کتابوں سے طول اور عرض کے متعلق کچھ واقفیت ہوئی اور اللہ ہی ہی جو مطالب کے حاصل کرنے میں مدد دیتا ہے۔

باب ۳۲

مدت اور زمانے کا بالاطلاق بیان اور دُنیا کے پیدا اور اس کے فنا ہونے کی کیفیت

پانچ چیزیں جن کو قدیم حکمار یونان قدیم مانتے تھے۔ رازی اور فلاسفہ کی رائے زمانے کی حقیقت اور زمانہ دہر اور مدت کے فرق پر

محمد ابن زکریا رازی نے روایت کی ہے کہ اگلے یونانی پانچ چیزوں کو قدیم کہتے تھے (۱) باری تعالیٰ (۲) نفس کلی (۳) ہیولائے اولیٰ (۴) مکان مطلق اور (۵) زمان مطلق۔ اور اس نے اپنے مذہب کی بنیاد جس کا وہ موجد ہے اسی قول پر رکھی ہے۔ جس طرح فلاسفہ نے زمانے کو وہ مدت قرار دی ہے جس کا اول و آخر ہے اور دہر کو ایسی مدت جس کا اول و آخر نہیں ہے۔ اسی طرح اس زمانے اور مدت میں یہ فرق کیا ہے کہ دونوں میں سے پہلے پر عدد کا اطلاق ہوتا ہے اور دوسرے پر نہیں اس لیے کہ عدد سے اس میں تناہی لاحق ہو جاتی ہے۔

پانچ چیزیں جن کو موجود حقیقی ماننا اضطراری ہے

اُس نے کہا ہے کہ موجودات میں پانچ چیزوں کا پایا جانا اضطراری ہے (۱) وہ اشیا جو حواس کے ذریعے محسوس ہوتی ہیں اور وہ درحقیقت ہیولیٰ ہی ہیں جو ترکیب پاکر (مختلف) صورتوں میں متشکل ہو گئی ہیں۔

(۲) اشیا متمکن ہیں اس لیے مکان کا وجود لازمی ہے۔

(۳) اشیا کی حالتوں میں چونکہ اختلاف (یعنی تغیر) ہوتا رہتا ہے اس لیے زمان کا وجود بھی لازمی ہے۔ کوئی تغیر پہلے ہوتا ہے اور کوئی بعد کو ہوتا ہے اور قِدم اور حدث اور متقدم اور متاخر اور ایک ساتھ ہونے والوں کی تمیز چونکہ زمانے سے ہی ہو سکتی ہے اس لیے زمانے کا وجود بھی لازمی ہے۔

(۴) موجود میں جاندار بھی شامل ہیں۔ اس لیے نفس کا وجود ضروری ہے۔

(۵) زندوں میں ذی عقل ہیں اور ان میں نہایت اعلیٰ درجے کے صناع ہیں، اس لیے ایسے خالق کا وجود ضروری ہے جو منتہائے کمال تک حکیم اور عالم اور اشیا کی ساخت کو درجہ کمال تک پہنچانے والا اور مصلح ہے۔ اور جس نے نجات حاصل کرنے کے لیے انسان کو عقل کی قوت عنایت کی ہے۔

بعض مفکرین نے حرکت کو متناہی اور بعض نے گول حرکت کو ابدی قرار دیا ہے

بعض مفکرین نے دہر اور زمانے کا مفہوم ایک سمجھا اور حرکت کو جس سے ان کا شمار ہوتا ہے متناہی قرار دیا ہے اور بعض نے حرکت دوری کو ابدی قرار دیا ہے۔ جس کے ساتھ لامحالہ وہ متحرک بھی جس میں یہ حرکت ہوتی ہے ابدی ہو جاتا اور بقائے دوام کی عزت پالیتا ہے۔ پھر ابدیت ترقی کر کے متحرک سے اس کے محرک تک پھر اس محرک سے جو متحرک بھی ہے محرک اول تک جو خود متحرک نہیں ہے، پہنچ جاتی ہے۔
یہ مضمون نہایت دقیق اور غامض ہے اگر غامض نہ ہوتا تو اس میں

اختلاف رائے رکھنے والے ایک دوسرے سے اس قدر دور نہیں ہوتے کہ ایک فریق یہ کہتا کہ زمانے کا سرے سے وجود نہیں ہے اور دوسرا یہ کہتا کہ وہ جوہر قائم بالذات ہے۔ اسکندر افرودیسی کہتا ہے "ارسطو نے کتاب سماع طبیعی میں ثابت کیا ہے کہ ہر متحرک میں حرکت کسی محرک سے پیدا ہوتی ہے" جالینوس اس کے مقابلے میں یہ کہتا ہے کہ اس نے اس کو بیان بھی نہیں کیا ہے چہ جائے کہ اس پر برہان قائم کرے۔

پُرانے ہندو تاریکی یعنی ایک قسم کے عدم کو قدیم مانتے تھے۔

اس مضمون پر ہندوؤں کا کلام بہت تھوڑا اور غیر محققانہ ہے۔ براہمر نے کتاب سنگھٹ کی ابتدا میں اس شے کے ذکر میں جو قدیم سے ہے یہ کہا ہے: "پُرانی کتابوں میں کہا گیا ہے کہ سب سے پہلی اور قدیم چیز ظلمت یعنی تاریکی ہے۔ یہ ظلمت سیاہی نہیں ہے بلکہ اس قسم کا عدم ہے جیسا سونے والے پر طاری ہوتا ہے۔ پھر اللہ نے کائنات کو برہما کے واسطے پیدا کرکے اس کا گنبد بنایا اور اس کو اوپر اور نیچے کے دو حصوں میں تقسیم کرکے اس میں آفتاب اور ماہتاب چلایا" کپل نے کہا ہے: "اللہ ہمیشہ سے تھا اور عالم مع اپنے تمام جواہر اور اجسام کے اس کے ساتھ تھا۔ لیکن وہ عالم کی علت اور بوجہ لطیف ہونے کے عالم کثیف سے برتر ہے" کُنبھک نے کہا ہے "قدیم مہابھوت

قدیم کے متعلق مختلف اقوال

ہے یعنی پانچوں عناصر کا مجموعہ ہے" دوسروں نے کہا ہے۔ "قدیم زمانہ ہے" بعض نے کہا ہے: طبیعت قدیم ہے اور بعض نے کرم یعنی عمل کو مدبّر کہا ہے۔

زمانے کی حقیقت بشن دھرم سے

کتاب بشن دھرم میں ہے: "مجر نے

مارکنڈیو سے کہا کہ ہم کو زمانے کی حقیقت بتلائیے۔ اس نے جواب دیا کہ مدت آتم پرش ہی" آتم یعنی خوشگوار ہوا اور پُرش یعنی کُل کا مالک۔ پھر اس نے بجر کو خاص خاص زمانوں اور ان کے ارباب (حاکموں) کا حال بتلانا شروع کیا جیسا کہ ہم نے ہر ایک کا بیان اس کے موقع پر کیا ہی۔

زمانے حرکت کا وقت ہی اور سکون کا وقت موہوم ہی

ہندوؤں نے مدت کو دو وقتوں میں تقسیم کیا ہی۔ ایک حرکت کا وقت جو زمانہ قرار دیا گیا ہی۔ دوسرا سکون کا وقت جس کو اس متحرک کے متوازی جس سے پہلا وقت مقرر ہوتا ہی وہم میں قرار دے لینا ممکن ہی اور ان کے نزدیک باری (تعالیٰ) کا دہر متعین ہوسکتا ہی لیکن شمار نہیں کیا جاسکتا لیکن (کسی وجود کے) دہر کا متعین ہونا اور (اسی کے ساتھ) شمار (کے اعتبار سے) لاانتہاہی ہونا عسیر الفہم اور بہت بعید از قیاس ہی۔ اس کے متعلق ان کے جس قدر اقوال ہم کو معلوم ہوئے عنقریب بقدر کافی ان کو بیان کریں گے۔

ہندوؤں کے نزدیک خلق ترکیب دے کر صورتیں پیدا کرنے کا نام ہی نہ عدم سے وجود میں لانے کا

خلق (کی تخلیق) کے متعلق ہندوؤں کے یہاں جو بیان ہی وہ عامیانہ ہی، ہم کہہ چکے ہیں کہ مادہ ان کی رائے میں قدیم ہی۔ پس خلق سے ان کی مراد عدم محض سے وجود میں لانا نہیں ہی۔ بلکہ مٹی میں کام کرنا۔ اس کے اندر ترکیب دے کر صورتیں پیدا کرنا اور ایسی ترتیب دینا مراد ہی جس سے وہ اغراض حاصل ہوسکیں جو ان سے مطلوب ہیں۔ یہی وجہ ہی کہ یہ لوگ خلق کی نسبت فرشتے،

جن بلکہ انسان کی طرف بھی کرتے ہیں جو یا تو منعم (حقیقی) کے حق کے ادا کرنے کی غرض سے (مخلوق کی تخلیق کرتے ہیں)، یا رشک اور حسد کی بنا پر (جو اُن کو کسی کے ساتھ ہو جاتا ہی) پیدا کرتے ہیں۔ جیسے ان کا یہ قول کہ بسوامتر رشی نے بھینس اس لیے پیدا کی کہ انسان اس کے منافع سے وسعت کے ساتھ متمتع ہو سکے کتاب طیماؤس میں افلاطون

افلاطون کی رائے بھی اسی قسم کی ہی۔

کا یہ قول بھی اسی قسم کا ہی کہ وہ طبیبی (یعنی دیوتا) جو اپنے باپ کے حکم دینے پر انسان کو پیدا کرنے کے متولی ہوئے اُنھوں نے ایک غیر مادّی نفس لے کر پہلے اس کو بنایا پھر اس کے اوپر مادّی بدن کا غلاف چڑھایا۔

پیدا کرنے کی مدت برہما کا دن ہی اور نہ پیدا کرنے کی مدت برہما کی رات ہی۔

ہندؤں میں ایک مدت ہی جس کا نام مسلمان منجم ہندو مذہب کے مطابق سنہ عالم رکھتے ہیں۔ اس کے متعلق یہ سمجھا جاتا ہی کہ اس کے دونوں کناروں (یعنی ابتدا اور انتہا) پر پیدائش اور فنا بر سبیل ابداع واقع ہوتی ہی۔ حالانکہ ہندؤں کا یہ مطلب نہیں ہی بلکہ وہ برہما کا دن ہی اور اس کے بعد اسی قدر اس کی رات ہی۔ برہما کو نشو دینے (یعنی نئی زندگی یا نئی حرکت پیدا کرنے) کا کام سپرد ہی۔ اور نشو ایک حرکت ہی جو نشو پانے والی چیز میں دوسری چیز سے آتی ہی اس حرکت کے نہایت نمایاں اسباب محرکات علوی یعنی ستارے ہیں۔ ستارے بغیر حرکت کرنے اور ہر جہت میں اپنی شکلیں بدلنے کے اپنے نیچے کی چیزوں میں معتدل اثر نہیں کر سکتے۔ اور یہ برہما کے دن پر موقوف ہی اس لیے کہ ہندؤں کے نزدیک اسی دن کے اندر

ستارے سیر کرتے اور ان کے افلاک اپنے مقررہ نظام کے مطابق دورہ کرتے ہیں۔ اور اس سبب سے روئے زمین پر نشو کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

برہما کی رات میں افلاک کی حرکت رک جاتی ہے۔ کل ستارے مع اپنے اپنے اوج[1] اور جوزہر کے ایک جگہ ٹھیر جاتے ہیں اور زمین کے حالات کا اختلاف مٹ کر ایک حالت ہوجاتی ہے۔ نشو دینے والے کے ساکن اور فعل و انفعال کے ملتوی ہوجانے سے نشو بند ہوجاتا ہے اور عناصر ایک دوسرے کی طرف منتقل ہونے اور ایک دوسرے میں مخلوط ہونے سے راحت میں ہوجاتے ہیں جیساکہ اس وقت و...بیاشن میں استراحت کرتے ہیں اور خالص ہوکر (اس کے بعد کے برہما کے) آنے والے دن میں نئے نئے کون (یعنی وجود) کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ برہما کی زندگی بھر یہی حالت رہتی ہے جیساکہ ہم اس کو اس کے موقع پر بیان کریں گے۔

پس ہندوؤں کے نزدیک پیدائش اور فنا زمین پر اسی طریقہ سے واقع ہوتی رہتی ہیں اور پیدائش سے موجودات میں مٹی کے ایک ڈھیلے کا بھی جو پہلے سے موجود نہیں تھا اضافہ نہیں ہوتا اور نہ فنا سے کوئی ڈھیلا جو پہلے موجود تھا معدوم ہوتا ہے۔ اور جب ہندو مادہ کے قدیم ہونے کے قائل ہیں تو ان کے نزدیک ایجاد (یعنی عدم سے وجود میں لانا) کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟۔

---

[1] اوج اور جوزہر علم ہندسہ کے اصطلاحی لفظ ہیں اوج کو انگریزی میں Apogee یا Apsis کہتے ہیں اور جوزہر کو Node

عوام کے لیے دونوں مذکورہ بالا مدتوں کو برھما کی بیداری اور خواب سے تعبیر کیا ہے۔ ان الفاظ کا استعمال قابل انکار نہیں ہے۔

ہندؤں نے اپنے عوام کے لیے دونوں مذکورہ بالا مدتوں کو برھما کی بیداری اور اس کے خواب سے تعبیر کیا ہے۔ ان کا یہ لفظ انکار یا اعتراض کے قابل نہیں ہے اس لیے کہ وہ ایسی شے کے حق میں استعمال کیا گیا ہے جس کی ابتدا اور انتہا ہے۔ باوجود اس کے کہ برھما کی اثنا، عمر میں دنیا کے اندر یکے بعد دیگرے حرکت اور سکون واقع ہوتے رہتے ہیں پھر بھی یہ پوری مدت وجود سمجھی جاتی ہے اور عدم نہیں، اس وجہ سے کہ اس کے اندر مٹی کا ڈھیلا بلکہ اس کے ساتھ اس کی صورت بھی موجود رہتی ہے برہما کی پوری عمر دن ہے۔ (پھر اسی[1] کی رات ہے) جب وہ مرتا ہے اس کی رات میں مرکبات کے اجزا متفرق ہوجاتے ہیں اور ان کے منتشر ہوجانے سے وہ چیز بھی معطل ہوجاتی ہے جس کی حفاظت کرنا طبیعت کا کام ہے (یعنی نظام عالم کہ سب درہم برہم ہوجاتا ہے اور کوئی چیز حالت طبعی میں نہیں رہتی) اور یہ پرش (یعنی نفس) اور اس کی سواریوں (یعنی اس کے متعلقات وآلات) کے آرام کی حالت ہے۔

پُرش بھی جاگتا اور سوتا ہے

ہندو عوام برھما کی رات کے بعد پُرش کی رات کی بھی وہی حالت بیان کرتے ہیں اور اس وجہ سے کہ پُرش کے معنی مرد کے ہیں اس کی طرف سونے اور جاگنے کی نسبت کرتے ہیں۔ فنا کا باعث

---

[1] اس جگہ کے الفاظ اصل عربی نسخہ میں مشکوک ہیں جس کی صورت (لم لعلہ) ہے۔ میری سمجھ میں یہ الفاظ (ثم لیلہ) ہیں۔ کتابت میں (ثم) کے ث کے نقطے چھوٹ گئے اور (لیلہ) کی (ی) بدل کر (ع) ہوگئی جس سے الفاظ کا کوئی مفہوم نہیں رہا۔ ترجمہ مفہوم کے مطابق کیا گیا ہے۔ مترجم

اس کی نیند کے خرّاٹے کو جس کے اثر سے ہر متصل چیز ٹکڑے ہوجاتی ہے اور اس کے پیشانی کے پسینے کو جس میں ہر کھڑی چیز ڈوب جاتی ہے قرار دیتے ہیں اور اسی قسم کی باتیں جن کو عقل محال کہتی ہے اور کان اس کے سننے سے نفرت کرتے ہیں۔

ہندو علما ان خیالات میں عوام کے شریک نہیں ہیں۔ نیند کی حقیقت

ہندو اہل علم ان خیالات میں عوام کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔ وہ نیند کی حقیقت جانتے ہیں اور یہ کہ متضاد اخلاط سے مرکب بدن آرام کے لیے اور اس لیے کہ ہر وہ چیز جو اپنی طبعی جگہ کی محتاج ہوگئی ہے اپنی جگہ پر واپس آجائے نیند کا اسی طرح حاجتمند ہے جس طرح بدن ہمیشہ تحلیل ہوتے رہنے سے حل شدہ اجزا کو از سر نو پیدا کرنے کے لیے کھانے کا اور بوجہ اپنے فانی ہونے کے نوع انسان کو بتبدیل بدل باقی رکھنے کے لیے ہم بستری کا اور ان تمام برائیوں کا جن پر وہ مجبور ہے محتاج ہے جن سے جواہر بسیطہ اور وہ جو ان سے بھی مافوق ہے اور جس کا کوئی مثل نہیں ہے مستغنی ہیں۔

دُنیا کے خاتمے کے متعلق ہندوؤں کے خیالات

دُنیا کے فنا اور برباد ہونے کے متعلق ہندو یہ بھی سمجھتے ہیں کہ یہ اس طرح واقع ہوگا کہ یہ بارہ آفتاب جو اس زمانے میں ہر مہینے یکے بعد دیگرے آتے ہیں ایک جگہ جمع ہوکر زمین کو جلاکر خاکستر کردیں گے اور رطوبات کو جذب کرکے خشک کردیں گے۔ پھر چاروں قسم کی بارشیں جو موجودہ زمانے میں نوبت وار متعدد فصلوں میں برستی ہیں جمع ہوکر ایک ساتھ برسیں گی کہ چونہ اور آگ وغیرہ سے ڈھکی ہوئی زمین ان کو جذب کرکے گل جائے گی۔ پھر

روشنی زائل ہوجائے گی اور تاریکی و عدم یہاں تک چھا جائیں گے کہ زمین ریزہ ریزہ ہوکر متفرق ہوجائے گی۔

مچھ پران میں ہے کہ: "وہ آگ جو دنیا کو جلا ڈالے گی پانی سے نکلی ہے اور اس وقت تک کے لیے کش دیپ کے مہیش پہاڑ میں ٹھیری ہوئی ہے اور اسی پہاڑ کے نام سے موسوم ہے۔"

بشن پران میں ہے: "مہر لوک قطب کے اوپر ہے اور اس میں ٹھیرنے کی مدت ایک کلپ ہے۔ جب تینوں لوک جل جائیں گے اس وقت جو لوگ ان میں ہوں گے گرمی اور دھوئیں کی تکلیف سے اوپر اُٹھیں گے اور جن لوک میں منتقل ہوجائیں گے۔ برھما کے بیٹے سنگ سنند، سنندناد، اسر، کپل، بود اور بنچ شک جو دنیا کی پیدائش کے قبل تھے اسی لوک میں ہیں۔"

طوفان کے متعلق ابومعشر کی رائے ہندو اقوال سے ماخوذ ہے

ان حکایتوں سے ضمناً معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کلپ کے آخر میں فنا ہوجاتی ہے۔ طوفان کے متعلق ابومعشر کی یہ رائے کہ ستاروں کے اجتماع کے وقت ہوتا ہے ان ہی حکایتوں سے ماخوذ ہے۔ اس لیے کہ ستاروں کی یہ شکل (یعنی اجتماع) ہر چتر جگ کے آخر اور ہر کلجگ کی ابتدا میں ہوتی ہے۔ اگر یہ اجتماع کامل درجہ کا نہیں ہوگا، یقیناً اس سے ہلاکت و بربادی بھی کامل درجہ کی نہیں ہوگی۔ ان مضامین پر جس قدر غور کیا جاتا ہے، ان کے معانی زیادہ کھلتے اور ناموں اور الفاظ کی شرح و توضیح زیادہ ہوتی ہے۔

دنیا کی آبادی و بربادی کے متعلق بدھ مذہب کے خیالات منقول از ایران شہری

ایران شہری نے اسی کے مشابہ فرقہ شمنیہ (بودھ مذہب) سے انھیں

خرافات کے مشابہ یہ نقل کیا ہی کہ میرو پہاڑ کے اطراف میں چار دُنیائیں ہیں جو باری باری آباد اور ویران ہوتی رہتی ہیں ۔ ویرانی اس طرح ہوتی ہی کہ سات آفتابوں کے پے در پے طلوع ہونے سے ان میں آگ لگ جاتی ہی، دریا کا پانی خشک ہوجاتا ہی اور اس میں بھڑکتی ہوئی آگ داخل ہوجاتی ہی۔ آبادی اس طرح ہوتی ہی کہ آگ اس میں سے نکل کر دوسری دُنیا میں چلی جاتی ہی۔ جب آگ نکل جاتی ہی ہوا تند ہوتی اور بدلی اُٹھاکر اس قدر پانی برساتی ہی کہ سمندر بن جاتا ہی اور اس کے کف سے سیپ پیدا ہوتا ہی جس کے ساتھ روح متصل ہوجاتی ہی اور پانی خشک ہونے پر اسی سیپ سے انسان پیدا ہوتا ہی ۔ اس فرقے کے بعض لوگوں کی یہ رائے ہی کہ انسان اس دُنیا میں دوسری دُنیا سے آتا ہی اور تنہائی سے گھبراتا ہی یہاں کے فکر (یعنی تخیل) سے اس کا جوڑا پیدا ہوجاتا ہی اور اس سے نسل کی ابتدا ہوتی ہی ۔

باب ۳۳

یوم کے اقسام اور اس کے دن اور رات کا بیان

دن اور رات کی تعریف ہمارے اور ہندو وغیرہ سب کے نزدیک رواج و عادت کے مطابق یوم اس مدت کا نام ہے جس کے اندر آفتاب بضمن پورے عالم کی حرکت کے دائرہ عظمیٰ کے نصف سے چل کر پھر بعینہ اسی نصف پر واپس آجاتا ہے جہاں سے چلا تھا مشاہدے کے اعتبار سے یوم دو حصوں میں تقسیم ہے ایک حصہ دن ہے۔ یہ وہ مُدّت ہے جس میں آفتاب زمین کے کسی مقررہ جگہ کے باشندوں کے حق میں ظاہر رہتا ہے دوسرا حصہ رات ہے۔ یہ اس مُدّت کا نام ہے جس میں آفتاب ان لوگوں سے چھپا رہتا ہے۔ آفتاب کا ظاہر اور غائب ہونا صرف افق کی اضافت سے ہے۔ یہ معلوم ہے کہ خط استوا کا افق (اور ہندو خط استوا کے اُفق کو ایسا ملک کہتے ہیں جس میں عرض نہیں ہے) ان مدارات کو جو معدل النہار کے متوازی ہیں دو نصف (یعنی برابر حصوں) میں کاٹتا ہے اور اس وجہ سے ان مقامات میں دن اور رات ہمیشہ مساوی ہوتے ہیں۔ اور جو افق ایسے ہیں کہ مدارات کو کاٹتے ہیں اور ان کے قطب پر نہیں گزرتے وہ ان ہی کے چھوٹے مدارات کو غیر مساوی

حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان مساکن کے دن اور ان کی راتیں سوائے اوقات اعتدالین (یعنی اعتدال ربیعی اور اعتدال خریفی) کے ہمیشہ غیر مساوی ہوتے ہیں اور اعتدالین کے وقت ہر جگہ سوائے کوہ میرو اور جزیرہ بروامخ کے دن اپنی رات کے برابر ہوجاتا ہی اور زمین کے کل مقامات کی اس وقت وہی حالت ہوجاتی ہی جو خط استوا کے مقامات کی پھر اوقات اعتدال کے ماسوا دوسرے اوقات میں فرق قائم رہتا ہی۔

دن کی ابتدا اُفق پر آفتاب کے طلوع ہونے سے اور رات کی ابتدا اُفق میں آفتاب کے غروب ہونے سے ہوتی ہی۔ ہندوؤں کے نزدیک دن، رات پر مقدم ہی اور رات دن کے بعد ہی۔ اسی وجہ سے ان لوگوں نے اس یوم کا نام سابن یعنی طلوعی رکھا ہی۔ نیز

منش ہوراتر یعنی انسانی یوم | اس یوم کو منش ہوراتر، یعنی انسانی یوم کہتے ہیں۔ اس لیے کہ ہندو عوام اس کے سوا دوسرے یوم کو نہیں جانتے۔

جب اس یوم کی حقیقت معلوم ہوگئی تو دوسرے ایام کی مقدار قرار دینے کے لیے ہم اس کو اصل اور ماںقی سب (قسم کے دنوں کے) شمار اور تعین کے لیے معیار قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں :۔

پترین ہوراتر یعنی آبا کا یوم | انسانی یوم کے بعد پترین ہوراتر، یعنی آبا (اگلے بزرگوں) کا یوم ہی۔ ہندوؤں کا اعتقاد ہی کہ اگلے بزرگوں کی روحیں فلک قمر میں رہتی ہیں۔ اس یوم کے دن اور رات چاند کے افق پر ظاہر و غائب ہونے کے اعتبار سے نہیں بلکہ اُس کی روشنی و تاریکی سے بنتے ہیں۔ جب چاند کی روشنی اُس کے اوپر کے حصہ میں ان

بزرگوں کی طرف ہوتی ہی۔ وہ ان کا دن ہوتا ہی اور جب روشنی نیچے کے حصے میں ہوتی ہی یہ ان کی رات ہوتی ہی۔ ظاہر ہی کہ ان کا نصف النہار اجتماع کا وقت (یعنی وہ وقت جب آفتاب و ماہتاب دونوں ایک منزل میں جمع ہو جاتے ہیں اور چاند زمین سے بالکل چھپ جاتا ہی) ہوگا۔ اور نصف لیل استقبال کا وقت ہوا (یعنی جس وقت آفتاب و ماہتاب آمنے سامنے ہوتے ہیں اور ماہتاب بدر بن جاتا ہی) بس پورا قمری مہینہ ان کا ایک یوم ہوگا۔ نصف نہار اور نصف لیل سے یہ لازمی نتیجہ نکلتا ہی کہ وہاں دن اس وقت شروع ہوگا جب چاند کے نصف روشن جسم میں روشنی بڑھنی شروع ہوگی اور رات کی ابتدا اس وقت ہوگی جب اس کے نصف روشن جسم میں روشنی گھٹنے لگے گی۔ بہ طریق تشبیہ کہا جا سکتا ہی۔ کہ آدھے چاند کا روشن ہونا ایسا ہی جیسا آفتاب کے نصف قرص کا افق سے طلوع ہونا اور نصف کا اس میں غروب ہونا۔ بزرگوں کا یوم مہینے کے آخر تربیع[ملہ] سے بعد والے مہینے کے اول تربیع تک ہوتا ہی اور ان کی رات اُسی مہینے کے اول تربیع سے اسی مہینے کے دوسرے تربیع تک ہی اور دونوں کا مجموعہ ان کا ایک یوم ہی۔

بشن دھرم کے مصنف نے پہلے اسی جامعیت اور تفصیل و تحدید کے ساتھ یوم کو بیان کیا پھر دوبارہ بیان کرنے میں یہ تحقیق نہیں رہی۔

ملہ تربیع علم ہندسہ کا اصطلاحی لفظ ہی۔ انگریزی میں تربیع آخر کو Last Qarter اور تربیع اوّل کو First quarter کہتے ہیں۔

اور مہینے کے نصف تاریک کو جو استقبال[1] کے وقت سے اجتماع کے وقت تک ہوتا ہے، بزرگوں کا یوم اور دوسرے نصف روشن کو ان کی رات قرار دیا۔ صحیح اس مبحث میں وہی ہے جو پہلے بیان ہوا۔ اس کے صحیح ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ان کے یہاں یوم اجتماع میں بزرگوں کے لیے صدقہ کرنے کا رواج ہے۔ ان لوگوں نے تصریح کی ہے کہ غذا کا وقت نصف النہار ہے۔ اس وجہ سے صدقہ ان کے پاس اس وقت پہنچتا ہے جو ان کے کھانے کا وقت ہے۔

دب ہوراتر یعنی فرشتوں یا دیوتاؤں کا یوم

بزرگوں کے یوم کے بعد دب ہوراتر، یعنی فرشتوں کا یوم ہے۔ یہ معلوم ہے کہ انتہائی عرض بلد کا اُفق جو نوے درجہ پر اس جگہ واقع ہے جہاں قطب ٹھیک سر کے اوپر ہے تقریبًا معدل النہار ہے۔ اس لیے کہ وہ اس زمین کی افق حسی سے جس پر میرو ہے تھوڑا نیچے ہے۔ میرو کی چوٹی اور چوٹی و سطح کے درمیان کا افق ممکن ہے کہ خود معدل النہار ہو اور افق حسی اس سے نیچے ہو۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ منطقۃ البروج، معدل النہار سے تقاطع کرکے دو برابر نصفا نصف حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک نصف افق کے اوپر اور دوسرا افق کے نیچے ہے۔ اب چونکہ مدارات یومیہ مقنطرات یعنی محرابوں کی شکل میں اُفق کے متوازی ہیں اس وجہ سے آفتاب جب تک بروج شمالی میں رہتا ہے آسیائی گردش کرتا ہوا ان لوگوں کے لیے جو شمالی قطب کے نیچے ہیں اُفق کے اوپر ظاہر

---

[1] یوم استقبال کو ہندو پونم (یا پورنماشی) کہتے ہیں اور یوم اجتماع کو اماوش۔

رہتا ہے۔ اور اس قطب والوں کا یہ دن ہے اور ان لوگوں کے لیے جو قطب جنوبی کے نیچے ہیں اُفق کے نیچے چھپا رہتا ہے اور یہ اس قطب والوں کی رات ہے۔ پھر جب آفتاب جنوبی بروج میں منتقل ہوتا ہے، اُفق کے نیچے گردش آسیائی کرتا ہے۔ اس لیے یہ قطب شمالی والوں کی رات اور قطب جنوبی والوں کا دن ہوتا ہے۔

دونوں قطبوں کے نیچے دیبک یعنی روحانی قوموں کی آبادیاں ہیں اس لیے یہ یوم ان کی طرف منسوب ہے۔

ارجہد کسموری نے کہا ہے: "شمسی سال کے ایک نصف کو دیو اور دوسرے نصف کو دانب دیکھتے ہیں اور قمری ماہ کے ایک نصف کو پترین اور دوسرے نصف کو انسان دیکھتے ہیں۔ اس طرح فلک بروج میں آفتاب کا دورہ دیو اور دانب ہر ایک کے لیے دن اور رات پر مشتمل ہے اور دونوں کا مجموعہ یوم ہے۔"

"اس لحاظ سے ہم لوگوں کا سال دیب (یعنی فرشتوں) کا ایک یوم ہے۔ اس یوم کا دن اس کی رات کے مساوی نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ آفتاب نصف شمالی میں اپنے اوج کے گرد زیادہ دیر تک رہتا ہے اور اس سبب سے دن کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے اور اس کی تلافی اس تفاوت سے نہیں ہوتی جو درمیان اُفق حسی اور افق حقیقی کے ہے۔ اس لیے کہ کرۂ آفتاب میں یہ تفاوت نہیں ہوتا۔" نیز ہندوؤں کے نزدیک اس جگہ کے رہنے والے سطح زمین سے بہت بلند ہیں، اس لیے کہ وہ میرو پہاڑ میں ہیں۔ اس رائے کا معتقد اس پہاڑ کے اس قدر بلند ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے جس کا ذکر اس کے موقع

پر کیا جاچکا ہی۔ پہاڑ کے اس قدر بلند ہونے کا یہ لازمی نتیجہ ہی کہ افق اسی قدر پستی میں ہو (یعنی دائرۂ معدل النہار سے نیچے ہو) جس سے رات پر دن کی زیادتی دوگنا ہوجاتی ہی۔ اگر یہ اعتقاد صرف مذہبی روایات پر مبنی اور اس کے ساتھ باہم مختلف فیہ نہ ہوتا تو ہم اس کی مقدار کو استخراج کردیتے جس میں کوئی فائدہ نہیں ہی۔

بعض ہندو عوام نے یہ سُنا کہ اس یوم کا دن شمال میں اور رات جنوب میں ہوتی ہی اور اس کے ساتھ یہ دیکھا کہ سال کے دو حصے جو فلک برج کے دو نصف سے بنتے ہیں اُن میں سے ایک نصف شتوی سے اوپر کی طرف چڑھتا اور شمال کی جانب منسوب ہی اور دوسرا نصف انقلاب صیفی سے نیچے کی طرف اُترتا اور جنوب کی طرف منسوب ہی۔ اس لیے ان لوگوں نے اس یوم کا دن اس نصف کو جو اوپر چڑھتا ہی اور رات اس نصف کو جو نیچے اُترتا ہی قرار دیا اور اس کو ہمیشہ کے لیے کتابوں میں درج کردیا۔ اسی طرح بشن دھرم کے مصنف نے ایک موقع پر کہا ہی کہ جس نصف کی ابتدا برج جدی سے ہی وہ آسر یعنی دانب کا دن ہی اور اس کی رات، سرطان، سے شروع ہوتی ہی۔ اور اس سے پہلے اسی مصنف نے کہا ہی کہ وہ نصف جو حمل سے شروع ہوتا ہی دیو کا دن ہی۔ اور یہ نہیں سمجھا کہ قطبین پر مبادلہ کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا لیکن جو شخص باخبر اور علم ہیئت سے واقف ہی اس کی تحقیقات اس قسم کی باتوں سے دور ہوتی ہی۔

برہما ہورا تر یعنی برہما کا یوم	یوم دت کے بعد برہما ہورا تر ہے یہ برہما کا یوم ہی اور روشنی و تاریکی یا ظاہر ہونے اور غائب ہونے

سے نہیں بنتا بلکہ موجودات طبعی کے اندر طبیعت کے اس اقتضا سے بنتا ہے کہ دن کا وقت حرکت کے لیے اور رات کا وقت سکون کے لیے ہے۔ ہم لوگوں کے سال سے برہما کے ایک یوم کی مقدار آٹھ ارب چونسٹھ کروڑ (۸۶۴۰۰۰۰۰۰۰) سال ہے۔ اس یوم کے اس نصف میں جو دن ہے اثیر (یعنی فضا) مع ان تمام چیزوں کے جو اس کے اندر ہیں متحرک رہتا ہے۔ زمین آباد اور روئے زمین پر کون و فساد یعنی بننے اور بگڑنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دوسرے نصف میں جو اس کی رات ہے حالت دن کے برخلاف ہوتی ہے تغیر پیدا کرنے والی قوتوں کے ساکن اور حرکت پیدا کرنے والی قوتوں کے بے اثر ہوجانے سے زمین میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا۔ وہ حالت ہوتی ہے جس طرح موجودات طبعی رات کے وقت اور جاڑے کے موسم میں آرام لیتی اور اپنے کو اس لیے جمع کرتی ہیں کہ دن کے وقت اور گرمی کے موسم میں نئے کون (یعنی نئے احوال اور نئی صورتوں) کے لیے تیار ہوجائیں۔

برہما کا دن ایک کلپ اور اس کی رات ایک کلپ ہے اور یہی وہ مدت ہے جس کو ہمارے علما سند ہند کہتے ہیں۔

پُرش ہوراتر یعنی نفس کلّی کا یوم

اس یوم کے بعد پُرش ہوراتر یعنی نفس کلّی کا یوم ہے۔ اس یوم کا نام مہا کلپ یعنی کلپ اعظم ہے۔ ہندو اس سے صرف یہ کام لیتے ہیں کہ مدت کو ایسی چیز سے مقرر کریں جو وقت کا قائم مقام ہو اور اس میں دن اور رات کی تفصیل نہ ہو۔ مہا کلپ سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کا دن وہ مدت ہے جس میں نفس کو ہیولیٰ کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور اس کی

رات وہ مدت جس میں دونوں کے درمیان جُدائی ہوجاتی اور ارواح کو سکون ہوتا ہی۔ اور یہ کہ وہ حالت جو ان کے تعلق اور اتصال کا سبب ہی اس یوم کے تمام ہونے پر ازسرنو رجوع کرتی ہی۔

کتاب بشن دھرم میں ہی: "برھما کی عمر پرش کا (ایک) دن ہی اور اسی کے برابر اُس کی (ایک) رات ہی" ان لوگوں کا اس پر اس پر اتفاق ہی کہ برھما کی عمر اُس کے سال سے ایک سو سال ہی اور ان کے نزدیک ہر قسم کے سال تین سو ساٹھ تضاعیف (یعنی ایک مقدار کے متعدد مکرر اجزا) سے بنتے ہیں (جو سال کے لیے اس یوم کے ہوتے ہیں) برھما کے یوم کی مقدار اوپر بیان ہوچکی ہی۔ پس اس کا ایک سال ہم لوگوں کے ....۳۱۱۰۴۰ سال کے برابر ہوگا اور اس کا ایک سال عدد مذکور پر دو صفر بڑھانے سے کہ کل دس صفر ہوجائے، ہم لوگوں کے سال کے مطابق ہوگا۔ اور یہ پُرش کا ایک دن ہوگا۔ اور اس کا یوم اس عدد کا دُگنا یعنی:

........۶۲۲۰۸۰ ہوگا"

پراردھ کلپ کا یوم

پلس سدھانتہ میں ہی: "برھما کی عمر پُرش کا ایک دن ہی لیکن اس نے یہ کہا ہی کہ پرش کا دن پرارد ھکلپی ہی۔ اور ان لوگوں نے یہ بھی کہا ہی کہ پرارد ھکلپی کا[1] کا دن ہی اور "کا" سے ان کی مراد وہ علت اولیٰ ہی جو تمام موجودات سے بالاتر ہی۔ یہ (پرارد ھکلپی) وہی کلپ ہی جو حساب کے اٹھارھویں مرتبہ میں

---

[1] "کا"، کا لفظ سنسکرت میں کہا ہی۔

ہی۔ پس یہ (یعنی پراردھ کلپ) اس مرتبہ کا نام ہی اور اُس سے مُراد نصف آسمان سے ہی۔ پورا آسمان اس کا دوگنا ہوگا اور وہ پورا یوم ہوگا۔ پس "کا" کا سال ہمارے سال سے ۴۶۸ پر دائیں جانب چوبیں صفر لگانے سے ہوگا۔ اور مناسب تو یہ ہی کہ ہم اس سے (یعنی پراردھ کلپ سے) بجائے عددی ترکیب کے مطلق زمانے کا مفہوم ذہن میں لادیں اس لیے کہ وہ لامحالہ ترکیب و تحلیل اور ایجاد اور اعدام سے اخذ کیا گیا ہی۔

باب ۳۴

یوم کے چھوٹے اجزا جو یوم سے کم ہیں۔

گھٹی یعنی گھڑی اور اس کا معیار

چونکہ یہ لوگ ان اجزا کی تقسیم بہت چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بغیر کسی معقول بنیاد کے کرتے ہیں اس وجہ سے ان کے متعلق ان کے اندر بے انتہا اختلاف پایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی دو کتاب میں ان کی حالت ایک نہیں پاؤگے اور نہ کسی دو شخص سے ایک بات سنوگے ۔ ایک قول یہ ہے کہ یوم ساٹھ دقیقہ پر تقسیم ہے اور ہر دقیقہ کا نام گھڑی ہے ۔ اوپل کشمیری کی کتاب "سرذذو" میں ہے "کہ اگر ایک لکڑی میں ایسا اسطوانی سوراخ کھودو کہ اس کے دَور کا قطر بارہ انگشت اور بلندی چھ انگشت ہو تو اس میں تین من پانی سمائے گا اور اس کی تہ میں ایسا سوراخ کیا جائے جس میں جوان عورت کا جو نہ بوڑھی ہو نہ کمسن لڑکی چھ عدد بٹے ہوئے بال سما جائیں تو یہ پانی اس سوراخ سے ایک گھڑی میں باہر نکلے گا۔"

جشک یعنی ثانیہ یا سکنڈ

پھر یوم کا ہر دقیقہ ساٹھ ثانیہ پر تقسیم ہے اور ہر ثانیہ کا نام جشک یا چلک ہے اور اس کو بگنہک بھی کہا جاتا ہے

پران ثانیہ کا چھٹا حصہ

ہر ثانیہ چھ حصوں میں تقسیم ہے اور اس کے

ہر حصہ کا نام پران یعنی سانس ہی۔ کتاب سرودو میں اس کی حد یہ بیان کی گئی ہی کہ "اعتبار ایسے سوئے ہوئے شخص کی سانس کا ہی جو اعتدال (مزاج) کی حالت میں سویا ہو، نہ بیمار ہو نہ بول و براز کو روکے ہو نہ بھوکا ہو نہ پیٹ بھرا ہوا ہو اور نہ کسی رنج یا خوف کا خیال دل میں رکھتا ہو۔ وجہ یہ ہی کہ سونے والے کی سانس میں اُن نفسانی حالتوں سے جو خواہش یا خوف سے پیدا ہوتی ہیں اور ان جسمانی حالتوں سے جو خُلو معدہ یا شکم پُری سے پیدا ہوتی ہیں یا اس حالت سے جو خوش مزاجی میں خلل پیدا کرتی ہی تبدیلی واقع ہوجاتی ہی۔"

خواہ پُران کی وہ مقدار اختیار کی جائے جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا۔ یا ایک گھڑی میں تین سو ساٹھ جز قرار دیے جائیں یا فلک کے ہر درجہ میں ساٹھ جز قرار دیے جائیں۔ سب برابر ہیں

نارِی، ثانیہ کا دوسرا نام

یہاں تک اگرچہ ان لوگوں کے درمیان ناموں میں اختلاف ہی، مطلب میں اختلاف نہیں ہی۔ برہمگویت نے ثانیہ کا نام جو جُنک تھا، نارِی رکھا اور ارجبھد کسموری نے بھی ثانیہ کا یہی نام رکھا لیکن اس نے یوم کے دقیقوں کا نام بھی ناری ہی رکھا ہی۔ یہ دونوں پُران سے نیچے نہیں اُترے جو فلک کے دقائق کے مقابلے میں ہی۔ پلس کہتا ہی کہ فلک کے

فلک کا ایک دقیقہ انسان کے ایک سانس کے برابر ہی

دقیقے جو ۲۱۶۰۰ ہیں انسان کی اوسط سانس سے جیسی وہ اعتدالین کے وقت اور صحت کی حالت میں ہوتی ہیں، مشابہ ہیں۔ فلک کا ایک دقیقہ،

(اتنی مدت میں) گردش کرتا ہے جتنی مدت میں ایک سانس گزرتی ہے۔

کُش یعنی راج دقیقہ بعض لوگوں نے دقیقہ اور ثانیہ کے درمیان ایک دوسری مقدار داخل کی ہے جس کا نام کُش رکھا ہے۔ یہ بقدر ربع دقیقہ (= ¼) کے ہے۔ اور ایک کُش کا ثلث

کل وجشہ یعنی دقیقہ کا ساٹھواں حصہ حصہ کرکے ہر حصہ کا نام کَل رکھا ہے۔ یہ دقیقہ کا ساٹھواں حصہ (= ۱/۶۰) ہے اور یہی جشہ ہے لیکن اس کا نام کَل رکھ دیا ہے۔

نمیش، لَب اور توتی اس تقسیم کے نچلے مرتبہ میں تین نام ہیں۔ جن کی ترتیب میں اختلاف نہیں ہے ان میں سے اوپر والے کا نام نمیش ہے۔ یہ دو پلک جھپکنے کے درمیان آنکھ کھلے رہنے کی طبعی مدت ہے۔ درمیانی مرتبہ کا نام لب اور نچلے مرتبہ کا نام توتی (تُرُت) ہے۔ ہندو کسی چیز سے خوش ہوکر اس کی تعریف کرتے ہوئے یا اس سے متعجب ہوکر بیچلی انگلی کو انگوٹھے کے اندرونی سرے سے ملاکر آواز نکالتے (یعنی چٹکی بجاتے) ہیں۔ یہی توتی ہے۔ ان تینوں کے باہمی تناسب کے متعلق بہت اختلاف ہے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ دو توتی ایک لَب کے برابر اور دو لب ایک نمیش کے برابر ہے

پھر اس میں بہت اختلاف ہے کہ نمیش سے اوپر کا مرتبہ نمیش کی کتنی تعداد سے بنتا ہے۔ کوئی اس کو پندرہ قرار دیتا ہے۔ کوئی تیس اور کوئی تینوں (یعنی توتی لَب اور نمیش) میں سے ہر ایک کی تعداد (اس کے اوپر والے مرتبہ کے لیے) آٹھ آٹھ قرار دیتا ہے۔ (یعنی آٹھ تُرُت کا ایک لب اور آٹھ لب کا ایک نمیش اور آٹھ نمیش کا

ایک گش)۔

کتاب سُرَوزِدو میں یہی آخری قول اختیار کیا گیا ہی اور نجمی جو ان کا ایک فاضل منجم ہی یہی رائے رکھتا ہی اور اس نے یہ دعوی کرکے کہ توتی کے نیچے ایک اور درجہ ہی جس کا نام 'اِن' ہی اور ایک توتی آٹھ اِن کا ہوتا ہی ان اجزا کی باریکی میں اور اضافہ کردیا ہی۔ نمیش کے اوپر کاشت۔ اور کل ہی۔

جیسا کہ ہم نے ابھی کہا بعض لوگوں نے جشہ کا نام کل رکھا ہی اور اس کو تیس کاشت اور ایک کاشت کو پندرہ نمیش ایک نمیش کو دو لب اور ایک لب کو دو توتی قرار دیا ہی۔ بعض نے کل کو یوم کے دقیقے کا سولھواں (= $\frac{1}{16}$) جز اور ایک کل کو تیس کاشت، اور ایک کاشت کو تیس نمیش قرار دیا ہی اور اس سے نیچے جیسا بیان کیا جاچکا۔ اور بعض نے ایک جشہ کو چھ نمیش اور ایک نمیش کو تین لب قرار دیا ہی اور قصہ یہیں ختم کردیا ہی۔

باج پران میں ہی:- "ایک مہورت تیس کل، ایک کل تیس کاشت اور ایک کاشت پندرہ نمیش کا ہوتا ہی" باج پران کا بیان اس سے نیچے نہیں اُترا ہی۔

اس مضمون کی تحقیق کا کوئی ذریعہ نہیں ہی اس وجہ سے مناسب یہی ہی کہ ہم لوگ وہی رائے اختیار کرلیں جو ادپل اور نجمی کی ہی (یعنی پران کے نیچے کے مراتب کا آٹھ پر مشتمل ہونا)۔ اس کے مطابق ایک پران آٹھ نمیش، ایک نمیش آٹھ لب، ایک لب آٹھ

توتی اور ایک توتی آٹھ اِن ہوگا۔ جیسا ذیل کے جدول میں درج کیا جاتا ہے:-

نام	چھوٹے اجزا کی تعداد جن سے بڑا جزو بنتا ہے۔	ان اجزا کی وہ تعداد جن سے یوم بنتا ہے۔
گھڑی یا ناری	۶۰	۶۰
کُشن	۴	۲۴۰
جشن، ناری، کل	۱۵	۳۶۰۰
پُران	۶	۲۱۶۰۰
لَب	۸	۱۳۸۲۴۰۰
توتی	۸	۱۱۰۵۹۲۰۰
اِن	۸	۸۸۴۷۳۶۰۰

پہرہ یا پہر عام طور پر ایک یوم آٹھ پَہر (یعنی پہر) میں بھی یعنی گھڑیال کی آٹھ نوبت میں بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے بعض شہروں میں بنکام (یعنی پانی کی گھڑی) بنی ہوئی ہے جس سے آٹھوں پہرہ کے پانی کو دیکھتے رہتے ہیں اور جب ایک نوبت جو ساڑھے سات گھڑی ہوتی ہے، گزر جاتی ہے تو نقارہ پیٹتے یا پیچ دار ناقوس بجاتے ہیں، جس کا نام ہندوؤں میں شنکھ (سنکھ) اور فارسی میں سپید مہرہ ہے۔ ہم نے اس کو شہر پرشور میں دیکھا ہے۔ ان بنکاموں کے لیے اور ان کا انتظام کرنے والوں کے لیے اوقاف ہیں اور ان کے وظیفے مقرر ہیں۔

مہورت اور اس کے مقدار کی نوعیت دن کی تقسیم تیس مہورت پر بھی ہوتی ہے

مہورت کی حالت مشکوک ہی۔ کبھی یہ خیال ہوتا ہی کہ اس کی مقدار مساوی ہی۔ یعنی جب اس کو گھڑی کی طرف نسبت کرتے اور کہتے ہیں کہ دو گھڑی ایک مہورت ہی یا نوبت کی طرف منسوب کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ ایک نوبت تین اور تین ربع مہورت (= ۳ ۳/۴) ہی اس اعتبار سے اس کی حالت مستوی ساعت کے مثل ہوتی ہی (یعنی ایسی ساعت جس کی مقدار میں اختلاف نہیں ہوتا.) لیکن مستوی ساعات کی تعداد ہر ذی میل مدار (یعنی عرض بلد) میں دن اور رات کے لیے مختلف ہوتی ہی۔ اس وجہ سے مہورت کی نسبت یہ سمجھا جاتا ہی کہ اس کی مقدار دن کے لیے رات کی مقدار سے علیحدہ ہی۔

پھر جب یہ لوگ مہورت کے ارباب (یعنی حاکموں) کا شمار کرتے ہیں تو یہ خیال بدل جاتا ہی۔ اس لیے کہ یہ لوگ دن اور رات ہر ایک کے لیے پندرہ پندرہ ارباب قرار دیتے ہیں اور اس لحاظ سے مہورت کی حالت وقت کے معوّج یا غیر مستوی ساعات کی ہو جاتی ہی (یعنی ایسی ساعتیں جن کی مقدار بدلتی رہتی ہی مثلاً کبھی ساٹھ دقیقہ اور کبھی پچاس یا پینتالیس دقیقہ)۔

اس (دوسرے خیال) کی تائید ان کے ایک عمل سے ہوتی ہی جس سے یہ لوگ مہورت کا پتہ اس طرح لگاتے ہیں کہ وقت پر کسی شخص کے سایہ کو انگل سے ناپ کر اس میں سے اتنے انگل جو نصف النہار کے سایہ کے ہیں نکال دیتے ہیں اور جو باقی رہتا ہی اس کو جدول ذیل کے وسط میں درج کر لیتے ہیں جس کو ہم نے

ان کی ایک نظم سے نقل کیا ہے:-

نصف نہار سے پہلے گزرا ہوا مہورت	١	٢	٣	۴	۵	۶	۷	
سایۂ زوال سے بڑھا ہوا سایہ	۹۶	۶٠	١٢	۶	۵	٣	٢	١
نصف نہار کے بعد گزرا ہوا مہورت	١۴	١٣	١٢	١١	١٠	۹	٨	

سدہانده کے شارح بلس نے اخیر رائے کی تصریح کی ہے اور جو شخص مہورت کی مقدار کو مطلقاً دو گھڑی کہتا ہے۔ اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ سال کے اندر یوم کی گھڑیوں کی مقدار مختلف ہوتی رہتی ہے حالانکہ مہورت کی تعداد مختلف نہیں ہوتی لیکن جہاں مہورت کی مقدار کی علت بیان کی ہے وہاں خود اپنے اعتراض کی تردید کر دی ہے اور یہ کہا ہے کہ اس نے مہورت کو سات سو بیس پران اس سبب سے قرار دیا ہے کہ نفس (سانس) اپان یعنی ہوا کو اندر کھینچنے اور پران یعنی ہوا کو باہر نکالنے سے مرکب ہے۔ ان دونوں کا نام نشاس اور اوشاس بھی ہے۔ جب ان دونوں میں سے ایک کا ذکر کیا جاتا ہے تو دوسرا اس کے ضمن میں داخل رہتا ہے۔ جس طرح دن کے ذکر میں رات داخل رہتی ہے۔ اس لحاظ سے مہورت تین سو ساٹھ اندر جانے والی اور اسی قدر باہر آنے والی ہے۔ اسی لیے اس نے گھڑی کی مقدار میں ان دونوں میں سے صرف ایک پر اکتفا کیا ہے اور اس کو تین سو ساٹھ نفس مطلق قرار دیا ہے۔

جب مہورت کی مقدار سانس سے قرار دی جائے گی تو اس کا معیار وہی ہوگا جو گھڑی اور مستوی ساعات کا ہے۔ لیکن

پلس اس سے انکار کرتا ہی اور اپنے مخالفین کے مقابلے میں جو یہ کہتے ہیں کہ " دن میں مہورت کی مقدار پندرہ اس وقت ہوتی ہی جب اس کو شمار کرنے والا خط استوا پر ہو یا اگر خط استوا سے ہٹا ہوا ہو تو استوائیں (یعنی استوائے ربیعی اور استوائے خریفی) کے وقت میں ہو" یہ دلیل پیش کرتا ہی کہ " آبجتی نصف النہار اور (دن کے) دوسرے نصف کے ابتدا میں واقع ہوتی ہی پس اگر مہورت کی تعداد دن میں مختلف ہوا کرتی تو اس کا وہ عدد بھی جو آبجتی پر بحیثیت نصف النہار کے اطلاق کیا جاتا ہی مختلف ہوتا رہتا" (یعنی اس کو ہمیشہ آٹھواں مہورت نہیں کہا جاتا)۔

بیاس نے جدھشٹر کی پیدائش کی نسبت کہا ہی کہ آٹھویں مہورت میں نصف النہار کے وقت نصف روشن میں واقع ہوئی - اگر مخالف اس سے یہ سمجھے کہ یوم اعتدال میں واقع ہوئی تو بارکند یو نے اس کے متعلق کہا ہی کہ "چیرت (یعنی جیٹھ) کے مہینے میں پورے چاند کے وقت واقع ہوئی تھی" اور یہ وقت اعتدال سے دور ہی۔

نیز بیاس نے باسدیو کی پیدائش کے متعلق کہا ہی کہ " آبجتی میں رات کا شباب گزر جانے اور اس کے نصف پر پہنچنے کے وقت ماہ بہادرپت (بھادوں) کے نصف تاریک کے آٹھویں (دن) واقع ہوئی" اور یہ وقت بھی اعتدال سے دور ہی۔

کنس کے بھانجے ششپال کی پیدائش اور باسدیو کے ہاتھ سے اس کے مارے جانے کا قصہ

ششٹ نے کہا ہی کہ باسدیو نے کنس کے بھانجے ششپال

کو آبجیتی میں قتل کیا۔ ششپال کا قصہ ان لوگوں نے یہ بیان کیا ہی کہ وہ چار ہاتھوں کے ساتھ پیدا ہوُا تھا اور اس کی ماں کو عالم بالا سے یہ ندا ہوئی تھی کہ جس شخص کے اس کو ہاتھ لگاتے سے اس کے دونوں زائد ہاتھ گر جائیں وہ اس کا قاتل ہی۔ جو شخص آتا تھا لوگ ششپال کو اس کی گود میں رکھتے تھے۔ جب باسدیو نے اس کو ہاتھ لگایا اس کے دونوں ہاتھ جیسا کہا گیا تھا گر گئے۔ باسدیو کی خالہ نے اس سے کہا کہ بلاشبہ تو میرے لڑکے کو قتل کرے گا۔ باسدیو نے جو اس وقت لڑکوں میں شمار کیا جاتا تھا کہا کہ ہم اس وقت تک اس کو قتل نہیں کریں گے جب تک یہ جرم عمد سے اس کا مستحق نہ ہولے گا اور جب تک اس کے جُرم دس سے بڑھ نہیں جائیں گے ہم اس کو سزا نہیں دیں گے۔

ایک مدت کے بعد جدھشٹر نے آگ کی قربانی کا سامان کیا جس میں کل مشہور شخص حاضر تھے۔ جدھشٹر نے حاضرین کی ترتیب اور اور سینی میں پانی اور گلاب پیش کرنے کے متعلق جس کا مستحق وہ شخص ہوتا ہی جو سردار سمجھا جاتا ہی مشورہ کیا۔ بیاس نے باسدیو کو مقدم کرنے کا مشورہ دیا۔ باسدیو کی خالہ کا بیٹا بھی موجود تھا۔ اس نے اس بنیاد پر ناراضگی ظاہر کی کہ وہ باسدیو سے زیادہ عزت کا مستحق ہی اور فخر کے جوش میں باسدیو کے باپ کی ہجو کرنے لگا۔ باسدیو نے اس کی بے ادبی پر لوگوں کو توجہ دلائی اور اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ بات بڑھ کر دس سے متجاوز ہوگئی۔ تب باسدیو نے سیٔنی لے کر ششپال پر اس طرح پھینکی جس طرح چکر (ایک قسم کا گول

ہتھیار) پھینکا جاتا ہی اور اس کا سر کاٹ ڈالا - یہ ہی وہ قصہ جو بیان کیا جاتا ہی -

دلیل مذکور سے وہ مطلب جس کے لیے وہ پیش کی گئی ہی اس وقت تک نہیں ثابت ہو سکتا جب تک یہ ثابت نہ ہولے کہ آبجتی نصف نہار اور آٹھویں نہورت کے نصف پر برابر برابر واقع ہوتی ہی - اگر یہ ثابت نہ ہو تو چونکہ نہورت کی مُدت میں وسعت ہی اور ہندستان میں دن اور رات کا فرق بہت کم ہی - احتمال ہوگا کہ ان اوقات میں جو اعتدالین سے دور ہیں نصف نہار آٹھویں نہورت کے کسی ایک کنارہ پر اور آبجتی اس کے ضمن میں ہو -

اس دلیل کے پیش کرنے والے کی نافہمی کا ایک ثبوت یہ ہی کہ اس نے اپنے دلائل میں، گرگ کا یہ قول نقل کیا ہی کہ خط استوا کی آبجتی میں سایہ معدوم ہوتا ہی - حالانکہ خط استوا پر سایہ کا معدوم ہونا صرف اعتدالین کے دو دنوں میں ہوتا ہی - لیکن اگر ایسا ہمیشہ بھی ہوتا تو اس مبحث میں اس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا -

مہورت کے ارباب مہورت کے ارباب کے نام ذیل کے جدول میں درج کیے جاتے ہیں :-

راتکے مہورت کے ارباب	دن کے مہورت کے ارباب	عدد مہورت
رُدر یعنی مہادیو	شِب یعنی مہادیو	۱
أَجَ یعنی کھُر والے جانوروں کا حاکم	بھُوجَگ یعنی سانپ	۲
اہربدن یعنی اُترا بَہدرپت کا حاکم	مِتر	۳

عدد مہورت	دن کے مہورت کے ارباب	رات کے مہورت کے ارباب
۴	پتر	پوش، یعنی ریوتی کا حاکم
۵	بَسُ	وسر، یعنی اشونی کا حاکم
۶	آپ یعنی پانی	انتک، یعنی ملک الموت
۷	بشو	اگنُ یعنی آگ
۸	برنج یعنی برھما	دھاتار یعنی برھما کا محافظ ہے۔
۹	کیشفر یعنی مہادیو	سوم یعنی مرگشیر کا حاکم
۱۰	اندراگن	گرُ یعنی مشتری
۱۱	راجہ اندر	ہرِ یعنی نارائن
۱۲	نشاکر یعنی چاند	رب یعنی آفتاب
۱۳	برُنُ یعنی ابر کا حاکم	جَمَ یعنی ملک الموت
۱۴	آزجمنَ	دوانشتر یعنی چتر کا حاکم
۱۵	بہاکیو	انِلُ یعنی ہوا

ساعتوں کو ان کے ارباب میں جن پر ربّ یوم کی بنیاد ہے۔ ہندؤں میں منجموں کے سوا دوسرا کوئی نہیں استعمال کرتا۔ اور رات کا ربّ وہی ہے جو یوم کا۔ یہ لوگ دن کو رات سے جُدا نہیں کرتے اور رات کا کچھ ذکر نہیں کرتے۔ پھر ارباب کو مستوی ساعتوں میں ترتیب دیتے ہیں۔

ساعت کا ہندی نام اور اس سے ہندو نجوم میں اس کی نوعیت پر استدلال

ساعت کا نام ہُورَ ہے اور اس نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ہاں حقیقتاً ساعت معوجہ کا استعمال ہے۔ یہ اس طرح کہ نصف

بروج جس کو ہم لوگ نیم بُہرؔ[1] کہتے ہیں۔ ہندو ان کو بھی ہوَر کہتے ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ دن اور رات ہر ایک میں ہمیشہ چھ بروج طالع ہوتے ہیں اور جب ساعت نصف برج کا نام ہؤا تو دن اور رات ہر ایک میں بارہ بارہ ساعتیں ہوں گی اور لازمًا اربابؔ کی ساعتیں بھی معوجہ ہوں گی جیسا ہمارے ملک میں استعمال ہوتی اور اسی کے مطابق اصطرلاب پر نقش کی جاتی ہیں۔

کرنؔ تلک یعنی غرّہ زیجات میں بجیانند کے قول سے اسی کی تائید ہوتی ہے جہاں اس نے سال اور مہینے کے رب کو جاننے کے بیان میں یہ کہا ہے کہ "ہورا دہپتِ یعنی رب ساعت کے دریافت کرنے کے لیے صبح سے درجۂ طالع تک جو کچھ (یعنی جتنے بروج) طلوع ہوں ان سب کا دقیقہ بنالو اور ان کو نو سو پر تقسیم اور خارج قسمت کو ربؔ یوم سے نیچے کی طرف ترتیب افلاک کے مطابق شمار کرتے جاؤ۔ ربؔ ساعت تک پہنچ جاؤ گے"۔ مصنف کو یہ کہنا مناسب تھا کہ خارج قسمت پر ایک زیادہ کرو پھر اس کو رب یوم سے شمار کرو اور اگر وہ یہ کہتا کہ ازمان میں سے جو طلوع ہؤا ہو اس کو لو تو نتیجہ یہ ہوتا کہ یہ ساعتیں معوجہ ہو جاتیں۔

ہندوؤں میں معوجہ ساعتوں کے بھی نام ہیں جن کو ہم ذیل کے جدول میں درج کرتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ نام سرد ذد (سُرُدُ ذَہُو) سے لیے ہوئے ہیں۔

---

[1] نیم بہر فارسی لفظ ہے اور برج آسمانی کے وسط کے نقطہ کو کہتے ہیں۔ یہی لفظ عربی میں بھی مستعمل ہے۔ (ع۔ ح)

چوبیس ہور یعنی ساعتوں کے نام

ہور کا عدد	دن کے ہور کا نام	مبارک یا منحوس	رات کے ہور کا نام	مبارک یا منحوس
۱	رُودْرَ	منحوس	کال راتر	منحوس
۲	سَوِمَ	مبارک	رُودْنی (روڈہنی)	مبارک
۳	کرِال	منحوس	بَیْرَہَم	مبارک
۴	سَتّرَ	مبارک	تراسنی	منحوس
۵	بیگ	مبارک	گوہنی	مبارک
۶	بُشال	مبارک	بایا	منحوس
۷	مرتسار	منحوس	دَمَری	مبارک
۸	سُبُہ	مبارک	جیب ہارنی	منحوس
۹	کرُوُرد (کرُوُدُہ)	مبارک	شوشنی	منحوس
۱۰	جندال	مبارک	بَرِشنی	مبارک
۱۱	گرِتِک	مبارک	واہری	سب سے زیادہ منحوس
۱۲	اَمرِت	مبارک	چانتم	مبارک

گلک سانپ اور ساعتیں جو اس کی طرف منسوب ہیں

کتاب بش دھرم میں جہاں ناگوں کی قسمیں بیان کی ہیں ایک قسم کے ناگ یعنی سانپ کا ذکر کیا ہے جس کا نام (ناگ گلک ہے۔ ستاروں کی ساعتوں کی چند مشہور قسمیں اس کی طرف منسوب ہیں۔ ان ساعتوں میں جو چیز کھائی جائے گی اس سے نقصان ہوگا اور کچھ نفع نہیں ہوگا۔ ان ساعتوں کے اندر جو لوگ سمیات سے علاج کریں گے اچھے نہیں ہوں گے، بلکہ

مرجائیں گے اور ہلاک ہوجائیں گے. کسی جھاڑ پھونک کرنے والے کا منتر سانپ وغیرہ کے کاٹے میں ان ساعتوں کے اندر فائدہ نہیں کرتا اس لیے کہ اس منتر کا ایک جز گرودر کے ذکر پر مشتمل ہوتا ہی اور ان منحوس وقتوں میں خود نقلق (گرودر) ہی فائدہ نہیں پہنچا سکتا تو اس کے ذکر سے کیا فائدہ ہوسکتا ہی۔

یہ اوقات حسب ذیل ہیں اور ان کی بنیاد اس پر ہی کہ ساعت کے ایک سو پچاس حصے ہیں۔

ارباب ساعات	کلک کے حصہ تک گزری ہوئی ساعتیں	اس کے بعد کلک کے حصہ کی ساعتیں
شمس	۶۷	۱۶
قمر	۷۱	۸
مریخ	۰	۳۷
عطارد	۰	۲
مشتری	۱۷	۲ ۲
زہرہ	۱۴۴	۶
زحل	۸۶	۶۴

باب ۳۵

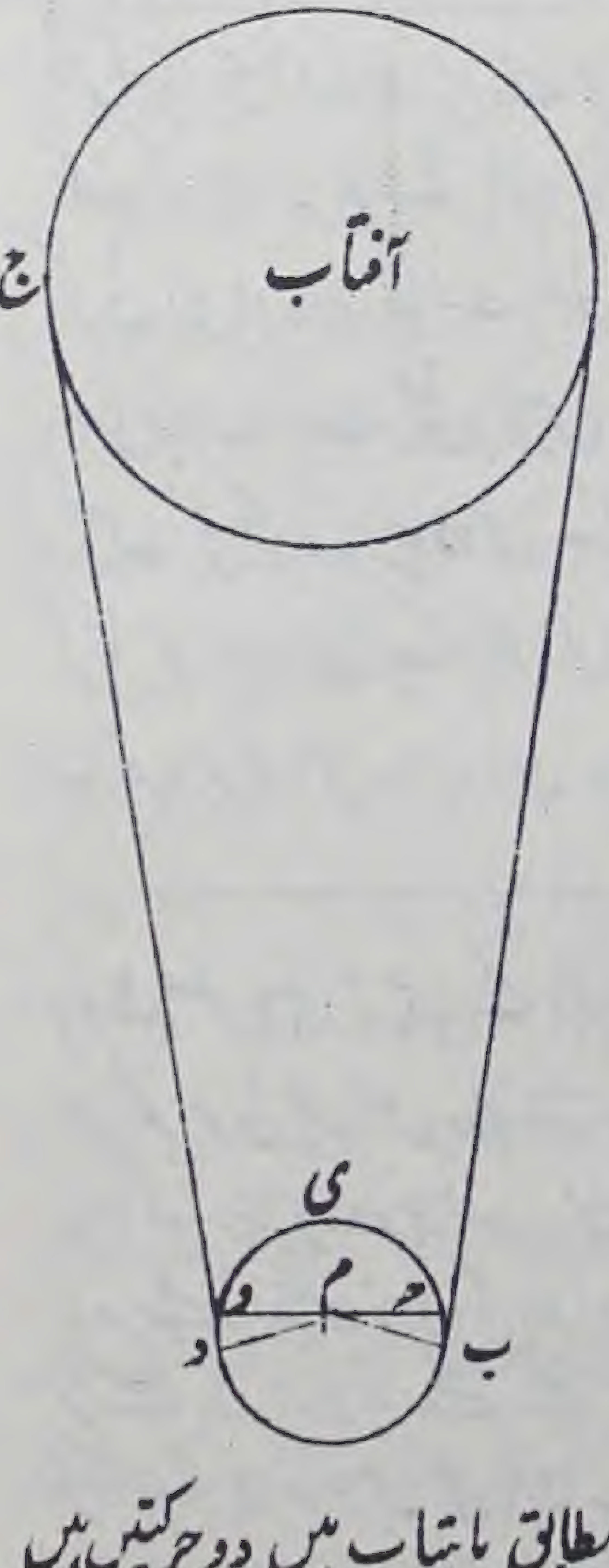
مہینوں اور سالوں کی قسمیں

طبیعی مہینے کی تعریف
قمری مہینہ طبیعی مہینہ ہے۔

طبیعی مہینہ وہ ہے جو ایک اجتماع سے (یعنی ماہتاب کے چھپنے کے وقت سے جب کہ آفتاب اور ماہتاب ایک برج سے ایک دقیقے میں جمع ہو جاتے ہیں اور ماہتاب نظر سے چھپ جاتا ہے)، دوسرے اجتماع تک ہوتا ہے۔ یہ مہینہ طبیعی اس وجہ سے ہے کہ ماہتاب کے حالات دوسری طبیعی اشیا کے حالات سے مشابہ ہوتے ہیں۔ ان اشیا کا ایک مبدا لازمی طور پر ہوتا ہے جو گویا اُن کے عدم کے مشابہ ہے اور جن میں (ظہور پذیر ہونے کے بعد) نشو و نما کے ساتھ ترقی اور بالیدگی ہوتی ہے یہاں تک کہ اپنی ترقی اور بالیدگی کی اعلیٰ حد تک پہنچ کر وہ ٹھہر جاتے ہیں اُس کے بعد اُن میں انحطاط شروع ہوتا اور کہنگی اور بوسیدگی اور نشو و نما میں کمی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ (اسی عدم) کے جانب وہ پلٹ جاتے ہیں یہی حالت ماہتاب کے جرم میں اُس کی روشنی کی ہے۔ یعنی محاق (یعنی قمری مہینے کی آخر کی تین راتیں جن میں ماہتاب چھپا رہتا ہے) کے بعد وہ ہلال کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ پھر قمر ہوتا ہے پھر بدر ہوجاتا ہے۔ اُس

کے بعد وہ پہلی حالت پر عود کرنا شروع کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ پوشیدہ
ہوجاتا ہے جو (ہماری) حس کے اعتبار سے بمنزلہ عدم کے ہے محاق
میں اس کے ٹھہرنے کا حال تو سب کو معلوم ہے، لیکن امتلاء[لہ] (یعنی بدر

لہ بیرونی کے بیان کا مطلب یہ ہے کہ آفتاب کا جسم ماہتاب کے جسم سے چونکہ
بہت بڑا ہے اس لیے ماہتاب کے جسم کا جو حصہ آفتاب کے سامنے ہوتا ہے وہ



اُس کے نصف حصہ سے ہمیشہ زیادہ ہوتا ہے
ذیل کے نقشے سے اس کی وضاحت ہوسکے گی
آفتاب کے سامنے ماہتاب کا جو حصہ ہے وہ خطوط
الف، ب اور ج د سے محصور ہے یعنی ماہتاب
کا قوس ب ی د آفتاب کے مقابل ہے اور
روشن ہے اور نصف جسم ہ ی و سے بڑا ہے۔
چونکہ ماہتاب ہر وقت حرکت میں ہے اس لیے
چاہیئے تو یہ تھا کہ ہلال کی حالت سے بڑھتے بڑھتے
بدر ہوکر فوراً اُس کے روشن حصہ میں کمی شروع
ہوجاتی لیکن اُس کا روشن حصہ چونکہ نصف جسم سے
زیادہ ہے اس لیے بدریت کے زائل ہونے
میں کچھ دیر لگتی ہے اور بدر ہونے کے بعد بدریت
تھوڑی دیر قائم رہتی ہے۔

زمانہ حال کی تحقیقات اور مشاہدہ کے مطابق ماہتاب میں دو حرکتیں ہیں
ایک اُس کے جسم کی حرکت اُس کے محور پر اور اُس کی ماہانہ حرکت (باقی صفحہ ۵۰)

ہونے کی حالت) میں ٹھہرنے کا حال غالباً بعض اہل علم پر بھی مشتبہ رہتا ہی یہاں تک کہ جب جسم قمر کے چھوٹا اور آفتاب کے بڑا ہونے کا حال معلوم ہوتا ہی اس وقت اس سے واقفیت ہوتی ہی کہ قمر کا روشن حصہ اس کے تاریک حصہ سے زیادہ ہی اور اس سے بداہتًا لازم آتا ہی کہ وہ بدر ہوکر امتلا پر بھی کچھ دیر ٹھہرے۔

چاندنی کا اثر طبعی حالات پر | نیز یہ بھی ہی کہ ماہتاب مرطوب چیزوں پر اثر کرتا ہی اور یہ چیزیں واضح طور پر اس سے متاثر ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ جوار بھاٹے میں زیادتی اور کمی چاند کے ساتھ ساتھ دورہ کرتی ہی اور یہ حالت سواحل کے باشندوں اور سمندر کے مسافروں سے مخفی نہیں ہی۔ اسی طرح طبیبوں پر یہ بھی پوشیدہ نہیں ہی کہ وہ بیماروں کے اخلاط (یعنی بیماری کے مادّہ) پر اثر کرتا ہی اور ان کے بحرانوں کا دورہ اُس کے دورے کے ساتھ ساتھ ہوتا ہی۔ حیوان و نبات کے حالات کا اس سے تعلق رکھنا

(نوٹ صفحہ ۴۹) زمین کے اطراف اور دونوں حرکتیں یکساں طور پر ایک قمری مہینے میں ختم ہوتی ہیں اس لیے ماہتاب کا جو حصہ آفتاب کی جانب ہی دائمًا وہی حصہ اُس کی جانب رہتا ہی اور جو حصہ زمین کی جانب ہی وہ بھی دائمًا زمین ہی کی جانب رہتا ہی اور وہ جیسے جیسے زمین کی اطراف چکر لگاتا ہی ویسے ویسے ہلال کی حالت سے بڑھتے بڑھتے بدر اور پھر گھٹتے گھٹتے محاق تک پہنچ کر اُس کے بعد ہلال کی حالت پر عود کرتا ہی۔ چونکہ زمین بھی ماہتاب سے جسامت میں بڑی ہی اس لیے زمین کے اعتبار سے بھی ماہتاب کا نصف سے زیادہ روشن حصہ زمین کی جانب ہوتا ہی اور بدریت آنًا فانًا زائل نہیں ہوجاتی بلکہ کچھ لمحہ کے لیے باقی رہتی ہی۔ ع ح

علمائے طبیعات سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ مغز اور دماغ اور بیضہ پر اور مٹکوں اور گھڑوں میں شراب کے دُرد پر اس کا جو اثر ہوتا ہے اور چاندنی میں سونے والوں کے سروں میں جو ہیجان اس سے پیدا ہوتا ہے اور کتاں کے کپڑوں کو چاندنی میں رکھنے سے جو کیفیت ان میں پیدا ہوتی ہے، تجربہ کار لوگ اس سے بے خبر نہیں ہیں۔ ککڑی، خربزہ اور روئی وغیرہ کے کھیتوں پر اس کا جو اثر نمایاں ہوتا ہے کاشتکار اس سے ناواقف نہیں ہیں یہاں تک کہ اس سے بھی بڑھ کر وہ لوگ تخم پاشی کرنے، درخت نصب کرنے، جانوروں کو جفت کرانے اور بچہ لینے وغیرہ امور میں بھی اُس کے اوقات کو پہچانتے ہیں اور علمائے نجوم ناواقف نہیں ہیں کہ اس کی شکلوں سے جو اس کی (روشنی کے گھٹاؤ اور بڑھاؤ سے) پیدا ہوتی ہیں فضا میں تغیرات واقع ہوتے ہیں۔

بارہ قمری مہینے اصطلاحی سال ہے ان وجوہ سے یہ مہینہ طبیعی ہے اور ان بارہ مہینوں کا سال اصطلاحاً قمری سال کہلاتا ہے۔

طبیعی سال کی تعریف، آفتاب کا فلک بروج میں ایک دورہ طبیعی سال ہے

طبیعی سال وہ مدت ہے جس کے اندر آفتاب فلک بروج کا ایک دورہ پورا کرتا ہے۔ یہ طبیعی اس وجہ سے ہے کہ کھیتی کرنے اور جانوروں سے اون لینے کا نظام اسی سال سے تعلق رکھتا ہے۔ اور آفتاب کی شعاعیں جو کھڑکیوں سے اندر آتی ہیں اور مقیاس کے سائے اسی دورے سے بعینہ اسی مقدار، وضع اور جہت میں واپس آجاتے ہیں جہاں سے ان کی ابتدا ہوئی تھی۔ سال یہی دورہ ہے

شمسی مہینہ اور قمری سال کے مقابلے میں اس کا نام شمسی سال رکھا گیا ہے۔ جس طرح قمری مہینہ اپنے سال کا نصف سدس (= $\frac{1}{12}$) ہے اسی طرح اگر مہینے کی بنیاد آفتاب کی وسطی حرکت پر رکھی جائے تو شمسی سال کا بارھواں جز (= $\frac{1}{12}$) اس کا مہینہ تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اگر اس کی بنیاد آفتاب کی مختلف حرکتوں پر رکھی جائے تو شمسی مہینہ آفتاب کے ایک برج میں رہنے کی مدت ہے۔

یہ ہیں دو قسم کے مشہور مہینے اور سال۔

قمری سال کے اندر قمری مہینہ و یوم اور شمسی مہینے کا استعمال ہندو اجتماع کو، اماوس، استقبال کو پورنمہ (پورنماشی) اور مہینے کے ربع اول اور ربع آخر کو، الونت کہتے ہیں، بعض لوگ قمری سال کے اندر قمری مہینہ اور قمری یوم کا حساب کرتے ہیں اور بعض (قمری سال میں) شمسی مہینے استعمال کرتے ہیں اور ان کو (آفتاب کے) داس برج (یعنی اول نقطہ برج) میں داخل ہونے کے وقت سے شروع کرتے ہیں اور آفتاب کے بروج میں منتقل ہونے کو سنکرانت کہتے ہیں۔ قمری سال میں شمسی مہینے کا استعمال تقریبی (یعنی محض تخمینی و قیاسی) ہوتا ہے۔ اگر ان کے یہاں اس کا استعمال مستقل طریقے پر ہوتا تو یہ لوگ خود شمسی سال اور مہینے کا استعمال کرتے اور سال میں مہینوں کا لوند لگانے کے حاجتمند نہ رہتے۔

قمری مہینے کی ابتدا قمری مہینے کے بعض استعمال کرنے والے اس کی ابتدا اجتماع (یعنی اماوس) سے کرتے ہیں اور مقبول

مروج یہی طریقہ ہی۔ اور بعض لوگ استقبال (یعنی پورنماشی) سے ابتدا کرتے ہیں۔ ہم نے سُنا ہی کہ، براہمر کا یہی مسلک ہی۔ لیکن اب تک اس کی کتابوں سے اس کی تحقیق نہیں کر سکے ہیں۔ پورنماشی سے مہینے کی ابتدا کرنا ممنوع ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ یہ طریقہ پُرانا ہی۔ بتدّ میں ہی کہ " لوگ کہتے ہیں کہ بدر پورا ہوُا اور اس کے پورا ہونے سے مہینہ پورا ہوُا۔ ایسا کہنا مجھ سے اور میری تفسیر سے جاہل رہنے کی وجہ سے ہی۔ دنیا کے پیدا کرنے والے نے دنیا کی ابتدا نصف سفید (روشن) سے کی ہی نہ نصف سیاہ سے" یہ ممکن ہی کہ یہ قول (جو برہما کی جانب منسوب ہی اُس کا نہ ہو بلکہ) عوام کے قول سے اخذ کیا گیا ہو۔

مہینے کا شمار دو نصف میں

جس طرح مہینے کے دنوں کی ابتدا اجتماع کے وقت (یعنی اماوس) کے بعد سے کی جاتی ہی اور قمری دنوں کا پہلا دن پُربھ کے نام سے موسوم ہی اسی طرح اجتماع (پورنمہ) کے بعد بھی اسی نام سے شمار شروع ہوتا ہی۔ وہ دو یوم جن کا فاصلہ اجتماع اور استقبال سے یکساں ہی ان دونوں کا نام ایک ہی ہی۔ اور ان دونوں یوم میں چاند کے جسم میں روشنی اور تاریکی مساوی ہوتی ہی اور ایک میں طلوع اور دوسرے میں غروب کا وقت ایک ہی ہوتا ہی۔

اول شب اور غروب یا طلوع قمر کے درمیانی وقفہ کو جاننے کا ایک طریقہ

ہندوؤں میں اس کے لیے ایک حساب ہی، وہ یہ کہ مہینے کے جو قمری ایام گزر چکے ہیں اگر وہ پندرہ سے کم ہیں تو ان کے عدد کو اور اگر پندرہ

سے زیادہ ہیں تو اس عدد کو جو پندرہ پر فاضل ہے اس رات کی گھڑی میں ضرب دو اور حاصل ضرب پر ہمیشہ دو کا عدد بڑھا کر مجموعے کو پندرہ پر تقسیم کرو۔ اس عمل سے روشن ایام میں اوّل شب اور غروب قمر اور تاریک ایام میں اول شب اور طلوع قمر کے درمیان کی گھڑیاں مع کسرات کے نکل آئیں گی۔

وجہ یہ ہے کہ اس مدت (یعنی اول شب اور غروب یا طلوع قمر کے درمیانی وقفے) میں ہر شب دو دقیقے کا فرق بڑھتا جاتا ہے۔ اور رات کی مقدار ہمیشہ تیس دقیقے کے گرد چکر لگاتی ہے۔ (یعنی راتوں کی مقدار کبھی تیس دقیقے سے زیادہ اور کبھی کم ہوا کرتی ہے) اگر دن کی مقدار تیس دقیقے رکھی جائے اور ان کی مجموعی مقدار کو ان کے نصف پر تقسیم کیا جائے جب بھی ہر دن کے لیے یہی دو دقیقے کا فرق پڑے گا لیکن حساب کرنے والے کا مقصود راتوں کا فرق تھا اس لیے یوم کی عدت کو رات کی مقدار میں ضرب دی۔ اس حساب کی زیادہ دقیق صورت یہ ہوتی کہ (ایام ماضیہ کے عدد کو) اس رات اور مہینے کی پہلی رات کے مجموعے کے نصف میں ضرب دی جاتی دو دقیقے بڑھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لیے کہ یہ دو دقیقے رویت ہلال کے قائم مقام ہیں اور اگر مہینے کی ابتدا رویت ہلال سے ہو تو یہ دونوں دقیقے یوم اجتماع کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔

مہینے کی مختلف قسمیں
ہر قسم کا مہینہ تیس یوم ہوتا ہے

مہینے ایام سے مرکب ہوتے ہیں۔ اس لیے مہینے اسی قسم کے ہوں گے جتنی قسموں

کے دن ہوں گے - اور ہر قسم کا مہینہ تیس یوم کا ہوتا ہی -

قمری مہینے کے طلوعی ایام | طلوعی یوم کے اعتبار سے جس کو (اوقات کے لیے) ہم معیار قرار دیں مہینوں کی تفصیل یہ ہی :- ہندوؤں کے نزدیک ایک کلپ میں آفتاب و ماہتاب کے دورے کی جو تعداد ہوتی ہی اس کے مطابق قمری مہینے میں $\frac{۱۸۹۰۰۵}{۳۵۶۲۲۲}$ ۲۹ طلوعی ایام ہوتے ہیں - یہ عدد کلپ کے ایام کو ان قمری مہینوں پر جو کلپ کے اندر ہیں تقسیم کرنے سے حاصل ہوتا ہی - کلپ کے اندر آفتاب و ماہتاب کے دوروں کی تعداد میں جو فرق ہی وہی کلپ کے قمری مہینوں کی تعداد ہی اور یہ فرق ..... ۵۳۴۳۳۳ ہی -

قمری مہینہ قمری یوم سے | قمری یوم سے مہینہ وہی تیس یوم کا ہی - اس لیے کہ مہینے کے لیے یہی عدد مقرر کر لیا گیا ہی جس طرح سال کے لیے تین سو ساٹھ کا عدد -

شمسی مہینہ شمسی یوم سے | شمسی مہینے میں تیس شمسی ایام اور $\frac{۳۱۳۶۲۹۸۷}{۲۱۱۰۴}$ طلوعی ایام ہوتے ہیں -

آبا کا مہینہ انسانی مہینے سے | آبا کا مہینہ ہم لوگوں کے مہینے سے بقدر تیس مہینے کے ہوتا ہی اور اس میں $\frac{۱۶۳۴۱۰}{۱۷۸۱۱}$ ۵ ۸۸ طلوعی ایام ہوتے ہیں -

ملائکہ اور دیوتاؤں کا مہینہ اور اس کے طلوعی ایام | ملائکہ کا مہینہ تیس سال کے برابر ہی اور اس میں $\frac{۲۴۱}{۳۲۰}$ ۱۰۶۵۷ طلوعی ایام ہیں -

برہما کا مہینہ اور اس کے طلوعی ایام | برہما کا مہینہ ساٹھ کلپ کے برابر ہی اور اس میں ...... ۹۴۶۷۴۹۸۷ ایام ہیں -

پورش کا مہینہ اور اس کے طلوعی ایام

پورش کا مہینہ اکیس لاکھ ساٹھ ہزار ساٹھ کلپ ہی اور اس کے ایام طلوعی کی تعداد ٣٤٠٨٢٩١٥٣٢ پر دائیں جانب نو صفر بڑھا کر ہے یعنی ٫٠٠٠٫٠٠٠٫٠٠٠٫٥٣٢٫٢٩١٫٤٠٨٫٣٤(٣)-

کا. کا مہینہ اور اس کے طلوعی ایام

کا کے مہینے میں ایام طلوعی کی تعداد ٩٤٦٧٤٩٨٧ پر دائیں جانب تیئیس صفر بڑھا کر ہی۔ (یعنی ٠٠٠٫٠٠٠٫٠٠٠٫٠٠٠٫٠٠٠٫٠٠٠٫٠٠٠٫٠٠٠٫٩٤٦٧٤٩٨٧)

ہر قسم کے سالوں کے ایام طلوعی کی تعداد

ان میں سے ہر ایک مہینے کو بارہ میں ضرب دینے سے ان کے سالوں کے ایام (طلوعی) کی تعداد حاصل ہو جائے گی۔

قمری سال کے طلوعی ایام

قمری سال میں ٣٥٥ ٦٥٣٦٤/١٧٨١١ طلوعی ایام ہوتے ہیں۔

شمسی سال کے طلوعی ایام

شمسی سال میں ٣٦٥ ٨٢٧/٣٢ طلوعی ایام ہیں۔

آبا کے سال کے قمری مہینے اور اس کے طلوعی ایام

آبا کا سال تین سو ساٹھ قمری مہینے کے برابر ہی اور اس میں ١٠٦٣١ ١٦٩٩/١٧٨١١ طلوعی ایام ہیں۔

ملائکہ کا سال انسانی سال سے اور اس کے طلوعی ایام

ملائکہ کا سال ہم لوگوں کے سال سے بقدر تین سو ساٹھ سال کے ہی اور اس کے طلوعی دن ١٣١٤٩٣ ٣/٤ ہیں۔

برھما کا سال اور اس کے طلوعی ایام

برھما کا سال بقدر سات سو بیس کلپ کے ہی۔ اور اس کے ایام طلوعی کی تعداد ١١٣٦٠٦٩٨٤٤ پر دائیں جانب چھ صفر بڑھا کر ہی (یعنی

...،...،۴۴۸،۹۹۰۶،۱۳۶،۱،۱)

پورش کا سال اور اس کے طلوعی ایام | پورش کا سال بقدر ۲۵٬۹۲۰٬۰۰۰ کلپ کے ہی اور اس کے ایام طلوعی کی تعداد ۴۸۳۴۹۵۵۹۹۰۰۴ کے اوپر دائیں جانب نو صفر بڑھا کر ہی۔

کائے سال کے طلوعی ایام | کائے سال میں ایام طلوعی کی تعداد ۴۴۸۹۹۰۶۳۱۱ کے اوپر دائیں جانب نو صفر بڑھا کر ہی۔

پورش کا یوم | بااین ہمہ ہندوؤں کی کتابوں میں مذکور ہی کہ "پورش کے یوم سے کوئی چیز مرکب نہیں ہوتی۔ وہ ایسا اوّل اور ایسا آخر ہی جس کی اولیت کی ابتدا اور جس کی ابدیت کی انتہا نہیں ہی باقی کل ایام جن سے مہینے اور سال مرکب ہوتے ہیں محدود مدت والوں کے لیے ہیں جو اس سے نیچے ہیں" یہ بیان ہندوؤں کی طرف سے مافوق النفس (یعنی پورش) کی تنزیہ کے اظہار کے لیے ہی (یعنی اس امر کا اظہار ہی کہ وہ کسی دوسرے موجود کے مشابہ نہیں ہی) اس لیے کہ ہندو مافوق النفس (یعنی پورش) اور نفس (یعنی آتما یا روح) کے درمیان مرتبہ کے سوا اور کوئی فرق نہیں کرتے اور مافوق النفس کا بیان صوفیانہ طرز کلام میں اس طرح کرتے ہیں کہ وہ نہ اول ہی نہ غیر اوّل۔ لیکن مدت کا حال یہ ہی کہ اس کی مقدار کو موجودہ آن سے اس کو دونوں جانب یعنی ماضی تک جو مفقود ہو چکا.. اور مستقبل تک جو موجود بالقوۃ ہی وہم میں بڑھا لینا ممکن ہی۔ نیز جب اس کا کچھ حصہ یوم قرار پا سکتا ہی تو اس میں مہینہ اور سال کی خصوصیات کو بڑھا لینا وہم کے لیے محال نہیں ہی۔ حقیقت

ہیں ان لوگوں کا مقصود یہ ہی کہ ہم خاص خاص موجودات کے سالوں کی نسبت ان کی عمروں کی طرف اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ کون (یعنی وجود میں آنے) سے ان کی ابتدا اور فساد وموت سے ان کی انتہا ہوتی ہی اور خالق سبحانہ کون و فساد سے پاک وبالاتر ہی۔ اور جواہر بسیط کا (یعنی ان موجودات کا جن کی ذات میں ترکیب نہیں ہی) بھی یہی حال ہی۔ اس وجہ سے ہم لوگ صرف اس کے یوم پر اکتفا کرتے ہیں اور اس سے آگے نہیں بڑھتے۔

بنات نعش، برھما اور قطب کے سالوں کی مقدار انسانی سال سے اور اس پر مصنف کی نکتہ چینی

میرا خیال یہ ہی کہ جو بات بدیہی نہیں ہوتی اس میں اختلاف اور علمی خیال آفرینی کی گنجائش رہتی ہی اور اس وجہ سے اس کے متعلق کثرت سے رائیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ ان میں بعض رائیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی نظام اور قانون کے موافق پڑجاتی ہیں اور کسی کے لیے کوئی نظام اور قانون نہیں ہوتا۔ اسی طرح کا ایک یہ قول ہم کو ملا جس کے ماخذ کو ہم بھول گئے ہیں۔ اس کا مضمون یہ ہی: ”انسان کا تینتیس ہزار سال بنات نعش کا ایک سال ہی۔ انسان کا چھتیس ہزار سال برھما کا ایک سال ہی اور انسان کا ننانوے ہزار سال قطب کا ایک سال ہی۔“

برھما کے سال کی نسبت باسدیو نے مہا بھارت کے معرکے میں فریقین کی صف جنگ کے درمیان ارجن سے کہا تھا کہ ”برھما کا ایک دن دو کلپ کے برابر ہی“ اور برھم سدھانده میں پراشر

کے بیٹے بیاس سے اور کتاب سمرتی سے نقل کیا ہی کہ "کلپ دیک یعنی برہما کا ایک دن ہی اور اسی قدر اس کی رات ہی" اس سے ظاہر ہی کہ قول مذکور غلط ہی۔ حقیقت یہ ہی کہ اگر ثوابت ہر درجہ کو سو سال میں قطع کریں تو فلک بروج کے اندر ثوابت کے ایک دورے کی مدت چھتیس ہزار سال ہوگی۔ بنات نعش بھی ثوابت میں سے ہیں لیکن ہندو روایات کی بنیاد پر ان کو ثوابت سے جداگانہ قرار دیتے ہیں اور زمین سے ان کے فاصلے کو ثوابت کے فاصلے سے علیحدہ سمجھتے ہیں اور ان کے لیے ثوابت سے الگ خاص حالات تسلیم کرتے ہیں۔ اب اگر بنات نعش کے سال سے ان کا مدعا اُس کا ایک دورہ ہی تو یہ نہایت سریع دورہ ہوگا اور موجودہ حالات سے اس کی تکذیب ہوتی ہی اور قطب کے لیے کوئی دورہ نہیں ہی جس کو اس کا سال قرار دیا جائے۔ ان وجوہ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس قول کا قائل علم سے بالکل بے بہرہ اور ایک احمق شخص تھا جس نے ان سالوں کو ان چیزوں کی طرف جن کا اس نے ذکر کیا ہی محض اس ارادے سے منسوب کیا ہی کہ (ان کی پرستش کرنے والوں پر) ان کی عظمت قائم ہو اور برسوں کی تعداد کو اس بڑی حد تک بڑھانے سے اُن پر نہایت گہرا اثر پیدا ہو۔

باب ٣٦

چار مقداروں کا بیان جن کا نام "مان" ہے

مان یعنی وقت کی چار مقداریں سورمان، سابن مان، چندر مان اور نکشتر مان

مان اور پرمان مقدار کو کہتے ہیں۔ یعقوب ابن طارق نے اپنی کتاب ترکیب افلاک میں چار مندرجہ ذیل مقداروں کا بغیر ان کو ٹھیک طرح سمجھے ہوئے ذکر کیا ہے اور اگر کتابت کی غلطی نہ ہو تو ناموں میں بھی غلطی کی ہے:۔

(۱) سَوْرمان ۔ یعنی شمسی مقدار
(۲) سابَن مان ۔ یعنی طلوعی مقدار
(۳) چندر مان ۔ یعنی قمری مقدار
(۴) نکشتر مان ۔ یعنی منازل قمری کی مقدار

ان میں کی ہر ایک مقدار کا بجائے خود اپنا اپنا خاص یوم ہے اور جب ایک قسم کے یوم کا دوسری قسم کے یوم کے ساتھ موازنہ و مقابلہ کیا جائے تو ان کی مقداریں اختلاف نظر آئے گا۔ تین سو ساٹھ کا عدد ہر قسم کے لیے عام ہے (یعنی ہر قسم کا سال اسی قسم کے تین سو ساٹھ یوم سے مرکب ہوتا ہے)۔ دوسرے ایام کی مقدار کے

طلوعی یوم ہر دوسری قسم کے ایام کے لیے معیار ہے

جاننے کے لیے طلوعی یوم اصل (یعنی معیار) قرار دیا گیا۔

سورمان شمسی یوم کی مقدار طلوعی یوم سے

سورمان ۔ یہ معلوم ہوچکا ہی کہ شمسی سال طلوعی ایام سے $۳۶۵\frac{۸۲۷}{۳۲۰۰}$ یوم ہوتا ہی اگر اس عدد کو تین سو ساٹھ پر تقسیم کیا جائے یا دس ثانیہ (۰۳۶ء۰ یوم) میں ضرب دیا جائے تو حاصل $۱\frac{۵۶۰۹}{۳۸۴۰۰۰}$ یوم ہوگا اور یہی یوم شمسی کی مقدار ہی۔

کتاب بشن دھرم میں ہی کہ آفتاب کے لیے اپنا بہت (یعنی حرکت یومیہ کی مقدار تقویمی) قطع کرنے کی مدت یہی (یوم شمسی) ہی

ساین مان طلوعی یوم جو دوسرے ایام کے لیے معیار ہی

ساین مان ۔ یہ ایک یوم اس لیے قرار دیا گیا ہی کہ دوسرے ایام کو اس پر قیاس کیا جائے۔

چندرمان ۔ قمری یوم کی مقدار طلوعی یوم سے

چندر مان کی بنیاد پر قمری یوم کا نام تِت رکھا گیا ہی۔ اگر قمری سنہ کو ۳۶۰ پر یا قمری مہینے کو ۳۰ پر تقسیم کیا جائے تو خارج قسمت قمری یوم کی مقدار ہوگی یعنی $\frac{۱۰۵۱۹۴۴۳}{۱۰۶۸۶۶۶۰}$ یوم طلوعی۔

کتاب بشن دھرم میں ہی کہ یہ وہ مقدار ہی جس کے اندر ماہتاب دکھائی دیتا ہی۔ جب وہ آفتاب سے دور ہوتا ہی۔

نکشترمان ۔ یوم منزلی کی مقدار طلوعی یوم سے

نکشترمان ۔ وہ مدت ہی جس کے اندر ماہتاب اپنی ستائیس منزلیں قطع کرتا ہی یہ مدت $۲۷\frac{۱۱۲۵۶}{۲۵۰۰۲}$ یوم ہی۔ یعنی وہ خارج قسمت جو کلپ کے ایام کو قمر کے ان دوروں پر جو ایک کلپ کے اندر ہوتے ہیں تقسیم

کرنے سے حاصل ہوتا ہی۔ اگر یہ مدت ستائیس پر تقسیم کی جائے تو ماہتاب کی ایک منزل قطع کرنے کی مدت ۱ ۳ ۱۴ ۶ / ۵ ۰ ۲ یوم طلوعی نکلے گی۔ اور اگر اس مدت کو بارہ گنا کر دیا جائے جیسا قمری مہینے کے ساتھ کیا گیا تو ۱۵۰۵۱ / ۱۰۵۷۱ ۳۲۷ یوم طلوعی حاصل ہوں گے۔ اور اگر وہ مدت جس کے اندر ماہتاب اپنی منزلیں قطع کرتا ہی تیس پر تقسیم کی جائے تو خارج قسمت ۱۶۸۱۳ / ۶۰۵۳۲ یوم طلوعی ہوگا اور یہی یوم منازلی کی مقدار ہی۔

لیکن بشن دھرم کا مصنف کہتا ہی کہ نکشتر کا مہینہ ستائیس یوم کا ہوتا ہی اور باقی ہر مان کے مہینے تیس یوم کے ہوتے ہیں اور اگر اس کا سنہ بنایا جائے تو ۱۵۰۵۱ / ۱۰۵۷۱ ۳۲۷ یوم ہوگا۔

سورمان کا استعمال | سورمان ان سالوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہی جن سے کلپ اور چترجگ کے چاروں جگ بنتے ہیں اور پیدائش کے سالوں کے لیے اور استوائین و انقلابین کے لیے اور سال کے چھٹے حصے (= ۱/۶ یعنی رُت یا موسم) کے لیے اور یوم کے اندر رات اور دن کے فرق کے لیے ان تمام چیزوں میں شمسی سالوں شمسی مہینوں اور شمسی ایام کا اعتبار کیا جاتا ہی۔

چندرمان کا استعمال | چندرمان کا استعمال گیارہ کرنات میں ہوتا ہی اور کبیسہ (یعنی لوند) اور ایام کے نقصان کی مجموعی مقدار جاننے میں اور آفتاب و ماہتاب کے کسوف کے لیے اجتماع و استقبال (یعنی ماہتاب کے چھپنے اور بدر کامل بننے کے وقت) میں۔ ان سب کا حساب سنین اور مہینے اور ایام قمری سے ہوتا ہی۔

جس کو تت کہتے ہیں۔

سابن مان کا استعمال | سابن مان سے بار یعنی ہفتے کے ایام کا حساب کیا جاتا ہے اور اہرگن یعنی تواریخ کے ایام کا (اہرگن کے لیے دیکھو باب ۵۱) اور درخت[1] لگانے اور روزہ رکھنے کے ایام کا اور سُوتک یعنی عورتوں کے ایام نفاس کا اور مردہ کے گھر اور برتنوں کے ناپاک رہنے کے ایام کا اور چکتس یعنی ان مہینوں اور سالوں کا جو طب میں دواؤں کے لیے مقرر ہیں اور پراشچت یعنی کفارات کے ایام کا جن اوقات میں کہ برہمن کسی جرم کے مرتکب پر روزہ رکھنا اور گھی و گوبر ملنا لازم کرتے ہیں، ان تمام امور میں طلوعی سالوں، مہینوں اور ایام سے کام لیا جاتا ہے۔

مقدار منازلی (نکشتر مان) سے کوئی کام نہیں لیا جاتا | چوتھی مقدار یعنی منازلی (منازل قمری) سے کوئی کام نہیں لیا جاتا اور وہ قمری میں داخل ہے۔

زمانے کی ہر مقدار جس کو کسی جماعت کی اصطلاح میں یوم کہا جاتا ہے۔ مان میں داخل ہے جن میں سے بعض کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ لیکن مطلق چار مان (یعنی بغیر کسی قید اور تخصیص کے) یہی ہیں جو اس باب میں بیان کیے گئے۔

---

[1] عربی کتاب میں لفظ غرس ہے جس کے معنی درخت لگانا ہے، لیکن پروفیسر سخاو نے اس کو عُرس پڑھا اور اُس کا ترجمہ شادی بیاہ کیا ہے اور غالبًا یہی صحیح ہے اصل عربی کتاب میں غالبًا غلطی سے ع کے اوپر نقطہ دے دیا۔

ع ۔ ح

باب ۳

مہینہ اور سال کے اجزا کا بیان

سال کی تقسیم دو برابر حصوں میں نقطۂ انقلابین سے

سال نام ہی فلک بروج میں (آفتاب کے) ایک دورے کا اس لیے فلک بروج کی تقسیم کے مطابق سال بھی منقسم ہی۔ فلک البروج نقطۂ انقلابین سے دو برابر حصوں میں تقسیم ہوجاتا ہی اور اس کے ہر ایک حصہ کا نام اَین ہی۔

اُترائن سال کا شمالی حصہ

آفتاب جب نقطۂ انقلاب شتوی سے ہٹتا ہی تو قطب شمالی کی طرف بڑھنا شروع کرتا ہی۔ اس وجہ سے سال کا یہ حصہ جو تقریباً اس کا نصف ہی شمال کی طرف منسوب ہی اور اُترائن کہلاتا ہی۔ یہ حصہ اس مدت پر مشتمل ہی جس میں آفتاب ان چھ بروج کو طے کرتا ہی جن میں کا پہلا جدی ہی۔ اسی وجہ سے فلک بروج کے اس نصف کو مکراد کہتے ہیں یعنی وہ جس کا اول جدی ہی۔

دکھشائن سال کا جنوبی حصہ

آفتاب جب نقطۂ انقلاب صیفی سے ہٹتا ہی قطب جنوبی کی طرف بڑھنے لگتا ہی اس لیے سال کا دوسرا نصف جنوب کی طرف منسوب ہی اور دکھشائن کہلاتا ہی یہ حصہ

اس مدت پر مشتمل ہی جس میں آفتاب ان چھو بروج کو طی کرتا ہی، جن میں کا پہلا، سرطان ہی۔ اس وجہ سے یہ گکرآد کہلاتا ہی۔ یعنی وہ جس کا اول سرطان ہی۔

عوام الناس ان ہی دو حصوں کو استعمال کرتے ہیں اس لیے کہ انقلابین کی حالت کو یہ لوگ عیانی طور پر سمجھتے ہیں۔

فلک بروج کی تقسیم دو برابر حصوں میں میل معدل النہار کے جہت کے مطابق

فلک بروج، معدل النہار کے میل یعنی دوری کی جہت کے مطابق بھی دو نصف حصوں میں خاص طرح پر تقسیم ہی۔ یعنی عوام اس تقسیم کو اس طرح نہیں جانتے جس طرح پہلی تقسیم کو جانتے ہیں۔ اس لیے کہ یہ تقسیم قیاس اور استدلال پر موقوف ہی۔ ان میں سے ہر نصف حصہ کا نام "کول" ہی۔ جس حصے کا میل شمال کی طرف ہی اس

اُتر کول میل شمالی اور دکن کول میل جنوبی

کا نام اُتر کول ہی اور وہ میاد بھی کہلاتا ہی یعنی وہ حصہ جس کی ابتدا 'حمل' ہی جو حصہ جنوب کی طرف ہٹا ہوا ہی اس کا نام 'دکش کول' اور وہ تلادی بھی کہلاتا ہی یعنی وہ حصہ جس کا اول 'میزان' ہی۔

ان دونوں تقسیم کے لحاظ سے فلک بروج چار قطعوں میں منقسم ہی اور جس جس مدت کے اندر آفتاب ان میں سے ہر ہر قطعے کو طی کرتا ہی اس کا نام 'سال کی فصلیں' ہی یعنی ربیع صیف (یا گرمی) خریف اور جاڑا اور جو بروج جن فصلوں کے سامنے پڑتے ہیں

ہندو سال کو بجائے چار کے چھو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں

اسی کی طرف منسوب ہیں۔ لیکن ہندو سال کو بجائے چار حصوں میں تقسیم کرنے کے

چھ حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور اس کے ہر چھٹے حصے (۱/۶) کو رُت، کہتے ہیں۔ ہر رُت دو شمسی مہینوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن کے اندر آفتاب یکے بعد دیگرے دو دو برجوں میں رہتا ہے۔ ان رُتوں اور ان کے ارباب (یعنی حاکموں) کے نام مشہور رائے کے مطابق ذیل کی جدول میں درج کیے گئے ہیں:-

رُت سال کا چھٹا حصہ

سومنات میں سال کے تین حصے

ہم نے سُنا ہے کہ ملک سومنات کے علاقے میں سال کے تین حصے بناتے ہیں۔ ہر حصہ چار مہینے کا ہوتا ہے۔ پہلا حصہ برشکال (برسات) ہے۔ اس کی ابتدا اشاڑھ (اساڑھ) کے مہینے سے ہوتی ہے۔ دوسرا سِتکال یعنی جاڑا اور تیسرا اُشنکال یعنی گرمی ہے۔

اُترائن جو دیوتا	رُت کے بروج	جُدی و دلو	حوت و حمل	ثور و جوزا
یا فرشتوں سے متعلق ہے۔	رِتُ کے نام	شِشِر	بسنتُ جس کا کسماکر بھی نام ہے	گرِشم جس کا نداگھ بھی نام ہے
	رُت کے ارباب یعنی حاکم	نارَد	اگن یعنی آگ	راجہ اندر

عقرب و قوس	سنبلہ و میزان	سرطان و اسد	رُت کے بروج	دکھشائن جو پتر ین یعنی بزرگوں (آباواجداد) سے متعلق ہے۔
ہیمنت	شرَد	برشکال	رُت کے نام	
بشنو	پرجاپت	بشوَ دیو	رُت کے ارباب یعنی حاکم	

چھ حصوں میں تقسیم کا معیار نصف قطر ہے

میرا خیال یہ ہے کہ ان لوگوں نے فلک بروج کو نقطہ انقلابین کی جگہ سے چھ

برابر حصوں میں تقسیم کیا ہے اور دائرے کا چھٹا حصہ اُس کے نصف قطر کے برابر ہوتا ہے۔ اور انھیں چھ حصوں میں سے ایک ایک حصے کو وہ حساب میں لیتے ہیں۔ اگر یہی بات ہے تو ہم لوگ بھی اس کو ایک مرتبہ دو نقطۂ انقلابین سے اور دوسری مرتبہ دو نقطۂ استوائین سے تقسیم کرتے ہیں اور نصف مسدس کو (یعنی $\frac{1}{12}$ کو جو ایک مہینہ ہوا) ربع کے ساتھ (یعنی $\frac{3}{12}$ کے ساتھ جو تین مہینے ہوں) استعمال کرتے ہیں۔

مہینوں کی تقسیم آدھے آدھے مہینوں میں ہر نصف مہینے کے حاکموں کے نام

مہینوں کی تقسیم آدھے آدھے مہینے میں ہوتی ہے جو اجتماع اور استقبال (یعنی ماہتاب کے چھپنے اور بدر کامل بننے) کے درمیان کا وقت ہے بشن دھرم میں آدھے آدھے مہینوں کے ارباب (حاکموں) کا ذکر ہے جس کو ذیل کی جدول میں درج کرتے ہیں:۔

نمبر شمار	مہینوں کے نام	ہر مہینے کے نصف روشن کے حاکم	ہر مہینے کے نصف تاریک کے حاکم
۱	چیتر (چیت)	دُھرُتر	جام
۲	بیشاک (بیساکھ)	اندراگنِ	اگنی
۳	جیرت (جیٹھ)	شکر	رُدر
۴	آشار (اساڑھ)	بشوُدیو	سارپ
۵	اشرابن (ساون)	بشن	پترُ
۶	بھادربت (بھادوں)	اَج	سانت
۷	اشوجج (آسن)	آشن	مُتِترُ
۸	کارتکُ (کاتک)	اِگنُ	شکرُ

نمبر شمار	مہینوں کے نام	ہر مہینے کے نصف روشن کے حاکم	ہر مہینے کے نصف تاریک کے حاکم
۹	منگیر (اگھن)	سوم	زردِ
۱۰	پوش (پوس)	جیبُ	بشنُو
۱۱	ماگ (ماگھ)	تِرد	برنُ
۱۲	پالگن (پھاگن)	بھگ	پوش

باب ۳۸

ایّام سے مرکّب اوقات کا بیان بشمول انتہائے عمر برھما

مفرد اوقات دن کا نام دِس اور فصیح زبان میں دِبس ہے۔ رات کو راتر یوم کو جو دن اور رات دونوں کا مجموعہ ہے اہوراتر، مہینے کو ماس اور آدھے مہینے کو پکش کہتے ہیں۔ مہینے کا پہلا نصف روشنی کے ساتھ موصوف کیا جاتا اور اشکل پکش کہلاتا ہے اس لیے کہ اس نصف کے راتوں کے ابتدائی حصوں میں جس وقت لوگ جاگتے رہتے ہیں چاندنی ہوتی اور ماہتاب کے جسم میں روشنی بڑھتی اور تاریکی گھٹتی جاتی ہے۔ دوسرا نصف اگرچہ سونے کے اوقات میں روشن ہوجاتا ہے لیکن تاریکی سے موصوف کیا جاتا اور کرشن پکش کہا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس کی راتوں کا ابتدائی حصہ تاریک ہوتا ہے اور ماہتاب کے جسم میں روشنی گھٹتی اور تاریکی بڑھتی جاتی ہے۔

رُت دو مہینے کا مجموعہ رُت ہے۔ اس کو دو مہینے تقریباً کہا جاتا ہے اس لیے کہ وہ ایک مہینہ جو دو پکش پر مشتمل ہے قمری ہے۔ اور یہ مہینہ جس کا دُگنا ایک رُت ہے شمسی ہے۔

ایک انسانی شمسی سال چھ رُت ہے چھ رُت انسان کا ایک شمسی سال ہے اور اس کا نام برہ برکھ اور برش ہے۔ ہندوؤں کی زبان

میں یہ تینوں حروف اکثر ایک دوسرے سے بدلتے رہتے ہیں۔

فرشتوں کا ایک سال انسانی سال سے

انسان کے سال سے تین سو ساٹھ سال فرشتوں کا ایک سال ہے۔ اور اس کا نام "دب برہ" ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ فرشتوں کے سال سے بارہ ہزار سال ایک چترجگ ہے۔ لیکن چترجگ کے چار اجزا اور اس کے ان تضاعیف میں جن میں سے منتر اور کلپ پورا ہوتا ہے اختلاف ہے اور اس کی تفصیل اپنی جگہ پر بیان کی گئی ہے۔

برہما کا ایک یوم دو کلپ ہے اور سات سو بیس کلپ اس کا ایک سال

دو کلپ برہما کا ایک یوم ہے اور یہ ایک ہی بات ہے کہ اس کو دو کلپ کہیں یا اٹھائیس منتر کہیں۔ اس لیے کہ اس کا (یعنی برہما کے ایک یوم کا) تین سو ساٹھ گنا اس کا (برہما کا) ایک سال ہوتا ہے اور یہ (برابر ہے) سات سو بیس کلپوں یا دس ہزار اسی منتروں کے۔

برہما کی عمر اس کے سال سے ایک سو سال ہے۔

ان لوگوں کے قول کے مطابق برہما کی عمر اس کے سال سے ایک سو سال ہے۔ پس وہ بہتر ہزار کلپ یا دس کروڑ آٹھ ہزار منتر ہوگی۔

اس مضمون کو ہم یہاں پر تمام کر دیتے ہیں۔

بشن دھرم کا حوالہ

ایک سائل (یعنی طالب علم) نے بجر کے سوال کے (جواب میں) مارکندیو کا قول کتاب بشن پران میں اس طرح نقل کیا ہے کہ کلپ برہما کا ایک دن ہے اور اسی قدر اس کی رات ہے۔ پس سات سو بیس کلپ برہما کا ایک سال اور اس سال سے اس کی عمر ایک سو سال ہے۔

برھما کا ایک سو سال پرش کا ایک دن ہے۔

یہ ایک سو سال پُرش کا ایک دن ہے اور اسی قدر اس کی رات ہے۔ اس کے قبل کتنے برھما گزر چکے ہیں اس کو وہی شخص جان سکتا ہے جو گنگا کے ریت یا بارش کے قطروں کو شمار کر سکتا ہو۔

باب ۳۹

اُن وقتوں کا بیان جو برھما کی عمر سے زیادہ ہیں

اوقات کے لیے بڑے بڑے اعداد جن کا کوئی نظام اور مقررہ معیار نہیں ہے

جو بات بے نظم ہوتی ہے یا پہلے کلام کے (یعنی پہلے جو باتیں بیان کی جاچکی ہیں اُن کے) ساتھ تناقض رکھتی ہے طبیعت اس سے نفرت کرتی اور کان اس سے گھبراتا ہے۔ ہندو قوم کی حالت یہ ہے کہ یہ لوگ بہت سے نام استعمال کرتے ہیں جن کی نسبت یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سب کے سب اُسی (ایک ذات) واحد اول پر یا اس کے بعد والے ایک پر، جس کی طرف اشارہ کیا جائے، دلالت کرتے ہیں۔ پھر جب اس قسم کے مضمون پر آتے ہیں جو اس باب کا موضوع ہے تو ان ناموں کو بہت سے موجودات کے لیے استعمال کرنے لگتے ہیں اور ان کے لیے عمریں مقرر کرتے اور بڑے لانبے لانبے اعداد ذکر کرتے ہیں۔ ان کا مقصود یہی (لانبے اعداد) ہیں اور میدان خالی ہے اور اعداد کے لیے کوئی حد نہیں ہے جہاں پر وہ بغیر روکے اور ٹھہرائے ہوئے ازخود ٹھیر جائیں۔ پھر اعداد میں بھی یہ لوگ کسی ایک بات پر متفق نہیں ہیں کہ جدھر یہ رُخ کریں ان کے ساتھ ہم بھی اسی طرف پھر جائیں۔ بلکہ یہ لوگ ان میں اِسی قسم کا اختلاف رکھتے ہیں جیسا یوم کے ان اجزا

کی نسبت ہی جو انفاس (پران یا سانس) سے نیچے ہیں

> کتاب سترِوزو کے حوالے سے بڑے اوقات کا منتظم سلسلہ جس کی بنیاد ایک یوم اور سو برس پر ہی۔

اوپل کی کتاب سترِوزو میں ہی کہ نیس "منتر، راجہ اندر کی عمر ہی اور اٹھا منتر بتیامہ یعنی برھما کا ایک یوم ہی اور اس کی عمر ایک سو برس ہی۔ یہ کیشب کا ایک یوم ہی اور اس کی عمر ایک سو برس ہی۔ یہ مہادیو کا ایک یوم ہی اور اس کی عمر ایک سو برس ہی۔ یہ ایشر کا جو مقرّب (یعنی اللہ سے نزدیک) ہی ایک یوم ہی اور اس کی عمر ایک سو برس ہی۔ یہ سَداشِو کا ایک یوم ہی اور اس کی عمر ایک سو برس ہی۔ اور یہ بیرنجن کا ایک یوم ہی جو ازلی اور دائم و باقی ہی۔ (یعنی ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہے گا۔) اور وہ پانچوں فنا ہوجاتے ہیں"

اوپر بیان کیا جاچکا ہی کہ برھما کی عمر ۷۲۰۰۰ کلپ ہی اور اس وقت ہم جس قدر اعداد ذکر کریں گے وہ سب کلپ کے اعداد ہوں گے۔

جب یہ عمر کیشب کا ایک یوم ہی تو اس کا سال اس حساب سے کہ تین سو ساٹھ یوم کا ہوتا ہی ۲۵۹۲۰۰۰ کلپ ہوگا اور اس کی عمر عدد مذکور پر دو صفر بڑھاکر ہوگی۔ یہ مہادیو کا ایک یوم ہوگا اور اسی قیاس پر اس کی عمر ۹۳۳۱۲ پر نو صفر بڑھاکر ہوگی۔ (یعنی ۹۳۳۱۲,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ کلپ) یہ ایشر کا ایک یوم ہوگا اور اس کی عمر ۳۳۵۶۳۳۲ کلپ پر بارہ صفر بڑھاکر ہوگی (یعنی ۳۳۵۶۳۳۲۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ کلپ) یہ سداشو کا ایک یوم ہوگا اور اس کی عمر ۱۲۰۹۳۲۲۳۵۲ کلپ پر پندرہ صفر بڑھاکر ہوگی۔ (یعنی ۱۲۰۹۳۲۲۳۵۲,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰

کلپ) یہ بیرنجن کا ایک یوم ہوگا۔ اور پرارد کلپی اس کی نسبت سے اس کا ایک چھوٹا سا جز ہوگیا۔

بڑے بڑے اوقات کی نبیاد یوم سے چھوٹے اجزا پر

بہر حال یہ سلسلہ ایک طرح پر منتظم ہی کہ اس کی بنیاد ابتدا سے انتہا تک ایک یوم اور سو برس پر ہی۔ اوپل کے سوا دوسرے مصنفین اس کی بنیاد یوم کے ان چھوٹے اجزا پر رکھتے ہیں جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ اس لیے ان کے درمیان اس مدت کے متعلق جو مرکب ہوکر بنتی ہی ویسا ہی اختلاف ہی جیسا ان اجزا کے متعلق جن سے وہ مرکب ہوتی ہی۔ ہم اس کی صرف ایک مثال ان لوگوں کے مذہب کے مطابق بیان کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ گھڑی مساوی ہی سولہ کل کے اور کل مساوی تیس کاشٹ کے اور کاشٹ مساوی تیس نمیش کے اور نمیش مساوی دو لب کے اور لب مساوی ہی دو توتی کے۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان اجزا کو اختیار کرنے کا سبب یہ ہی کہ شو کا یوم اسی قسم کے اجزا سے مرکب ہی۔ اس طرح پر کہ برھما کی عمر پہر یعنی باسدیو کی ایک گھڑی ہی اور باسدیو کی عمر سو برس ہی۔ یہ رُدر یعنی مہادیو کا ایک کل ہی اور اس کی عمر سو برس ہی۔ یہ سدا شو کا ایک نمیش ہی اور اس کی عمر سو برس ہی، یہ شکتِ کا ایک لب ہی اور اس کی عمر سو برس ہی اور یہ شو کا ایک توتی ہی۔

اب اگر برھما کی عمر ۲۰۰۰۰ کلپ ہی تو نارائن کی عمر ۲۰۰۰۰۰۰۰ کلپ ہوگی اور رُدر کی عمر ۱۲۸۰۰۰۰۰۰ کلپ پر ۱۵۵۵ گیارہ صفر لگاکر ہوگی اور ایشر کی عمر ۵۵۲۵۶۲۸۰۱۶ کلپ پر سولہ

صفر بڑھاکر ہوگی اور سدا شو کی عمر ۱۷۳۳۲۸۹۹۲۷۱۴۰۹۶۶۴ کلپ پر ۲۲ صفر بڑھاکر ہوگی اور شکت کی عمر ۱۰۷۸۲۴۴۹۹۷۸۷۵۸۵۲۲۳۷۸۱۱۲ کلپ پر اٹھائیس صفر بڑھاکر ہوگی اور یہ ایک توقی ہی جس سے اس اصول کے مطابق دن مرکب کیا جائے تو ۳۷۲۶۴۱۴۷۱۲۶۵۸۹۴۵۸۱۸۷۵۵۰۷۲ کلپ پر اکیس صفر بڑھاکر ہوگا اور یہ شو کا یوم ہی۔ اور شو کی صفت یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ازلی ہی اور ولادت و ایلاد یعنی دوسرے کا بچّہ ہونے اور خود بچہ پیدا کرنے سے اور ان تمام کیفیات و اوصاف سے جو مخلوق چیزوں پر صادق آتے ہیں پاک اور منزہ ہی۔ اس عدد میں چھپّن مرتبے ہیں اور اگر ان (اعداد) کے بیان کرنے والے حساب میں مزاولت رکھتے تو عددوں کی زیادتی میں اس قدر افراط نہ کرتے۔ اللہ اُن کے لیے کافی ہی۔

باب ۴۰

سند (سندھی) یعنی وہ وقت جو دو زمانوں کے درمیان فصل مشترک ہے۔

سند کے وقت کی تعریف اور اس کی تعیین سند کا دو وقت

اصلی سند (سندھی) وہ وقت ہے جو دن اور رات کے درمیان پڑتا ہے۔ صبح کے لیے یہ فجر کا وقت ہے جس کو ہندو سَندُ اُدَوَ (سندھی اُدَی) کہتے ہیں۔ یعنی وہ وقت جو طلوع سے شروع ہوتا ہے۔ شام کے لیے یہ شفق کا وقت ہے۔ ہندو اس کو سند (سندھی) اَسْتَمَن کہتے ہیں یعنی وہ وقت جو غروب سے شروع ہوتا ہے۔ برہمنوں کو غسل کرنے کے لیے ان دو وقتوں کی اور کھانے کے لیے دونوں کے درمیان میں دوپہر کے وقت کی مذہبی ضرورت ہے۔ جس شخص کو اس کا علم نہیں اس نے یہ سمجھ لیا کہ دوپہر کا وقت تیسرا سَند ہے لیکن جاننے والے اس دو سے باہر نہیں جاتے۔ (یعنی تیسرے وقت کو سَند نہیں سمجھتے۔)

سند سے متعلق راجہ ہرنکش اور اس کے بیٹے پرہراد کا حصہ

پرانوں میں راجہ ہرنکش کا جو دیت کی جنس سے تھا۔ یہ قصہ بیان کیا گیا ہے کہ اس نے اس قدر عبادت کی کہ مستجاب الدعوات ہوگیا تھا۔ اس نے اپنے ہمیشہ باقی رہنے کی دعا کی۔ چونکہ ہمیشہ رہنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس

لیے اس کو طول بقا یعنی عرصہ دراز تک باقی رہنے دیا گیا۔ جب اس کو بقا، دوام نہیں ملا تو اس نے یہ دعا کی کہ اس کی موت انسان، فرشتہ اور جن کے ہاتھ سے نہ ہو اور نہ زمین پر ہو نہ آسمان پر۔ نہ دن کے وقت ہو اور نہ رات کے وقت۔ یہ سب موت سے بچنے کا حیلہ تھا جو ٹل نہیں سکتی۔ یہ درخواست قبول ہوئی۔

یہ اسی قسم کا سوال تھا جو ابلیس نے قیامت کے دن تک مہلت ملنے کا کیا تھا اس لیے کہ قیامت موت سے اٹھائے جانے (یعنی موت کے بعد زندہ کیے جانے) کا دن ہے اور اس کا سوال اس وقت معلوم تک کے لیے قبول کیا گیا۔ جس کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ تکلیف کا آخری دن ہے۔

راجہ مذکور کا ایک بیٹا تھا جس کا نام پرہراد (پرہلاد) تھا۔ جب یہ لڑکا سن شعور کو پہنچا تو راجہ نے اس کو ایک معلم کے سپرد کیا۔ ایک دن راجہ نے یہ جاننے کے لیے کہ وہ کس حال میں ہے اس کو بلایا۔ لڑکے نے اس کو ایک شعر سنایا جس کا مطلب یہ تھا کہ بشن کے سوا کوئی موجود نہیں ہے اور اس کے ماسوا سب باطل ہے۔ یہ مضمون باپ کی مرضی کے خلاف تھا اس لیے کہ وہ بشن سے بغض رکھتا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ معلم بدل دیا جائے اور لڑکے کو یہ تعلیم دی جائے کہ دوست کون ہے اور دشمن کون۔ تھوڑا عرصہ ٹھہر کر پھر اس نے لڑکے سے سوال کیا۔ لڑکے نے کہا کہ آپ نے جس چیز کا حکم دیا تھا ہم نے اس کو سیکھ لیا لیکن ہم کو اس کی حاجت نہیں ہے اس لیے کہ میرے نزدیک دوستی میں سب برابر ہیں اور ہم کسی سے دشمنی نہیں رکھتے۔ باپ نے غصہ ہو کر حکم

دیا کہ لڑکے کو زہر پلا دیا جائے ۔ لڑکا اللہ کا نام لے کر اور بشن کو یاد کرکے زہر پی گیا اور زہر سے اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ۔ باپ نے پوچھا کیا تو جادو اور منتر جانتا ہے ۔ لڑکے نے کہا ، نہیں ، لیکن جس اللہ نے آپ کو پیدا کیا اور آپ کو دیا ہے وہی میری حفاظت کرتا ہے ۔ اس پر باپ کا غصہ اور زیادہ بھڑکا اور حکم دیا کہ لڑکے کو سمندر کے بھنور میں ڈال دیا جائے ۔ سمندر نے اس کو پھینک دیا اور وہ اپنی جگہ واپس آگیا باپ نے اپنے سامنے اس کو بڑی دہکتی ہوئی آگ میں ڈالا لیکن آگ نے بھی اس کو نہیں جلایا اور وہ شعلہ کے اندر سے باپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرت کے متعلق مناظرہ کرنے لگا اور اس کی زبان سے نکلا کہ بشن ہر جگہ ہے ۔ باپ نے پوچھا کہ وہ محراب کے اس ستون میں بھی ہے ؟ لڑکے نے کہا ہاں ۔ باپ ستون کی طرف لپکا اور اس کو مارنے لگا ۔ اس وقت اس ستون سے نارسنگ نکلا جس کے انسانی جسم پر شیر کا سر تھا ۔ وہ نہ انسان کی صورت میں تھا نہ فرشتے کی اور نہ جن کی راجہ اور اس کے ساتھ والے اس کو ہٹانے لگے اور چونکہ یہ دن کا وقت تھا وہ ہٹ گیا یہاں تک کہ شام ہوئی اور سب لوگ شفق کے سند (سندھی) میں داخل ہوئے جو نہ دن تھا اور نہ رات ۔ اس وقت نارسنگ نے راجہ کو پکڑا اور اٹھا کر ہوا میں لے گیا اور وہاں قتل کیا جو نہ زمین تھی نہ آسمان اور اس کے بیٹے کو آگ سے نکال کر راجہ بنایا ۔

سند کے اوقات کی ضرورت ہندو منجموں کو ان دونوں وقتوں کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ ان اوقات میں بعض بروج کی قوت زیادہ ہوجاتی

ہی۔ جس کا بیان ہم اس کے موقع پر کریں گے۔ منجمین ان دونوں وقتوں کو ظاہری حالت کے مطابق (یعنی محض سرسری طور پر) استعمال کرتے ہیں اور ہر ایک کا زمانہ ایک مہورت یعنی دو گھڑی قرار دیتے ہیں۔ یہ وقت ایک ساعت کا چار خمس = $\frac{4}{5}$ ہی۔ براہمرنے بوجہ ماہرفن ہونے کے دن اور رات کے سوا اور کسی وقت کو تسلیم نہیں کیا اور سند کے متعلق عامیانہ رائے کو قبول کرنا اپنے لیے جائز نہیں رکھا۔ اس نے اس کے متعلق اصل حقیقت کو ظاہر کر دیا اور بتلایا کہ سَنَد وہ وقت ہی جب جسم آفتاب کا مرکز افق حقیقی کے دائرہ پر ہوتا ہی اور اسی کو اس نے بروج کی قوت کا وقت قرار دیا۔

اس کے بعد منجم اور غیر منجم سب نے یوم طبعی کے دو سند سے آگے بڑھ کر ایک دوسرا سند بنایا جو نہ طبعی ہی نہ محسوس۔ بلکہ محض وضعی ہی چنانچہ ان لوگوں نے ہر ایک ،اَیَن، یعنی سال کے دونوں نصف کے لیے جس میں آفتاب اوپر چڑھتا اور نیچے اُترتا ہی۔ ہر نصف کے ابتدا کے قبل کے سات روز کو سَنَد قرار دیا۔ جس کی نسبت میرے ذہن میں یہ آتا ہی جو ممکن اور قرین قیاس ہی کہ یہ سند پرانے نہیں بلکہ نو ایجاد ہیں اور قریبًا ایک ہزار تین سو سنہ سکندری سے ان کا استعمال ہونے لگا ہی۔ یعنی اس وقت سے جب ہندوؤں کو یہ اطلاع ہوئی کہ انقلاب ان کے حساب سے پہلے ہی واقع ہوجاتا ہی۔ اس لیے کہ کتاب چھوٹی مانس، کا مصنف پنجَل کہتا ہی کہ: "۸۵۴ شَکَکال میں انقلاب اس کے حساب سے چھ درجے پچاس دقیقے پہلے واقع ہوا اور آئندہ ہر سال یہ فرق ایک دقیقہ بڑھتا جائے گا۔"

مصنف کتاب نہچل کی تعریف | یہ کلام اسی شخص کا ہوسکتا ہی جو خود ایک دقیقہ سنج راصد ہی۔ (یعنی ستارے اور اجرام علوی کے حرکات وآثار کو بغور ملاحظہ کرتا رہتا ہی) یا اس کے پاس بہتیرے پُرانے ملاحظات ہیں جن پر وہ غور کرتا رہتا ہی اور ان میں سے اس نے ہر سنہ کے فرق کے مقدار کو چھانٹ لیا ہی۔ کوئی شبہ نہیں کہ اس کے سوا دوسروں نے بھی نصف النہار کے سایہ کے قیاس سے اسی فرق یا قریبًا اسی قدر فرق کو سمجھا تھا۔ اسی لیے اوپل کشمیری نے اس کے قول کو قبول کر لیا اور اس میں اس کی تصدیق کی۔

ہمارے اس خیال کی تائید اس سے ہوتی ہی کہ ہندو منجم انقلابین کے سند کو سال کے ہر سُدس میں جاری کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ سال کی ابتدا ان بروج کے تیسویں درجہ سے ہوجاتی ہی جو سال کے بروج کے قبل واقع ہیں۔

ہندوؤں نے جگوں کے درمیان بھی وضعی سند قرار دیا ہی۔ | ہندوؤں نے جگوں کے درمیان بھی سند قرار دیا ہی اور اسی طرح نچھتروں کے درمیان بھی اسی قسم کا سند بنالیا ہی۔ جس طرح یہ اصول وضعی یعنی بنائے ہوئے بے اصل ہیں اسی طرح ان کے فروع (یعنی وہ احکام اور آثار وغیرہ جو ان کی طرف منسوب ہیں) بھی وضعی بے اصل ہیں جن سب کا ذکر اپنے اپنے موقع پر بقدر کفایت کیا جائے گا۔

باب ۱۸

کلپ اور چتر جگ کی توضیح اور ہر ایک کی مقدار اور ایک کی تحدید دوسرے کے ساتھ

چتر جگ اور کلپ کی مقدار
کلپ کی تعریف۔ کلپ کے ایام

دبؔ کے سال کی مقدار معلوم ہو چکی ہے۔
(دبؔ ۳۵) دبؔ کا بارہ ہزار سال ایک چتر جگ
اور ایک ہزار چتر جگ کا ایک کلپ ہے۔ کلپ وہ مدت ہے جس کے دونوں کنارے (ابتدا اور انتہا) پر ساتوں ستارے اور ان سب کے اوج و جوزہر، برج حمل کے نقطہ اول میں جمع ہوتے ہیں۔
اس کے ایام کا نام کلپ آہرگن ہے یعنی کلپ کے مجموعی ایام۔ اس لیے کہ آہ کے معنی ایام اور ارگن کے معنی مجموعے کے ہیں۔ ان کا نام زمینی ایام بھی ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ ایام طلوعی ہیں اور طلوع افق سے ہوتا ہے اور افق زمین کے لوازم سے ہے۔

کسی مفروضہ وقت تک کلپ کے گزشتہ ایام کو بھی کلپ آہرگن کہہ دیا جاتا ہے۔

ہمارے علما کلپ کے ایام کو ایام سندؔ ہند اور ایام عالم کہتے ہیں اور ایام عالم کے ۱۵۷۷۹۱۶۴۵۰۰۰ دن ہیں اور اس کے شمسی سال ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ ہیں۔ اس کے قمری سال ۵۳۴۴۵۲۷۷۵۰۰۰ ہیں اور تین سو ساٹھ یوم طلوعی کے حساب

اُس کے ۱۲۵۰۰۳۱۰۸۳۴ ہیں اور دت کے سال سے ۱۲۰۰۰۰۰ ہیں۔

لفظ کلپ کی لغوی تحقیق و تشریح آدت پران سے

آدت پران میں کہا گیا ہی کہ کلپن مرکب ہی لفظ کل سے جس کا مفہوم دُنیا میں انواع کا موجود ہونا یا بننا ہی اور لفظ پَن سے جس کا مفہوم انواع کا بگڑنا اور مٹنا ہی اور اس کون و فساد (یعنی بننے اور بگڑنے) کا مجموعہ کلپ ہی۔

برھگوپت کا حوالہ۔ کلپ کی ابتدا دنیا کے بننے اور اس کا آخر دُنیا کے بگڑنے کا وقت ہی۔

برھگوپت نے کہا ہی :- دنیا میں کواکب سیّارہ اور انسان برھما کے دن کی ابتدا میں آتے اور اس کے آخر میں فنا ہوتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہی کہ ہم اسی یوم کو کلپ قرار دیں نہ کسی دوسرے یوم کو۔

برھگوپت کا حوالہ، چترجگ اور برھما کا یوم

برھگوپت نے یہ بھی کہا ہی کہ "ہزار چترجگ یک یعنی برھما کا ایک دن اور اسی قدر اس کی رات ہی۔ پس (برھما کا) ایک یوم دو ہزار چترجگ کے برابر ہی"

اسی طرح پراشر کا بیٹا بیاس کہتا ہی :- "جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہی کہ ہزار چترجگ کا دن اور اسی قدر کی رات ہی وہی برھما کو پہچانتا ہی"

نننتر۔ کلپ سے اس کا تناسب

کلپ کے ضمن میں ہر اکھتّر چترجگ ایک مَن یعنی نننتر ہی۔ یہ مَن کی نوبت (یعنی اس کی حکومت کا ایک دور) ہی۔ نیز چودہ مَن کا ایک کلپ ہی۔ اگر اکھتّر کو چودہ میں ضرب دی جائے تو نننتروں سے نو سو چورانوے جگ جمع ہوتے ہیں اور کلپ پورا ہونے میں چھ چترجگ کی کمی رہتی ہی۔

نشتروں کے درمیان کے سند جن کو ملا کر کلپ پورا ایک ہزار چترجگ ہوتا ہے

لیکن جب اس چھٹی کو اس وجہ سے کہ جو چیز دوسری مسلسل چیزوں سے بقدر ایک کے زیادہ ہوتا ہے پندرہ پر تقسیم کیا جائے۔ خارج قسمت دو خمس (= ۲/۵) ہوگا۔ پھر جب ان اخماس کی تقسیم اس طرح کریں کہ پہلے نشتر سے شروع کرکے اس کے قبل دو خمس اور اسی طرح ہر دو نشتر کے درمیان دو خمس رکھیں۔ یہ اخماس نشتروں کے ختم ہونے کے بعد ختم ہوجائیں گے اور آخر میں اسی طرح دو خمس رہ جائے گا جس طرح ابتدا میں رکھا تھا۔ پس یہی اخماس نشتروں کے درمیان کے سند یعنی فصل مشترک ہیں اور ان کو شامل کرکے کلپ پورا ایک ہزار چترجگ ہوتا ہے، جیسا کہا گیا۔

کلپ کے حالات باہم مطابقت رکھتے اور ایک دوسرے کے شاہد ہیں۔

کلپ کے حالات میں باہم ایسی مطابقت ہے کہ وہ ایک دوسرے کے شاہد ہیں (یعنی ایک کا وجود دوسرے کے وجود کا ثبوت ہے) اس کا آغاز استوار ربیعی کے زمانے میں اتوار کے دن ایسے وقت ہوتا ہے جب کواکب اور ان کے اوج وجوزہر ایسی جگہ جہاں ریوتی اور اسونی نہیں ہے یعنی ان دونوں کے درمیان جمع ہوتے ہیں۔ یہ ماہ چیتر (چیت) کی ابتدا کا وقت ہوتا ہے جب طلوع لنکا کے اوپر ہوتا ہے اگر ان میں سے ایک حالت میں بھی تغیر ہوگا دوسرے حالات بھی درہم برہم اور فسخ ہوجائیں گے۔

کلپ اور چترجگ کی باہمی نسبت

کلپ کے ایام اور سال کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ چترجگ کے اندر جو کلپ کا ہزارواں حصہ

ز = $\frac{1}{1000}$) ہی ۱۵۷۷۹۱۶۴۵۰۰ ایام اور ۴۳۲۰۰۰۰ سال ہیں۔ اس سے کلپ اور چترجگ کی باہمی نسبت معلوم ہوگئی اور ایک کی مقدار سے دوسرے کی مقدار کا علم ہوگیا۔

یہ پورا بیان برہمگوپت کی رائے کے مطابق ہی اور اس کے دلائل اسی کے اصول پر ہیں۔

کلپ اور چترجگ کے ایام و سال کے متعلق اختلاف رائے

بڑے ارجبہد اور پلس نے ننتر کو بہتر چترجگ سے اور کلپ کو ایسے چودہ ننتر سے جن کے درمیان سند نہیں ہی مرکب قرار دیا ہی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں کے نزدیک ایک کلپ میں ۱۰۰۸ چترجگ اور دتب کے سال سے ۱۲۰۹۶۰۰۰ سال اور انسان کے سال سے ۴۳۵۴۵۶۰۰۰۰ سال ہیں۔

پلس نے کہا ہی کہ چترجگ کے ایام طلوعی کی تعداد ۱۵۷۷۹۱۷۸۰۰ ہی۔ پس اس کی رائے کے مطابق کلپ کے ایام کی تعداد ۱۵۹۰۵۴۱۱۴۲۴۰۰ ہوگی۔ اور اس نے اسی طرح اس کو استعمال کیا ہی۔

ارجبہد کی کوئی کتاب ہم کو نہیں ملی۔ اس کی جو رائے ہم کو معلوم ہوئی برہمگوپت کے ذریعے سے معلوم ہوئی ہی۔ اس نے رسالہ "انتقاد زیجات" میں ارجبہد کی رائے اس طرح بیان کی ہی کہ اس کے نزدیک چترجگ کے ایام کی تعداد ۱۵۷۷۹۱۷۵۰۰ ہی جس میں پلس کی رائے سے تین سو ایام کی کمی ہی۔ اس نقل کے مطابق ارجبہد کے نزدیک کلپ کے ایام کی تعداد ۱۵۹۰۵۴۰۸۴۰۰۰ ہوگی۔

کلپ و چترجگ کے ابتدا ہونے کا وقت

ارجبہد اور پلس دونوں کے نزدیک

کلپ اور چتر جگ کی ابتدا اس دن کے بعد آدھی رات کے وقت سے ہوتی ہے جس دن کے شروع سے برھگوبت کی رائے میں ان کا آغاز ہوتا ہے۔

ارجبھد کسمپوری نے جو بڑے ارجبھد کے تبعین میں ہے اپنی ایک چھوٹی کتاب "النتف" میں بیان کیا ہے کہ ایک ہزار آٹھ چتر جگ برھما کا ایک دن ہے۔ اس کے نصف اوّل کا نام جو پانچ سو چار چتر جگ ہے، اوچرین ہے۔ اس میں آفتاب نیچے اترتا ہے۔ دونوں کے کناروں کا بھی نام ہے۔ اس موقع کا نام جہاں سے یہ دو برابر آدھے حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ستم یعنی برابر ہے۔ اس لیے کہ وہ نصف النہار ہے اور اول آخر کا نام "درتم" ہے

کلپ کی مشابہت دن کے حالات کے ساتھ

دن اور کلپ کے درمیان جو تشبیہہ دی گئی ہے وہ صحیح ہے لیکن آفتاب کے ارتفاع اور انحطاط کا بیان صحیح نہیں ہے۔ اگر آفتاب سے یہی ہمارے یوم کا آفتاب مراد ہے تو یہ بیان کرنا واجب تھا کہ اس کے بلند و پست ہونے کی کیا کیفیت ہے اور اگر دوسرا آفتاب مراد ہے جو برھما کے دن کے ساتھ مخصوص ہے تو اس کو دکھلانا یا تبلانا واجب تھا۔ اس کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ نصف اول میں چیزیں ترقی کی طرف مائل ہوتی اور بڑھتی رہتی ہیں اور نصف آخر میں پیچھے ہٹتی اور روالیس ہوتی ہیں۔

باب ۴۲

چترجگ کی تقسیم چار جگوں میں اور اس کے متعلق اختلاف رائے

بشن دھرم کا حوالہ۔ چترجگ کے ہر جگ کی جداگانہ اور مجموعی مقدار

کتاب بشن دھرم کے مصنف نے کہا ہے:۔ (۱) دب (دیو) کے سال سے ایک ہزار دوسو سال ایک جگ ہے جس کا نام 'تش' ہے۔ (۲) اس کا دوگونہ دوآپر ہے۔ (۳) سہ گونہ تریت۔ (۴) اور چار گونہ کریت ہے۔ ان سب کا مجموعہ بارہ ہزار سال یہی چترجگ یعنی چار جگ ہے جس سے مراد سب کا مجموعہ ہے۔

اس کے بعد مصنف مذکور نے کہا ہے:۔ "اکہتر چترجگ ایک منتر ہے۔ اور چودہ منتر جس میں ہر دو منتر کے درمیان کرتیا جگ کی مدت کے مساوی ایک سندھ ہو ایک کلپ ہے۔ دو کلپ برھما کا ایک یوم ہے۔ اور اس یوم سے ایک سو برس برھما کی عمر ہے اور یہ سو برس 'پورش یعنی اس سے پہلے مرد کا جس کی ابتدا اور انتہا معلوم نہیں ایک دن ہے۔

نیز کتاب مذکور میں ہے:۔ "یہ منجملہ ان باتوں کے ہے جو اگلے زمانے میں پانی کے حاکم (دیوتا) برن نے دسرت کے بیٹے رام کو بتلائی تھیں۔ اس وجہ سے وہ اس کو پوری طرح جانتا تھا۔ بھارگو یعنی مارکنڈیو کو بھی یہ بتلائی گئی تھیں۔ چنانچہ زمانے کی نسبت اس کا علم اس درجے کو پہنچا ہوا تھا کہ کوئی عدد اس کے مقابلے میں نہیں

ٹھہر سکتا تھا۔ یہ شخص ان کے (بندوں کے) نزدیک مثل ملک الموت کے تھا کہ اپنے تخت سے جو اس کے پاس تھا ان کو فنا کر دیتا تھا۔ اس لیے کہ وہ اَپر دَرِش تھا۔ (اَپَرِت دھرشیہ وہ شخص ہی جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکے)

برھگوپت کا حوالہ۔ چتر جگ کے منفرد اجزا یعنی ہر جگ کی جداگانہ تفصیلی مقدار دیبک کے سالوں سے

برھگوپت نے کہا ہی: "کتاب سمرتی یہ تبلاتی ہی کہ دیبک (یعنی دیو) کے سالوں سے (۱) چار ہزار سال کا کرتیا جگ ہوتا ہی اس کے ساتھ چار سو سال سَندھ کے اور چار سو سدھانش کے ملائے جائیں تو ان سب کا مجموعہ ۴۸۰۰ سال کا ایک کریت ہی۔

(۲) پھر تین ہزار سال کا ترتیا جگ۔ اس کے ساتھ تین سو سال سندا اور تین سو سال سدھانش کے ملائے جاویں تو ان سب کا مجموعہ ۳۶۰۰ سال کا ایک تریت ہی۔

(۳) دو ہزار سال دواپر۔ اس کے ساتھ دو سو سال سندا اور دو سو سال سدھانش کے ملاکر مجموعہ ۲۴۰۰ سال کا دواپر ہی۔

(۴) ایک ہزار سال کلی۔ اس کے ساتھ ایک سو سال سندا اور ایک سو سال سدھانش ملاکر ۱۲۰۰ سال کا کل جگ ہی"۔

یہاں تک کتاب سمرتی کا مضمون ہوا جو برھگوپت نے نقل کیا ہی۔

دیب کے سالوں کو تین سو ساٹھ میں ضرب دینے سے انسان کے سال بن جاتے ہیں۔ اس لیے انسان کے سالوں سے چار جگ کی تفصیل حسب ذیل ہی:۔

(۱) کرتیا جگ = ۱۴۴۰۰۰۰۔ سندہ اور سدھانش۔ ہر ایک

۱۴۴۰۰۰ - جملہ = ۱۷۲۸۰۰۰ یہ کریت کی مدت ہے۔
(۲) ترتیا جگ = ۱۰۸۰۰۰۰ سندھ اور سدھانش ہر ایک
۱۰۸۰۰۰ جملہ = ۱۲۹۶۰۰۰ یہ تریت کی مدت ہے۔
(۳) دواپر ۷۲۰۰۰۰ سندہ اور سدھانش ہر ایک ۷۲۰۰۰
جملہ = ۸۶۴۰۰۰ یہ دواپر کی مدت ہے۔
(۴) کل = ۳۶۰۰۰۰ - سندہ اور سدھانش ہر ایک ۳۶۰۰۰۔
جملہ = ۴۳۲۰۰۰ یہ کل جگ کی مدت ہے۔
کریت اور تریت کا مجموعہ ۳۰۲۴۰۰۰ ہے اور دواپر کے ساتھ مل کر ۳۸۸۸۰۰۰ ہے۔

اس کے بعد برھگوپت نے ارجبھد کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ " وہ چاروں جگ کو چترجگ کا مساوی ربع سمجھتا ہے اور اس طرح سمرتی کے اس مضمون کی جو ہم نے نقل کیا ہے مخالفت کرتا ہے اور سمرتی کا مخالف گمراہ ہے۔ پھر یہ کہا ہے کہ پلس نے جو طریقہ اختیار کیا وہ قابل تعریف ہے اس لیے کہ اس نے سمرتی کی مخالفت نہیں کی بلکہ ۴۸۰۰ سے جو کرتیا جگ کی مقدار ہے اس کا ربع گھٹایا اور جو باقی رہا اس میں سے ربع گھٹاتا رہا جس سے سب جگ سمرتی کے مطابق رہے۔ اگرچہ سندہ اور سدھانش ان کے ساتھ شامل نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ اہل روم سمرتی کے قانون سے باہر ہیں۔ اس لیے کہ وہ وقت کا اندازہ جگ، منتر اور کلپ سے نہیں کرتے۔

یہاں تک برھگوپت کا قول ہوا۔
یہ معلوم ہے کہ چترجگ کے سالوں کے متعلق کوئی اختلاف نہیں

ہی۔ پس اس بیان کے مطابق ارجبھد کے نزدیک چتر جگ میں ہر جگ کی مقدار دب کا ۳۰۰۰ سال اور انسان کا ۱۰۸۰۰۰۰ سال ہوگی۔ دو جگ کی مقدار دب کا ۶۰۰۰ سال اور انسان کا ۲۱۶۰۰۰۰ سال ہوگی اور تین جگ کی مقدار دب کا ۹۰۰۰ سال اور انسان کا ۳۲۴۰۰۰۰ سال ہوگی۔

جگوں کے متعلق پلس کا بنایا ہوا قاعدہ

پلس کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہی اس کی حالت یہ ہی کہ پلس اپنی سدھانده میں اعداد کے متعلق ایسے قوانین بناتا رہا ہی جن میں سے بعض پسندیدہ اور بعض ناقابل قبول ہیں۔ جگوں کے قانون میں اس نے اڑتالیس کو اصل قرار دیا۔ اس سے ایک ربع (= ۱۲) گھٹایا۔ چھتیس باقی رہا اس سے پھر بعینہ وہی مقدار (= ۱۲) گھٹائی۔ اس لیے کہ گھٹانے کے واسطے اس نے بارہ کو اصل قرار دیا ہی چوبیس باقی رہا۔ اس سے بھی وہی بارہ گھٹایا، بارہ باقی رہا۔

قاعدہ مذکور کے متعلق مصنف کی رائے

اگر اس سبب سے کہ اکثر چیزوں کی بنیاد ساٹھ پر ہی وہ ساٹھ کو اصل قرار دیتا اور نقصان کے واسطے اس کے خمس (= ۱۲) کو اصل بتاتا۔ یا خمس کے بعد کسی کسروں (یعنی ربع ثلث) کو یکے بعد دیگرے ترتیب وار گھٹاتا، یعنی ساٹھ سے اس کے خمس (۱۲=) کو گھٹاتا اور باقی (= ۴۸) سے اس کے ربع (= ۱۲) کو پھر باقی (= ۳۶) سے اس کے ثلث (= ۱۲) کو اور باقی (= ۲۴) سے اس کے نصف (= ۱۲) کو جب بھی وہی نتیجہ ہوتا جو پہلے ہوا۔

یہ بھی ممکن ہی کہ یہ رائے خود پلس کی نہ ہو بلکہ اس نے کسی دوسرے کی رائے نقل کی ہو۔ اس لیے کہ اس کی پوری کتاب کا ترجمہ عربی میں اس وجہ سے نہیں ہوا کہ اس کے اندر علمی مسائل میں مذہبی عقیدے کی جھلک

ظاہر ہوتی ہی۔

پلس خود اپنے قاعدے کی مخالفت کرتا ہی

پلس نے جو قانون بنایا خود اس کو چھوڑ دیا جب اس نے یہ حساب کرنا چاہا کہ برھما کی عمر کی جو مدت ہمارے موجودہ کلپ کے قبل گزر چکی۔ ہمارے سالوں سے کتنے سال ہی۔ کلپ کی مدت کو ۶۰۶۸ قرار دے کر اس نے اس مدت کا (یعنی برھما کی عمر کا جو گزر چکی) تعین آٹھ سال پانچ مہینے چار دن کیا ہی۔ اس نے پہلے اس کو چترجگ بنایا، اس طرح کہ اس کو کلپ کے چترجگوں کے عدد میں جو اس کے نزدیک ایک کلپ میں ۱۰۰۸ ہیں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۶۱۱۶۵۴۴ کو جگ بنایا اس طرح کہ اس عدد کو چار میں ضرب دیا اور حاصل ضرب ۲۴۴۶۶۱۷۶ کو سال بنایا اس طرح کہ اس کو ایک جگ کے سالوں میں جو اس کے نزدیک ۱۰۸۰۰۰۰ ہیں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۲۶۴۲۳۴۷۰۰۸۰۰۰۰ ہوا۔ اور ہمارے کلپ کے قبل برھما کی عمر کے گزشتہ سالوں کی یہی مقدار قرار دی۔

ممکن ہی کہ برھگوپت کے ماننے والوں کے دل میں یہ خیال گزرے کہ پلس نے چترجگ کو جگ نہیں بنایا ہی بلکہ چترجگوں کا ربع بنا کے سب ارباع کو ایک ربع کے سالوں میں ضرب دیا ہی۔

ہم اس سے یہ نہیں پوچھتے کہ جب چترجگ کے ساتھ کوئی کسر نہیں ہی جس کی وجہ سے اس تجنیس (یعنی عدد صحیح کو کسر بنانے) کی ضرورت ہو پس چترجگ کو ربع بنانے کا کیا فائدہ ہی جب کہ پورے چترجگوں کے عدد کو ایک پورے چترجگ کے سالوں یعنی ۴۳۲۰۰۰۰ میں ضرب دینا بجائے اس طویل عمل کے کافی تھا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا یہ فعل جائز

ہوتا اگر وہ موجودہ کلپ کے گزشتہ سالوں کو چترجگ کی طرف اضافت کرنے (یعنی چترجگ کا سال بنانے) کی غرض سے گزشتہ پورے منتروں کو اپنے اعتقاد کے مطابق بہترین ضرب دے کر حاصل کو چترجگ کے سالوں میں ضرب دیتا جس سے ۱۸۶۶۲۴۰۰۰۰ سال چترجگ کے حاصل ہوئے اور موجودہ ناتمام منتر کے گزشتہ پورے چترجگوں کے عدد کو ایک چترجگ کے سالوں میں ضرب دیتا جس سے ۱۱۶۶۴۰۰۰ سال حاصل ہوئے۔ موجودہ ناتمام چترجگ سے تین جگ گزرے ہیں اور ان کے سال اس کے نزدیک ۳۲۴۰۰۰۰ ہیں۔ چترجگ کے سالوں کا تین ربع یہی عدد ہی اور اس نے اس عدد کو اسی حیثیت سے اس کے ذریعے سے ہفتہ کے ایام کا موقع (یعنی خاص دن) دریافت کرنے کے لیے استعمال کیا ہی۔ اگر وہ مذکورہ بالا قانون کا معتقد ہوتا، ضرورت کے وقت اسی کو استعمال کرتا اور تین جگ کے واسطے چترجگ کا نوعشر (= $\frac{9}{10}$) اختیار کرتا۔

برھگوپت نے پلس کی رائے کو غلط نقل کیا۔ ارجبھد سے برھگوپت کی مخالفت۔ اور اس کے حق میں نامناسب بدزبانی پر مصنف کی ناراضی

اس سے ظاہر ہوا کہ برھگوپت نے پلس کا جو خیال نقل کیا اور اس کو پسند کیا ہی اس کی کوئی اصل نہیں ہی ارجبھد کی عداوت اور اس کی مخالفت نے جوش نے اس کو اندھا کر دیا ہی۔ ورنہ اس مسئلے میں ارجبھد اور پلس دونوں کا مطلب ایک ہی۔ میرے قول کی دلیل برھگوپت کا وہ قول ہی جہاں اس نے یہ کہہ کر کہ ارجبھد نے راس اور اوج قمر کے دوروں کو گھٹا دیا ہی جس سے بوجہ دوروں میں خرابی ہو جانے کے کسوف کے حسابات خراب ہو گئے، اس کو جہالت میں اس کیڑے سے تشبیہہ دی

جو لکڑی کو کھاتا ہے اور اس کے کھانے سے لکڑی میں حروف کے مشابہ صورت بن جاتی ہے لیکن کیڑا نہ ان کو جانتا ہے نہ وہ اس کا مقصود ہے۔ جو شخص ان مسائل کو سمجھتا ہے ارجبھد، اشریخین اور بشن چند کے مقابلے میں اس طرح کھڑا ہوگا۔ جیسے شیر ہرنوں کے مقابلے میں۔ اور ان لوگوں کا اس کے سامنے آنا اور اس کو اپنی صورت دکھانا غیر ممکن ہے" اس طرح اپنی خود ستائی کے ساتھ اُس نے ارجبھد کی ہجو کی ہے اور اُس پر ظلم کیا ہے۔

چترجگ میں شمسی سال کے ایام کی تعداد تینوں کے نزدیک مختلف ہوگی۔

چترجگ میں طلوعی ایام کی تعداد تینوں کے نزدیک ہم بیان کر چکے ہیں۔ پلس کی رائے میں برھگوپت کی رائے سے ۱۳۵۰۔ ایام زیادہ ہیں۔ لیکن چترجگ کے سالوں کی تعداد دونوں کے نزدیک ایک ہے۔ پس شمسی سال کے ایام کی تعداد پلس کے نزدیک لامحالہ اس سے زیادہ ہوگی جس قدر برھگوپت کے نزدیک ہے۔ ارجبھد کی رائے میں جو برھگوپت نے نقل کیا ہے پلس کی رائے سے تین سو ایام کم ہیں۔ پس ارجبھد کی رائے میں برھگوپت کی رائے سے ۱۰۵۰۔ ایام زیادہ ہوں گے اور شمسی سال کے ایام ارجبھد کے نزدیک برھگوپت کی رائے سے زیادہ اور پلس کی رائے سے کم ہوں گے۔

باب ۴۳

چاروں جُگوں کے خواص اور چوتھے جُگ کے آخر میں ظاہر ہونے والے کل حالات کا بیان

یونانیوں کا عقیدہ، آباد سرزمین کی ویرانی پھر اس کی آبادی طبعی اسباب و حوادث سے

زمین کے متعلق یونانی جو عقیدہ رکھتے تھے ان میں سے مثالاً ایک یہ ہے کہ جو مصیبتیں زمین پر اوپر سے اور نیچے سے باری باری آتی ہیں وہ کیفیت (یعنی شدت و ضعف) اور کمیت (یعنی مقدار یا تعداد) میں مختلف ہوتی ہیں اور کبھی اس پر ایسی مصیبتیں چھا جاتی ہیں جو کیفیت یا کمیت یا دونوں میں حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان کے مقابلے میں کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی اور نہ ان سے بھاگنے اور بچنے کا کوئی طریقہ ہے۔ وہ آ کر ہی رہتی ہیں۔ جیسے غرق کر دینے والے طوفان اور زلزلے جن میں زمین کے دھنسنے سے ہلاکت ہوتی ہے یا زمین کے اندر پانی اُبلنے سے خرقابی یا زمین پر گرم چٹانوں اور گرم راکھ[۵۱] کے آ پڑنے سے جل جانا۔ پھر کڑکے، دھماکے اور آندھیاں۔ پھر وبائیں، بیماریاں اور مرگ انبوہ اور اسی قسم کے حالات جب کوئی وسیع قطعہ زمین اپنے باشندوں سے خالی ہو جاتا

---

۵۱ گرم بلکہ پگھلے ہوئے پتھر اور گرم راکھ آتش فشاں پہاڑوں کے اندر سے اُن کے ہیجان کی حالت میں نکل کر دور دور تک جا کر گرتی ہے اور زمین کو برباد کر دیتی ہے۔

ہی پھر تباہی کے بعد اس مصیبت کے رفع ہونے پر اس میں زندگی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اس وقت متفرق گروہ جو اس سے پہلے وحشی جانوروں کی طرح پوشیدہ مقامات اور پہاڑوں کی چوٹیوں میں پناہ گزیں تھے وہاں جمع ہوتے اور دشمن کے مقابلے میں خواہ وہ درندے جانور کی قسم سے ہو یا انسان ہو ایک دوسرے کی مدد اور امن اور خوشی کی زندگی بسر کرنے میں ایک دوسرے کی اعانت و موافقت کرکے تمدنی زندگی اختیار کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی تعداد بڑھ جاتی ہی اور رشک و مقابلہ ان کے اوپر غصہ اور حسد کا پر پھیلا کر چھا جاتا اور ان کے لطف زندگی کو تلخ کر دیتا ہی۔

اقوام کا نسب میں کسی خاص شخص کی طرف منسوب ہوجانا

اکثر یہ ہوتا ہی کہ ان کی ایک جماعت نسب میں اس شخص کی طرف منسوب ہوجاتی ہی جو سب سے پہلے یہاں آیا۔ یا ان کے درمیان کوئی خاص امتیاز رکھتا تھا۔ اور زمانہ گزر جانے پر لوگ اس کے سوا دوسرے کو نہیں جانتے ان افلاطون نے کتاب نوامیس میں یونانیوں کا ایسا شخص زوس، یعنی مشتری کو بتلایا ہی۔

بقراط کا نسب نامہ

بقراط کا نسب نامہ جو کتاب مذکور کے آخری فصل میں کتاب سے خارج درج ہی اسی شخص تک پہنچتا ہی۔ لیکن اس نسب نامے میں بہت تھوڑے لوگ یعنی صرف چودہ شخص ہیں نسب نامہ مذکور حسب ذیل ہی:۔

"بقراط بیٹا غنوسیذیقوس کا۔ وہ بیٹا نبروس کا۔ وہ بیٹا سسطراطس کا۔ وہ بیٹا تھیوڈورس کا۔ وہ بیٹا قلیومیطادس کا۔ وہ بیٹا قرلیاس کا۔ وہ بیٹا درودنس کا۔ وہ بیٹا سسطراس کا۔ وہ بیٹا انلوسوس کا۔ وہ بیٹا

ابو لوخس کا۔ وہ بیٹا پوڈالیرس کا۔ وہ بیٹا ماخاون کا۔ وہ بیٹا اسقلیپیوس کا۔ وہ بیٹا افلون کا۔ وہ بیٹا زوس کا۔ وہ بیٹا قرونس یعنی زحل کا۔

چتر جگ کے متعلق ہندوؤں کے تخیلات یونانی عقیدے کے قریب ہیں

چتر جگ کے متعلق ہندوؤں کی روایتیں قریباً اسی قسم کی ہیں۔ ان کا خیال یہ ہی کہ اس کے اول یعنی کرتیا جگ کی ابتدا میں خوشی اور امن، سرسبزی اور برکت، تندرستی اور قوت، علم کی زیادتی اور برہمنوں کی کثرت ہوتی ہی، یہاں تک کہ اس وقت ثواب پورا چار ربع (= ۴/۴) ہوتا ہی۔ عمر چار ہزار سال ہوتی ہی اور ان تمام چیزوں میں سب لوگ برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

پھر اس میں کمی ہونے لگتی ہی۔ اور ان چیزوں کے ساتھ ان کی مخالف چیزیں ملنے لگتی ہیں۔ یہاں تک کہ ترتیا جگ کے ابتدا میں برائی کے مقابلے میں جو بڑھتی جاتی ہی بھلائی تین گونہ رہ جاتی ہی اور ثواب تین ربع (= ۳/۴) ہوجاتا ہی۔ برہمنوں کی نسبت کشتر (کھتریوں) کی تعداد زیادہ ہوتی ہی اور بشن دھرم کے مطابق عمر وہی رہتی ہی جو پہلے تھی۔ اگرچہ قیاس یہ تھا کہ ثواب کی کمی کے بقدر اس میں کمی ہوجاتی۔ اسی جگ میں آگ کی قربانی میں جانور قتل کرنے اور درخت اکھاڑنے لگتے ہیں جو پہلے نہیں کرتے تھے۔

برائی اسی طرح بڑھتی جاتی ہی یہاں تک کہ دواپر کی ابتدا میں بھلائی کے برابر ہوجاتی ہی اور ثواب آدھا رہ جاتا ہی۔ اس جگ میں ذاتی اغراض میں اختلاف پیدا ہوتا ہی، قتل کی کثرت اور دینوں میں مخالفت ہوتی ہی جس سے عمر کم ہو کر جیسا کہ کتاب مذکور میں ہی چار سو برس رہ جاتی ہی۔ تشی کے اول یعنی کلجگ میں باقی بچی ہوئی بھلائی کے مقابلے میں برائی

تمن گونہ ہوجاتی ہے۔

ہندؤں کے یہاں تریت اور دواپر میں مشہور تاریخی واقعات گزرے ہیں، مثلاً رام کا واقعہ جس نے راون کو قتل کیا اور مثلاً پرش رام برہمن کا واقعہ جو اس وجہ سے کہ کشتر (کھتریوں) سے اس کو اپنے باپ کے خون کا انتقام لینا تھا جس کشتر کو پاتا قتل کر دیتا تھا۔ ان کے نزدیک پرش رام آسمان پر زندہ ہے وہ اکیس مرتبہ آچکا ہے اور پھر آئے گا اور مثلاً پانڈو کی اولاد اور کورو کی اولاد کی باہمی لڑائی۔

کلجگ کے عام احوال کلجگ میں بُرائی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس کے آخر میں بھلائی بالکل مٹ کر صرف بُرائی رہ جاتی ہے۔ اس وقت زمین کے باشندے ہلاک ہوجاتے ہیں اور جو لوگ شریر و شیطان انسانوں سے بھاگ کر پہاڑوں میں متفرق اور عبادت کے لیے غاروں میں چھپے ہوتے ہیں ان کے ایک جگہ جمع ہونے سے نسل انسانی از سر نو شروع ہوتی ہے اسی وجہ سے اس جگ کا نام کرتیا جگ رکھا گیا ہے، یعنی کاموں سے فارغ ہوکر جانے کا وقت۔

کلجگ کے متعلق ایک روایت شونک (سَونَک) کے قصہ میں جس کو اس سے زہرہ نے برھما کی سند سے بیان کیا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برھما کو اپنا یہ کلام سنایا کہ جب "کلجگ آتا ہے ہم نیک شدہو دن کے بیٹے بدہو دن کو انسانوں میں بھلائی پھیلانے کے واسطے بھیجتے ہیں لیکن سرخ پوش جو اس کی طرف منسوب ہوتے ہیں اس چیز کو جو وہ لاتا ہے (یعنی اس کی تعلیم و ہدایت) کو بدل دیتے ہیں۔ برہمنوں کی عزت اس وقت سے اس طرح چلی جاتی ہے کہ ان کے خادم شودران کے مقابلے میں گستاخ ہوجاتے ہیں اور جو چیزیں

برہمنوں کو بخشش اور عطا کی جاتی ہیں ان میں برہمن کے ساتھ شودر اور چنڈال حصہ تقسیم کرا لیتے ہیں۔ لوگوں کی خواہشیں جرائم کے ارتکاب کے ذریعے مال جمع کرنے میں مصروف ہوجاتی ہیں اور اس میں بڑے کاموں اور گناہوں کے ارتکاب کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چھوٹے اپنے بڑوں کی، اولاد اپنے باپوں کی نوکر چاکر اپنے آقاؤں اور مالکوں کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ذاتوں میں ایسی گڑبڑی ہوتی ہے کہ نسب بگڑ جاتے اور چار طبقے (برہمن، کشتر، ویش اور شودر) مٹ جاتے ہیں۔ دین و مذہب اور مذہبی کتابوں کی ایسی کثرت ہوتی ہے کہ جمہور جو اس سے پہلے ایک چیز پر متفق تھے ان کی وجہ سے متفرق ہو کر ہر شخص ایک فرد خاص بن جاتا ہے۔ مندر منہدم اور مدرسے ویران ہوجاتے ہیں۔ انصاف اس طرح اُٹھ جاتا ہے کہ بادشاہ ظلم کرنے، حق تلفی کرنے، پکڑنے اور تکلیف دینے کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ گویا وہ ایک طرح انسانوں ہی کو کھاتے ہیں اور بڑی بڑی امیدوں کے فریب میں مبتلا، یہ نہیں کہ عمروں میں کوتاہی گناہوں کے مطابق اور وباؤں کی کثرت نیت کی خرابی کے بقدر ہوتی ہے"۔ ان لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ اس جگ میں ستاروں کی بنیاد پر اکثر پیشین گوئی واقعہ کے خلاف اور غلط ثابت ہوتی ہے۔

مانی کا خیال حالات دنیا کے متعلق ہندوؤں سے ماخوذ ہے

مانی نے اسی خیال کو لے کر کہا ہے کہ "جاننا چاہیے کہ دُنیا کے حالات بدل گئے اور ان میں تغیر ہو گیا ہے اور اسی طرح کہانت (یعنی ستاروں کی بنیاد پر پیشین گوئی کرنے یا غیب کی خبر جاننے کے فن) میں بھی تبدیلی ہو گئی ہے، اس وجہ سے کہ اسفیرات[1] آسمان یعنی اُن کے افلاک میں تغیر ہوجانے سے اب کاہنوں

[1] نوٹ صفحہ ۹۰ پر ملاحظہ ہو۔

کے لیے ستاروں کو ان کے دائروں کے اندر کے حالات کے جاننے کا موقع نہیں رہا جو ان کے متقدمین کو حاصل تھا۔ یہ لوگ دھوکہ دے کر گمراہ کرتے ہیں۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں کبھی محض اتفاقاً صحیح نکلتا ہے ورنہ اکثر غلط ہوتا ہے۔

کلجگ اور کرتیا جگ بشن دھرم سے | کتاب بشن دھرم میں ہمارے بیان پر یہ اضافہ ہے کہ "لوگ ثواب و عذاب کی ماہیت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اور فرشتوں کی حقیقت کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ ان کی عمریں مختلف ہونے لگتی ہیں اس وجہ سے عمر کی مقدار ان سے چھپی رہتی ہے۔ بعض ماں کے پیٹ ہی میں مرجاتے ہیں بعض لڑکپن میں اور بعض جوان ہو کر مرتے ہیں راست باز ہلاک ہو جاتے ہیں اور عمر نہیں پاتے اور جو لوگ بُرے کام کرتے اور دین سے منکر ہوتے ہیں زیادہ باقی رہتے ہیں۔ شودر بادشاہ بن جاتے ہیں جو بھیڑیے کی طرح اچکے ہوتے ہیں اور دوسرے کے پاس جو کچھ دیکھتے ہیں چھین لیتے ہیں۔ برہمن کام میں شودر کے مشابہ ہوتے ہیں۔ شودر اور ڈاکوؤں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور برہمنوں کے حقوق ضبط ہو جاتے ہیں۔ جو شخص بے آرائش بے آرام زندگی اختیار کرتا ہے بوجہ ایسے شخص کے کمیاب ہونے کے اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ کیا جاتا اور اس کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اور جو بشن کی خدمت (یعنی پرستش) کرتا ہے لوگ اس پر تعجب کرتے ہیں۔ حالانکہ پہلے سب لوگ ایسے ہی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ (ان کی) دعا جلد قبول ہوتی اور تھوڑے کام پر بہت ثواب ملتا اور

---

۵ (نوٹ صفحہ ۹۷) "اسفیرات" لفظ "اسفیر" کی جمع ہے اور اسفیر یونانی لفظ Sphere کی تعریب ہے۔ ع۔ ح

تھوڑی خدمت و عبادت سے بڑا درجہ اور عزت حاصل ہوتی ہے۔

کلجگ کا خاتمہ۔ کرتیا جگ کا آغاز

آخر کار جب برائی انتہا کو پہنچ جاتی ہے جگ کے آخر میں جشو برہمن کا بیٹا گرگ یعنی کل جس کے نام پر اس جگ کا نام کلجگ رکھا گیا ہے، ایسی قوت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ غصے میں اس قسم کے ہتھیاروں کے ساتھ آتا ہے جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہوتے اور نالائق جانشینوں کے اوپر اپنی تلوار چلاتا اور روئے زمین کو ان کی گندگی سے پاک کرتا اور ان لوگوں سے خالی کرا لیتا ہے۔ اور نیک و پاک لوگوں کو نسل جاری رکھنے کے لیے جمع کرتا اور ان لوگوں سے از سر نو کرتیا جگ کو واپس لاتا ہے اور زمانہ اور دنیا پاکیزگی۔ خالص بھلائی اور خوبی کی طرف پلٹ آتی ہے۔

یہ ہیں ہر جگ کے احوال جو چتر جگ میں الٹ پھیر کرتے رہتے ہیں۔

علی ابن زین طبری کی روایت چتر جگ کی کتاب سے بیماریوں کا ظہور اور فن طب کی ایجاد

علی ابن زین طبری نے چتر جگ کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ "قدیم زمانے میں زمین زرخیز اور بے عیب رہتی تھی مہابوت (امہات عناصر) اعتدال کی حالت میں ہوتے تھے اور لوگ ایک دوسرے سے محبت والفت رکھتے تھے۔ ان میں نہ حرص تھی نہ جھگڑا نہ بغض وحسد اور نہ کوئی ایسی چیز جس سے انسان کے نفس اور بدن میں بیماری پیدا ہوتی ہے۔ جب حسد آیا اس کے بعد حرص پیدا ہوئی۔ جب حرص میں مبتلا ہوئے جمع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ یہ کسی پر مشکل ہوا کسی پر آسان۔ لوگ فکر، پریشانی اور رنج میں پڑ گئے اور یہ باعث ہوا جنگ، مکر و فریب اور جھوٹ کا۔ جس سے دل سخت ہو گئے۔ طبیعتیں بدل گئیں۔ بیماریاں پیدا ہوئیں۔

اور اس نے اللہ کی عبادت سے اور علم کو زندہ کرنے (یعنی ترقی اور رواج دینے) سے غافل کرکے دوسری جانب متوجہ کر دیا جس سے جہالت کی بنیاد مضبوط اور مصیبت بھاری ہوگئی۔ اس وقت نیک لوگ اپنے زمانے کے درویش اطری کے بیٹے فرس، کے پاس جمع ہوئے۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ پڑھ چڑھا اور عاجزی کے ساتھ دعا کی جس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو علم طب سکھلایا۔"

اراطس کی کتاب سے ایک یونانی افسانہ دنیا کا سنہرا، روپہلا اور پیتل کا دور

یونانیوں کا جو خیال جس کو ہم نے (یعنی مسلمان اہل ہیئت نے) یونانیوں سے نقل کیا ہے اسی کے مشابہ ہے۔ اراطس اپنے ظاہرات و رموز میں ساتویں برج کی نسبت کہتا ہے: "بقار یعنی عوا کے دونوں پاؤں کے نیچے شمالی عورتوں میں عذرا کو دیکھو کہ وہ آرہی ہے اور اس کے ہاتھ میں کملا ہوا خوشہ یعنی سماک الاعزل ہے۔ وہ (یعنی سماک الاعزل) تاروں کی اس جنس سے ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ قدیم تاروں کا باپ ہے یا کسی دوسری جنس سے جو بعد میں پیدا ہوئی جس کو ہم نہیں جانتے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے زمانے میں انسان کے ساتھ عورتوں کے حلقے میں رہتی تھی اور مردوں پر ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ اس کا نام ان لوگوں میں عدل (یعنی انصاف) تھا۔ وہ مجمع کی جگہوں اور راستوں میں بوڑھوں اور سرداروں سے ملتی اور بہ آواز بلند ان کو حق کی ترغیب دیتی اور بے شمار مال بخشتی اور حقوق عطا کرتی تھی۔ زمین اس وقت سنہری یا سونے کی کہی جاتی تھی

سنہرا دور

اور اس کا کوئی باشندہ قول یا فعل کے مہلک جھگڑے کو نہیں جانتا تھا۔ نہ ان میں نامناسب فرقہ بندی تھی۔ سب لوگ بے فکری کی زندگی بسر کرتے

تھے۔ سمندر بے کار پڑا تھا۔ اس میں جہاز نہیں چلتے تھے اور ضرورت کی چیزیں بیل پر لائی جاتی تھیں۔ جب سونے کی جنس ختم ہو گئی اور چاندی کی جنس آئی اس وقت وہ (یعنی سماک الاعزل) ان سے ملتی رہی لیکن افسردگی کے ساتھ اور پہاڑوں میں چھپ گئی اور پہلے کی طرح عورتوں میں مل کر نہیں رہی۔ پھر بھی بڑے بڑے شہروں میں آتی، وہاں کے باشندوں کو ڈراتی، ان کے بُرے کاموں پر ان کو شرمندہ کرتی اور اس جنس کے بگاڑنے پر جس کے آنے کی جوان سے زیادہ شریر ہوگی اور جنگ اور خون ریزی اور بڑی بڑی مصیبتوں کی خبر دیتی اور اس سے فارغ ہو کر پھر پہاڑوں میں غائب ہو جاتی تھی۔ آخر کار چاندی کا بھی ختم ہو گئے اور لوگ پیتل کی جنس ہو گئے۔ ان لوگوں نے برائی کرنے والی تلوار نکالی اور گائے کا گوشت کھایا۔ یہی پہلے لوگ تھے جو اس کے مرتکب ہوئے۔ اس وجہ سے عدل کو ان کے پڑوس میں رہنے سے نفرت ہوئی اور وہ اُڑ کر آسمان پر چلی گئی۔"

(دوسرا پہلا دور) (پیتل کا دور)

ارطس کے کلام کی شرح دتادیل

ارطس کی کتاب کے شارح نے کہا ہے:- "یہ عذرا، زوس، کی بیٹی ہے۔ یہ لوگوں کو مجمع کی جگہوں میں عام شریعت کی خبر دیتی تھی۔ لوگ اس وقت حاکموں کے فرماں بردار تھے اور شرارت و مخالفت نہیں جانتے تھے۔ کسی کے دل میں شور و ہنگامہ اور حسد کا خطرہ بھی نہیں گزرتا تھا۔ کاشتکاری پر زندگی بسر کرتے تھے، تجارت کے لیے اور حرص سے سمندر کا سفر نہیں کرتے تھے اور ان کی طبیعت سونے کے مثل صاف تھی پھر جب لوگ اس روش سے ہٹ کر حق سے غافل و بے پروا ہو گئے عدل ان میں مل کر نہیں رہی لیکن ان کو دیکھتی رہتی اور پہاڑوں میں رہتی تھی

اور جب بیدلی کے ساتھ ان کی محفلوں میں آتی لوگوں کو ڈراتی تھی۔ اسی وجہ سے کہ لوگ اس کی بات اسی طرح خاموشی سے سنتے تھے جیسے ان کے باپ دادا اور اسی وجہ سے وہ ان لوگوں پر جو اس کو بلاتے تھے ظاہر نہیں ہوتی تھی جیسے پہلے ہوا کرتی تھی۔ چاندی کی جنس کے بعد جب پیتل کی جنس آئی اور جنگ چھڑی اور بُرائی پھیلی عدل نے عزم کرلیا کہ اب ہرگز ان کے ساتھ نہیں رہے گی۔ وہ ان سے نفرت کرنے لگی اور آسمان پر چلی گئی۔" اس (عذرا) کے متعلق بہت اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ دمیطر وہی ہے اس وجہ سے کہ سنبلہ (خوشہ) اسی کے ساتھ ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ بخت واتفاق ہے۔" یہ اراطس کا بیان ہوا۔

نوامیس افلاطوں سے سادہ زندگی بسر کرنے والے آفات وامراض وغیرہ سے محفوظ رہتے ہیں۔	نوامیس افلاطوں کے تیسرے مقالے میں ہے:۔ "اثینی نے کہا: دنیا میں طوفانات، بیماریاں اور تکلیفیں ہیں جن میں سے مویشی چرانے

والوں اور پہاڑیوں کے سوا کوئی فردِ بشر بچا ہوا نہیں ہے اور نوع انسان میں یہی لوگ ایسے ہیں جو مکر و فریب اور دوسروں پر غالب رہنے کی محبت کے عادی نہیں ہیں۔ اقنوسی نے جواب دیا: ابتداءِ حال میں غیر آباد دنیا کے دہشتناک ہونے سے لوگ خلوص کے ساتھ ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے اور اس وجہ سے کہ ان کا صحرا ان کے حق میں تنگ نہیں تھا اور ان کو محنت کا محتاج نہیں بنا پایا تھا۔ افلاس ان میں معدوم تھا۔ ان کے پاس مال و جائداد نہیں تھی اس سبب سے ان میں کنجوسی نہیں ہوتی تھی اور ان کے یہاں چاندی سونا نہیں تھا اس سبب سے ان میں نہ دولتمند ہوتے تھے نہ مفلس۔"
اگر یونانیوں کی کتابیں میرے پاس ہوتیں تو اس قسم کے بہت مضمون ملتے۔

باب ۴۴

منتروں کا ذکر

منتر راجہ اندر کی عمر کی مدت ہی ہر منتر کا رئیس نیا اندر ہوتا ہی

جس طرح بہتر ہزار کلپ برھما کی عمر کی مقررہ مدت ہی. اسی طرح منتر، جس کے معنی من کی نوبت (یعنی باری) ہی اندر کی عمر کی مقررہ مدت ہی۔ اندر کی ریاست منتر کے ختم ہونے پر ختم ہوجاتی ہی اور اس کے مرتبے پر دوسرا شخص پہنچتا ہی جو نئے منتر میں دنیا کا رئیس ہوتا ہی۔ برھگوپت نے کہا ہی کہ: جو شخص یہ سمجھتا ہی کہ کسی دو منتر کے درمیان سند نہیں ہوتا اور ہر ایک منتر کو اکھتر چترجگ خیال کرتا ہی اس کے نزدیک کلپ کی مقدار بقدر چھ چترجگ کے کم ہوگی اور کلپ کا ہزار سے کم ہونا اسی طرح سمرتی کے مخالف ہی جس طرح ہزار سے زیادہ ہوتا۔ پھر اس نے کہا ہی کہ ارجبھد نے اپنی دو کتابوں ایک 'دسگیتک' اور دوسری ارجاشٹشت میں کہا ہی کہ ہر منتر بہتر چترجگ کا ہوتا ہی. پس اس کے قول کے مطابق کلپ بقدر ایک ہزار آٹھ چترجگ کے ہوگا۔

کتاب بشن دھرم سے منتر کا حاکم من

کتاب بشن دھرم میں بجر کے سوالات کے جواب میں مارکندیو کا ایک یہ جواب مذکور ہی کہ پورش کل (یعنی سارے کائنات) کا حاکم ہے۔ کلپ کا مالک برھما ہی جو دنیا کا حاکم ہی۔ اور منتر کا حاکم منُ ہی۔ من چودہ ہیں اور ہر منتر کی ابتدا میں دنیا کے

چودہ من کی اولاد دنیا کی بادشاہ ہوئی ہے | بادشاہ ان ہی کی اولاد میں ہوتے ہیں۔ ذیل کے جدول میں ہم ان کا نام درج کرتے ہیں۔

نمبر شمار	منتر کے نام بشن پران کے مطابق	منتر کے نام بشن دھرم کے مطابق	منتر کے نام دوسری کتابوں سے	اندر کے نام بشن پران کے مطابق	من کی اولاد کے نام جو پہلی نوبت میں دنیا کے بادشاہ ہوئے بشن پران کے مطابق
۱	سوانبھب	سوایمبھب	سوایمبھب	اس منتر کا من بوجہ سبب پر غالب ہونے کے اندر تھا اور کوئی دوسرا اس کے ساتھ کسی چیز میں شریک نہیں تھا۔	
۲	سواروچش	سواروچ	سواروچش	ببسیج	ان میں کا پہلا چیترک
۳	اوتم	اوتم	اوتم	ستشانت	سُدبت
۴	ستامش	ستامش	اوتامش	شیخ	نر۔ کیات۔ شانتہ۔ جانگ
۵	ریوت	ریبت	ریوتت	اودت	بلبند، سوسنبھب۔ ساتک۔ سیندریو
۶	جاکشش	جاکشنگ	جاکشمس	منوزبت	پورم۔ ستدمن۔ پرمخ
۷	نیوسوت	بیوسوت	بیوسوت	پورندو	اکشواک، نیس، درشن، سرجات
۸	سابرن	سابرن	سابرن	بل، وہ راجا جو قید ہے	بزر، اشجار، بری نرموک
۹	دکشس	بشن دھرم	براہم پتر	مہاویرج	ورت، کیت، نرامی، ننج، ہست
۱۰	برہم سابرن	دھرم پتر	بشن پتر	شانت	شکشیتر، اوتموز، بھور شش

۱۱	دھرم ساورن	ردر پتر	ردر پتر	برش	ستر تبرک، دیبانیک سدر ماتھ
۱۲	رُدر پتر	دکش پتر	دکش پتر	رتدہ ہام	بانڈیواسج، دیوسترشتت
۱۳	رُدرنج	ربہا	ربیب	دوسیت	چترسین، بچترادیا
۱۴	بہوت	بہوتی	بہوم	شنبح	ادرر، کبھی، بدہناہی

ساتویں منتروں کے بعد کے آنے والے منتروں کے ناموں میں جو اختلاف ہے میری رائے میں اس کا سبب وہی ہے جو دیپوں (جزیروں) کے باب میں ذکر کیا گیا یعنی ہندو بلا لحاظ ترتیب صرف ناموں کو ذکر کردینا چاہتے ہیں۔ اس جدول میں بشن پران کی نقل پر اعتماد کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں منتر کا عدد بھی ہے، نام بھی بتلایا ہے اور ان کے ایسے حالات بیان کیے ہیں کہ ترتیب کے متعلق اس پر اعتماد کرنا لازم ہوگیا۔ ہم نے ان تفصیلات کو نقل نہیں کیا ہے اس وجہ سے کہ ان میں چنداں فائدہ نہیں۔

کتاب مذکور میں ہے کہ راجہ میتری نے جو کشتر (کھتری) تھا بیاس کے باپ پراشر سے گزشتہ اور باقی منتروں کا حال دریافت کیا۔ پراشر نے وہ چیزیں بتلائیں جن سے ہر من پہچان لیا گیا جیسا ہم نے جدول میں درج کیا ہے اور یہ کہا کہ دنیا کے مالک وہی ہوتے ہیں جو ان سب مُن کی اولاد ہیں اور ان کے ابتدائی حاکموں کا نام بتلایا جن کو ہم نے درج کردیا ہے۔ اور کہا کہ دوسرے، تیسرے، چوتھے اور پانچویں منتر کے مَن، پریارت کی اولاد سے تھے۔ یہ شخص ایک زاہد (سادھو) تھا اور بشن کا بہت مقرب تھا اس وجہ سے بشن نے اس کی اولاد کو یہ معزز مرتبہ عنایت کیا۔

باب ۴۵

بنات نعش کا بیان

بناتِ نعش کے متعلق ہندو افسانہ سات سادھو تھے جو ستارے بنا دیے گئے

ہندوؤں کی زبان میں بنات نعش کا نام سپت رسین، یعنی سات رشی ہی۔ کہتے ہیں کہ یہ لوگ زاہد (سادھو) تھے جو حلال روزی کی تلاش میں رہتے تھے۔ ان کے ساتھ ایک نیک عورت تھی۔ سُہا (بنات نعش کا سب سے دھندلا ستارہ) یہی عورت ہی۔ یہ لوگ صبح کو کھانے کے لیے نیلوفر کے تنے تالابوں سے چُن رہے تھے کہ دین (دھرم) نے آکر اس عورت کو ان سے چھپا دیا۔ ہر ایک دوسرے کے سامنے شرمندہ ہوا اور قسمیں کھائیں جس کو دین نے پسند کیا اور ان کی عزت افزائی کے لیے اٹھا کر اس جگہ پہنچا دیا جہاں پر وہ دیکھے جاتے ہیں۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہندوؤں کی کتابیں شعر میں لکھی جاتی ہیں۔ اس وجہ سے یہ لوگ اپنے یہاں کی تشبیہات اور عمدہ مدحیہ کلام سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ براہمر کی کتاب سنگھٹ میں بنات نعش پر حکم لگانے (یعنی ان کے حالات و آثار اور ان کی بنیاد پر پیشین گوئی کے قواعد وغیرہ بیان کرنے) کے قبل ان کی مدح سرائی کی ہی جو ہماری نقل کے مطابق حسب ذیل ہی:-

براہمر کی کتاب سے بنات نعش کی مدح سرائی

"شمالی گوشہ ان ستاروں سے اس طرح آراستہ ہی جیسے کوئی

حسین عورت موتیوں کے گندھے ہوئے ہار اور سفید نیلوفر کے باترتیب گلوبند سے آراستہ ہوتی ہے۔ بلکہ وہ اس گوشہ میں قطب کے گرد اس کے حکم کے مطابق، ناچنے والی لڑکیوں کی مثل چکر لگاتے رہتے ہیں۔ قدیم زمانے کے دانشمند گرگ کے قول کے مطابق ہم یہ کہتے ہیں کہ جس وقت جدھشٹر دنیا کا مالک ہوا بنات نعش کے ستارے ماہتاب کی دسویں منزل نگ (گلھا) میں تھے اور شک کال اس سے دو ہزار پانچ سو چھبیس سال بعد شروع ہوا۔ یہ (یعنی بنات نعش) ہر منزل میں چھ سو برس ٹھہرتے ہیں اور مشرق و شمال کے درمیان طلوع ہوتے ہیں۔ اس وقت ان میں کا جو ستارہ مشرق سے متصل ہے مریچ ہے اس سے مغرب لبشست پھر انگر، پھر اتر، پھر پلست، پھر پلہ پھر اکرت ہے اور بشست کے قریب ارندہت، ایک پاک دامن عورت ہے۔"

جدھشٹر کے زمانے میں بنات نعش کا مقام گرگ کے مطابق

بنات نعش کے ہر ستارے کا خاص نام اور اس کا موجودہ موقع ایک دوسرے کے اعتبار سے

ان ناموں میں اکثر اشتباہ ہوجاتا ہے اس لیے ہم ان کی ایسی پہچان بتلا دیتے ہیں کہ دب اکبر (بنات نعش کا دوسرا نام ہے) کی صورت میں یہ پہچان لیے جائیں۔ مریچ دب اکبر کا ستائیسواں ستارہ ہے۔ لبشست چھبیسواں انگر پچیسواں - اتر اٹھارھواں۔ اگرت سولھواں۔ پلہ سترھواں اور پلست انیسواں ہے۔

یہ ستارے ہمارے زمانے (یعنی ۹۵۲ شک کال میں برج اسد کے ½ ۱ درجے سے برج سنبلہ کے ½ ۱۳ درجے تک ہیں۔

مصنف کے زمانے میں ان ستاروں کا متعین مقام اور حساب سے جدھشٹر کے زمانے کا مقام۔

اور کواکب ثابتہ کی اُس رفتار کے مطابق جو ہمارے نزدیک جدھشٹر کے زمانے
میں برج جوزا کے ۸ ۲/۳ سے برج سرطان کے ۲۰ ۵/۹ درجے تک تھے
(ستاروں کی) اُس رفتار کے مطابق جس کو متقدمین اور بطلیموس نے اختیار
ہی اُس زمانے میں برج جوزا کے ۲۶ ۱/۴ درجے سے برج اسد کے ۲/۳
درجے تک تھے اور منزل مذکورہ (مگھا) ابتدائے برج اسد سے شروع
ہوکر اس کے پورے آٹھ سو دقیقے تک ہی اس لیے موجودہ زمانہ بہ نسبت
جدھشٹر کے زمانے کے زیادہ مناسب ہی کہ بنات نعش کا منزل مگ (مگھا) ہونا چاہیے
میں واقع ہونا تسلیم کیا جائے۔ اور اگر یہ لوگ یہ منزل (مگھا) اس ستارہ
تک قرار دیں جو اسد کا قلب ہی اس حالت میں وہ (یعنی بنات نعش) اس
وقت (یعنی جدھشٹر کے زمانے میں) اوائل سرطان میں تھے۔

| گرگ کے حساب کی غلطی | پس گرگ نے جو کہا ہی اس کے لیے بالکل کوئی وجہ

نہیں ہی۔ بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اس کو اس طریقے کا بہت تھوڑا
علم تھا جو ستاروں کو مشاہدے سے یا آلات کے ذریعے سے بروج کے
درجوں کی طرف منسوب کرنے کے لیے ضروری ہی۔

| بنات نعش کے مقام کے متعلق اقوال متناقض ہیں | سنہ ۱۵ شک کال کے سالانہ دفتروں (یعنی
جنتریوں) میں جو کشمیر سے حاصل کیے گئے ہیں

ہم نے یہ دیکھا کہ بنات نعش ستتر سال سے منزل آزاد میں ہیں۔ یہ منزل
برج عقرب کے ۲ ۱/۴ درجے سے اس کے ۱۶ ۲/۳ درجے تک ہی اور بنات نعش
اس سے قریبًا ایک برج اور بیس درجے آگے ہیں۔ ان لوگوں کی پیٹھ پیچھے
ان کے متناقض اقوال کو، کون شخص سمجھ سکتا ہی۔

| گرگ کے قول کا امتحان دوسرے طریقے سے | اب ہم فرض کرتے ہیں کہ گرگ نے

ٹر کے ٹھیک کہا اور اگرچہ اس نے گگ کے اندر بنات نعش کے مقام کو تعین کے
تک تعیین سو نہیں تبلایا ہے لیکن ہم فرض کرتے ہیں کہ ان کا مقام گگ کی ابتدا میں ہے
نے اختیار دہی برج اسد کی ابتدا ہے۔ جد ھشٹر کے زمانے سے ہمارے موجودہ
سال یعنی ۱۳۴۲ سکندری تک ۳۴۷۹ سال ہوئے۔ ہم براہمر کے اس قول
۔۔۔ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بنات نعش ہر منزل میں چھ سو برس ٹھہرتے ہیں پس
زمانہ لکھن کا مقام ہمارے موجودہ سال میں برج میزان کا چھٹا درجہ سترہ دقیقہ
یا تک ہونا چاہیے جو منزل اسوات کے دس درجے اڑتیس دقیقے کے مطابق ہے۔
اس ۔۔۔ ہم ان کا مقام نصف (یعنی وسط) گگ میں فرض کریں تو منزل بشاکھ
نعش (بیساکھ) کے تین درجے اٹھاون دقیقے تک جا پہنچتے ہیں۔ اور اگر آخر گگ میں
فرض کریں تو بشاکھ کے دس درجے اڑتیس دقیقے تک پہنچتے ہیں
پس کشمیری تقویم کا بیان کسی طرح سنگھٹ کے مطابق نہیں ہوتا۔ اسی
طرح اگر ہم تقویم مذکور کے مقام (یعنی منزل انراد) کو تسلیم کر کے اسی رفتار
(یعنی ہر منزل چھ سو برس) کے حساب سے پیچھے چلیں جب بھی یقیناً گگ تک
نہیں پہنچتے۔

ثوابت کی رفتار کا مسئلہ علم ہیئت کا مشکل مسئلہ ہے۔

ہم لوگ اپنے زمانے میں ثوابت کی تیز رفتاری اور
گزشتہ زمانوں میں ان کی سست رفتاری کو مشکل مسئلہ
سمجھتے اور علم ہیئت فلک کے اندر اس کے اسباب کو تلاش کرتے تھے حالانکہ
ہم لوگوں کے نزدیک ان کی حرکت ہر چھیاسٹھ شمسی سال میں ایک درجہ ہے
لیکن براہمر کا خیال اس سے زیادہ عجیب ہے۔ اس لیے کہ اس کے مطابق
ان کی حرکت پینتالیس سال میں ایک درجہ ہے اور اس کا زمانہ ہمارے
زمانے سے تقریباً پانچ سو پچیس برس آگے ہے۔

زیچ کرن سار کا طریقہ بنات نعش کی حرکت اور مقام جاننے کا

زیچ کرن سار کے مصنف نے بنات نعش کی حرکت اور اس کے مقام کو جاننے کا یہ طریقہ بتلایا ہی کہ شک کال سے ۸۲۱ گھٹاؤ۔ جو باقی رہے وہ اصل ہی۔ یہ ان سالوں کا عدد ہی جو ابتدائے کلجگ سے (موجودہ سال تک چار ہزار سال پر بڑھے ہیں۔ اس اصل کو ۴۷ میں ضرب دے کر حاصل ضرب ۶۰۰۰ بڑھاؤ اور مجموعہ کو دس ہزار پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت بروج اور اس کی کسریں (درجہ و دقائق وغیرہ) ہیں اور یہی بنات نعش کا مقام ہی"

یہ زیادتی (۶۰۰۰) بداہتًا بنات نعش کا وہ مقام ہی جہاں وہ اصل کی ابتدا میں تھے اور جس کو دس ہزار میں ضرب دیا گیا ہی۔ اگر اس زیادتی کو دس ہزار پر تقسیم کر دیا جائے تو خارج قسمت چھ بروج اور چوبیس درجے ہوں گے۔

یہ معلوم ہی کہ اگر ہم دس ہزار کو سینتالیس پر تقسیم کریں خارج قسمت ایک برج کی حرکت کی مدت دو سو بارہ برس نو مہینے چھ یوم شمسی ہوتی ہی اس حساب سے ایک درجے کی حرکت سات برس ایک مہینہ تین دن اور ایک منزل کی حرکت چورانوے برس چھ مہینے تین دن میں ہوگی۔

اگر نقل غلط نہیں ہی تو براہمر اور تیسفر (مصنف زیچ کرن سار) کے درمیان بڑا فرق ہی اگر ہم اپنے موجودہ سال کے واسطے اس طریقے پر عمل کریں۔ خارج قسمت منزل انراد کا نو درجہ ستر ۰ دقیقے ہوگا۔

اہل کشمیر حرکت بنات نعش کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اس کی مدت ایک منزل کے لیے ایک سو برس ہی۔ تقویم مذکور میں درج تھا کہ منزل کا سو برس پورا ہونے میں تیئیس برس باقی رہے۔

اختلافات کا سبب رصد کی مہارت نہ ہونا اور مسائل ہیئت کو مذہبی روایات کے ساتھ مخلوط کرنا۔

یہ تمام اختلافات اس وجہ سے ہیں کہ ہیئت کے احوال کو دریافت کرنے کی مشق نہیں ہی اور ان کو مذہبی روایات کے ساتھ مخلوط کردیا ہی۔ اہل روایات بنات نعش کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ ثوابت کے مقام سے زیادہ بلند ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہر منتر میں ایک نیا من پیدا ہوتا ہی۔ اس کی اولاد دنیا کی بادشاہ ہوتی ہی اور اندر کی ریاست کی اور اسی طرح فرشتوں کی جماعتوں کی اور بنات نعش (یعنی سات رشیوں) کی تجدید ہوتی ہی (یعنی فنا ہونے کے بعد ہر منتر کے شروع میں یہ سب از سر نو پیدا ہوتے ہیں)۔ فرشتوں کی حاجت یہ ہی کہ انسان اُن کے واسطے قربانیاں کرے اور ان کا حصہ آگ تک پہنچائیں۔ اور بنات نعش (سات رشی) کی حاجت یہ ہی کہ بیذ کی تجدید کریں۔ اس وجہ سے کہ ہر منتر کے آخر میں بیذ فنا ہو جاتا ہی۔

ہر منتر کے آخر میں بیذ فنا ہو جاتا ہی بنات نعش اس کی تجدید کرتے ہیں

ہر منتر کے بنات نعش یعنی سات رشیوں کے نام

یہ مضمون بشن پران کا ہی اور ذیل کے جدول میں ہر منتر کے بنات نعش کا نام ہم نے اسی کتاب سے نقل کیا ہی:-

سبت رشین یعنی بنات نعش منتر میں

منتر کا عدد	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	اس منتر میں نہ اندر تھا اور نہ سبت رشی تھے صرف من تھا						
۲	اورج ستنب	بران	دتّ	نیرشب	نرشو	سجاریہ	فانشج
۳	بسشت کی اولاد						
۴	جوت	دھام	پرت	کاب	چیتردگن	برگ	پیوُر

نکشتر کا عدد	١	٢	٣	٤	٥	٦	٧
٥	ہرن رودم	بیندشتر	رُورتیباہ	ایر	بینیدباہ	سُباہ	پرزنہ
٦	سُمیندہ	پَیرزَہ	ہَبیشتم	مَدھُ	اَتمان	سَہنش	چرشی
٧	بشمت	کالیشب	اِتر	جَمَدگن	گوتم	بیفامتر	بکرو باز
٨	دِبیتمان	گگالب	کرب	اشتام بیٹا درون کا	براشتر	براشترکا بیٹیا بیاس	رس شنرنگ
٩	سَبَن	دُتیان	ہَبت	بَس	بیندبادِت	چوتشتم	سَست
١٠	ہشمان	شُکرِت	سَتیو	اپاموربت	نابھاگ	زمونرَ	شُشیشر
١١	بِشبجر	اَگینشر	بَبشتم	بِتَن	آرُن	ہَبشمان	نگ
١٢	تلیسو	شَتی	نیوموربت	تپّوربت	تپّودربت	دُبت	اَشجان
١٣	زہوہ	تَتدریج	نشبرکنت	زترسک	دُرتمان	ئی	سُتتیب
١٤	اَگنب	شنیج	شکریعنی زہرہ	ماگدہ	گنیدر	جگتشت	چتت

باب ۴۶

نارائن، اس کے مختلف اوقات پر آنے اور اس کے ناموں کا بیان

نارائن کی حقیقت اس کا کام اور مقصد

ہندوؤں کے نزدیک نارائن ایک علوی (یعنی فوق طبعی) قوت ہی جس کا مقصد نہ دنیا کی حالت کو بہترین ذریعے سے بہتر بنانا ہی اور نہ خرابی پیدا کر کے خراب کرنا۔ وہ صرف خرابی اور بُرائی کو جس طرح ممکن ہو دفع کرتا ہی۔ اس کے نزدیک بہتری کو ابتری پر تقدم ہی۔ اگر بہتری کا سلسلہ جاری نہیں رہا اور نہ اس کا جاری رہنا ممکن ہی اس وقت اتنی خرابی سے جو بہتری کو جاری رکھنے کے لیے ناگزیر ہی کام لیتا ہی۔ جس طرح وہ سوار جو کسی کھیت کے بیچ میں پہنچ گیا ہی جب اپنے دل میں غور کرے گا اور حالت کو سمجھ کر اس خراب کام سے نکلنا چاہے گا تو یہ بغیر اس کے نہیں ہو سکے گا کہ جانور کو پیچھے پھیرے اور جدھر سے داخل ہوا تھا اسی طرف سے باہر نکلے، حالانکہ اس کے نکلنے میں ویسی ہی بلکہ اس سے زیادہ خرابی ہی جو داخل ہونے میں ہوئی۔ لیکن تلافی کی اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہی۔

ہندو اس قوت اور علت اولیٰ کے درمیان فرق نہیں کرتے۔ اس کا دنیا میں اہلِ دنیا کے مشابہ بن کر یعنی جسم، بدن اور رنگ اختیار کر کے اترنا اس وجہ سے ہوتا ہی کہ اُن کے خیال میں اس کے سوا دوسری

صورت ممکن نہیں ہے

نارائن کا دنیا میں پہلی مرتبہ آنا

وہ ایک مرتبہ پہلے منتر کے تمام ہونے کے وقت عالم کی ریاست بال کل سے چھیننے کے لیے آیا جس کا اس نے حوصلہ کیا اور لینا چاہا تھا۔ وہ آیا اور ریاست شکرِیت کے حوالے کر گیا جو پوری سو قربانیاں کرتا تھا اور اس کو اندر بنا گیا

نارائن کا دوسری مرتبہ آنا بیروچن کے بیٹے راجہ بل کا قصہ

دوسری مرتبہ چھٹے منتر کے تمام ہونے کے وقت آیا۔ اس آمد میں اس نے بیروچن کے بیٹے راجہ بل کو تباہ کیا جس نے زہرہ کو اپنا وزیر بنایا اور دنیا کا مالک بن گیا تھا۔ اس راجہ نے اپنی ماں سے یہ سُن کر کہ اس کے باپ کا زمانہ اس کے زمانے سے بہتر تھا اس وجہ سے کہ وہ کرتیاجگ کی ابتدا سے زیادہ قریب تھا اور لوگ آرام میں ڈوبے ہوئے محنت کی پریشانی سے بہت دور تھے، اس نے مقابلہ کر کے بڑھ جانے کی ہمت کی اور احسان کرنا، بخششیں بانٹنا، مال تقسیم کرنا اور قربانیاں کرنا شروع کیا تاکہ سو قربانی پوری کر کے جنت اور دنیا کی ریاست کا مستحق ہو جائے۔ جب وہ ننانوے قربانیوں سے فارغ ہو کر تمام کرنے کے قریب پہنچا۔ روحانیوں کو اپنی قدر و منزلت کے متعلق ڈر پیدا ہوا اور یہ سمجھ کر کہ جب انسان کو ان کی طرف حاجت نہیں رہے گی جو کچھ ان کو انسان سے ملتا ہے بند ہو جائے گا۔ یہ لوگ مدد مانگنے کے لیے نارائن کے پاس جمع ہوئے۔ نارائن نے ان کی درخواست قبول کی اور بامن کی صورت میں زمین پر اترا۔ بامن (بونا) ایسا آدمی ہے جس کے دونوں پاؤں اس کے بدن کے مقدار سے اتنے چھوٹے ہوتے ہیں کہ اس کی شکل و صورت بدنما ہو جاتی ہے۔

راجہ بل جس وقت قربانی انجام دینے میں مشغول تھا نارائن اس کے پاس آیا۔ اس کے قریب آگ کے گرد و پیش برہمن تھے اور اس کے سامنے اس کی وزیر زہرہ تھی۔ وزیر نے خزانے کا منہ کھول دیا تھا اور انعامات بخششوں اور صدقوں میں جواہرات کی بے حساب بارش کر رہی تھی۔ بامن نے برہمنوں کی طرح بیذ کو اُس جگہ سے جو اس زمانے میں سام بیذ کہلاتا ہی۔ ایسے دردناک لہجے میں خوش آوازی سے پڑھنا شروع کیا کہ راجہ کے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ وہ جو کچھ چاہے اور مانگے اس کو دیا جائے۔ زہرہ نے چپکے سے راجہ سے کہا کہ یہ نارائن ہی جو اس سے حکومت چھیننے کے لیے آیا ہی۔ راجہ نے خوشی کے جوش میں اس کی بات پر توجہ نہیں کی اور بامن سے پوچھا کہ کیا چاہتا ہی۔ بامن نے کہا آپ کے ملک میں سے چار قدم کے برابر جس میں زندگی بسر کریں۔ راجہ نے کہا جو کچھ چاہتا ہی اور جس طرح چاہتا ہی پسند کرلے اور پانی مانگا کہ اس کو اپنے ہاتھ پر گرادے جس سے اس کا حکم نافذ ہوجائے جو ہندوؤں کی ایک رسم ہی۔ راجہ کی انتہائی محبت سے زہرہ لوٹا اندر لائی اور اس کی ٹونٹی بند کردی تاکہ پانی نہ گرے وہ ٹونٹی کے سوراخ کو بنصر (مجھولی انگلی) کے انگوٹھے سے گھاس (کوسا) سے بند کر رہی تھی کہ اس کی آنکھ چوک کر سوراخ سے ہٹ گئی اور پانی گر گیا۔ بامن نے ایک قدم پورب طرف بڑھایا دوسرا پچھم طرف اور تیسرا اوپر کی طرف جو سفر لوک تک جا پہنچا۔ چوتھے کے لیے دنیا میں کوئی جگہ نہیں رہی تب اس نے چوتھے سے راجہ کو غلام بنایا اور اپنا پاؤں اس کے مونڈھوں کے درمیان بطور غلام بنانے کے علامت کے رکھ کر اس کو زمین میں یہاں تک ڈبایا کہ وہ دھنستا ہوا پاتال یعنی اسفل السافلین تک

پہنچ گیا اور دنیاؤں کو اس سے لے کر ریاست پربندر کو سپرد کر دی۔

بشن پران سے، ہر جگ کے لیے بشن کا خاص کام اور اس کے ظہور کا مقصد

بشن پران میں ہے کہ "راجہ میتری نے پراشر سے جگوں کے متعلق سوال کیا۔ پراشر نے جواب دیا کہ " جگ اس لیے ہے کہ بشن بہ ذات خود ان میں کام کرے کرتیا جگ میں وہ علم کے واسطے خالص ہو کر کپل کی صورت میں آتا ہے۔ ترتیا جگ میں شجاعت کے لیے خالص ہو کر قوت اور غلبہ کے ساتھ ساتھ شریروں کو مغلوب کرنے اور تینوں لوک کی حفاظت اور ان پر احسان کرنے کے لیے رام کی صورت میں آتا ہے۔ دواپر میں بیذ کو چار حصوں میں تقسیم کرنے اور ان کی شاخیں نکالنے کے لیے بیاس کی صورت میں آتا ہے۔ دواپر کے آخر میں ظالموں کو نیست و نابود کرنے کے لیے باسدیو کی صورت میں آتا ہے۔ اور کلجگ میں سب کو قتل کرنے اور جگ کا دور از سر نو شروع کرنے کے لیے جسو برہمن کے بیٹے کل کی صورت میں آتا ہے۔ اور بشن کا یہی مشغلہ ہے۔

بشن اور نارائن ایک ہے وہ ہر دفعہ بیاس کی صورت میں آتا ہے نام مختلف ہوتا ہے

اسی کتاب میں دوسری جگہ ہے کہ "بشن اور نارائن سے بھی بشن ہی مراد ہے۔ ہر دواپر کے آخر میں بیذ کو چار حصوں میں تقسیم کرنے کے لیے آتا ہے اس وجہ سے کہ انسان کمزور اور پورے بیذ کی نگہداشت سے عاجز ہوتا ہے ہے۔ وہ اپنے ہر آنے میں بیاس کی صورت میں ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کے نام مختلف ہوتے ہیں۔ کتاب مذکور میں اس کے ان ناموں کو جو موجودہ ساتویں منتر کے گزشتہ چتر جگوں میں تھے بیان کیا ہے۔ ہم ان کو ذیل کے جدول میں درج کرتے ہیں:-

۱	بنیتب	۱۶	دھنجہ
۲	پرجاپت	۱۷	کرتنج
۳	اوشن	۱۸	نیجیرت
۴	برھسپت	۱۹	بہردباز
۵	سبت	۲۰	گوتم
۶	مُرتُ	۲۱	اوتم
۷	اندرُ	۲۲	ہرتراتم
۸	بثیت	۲۳	بین بیاس
۹	سارسوت	۲۴	بازسروہ
۱۰	درتہام	۲۵	سوشتم
۱۱	تربرت	۲۶	بھارگو
۱۲	بہردباز	۲۷	بالمک
۱۳	انترگش	۲۸	کرشن
۱۴	ببری	۲۹	اشٹام درون کا بیٹا
۱۵	ترجارن		

پراشر کا بیٹا بیاس ہے، کرشن دیپایَن ہے۔ انتیسواں ابھی تک نہیں آیا ہے۔ آئندہ آئے گا۔

کتاب بشن دھرم میں ہے کہ "ہر" یعنی نارائن کے نام جگوں کے اندر مختلف ہوتے ہیں۔ باسدیو، سنگرشن، پردمن، انرُدّ اسی کے نام ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کتاب مذکور میں ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا ہے اس

لیے کہ باسدیو چاروں جگ کے آخر میں تھا۔

نارائن کا رنگ مختلف جگ میں مختلف ہوتا ہے

اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ "مختلف جگوں میں اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔ کرتیا جگ میں سفید ہوتا ہے۔ ترتیا جگ میں سُرخ۔ دواپر میں زرد۔ جو اس کے انسانی صورت میں مجسم ہونے کی ابتدا ہے اور کلجگ میں سیاہ۔

یہ تینوں رنگ ابتدائی قوتوں کے رنگ کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ ہندوؤں کا خیال یہ ہے کہ، ست سفید شفاف ہوتا ہے۔ رُج سرخ اور تم سیاہ۔

نارائن کے آخری آنے کا حال ہم آئندہ بیان کریں گے۔

باب ۷

باسدیو اور بھارت کی لڑائی کا ذکر

دنیا کی آبادی کھیتی اور اولاد کی پیدائش سے ہے اور جوں جوں زمانہ گزرتا ہے ان دونوں میں زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ ان کی زیادتی غیر محدود اور دنیا محدود ہے۔

انسانی تاریخ میں طبعی قوتیں اور اسباب اسی طرح کام کرتے ہیں جیسے دوسرے طبعی حالات و حوادث میں

جب نبات اور حیوان کا کوئی ایک نوع اپنی فطری حالت پر بڑھتے ہوئے چھوڑ دیا جائے گا اور اسی (نوع) کا یہ فرد نہ صرف ایک ہی بار پیدا ہوتا اور نہ مرتا ہے بلکہ اپنے جیسے کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے تو (نتیجہ یہ ہوگا کہ) صرف ایک ہی نوع کے درخت یا ایک ہی نوع کے حیوان (زمین پر) اس قدر پھیل جائیں گے کہ اُن کے بڑھنے اور پھیلنے کے لیے جگہ نہ مل سکے گی۔

کسان اپنے کھیت کو صاف کرتا ہے اور جس چیز کا حاجتمند ہے اس کو کھیت میں چھوڑ کر اس کے ماسوا سب کو اکھاڑ دیتا ہے، مالی جن شاخوں کو اچھی سمجھتا ہے رکھ چھوڑتا ہے اور ماسوا کو کاٹ دیتا ہے۔ بلکہ شہد کی مکھی اپنے ان ہم جنسوں کو جو صرف کھاتی ہیں اور چھتّے میں کچھ کام نہیں کرتیں قتل کر دیتی ہیں۔

طبیعت (نیچر) بھی یہی کرتی ہے۔ لیکن اس وجہ سے کہ اس کا فعل ایک

(ہی قسم کا) ہوتا ہے۔ وہ فرق نہیں کرتی اور درخت کے پتّے اور پھل سب کو خراب کرکے درخت کو اس فعل سے جس کے لیے وہ بنایا گیا ہے روک دیتی اور اس کو تلف کر دیتی ہے۔

دنیا میں جب خرابی پیدا ہوجاتی ہے طبعاً اس کا کوئی مصلح پیدا ہوتا ہے

یہی حال دنیا کا ہے کہ جب کسی چیز کی زیادتی سے اس میں خرابی پیدا ہوجاتی یا پیدا ہونے کے قریب ہوتی ہے اس وقت اس کا مدبّر اور اس کا ایک مدبّر ہے جس کی غایت کلّی اس کے ہر ذرّے میں موجود ہے، ایک ایسے شخص کو بھیجتا ہے جو اس زیادتی میں کمی واقع کرتا اور برائی کے مادّوں کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔

باسدیو کی پیدائش

ہندوؤں کے عقیدے میں اس قسم کا ایک شخص باسدیو ہے۔ وہ اخیر دفعہ انسان کی صورت میں باسدیو کے نام سے اس وقت آیا جب دنیا میں ظالم اتنے زیادہ ہوگئے اور وہ ظلم سے اس قدر بھر گئی تھی کہ ان کی کثرت سے جھک گئی اور روندے جانے کی شدت سے لرزنے لگی تھی۔

وہ شہر ماہورہ (متھرا) میں راجہ کنس کی بہن سے جو اس وقت وہاں کا حاکم تھا بسدیو کے یہاں (یعنی اس کے بیٹے کی حیثیت سے) پیدا ہوا۔ یہ لوگ جاٹ کی قوم تھے جو مویشی پالتے ہیں اور حقیقت میں یہ قوم شودر ہے۔ کنس نے اپنی بہن کے بیاہ کے وقت ایک آواز[1] سنی تھی جس سے اس کو معلوم ہوگیا تھا کہ وہ اسی[2] کے ہاتھوں ہلاک ہوگا۔ اس لیے اس نے بہن پر ایک نگراں مقرر کر دیا تھا کہ جب اس کو ولادت

---

[1] ندائے غیبی [2] یعنی اس کی بہن کے فرزند کے

ہو اس کے بچوں کو کنس کے پاس لے جائے اور وہ اس کے بیٹا اور بیٹی دونوں کو قتل کر دیتا تھا۔ یہاں تک کہ بلبھدر پیدا ہوا اور اس کو نند گوالہ کی بیوی جسو (جسودا) نے لے کر پرورش کیا اور نگران لوگوں سے حیلہ کر کے اس کی (ولادت کی) حالت کو چھپا رکھا۔ اس کے بعد آٹھویں ولادت میں ماہ بہادریت (بھادوں) کے نصف تاریک کی آٹھویں رات کو جس میں بارش ہو رہی تھی اور ماہتاب منزل روہنی میں طالع پر تھا باسدیو پیدا ہوا۔ محافظ لوگ غافل ہو کر گہری نیند سو گئے تھے۔ لڑکے کے باپ نے خفیہ طور پر اس کو نند کول یعنی جسو کے شوہر نند کے گائے بندھنے کی جگہ پہنچا دیا جو متھرا کے قریب ہے اور دونوں کے درمیان دریائے جون (جمنا) واقع ہے۔ اور اس کو نند کی بیٹی سے جو اتفاقاً بسدیو کے ان لوگوں کے پاس پہنچنے کے وقت پیدا ہوئی تھی بدل لیا۔ اور لڑکے کی جگہ اس کی لڑکی کو محافظوں کے پاس لے گیا۔ راجہ کنس نے اس کو قتل کرنا چاہا لیکن وہ اڑ کر ہوا میں چلی گئی۔

باسدیو کی پرورش اور اس کا ظہور

باسدیو کی پرورش جسو کے ہاتھوں ہوئی جو بغیر جانے ہوئے کہ وہ اس کی بیٹی سے بدلا ہوا بچہ ہے اس کو دودھ پلاتی رہی۔ کنس کو اس کا حال معلوم ہو گیا اور وہ اس کے ساتھ ہر قسم کے مکر و فریب کی چال چلتا رہا مگر سب کا نتیجہ اسی کے خلاف ہوتا رہا۔ آخر کار اس نے باسدیو کے والدین سے اس کو اپنے سامنے کشتی لڑنے کے واسطے طلب کیا۔ راستے میں اپنی حرکتوں سے اس نے ہر شخص پر اپنی بڑائی اور غلبہ دکھانا چاہا اور ایسے افعال کا ارتکاب کرتا آیا جس سے اس کے ماموں (یعنی کنس) کا غصہ بھڑکتا گیا۔ (مثلاً) اس نے اس (یعنی کنس) کے سانپ کو جو اس کے تالاب کے نیلوفر کی حفاظت پر متعین تھا

مغلوب کر کے اس کے نتھنوں میں ڈوری ڈال دی اور اس کے دھوبی کو جس نے اس کو کشتی لڑنے کے لیے کپڑا عاریت دینے سے انکار کر دیا تھا قتل کر دیا اور صندل والی عورت سے جس کو اس کے ساتھ کشتی لڑنے والوں کو صندل لگانے کا کام سپرد تھا صندل چھین لیا۔ پھر اس مست ہاتھی کو قتل کر دیا جو اس کے دروازے پر اس کے قتل کے واسطے رکھا گیا تھا۔ باسدیو کشتی کے کام میں سب پر بڑھ گیا اور کنس کا غصہ اس قدر بھڑکا کہ اس کی پتّی پھٹ گئی۔ وہ اسی وقت ہلاک ہو گیا اور اس کی جگہ اس کی بہن کا بیٹا باسدیو راجہ ہو گیا۔

مختلف مہینوں میں باسدیو کے مختلف نام باسدیو کا ہر مہینے میں ایک خاص نام ہے اور اس کے ماننے والے مہینوں کی ابتدا منگھر (یعنی اگھن) سے اور ہر مہینے کے گیارھویں دن سے کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ اسی دن ظاہر ہوا تھا۔

مہینے	باسدیو کے نام	مہینے	باسدیو کے نام
مرگیشر	کیشوَ	جیرت	تربکرم
پوش	نارائن	آشار	بامن
ماگ	ماذھَو	شرابن	شری دھر
پھاگُن	گوبند	بھادرپت	رشی کیش
جیتر	بشن	اشوج	پدمناب
بیشاک	مدسودن	کارتک	دامودر

بھرمردہ (کنس) کا داماد اس سے آزردہ ہو کر تیزی سے

ماہورہ کی طرف بڑھا اور باسدیو کے ملک پر قبضہ کر کے اس کو سمندر کی طرف جلا وطن کر دیا۔ جہاں ساحل کے قریب اس کے واسطے سونے کا قلعہ باردی نمودار ہوا اور وہ اس میں رہنے لگا۔

کورو اور پانڈو کا قصہ

کورو کی اولاد اپنے چچا کی اولاد کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتی تھی۔ ان لوگوں نے اُن کو مہمان بنا کے اُن کے ساتھ جوا کھیلا اور تمام چیزیں جن کے وہ مالک تھے جوئے میں جیت لیں۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان سے یہ شرط کی کہ وہ دس برس سے کچھ زیادہ جلاوطن رہیں اور اس مدت کے اواخر میں اس طرح چھپ جائیں کہ کوئی شخص ان کو نہ جانے۔ اور اگر یہ شرط پوری نہ کریں تو پھر اتنے ہی سال دوبارہ اسی طرح رہنا ہوگا۔ ان لوگوں نے شرط پوری کی یہاں تک کہ ان کے ظاہر ہونے کا وقت آیا اور ہر فریق جمع ہونے اور مددگار بنانے کی کوشش کرنے لگا۔

کورو اور پانڈو کی لڑائی (جنگ مہا بھارت)

اور آخر کار تھانیسر کے میدان میں اتنے لوگ جمع ہوئے جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ لوگ اٹھارہ اکشوہنی تھے۔ ہر فریق نے باسدیو کو اپنی جانب کرنے کی کوشش کی۔ اس نے یہ پیش کیا کہ یہ لوگ یا تنہا اس کی ذات کو لیں یا فوج کے ساتھ اس کے بھائی بلبھدر کو۔ پانڈو کی اولاد نے جو حسب ذیل پانچ شخص تھے، جدھشٹر، ان کا سردار، ارجن ان میں سب سے زیادہ بہادر

پانڈو نے باسدیو کو لیا اور فتح حاصل کی

سہا دیو، بھیم سین اور نکل، تنہا باسدیو کو لیا۔ ان کے ساتھ سات اکشوہنی تھی۔ اور ان کے دشمن ان سے بہت زیادہ طاقتور تھے۔ اگر باسدیو کی تدبیریں اور اس کی تعلیم ان کے ساتھ نہ ہوتی تو ان کو فتح حاصل نہ ہوتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب جماعت

فنا ہوگئی اور سوا ان پانچ بھائیوں کے دوسرا کوئی باقی نہ رہا۔ باسدیو اس

باسدیو اور اس کے خاندان کا خاتمہ

کے بعد اپنی جگہ پر واپس چلا آیا اور وہ خود اور اس کا خاندان جو جادو کے نام سے مشہور تھا اور وہ پانچوں بھائی سال تمام ہونے سے قبل ایک سال گزرنے سے پہلے مر گئے۔

باسدیو نے اپنے اور ارجن کے درمیان بایاں مونڈھا اور بائیں آنکھ پھڑکنے کو اپنے حق میں کسی حادثے کے واقع ہونے کی علامت قرار دیا تھا اس زمانے میں درباسہ نام ایک رشی سادھو تھا۔ باسدیو کے بھائی اور قرابتمند بدباطن اور مسخرے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے اپنے کپڑے کے اندر ایک لوہے کی کڑاہی پیٹ پر رکھ کر مسخراپن سے سادھو سے پوچھا کہ اس کو یہ کیسا حمل ہے؟ سادھو نے جواب دیا کہ تیرے پیٹ میں وہ چیز ہے جو تیرے اور تیرے پورے خاندان کی ہلاکت کا سبب ہے۔ باسدیو یہ سن کر افسردہ ہوگیا اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ سادھو کا قول سچ ہے۔ اس نے حکم دیا کہ کڑاہی کو کلہاڑی سے چور کر کے دریا میں ڈال دیا جائے۔ اس کی تعمیل کی گئی۔ تھوڑا حصہ باقی رہ گیا تھا جس کو اس شخص نے جس کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا حقیر سمجھ کر علی حالہ دریا میں ڈال دیا۔ اس ٹکڑے کو ایک مچھلی نگل گئی جو شکار ہوئی اور شکاری کو مچھلی کے پیٹ میں سے یہ ٹکڑا ملا اور اس نے درست کر کے اس سے اپنے تیر کا پھل بنایا۔

باسدیو کی موت

جب مقررہ وقت آگیا باسدیو دریا کنارے ایک درخت کے سایہ میں سویا ہوا تھا اور اس کا ایک پانو دوسرے کے اوپر تھا شکاری نے اس کو ہرن سمجھا اور اس پر تیر چلایا۔ تیر اس کے دائیں پانو میں لگا اور یہی زخم اس کے موت کا باعث ہوا۔ ارجن کا بایاں بازو پھر پھڑکا

اس کے بھائی سہادیو نے اس کو مشورہ دیا کہ وہ اس کو (یعنی باسدیو کو) گلے ملنے کا موقع نہ دے تاکہ وہ اس کی قوت سلب نہ کر لے۔ ارجن باسدیو کے پاس گیا اور اس حال کی وجہ سے جو اس کا تھا اس کو گلے ملنے کا موقع نہ دیا باسدیو نے اپنی کمان مانگی۔ ارجن نے اس کو کمان دی۔ باسدیو نے اس سے اپنی قوت آزمائی اور ارجن کو وصیت کی کہ وہ اس کے اور اس کے خاندان کے جسموں کو جلا دے اور اس کی عورتوں کو قلعے سے باہر نکال لے جائے اور مر گیا۔

باسدیو کے خاندان کی ہلاکت

کڑاہی کا چورہ (جو دریا میں ڈالا گیا تھا) برڈی[1] بن کر اُگا۔ جادو (باسدیو کے خاندان والے) اس کے پاس آئے اور بیٹھنے کے واسطے اس کا ایک گٹھا باندھا اور شراب پینے لگے۔ ان کے درمیان ایسا جھگڑا ہوا کہ اسی برڈی کے گٹھے سے باہم لڑنے لگے اور آپس میں کٹ مرے۔ یہ کل واقعات دریائے سرستی کے سمندر میں گرنے کی جگہ سومنات کے موہانہ کے قریب واقع ہوئے۔

باسدیو نے ارجن کو جو حکم دیا تھا اس نے سب کی تعمیل کی اور اس کی عورتوں کو لے چلا۔ ڈاکوؤں نے ان لوگوں پر راہ میں حملہ کیا۔ ارجن اپنی کمان کا چلّہ نہ چڑھا سکا۔ اور یہ سمجھ کر کہ اب اس میں قوت نہیں باقی رہی، کمان کو اپنے سر کے اوپر چکر دینے لگا۔ جو چیز کمان کے نیچے پڑی بچ گئی اور جو اس سے باہر رہی ڈاکوؤں کے ہاتھ لگی۔ ارجن اور اس

---

[1] برڈی کو فارسی میں نے کہتے ہیں۔ یہ ایک قسم کی لمبی نوک دار گھاس ہے جو پانی میں پیدا ہوتی ہے جس سے بوریا بناتے ہیں اور ہاتھی کو کھانے کو دیتے ہیں۔ دکنی زبان میں اس کو جگا کہتے ہیں۔

ارجن اور اس کے بھائیوں کا پہاڑوں میں چلے جانا اور سردی سے ہلاک ہو جانا۔	کے بھائیوں نے سمجھا کہ اب زندہ رہنے میں ان کے لیے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

وہ سب اُتّر جانب جاکر ان پہاڑوں میں داخل ہو گئے جہاں برف گلتی نہیں ہے اور یکے بعد دیگرے سب ہلاک ہو گئے۔ آخر میں صرف جدھشٹر باقی رہ گیا۔ وہ اپنے بھائیوں اور باسدیو کی خواہش کرنے پر ایک دفعہ جھوٹ بولا تھا اس وجہ سے اس کو جنت میں داخل ہونے کی عزت اس کے بعد دی گئی کہ جہنم کو عبور کر جائے۔ اس کا جھوٹ یہ تھا کہ اس نے دروَن برہمن کو سنا کر یہ کہا کہ اُشّام (آسوتھامن) ہاتھی مرگیا اور دونوں لفظوں کے درمیان اس طرح توقف کیا کہ دروَن کو یہ وہم ہوا کہ اس سے مراد اس کا بیٹا ہے۔ جدھشٹر نے فرشتوں سے کہا کہ اگر یہ ضروری ہے تو اہل جہنم کے حق میں میری سفارش قبول کی جائے اور سب جہنم سے آزاد کر دیے جائیں۔ اہل کی شفاعت قبول کی گئی اور اُس کے بعد وہ جنت میں پہنچا دیا گیا۔

باب ۴۸

اکشوہنی کی مقدار کا بیان

اکشوہنی یعنی فوجی نظام

ایک اکشوہنی میں ۱۰ انیگنی ہوتی ہے
ایک انیگنی میں ۳ چم
ایک چم میں ۳ پرتن
ایک پرتن میں ۳ باہن
ایک باہن میں ۳ گن
ایک گن میں ۳ گلم
ایک گلم میں ۳ سینمخ
ایک سینمخ میں ۳ پت
ایک پت میں ۳ رتو (رتھ) ہوتے ہیں

رتھ کی ایجاد

شطرنج میں رتو کا نام رُخ ہے۔ یونانی اس کو لڑائی کی گاڑی کہتے تھے۔ یونانیوں کے نزدیک اس کو سب سے پہلے منتالوس نے اتینیہ (ایتھنس) میں ایجاد کیا اور اہل ایتھنس کہتے ہیں کہ اس پر سب سے پہلے ایتھنس کے باشندے سوار ہوئے۔ اس سے پہلے افرودسی ہندی جب وہ مصر کا بادشاہ تھا اس کو مصر میں ایجاد کر چکا تھا۔ یہ زمانہ طوفان سے قریباً نو سو برس بعد کا ہے۔ افرودسی نے ایسا رتھ بنایا تھا جس کو دو گھوڑے

کھینچتے تھے۔

یونانیوں کا ایک افسانہ یہ ہے کہ انفطس، ایتنیہ پر عاشق ہوا اور اس کو پھسلانے لگا۔ ایتنیہ اپنی دوشیزگی کی حفاظت کے لیے اس سے مزاحم ہوئی وہ اتینیہ کے شہروں میں اس کی تاک میں چھپ گیا اور اس کو زبردستی پکڑنا چاہا۔ اتینیہ نے اس کے ایسی برچھی ماری کہ اس نے اتینیہ کو چھوڑ دیا اور نطفہ زمین پر گرا دیا جس سے ارقتونیوس بنا اور ایک گاڑی پر سوار جو آفتاب کے رتھ کے مثل تھی آیا۔ اس کے ساتھ باگیں پکڑے ہوئے ایک سوار تھا۔ ہمارے زمانے میں میدان میں رتھوں کو دوڑانے اور چلانے کی جو رسمیں ہیں اسی کی نقل ہیں۔

اکشوہنی کی تفصیلات

اکشوہنی میں ایک ہاتھی، تین گھوڑے سوار اور پانچ پیادے بھی ہوتے ہیں۔ ہاتھی گھوڑے، سوار اور پیادے وغیرہ اور یہ ساری ترتیب فوجی انتظام قائم رکھنے، اُترتے اور کوچ کرنے کی غرض سے ہوتی ہے۔

جہاں کہیں ۲۱۸۷۰ رتھ اسی قدر ہاتھی، ۶۵۶۱۰ گھوڑے اور ۱۰۹۳۵۰ پیادے جمع ہوں وہ اکشوہنی ہے۔

ہر رتھ میں چار گھوڑے اور ان کے سائیس ہوتے ہیں۔ گاڑی کا سردار تیر انداز ہوتا ہے۔ اس کے دو مددگار بھالا چلانے والے ہوتے ہیں۔ سردار کے پیچھے اس کا محافظ ہوتا ہے اور گاڑی کی مرمت کرنے والا کاریگر ہوتا ہے۔

ہر ہاتھی پر اس کا ایک قائد (فیلبان) اور اس کے پیچھے اس کا نائب ہوتا ہے اور ہاتھی کو آنکس مارنے والا تخت کے پیچھے ہوتا ہے

تخت کے اندر سردار تیر انداز، اس کے دو بھالا چلانے والے مددگار اور اس کا دل بہلانے والا ہمُو ہمُو جو اس کے آگے دوڑتا ہی، ہوتے ہیں۔

پس رتھوں اور ہاتھیوں کے تعلق سے انسان میں ۲۸۴۳۲۳ کی زیادتی ہوتی ہی اور گھوڑوں میں ۴،۳۸۰ کی۔ اکشوہنی میں کل ہاتھی ۲۱۸۷۰ اور اسی قدر گاڑیاں ہوتی ہیں۔ جانور ۱۵۳۰۸۰ اور انسان ۴۵۹۲۸۳ ہوتے ہیں۔

ہاتھی، چار پائے اور آدمی ہر قسم کے کل جاندار کی تعداد اکشوہنی میں ۳۴۳۳۶۲ ہوتی ہی اور مجموعی اٹھارہ اکشوہنی میں ۱۱۴۴۳۷۴ ہوتی ہی اس میں ہاتھی ۳۹۳۶۶۰۔ چار پائے ۲۷۵۵۶۲۰۔ اور انسان ۸۲۶۷۰۹۴ ہوتے ہیں۔ یہ اکشوہنی کی تفصیل اور تفسیر ہی۔

باب ۴۹

تواریخ کا (یعنی ان مقررہ مدتوں کا جن کی ابتدا کسی مشہور قدیم واقعہ کے ظہور سے کی جاتی ہی) اجمالی بیان

تواریخ کی تعریف یا فائدہ | تواریخ سے دوسرے اوقات جن کو تبلانا یا ان کے زمانے کو متعین کرنا مقصود ہوتا ہی معلوم ہوجاتے ہیں۔ ہندو اگرچہ عدد کی زیادتی کو گراں نہیں سمجھتے بلکہ اس پر فخر کرتے ہیں پھر بھی استعمال میں اس کو کم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اُن کی تاریخیں متعدد ہیں جن میں

ہندؤں کی چند قدیم و مشہور تاریخیں

(۱) ان کی ایک تاریخ برھما کے وجود کی ابتدا ہی

(۲) ایک تاریخ برھما کے موجودہ یوم کے دن کی ابتدا ہی اور یہی تاریخ کلپ کے ابتدا کی بھی ہی۔

(۳) ایک تاریخ ساتویں منتر کی ابتدا ہی یعنی موجودہ منتر کی جس میں ہم لوگ ہیں۔

(۴) ایک تاریخ اٹھائیسویں چترجگ کی ابتدا ہی یعنی موجودہ چترجگ کی جس میں ہم لوگ ہیں۔

(۵) ایک تاریخ موجودہ چترجگ کی ابتدا ہی۔ اس کا نام کل کال

ؔ "تاریخ" کا یہاں وہی مفہوم ہی جو انگریزی لفظ Era کا ہی اور "تواریخ" جمع کا صیغہ ہی یعنی Eras.

یعنی کل کا وقت ہی۔ اس وجہ سے کہ یہ جگ اسی کی طرف منسوب ہی۔ اور اگرچہ اس کا وقت جگ کے آخر میں ہی لیکن یہ لوگ اس سے کلجگ کی ابتدا مراد لیتے ہیں۔

(۶) ایک تاریخ پانڈوکال ہی۔ یعنی بھارت کی لڑائیوں کا وقت اور اس کے ایام۔

یہ سب تاریخیں نہایت قدیم ہیں جن کو سیکڑوں سے گزر کر ہزاروں سال بلکہ اُن سے بھی زیادہ ہوگئے اور ان سے کام لینا منجموں کے لیے بھی دشوار ہی۔ دوسروں کا کیا پوچھنا۔

مصنف نے سنہ یزدجرد کو دوسری تاریخوں کے واسطے معیار بنایا ہی

تواریخ کا مفہوم بتلانے کے لیے ہم پہلی مثال کے طور پر ہند کا وہ سنہ بیان کرتے ہیں جس کا بڑا حصہ سنہ ۴۰۰ یزدجرد کے اندر واقع ہی۔ اس سال کا عدد اکائی اور دہائی سے خالی صرف سیکڑہ ہی اس وجہ سے اس میں ایک خصوصیت اور دوسرے سالوں کے مقابلے میں ایک طرح کا امتیاز پیدا ہوگیا ہی۔ پھر اس کی شہرت اس وجہ سے بھی ہی کہ اس سے کچھ کم ایک سال قبل ایک بڑے اہم رکن (دین) کے منہدم ہونے یعنی سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ جیسے شیر عالم اور یگانہ روزگار شخص کی موت کا واقعہ پیش آیا۔

ہندوؤں کا سال یزدجردی سال کے نوروز سے بارہ یوم قبل اور سلطان کی تاریخ انتقال سے پورے دس فارسی مہینے بعد شروع ہوتا ہی۔ اگر وہ سال معلوم ہو جس کو ہم نے مثال قرار دیا تو ہم ہر قسم کے سالوں کو اس اجتماع کے وقت تک بڑھالائیں گے جو اس ہندو سال کا آغاز ہی۔ سب سال یہاں ختم ہوجائیں گے۔ نوروز مذکور اس سے قریب

ہے اور یہ سال اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔

بحوالہ بشن دھرم۔ برھما کی عمر کس قدر گزر چکی

کتاب بشن دھرم میں ہے: بجر نے مارکندیو سے پوچھا کہ برھما کی عمر کس قدر گزر چکی۔ مارکندیو نے جواب دیا کہ اُس وقت تک جب کہ تم نے اشمیت (اسومیدھ) کیا تھا اس کی گزری ہوئی عمر آٹھ سال پانچ مہینے چار یوم چھ منتر سات سُند ستائیس چتر جگ، اٹھائیسویں چتر جگ کے تین جگ اور دب کے سالوں سے دس سال گزرے۔ مارکندیو نے کہا جو شخص اس کو نجومی تفصیلات کے ساتھ جانتا اور اس کا صحیح تصور رکھتا ہے وہ عارف ہے۔ اور عارف وہ ہے جو خدائے واحد کی خدمت (پرستش) کرتا اور اس کے مکان کی جس کا نام پرم پد ہے ہمسائگی کی حالت رکھتا ہے۔

مذکورہ بالا تاریخوں کی تطبیق مصنف کے سنہ معیاری یعنی سنہ یزدجرد سے

اگر یہ تاریخیں جن کو مارکندیو نے ذکر کیا معلوم ہوں اور ہم ان کی مقدار کافی طرح تبلا چکے ہیں اس سے ظاہر ہوگا کہ

برھما کی عمر سے

برھما کی عمر سے (یعنی اس تاریخ سے جس کی ابتدا برھما کے وجود سے ہوتی ہے) اس وقت تک جس کو ہم نے معیار بنایا (یعنی سنہ یزدجرد تک) ہم لوگوں کے سال سے ۲۶۲۱۵۰۷۳۲۹۴۸۱۳۲ سال گزرے۔

برھما کے یوم سے

برھما کے یوم سے جو دن کا کلپ ہے (یعنی اس تاریخ سے جس کی ابتدا برھما کے موجودہ یوم کے دن سے ہوتی ہے) ۱۹۷۲۹۴۸۱۳۲ سال گزرے۔

راجہ بل کے قید کی تاریخ

یہی تاریخ راجہ بل کے قید کی تاریخ بھی ہے۔

اس لیے کہ وہ ساتویں منتر کے پہلے جگ میں واقع ہوا۔

تاریخوں کے جو سال ہم نے بتلائے اور آئندہ بتلائیں گے وہ سب پورے سال ہیں اس لیے کہ ہندوؤں میں تاریخوں کے اندر سال کی کسر (یعنی ناتمام سال) کو شامل کرنے کا رواج نہیں ہے۔

بحوالہ بشن دھرم، رام کا زمانہ | کتاب بشن دھرم میں ہے: مارکندیو نے بجر کے جواب میں کہا: "ہم پر چھ کلپ، ساتویں کلپ سے چھ منتر، ساتویں منتر سے تیئیس ترتیا جگ گزرے ہیں۔ چوبیسویں ترتیا جگ میں رام نے راون کو قتل کیا۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ رام کے بھائی لچھمن نے راون کے بھائی کنبھ کرن کو اور دونوں نے پوری راکشس قوم کو مغلوب کیا اور اسی زمانے میں بالمیک رشی نے رام و رامائن کا قصہ اپنی کتابوں میں بیان کر کے اس کی یادگار دائمی طور پر قائم کر دی اور وہ میں تھا جس نے اس (قصہ) کو کامکبن کے جنگل میں پانڈو کے بیٹے جودھشٹر سے بیان کیا تھا۔"

بشن دھرم میں ترتیا جگ سے حساب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جو حالات بیان کیے گئے ہیں وہ سب اسی جگ میں واقع ہوئے تھے۔ نیز منفرد اکائی کے ساتھ حساب کرنا بہ نسبت ایسی اکائی کے زیادہ بہتر ہے جس کے چار حصوں کے بیان کرنے کی ضرورت ہو اور ان واقعات کے حالات بتانے کے لیے ترتیا جگ کا آخر بوجہ شر سے قریب ہونے کے اس کے اول سے زیادہ مناسب ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ رام و رامائن کی تاریخ ہندوؤں کو معلوم ہے لیکن ہم تک نہیں پہنچی ہے (یعنی ہم کو معلوم نہیں ہو سکی)۔

تیئیس چتر جگ کے سال ... ۹۹۳۶۰۰۰ ہیں اور (اس کو) ترتیا جگ کے آخر تک (شریک کر کے) جملہ ... ۱۰۲۳۸۴۰۰ سال ہوتے ہیں۔ اگر

ہم برسوں (کے اس عدد) کو (ساتویں) منتتر کے اور برسوں کے علاوہ سے جو ہمارے معیاری (یزدجردی) سال تک گزر چکے ہیں گھٹائیں جو ۱۸۱۴۸۱۳۲ باقی رہتا ہے اور تاوقتیکہ کسی معتبر ذریعے سے (کسی تاریخ کی) توثیق نہ ہو۔ رام کی یہی تاریخ (یعنی ۱۸۱۴۸۱۳۲ سال) قرار دی جاسکتی ہے اور یہ سال اٹھائیسویں چترجگ کے ۳۰۹۲۱۳۲ ویں سال کے مطابق ہوتا ہے۔

یہ کل اعداد برھگوپت کے تخمینوں کے مطابق ہیں۔ برھگوپت اور پلس دونوں متفق ہیں کہ ہمارے کلپ کے قبل برھما کی عمر سے ۶۰۶۸۲۰ کلپ گزرے ہیں۔ اختلاف ان کے چترجگ میں ہے۔ پلس کے نزدیک ان کے چترجگ ۶۱۱۶۵۴۴ ہیں۔ برھگوپت کے نزدیک اس میں ۵۴۵۴۴ کی کمی ہے۔ اگر ہم پلس کی رائے کے مطابق حساب کریں اور منتر کو ۷۲ جگ بغیر سند کے اور کلپ کو ۱۰۰۸ چترجگ اور کلجگ کو اس کا ربع قرار دیں تو اس حساب سے ہمارے معیاری سال تک:۔

مذکورہ بالا تاریخوں کی تطبیق معیاری سال سے پلس کی رائے پر

۱۔ برھما کی عمر کے ۲۶۴۲۰۴۵۶۲۰۰۰۰ سال گزرے
۲۔ کلپ کے ۱۹۸۶۱۲۴۱۳۲ سال
۳۔ منتر کے ۱۱۹۸۸۴۱۳۲ سال
۴۔ چترجگ کے ۳۲۴۴۱۳۲ سال گزرے۔

کلجگ اور مہابھارت کی لڑائی

کلجگ کے گزرے ہوئے پورے سالوں کی تعداد میں اختلاف نہیں ہے۔ برھگوپت اور پلس دونوں کے نزدیک کلجگ کے گزرے ہوئے سال (ہمارے

معیاری سال تک) ۳۲۱۴ ہیں اور اسی کا نام کل کال ہی اور (مہا) بھارت کی لڑائیوں کے وقت سے۔ اور یہی پانڈو کال ہی جسے ۳۴۷۹ سال گزرے۔

کال جمن | ہندوؤں میں ایک تاریخ ہی جو کال جمن کہی جاتی ہی ہم کو اس کی اصلیت معلوم نہیں ہوئی یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا زمانہ پچھلے دواپر کے آخر میں تھا۔ جمن نے جس کا اس تاریخ میں ذکر ہی ان کے ملک پر قبضہ کرلیا اور ان کے دین کو بگاڑ دیا تھا۔

وہ تاریخیں جو اس وقت زیر استعمال ہیں | کل مذکورہ بالا تاریخوں کے اعداد بڑے بڑے ہیں اور ان کی ابتدا کا وقت بہت دور ہی اس وجہ سے ہندوؤں نے ان سب کو چھوڑ دیا اور (۱) شری ہرش (۲) بکرمادت (۳) شق (ساکہ) (۴) بلب اور (۵) گوپت کی تاریخیں اختیار کرلی ہیں۔

شری ہرش کی تاریخ | (۱) شری ہرش کی نسبت ان کا اعتقاد یہ ہی کہ وہ زمین میں غور کرکے ساتویں زمین تک جو جمع کیے خزانے اور دفن کیے ہوئے ذخیرے اس کے پیٹ میں ہیں سب کو دیکھ لیتا اور نکال لیتا تھا اور ان کی وجہ سے اس کو اپنی رعایا پر سختی کرنے کی حاجت نہیں تھی۔ اس کی تاریخ ماہورہ (متھرا) اور اطراف قنوج میں استعمال کی جاتی ہی۔ اس جوار کے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ شری ہرش سے بکرمادت تک چارسو برس کی مدت ہی۔ ہم نے کشمیری تقویم میں اس کا زمانہ بکرمادت سے ۶۶۴ برس پیچھے دیکھا اس وجہ سے ہم کو اس میں شک ہوگیا اور کوئی یقین نہیں ہوسکا۔

بکرمادت کی تاریخ | (۲) ہندوستان کے جنوبی اور مشرقی شہروں کے لوگ جو بکرمادت کی تاریخ استعمال کرتے ہیں ۳۴۲ کا عدد لے کر اس

کو تین میں ضرب دیتے ہیں جس کا حاصل ضرب ۱۰۲۶ ہوتا ہے۔ پھر اس پر شلدیدؔ، یعنی ساٹھ سالہ سنبچرؔ کے گزشتہ سالوں کو بڑھا دیتے ہیں۔ یہ بکرمادتؔ کی تاریخ ہو جاتی ہے۔ مہادیو کی کتاب سرودو میں ہم نے اس کا نام چندرؔ بیر پایا۔

اس طریقے میں پہلا نقص یہ ہے کہ اس میں تکلف (یعنی غیرضروری اور بے نتیجہ طوالت) ہے۔ اگر ابتدا ہی میں ۱۰۲۶ کا عدد لے لیں جس طرح بغیر کسی ضرورت اور سبب کے ۳۴۲ کو لیتے ہیں جب بھی وہی نتیجہ ہوگا۔ پھر فرض کرو کہ یہ طریقہ ایک سنبچرؔ کے ساتھ (یعنی جب تاریخ میں صرف ایک سنبچرؔ واقع ہو) مطابق پڑ جاتا ہے لیکن جب سنبچر ایک سے زیادہ ہوگا اس وقت کس طریق سے کام لیا جائے گا

شق کی تاریخ (شککال)

(۳) شق کی تاریخ بکرمادت سے ۱۳۵ سال پیچھے ہے۔ اور شک کال کہی جاتی ہے۔ شق مذکور نے ان کے ملک میں دریائے سندھ اور سمندر کے درمیانی حصہ پر قبضہ کرکے اس کے وسط میں آرجاورتؔ (آریہ ورت) کو اپنا دار السلطنت بنایا اور شق کے سوا اور کسی طرف منسوب ہونے سے ان کو روک دیا تھا۔ بعض ہندؤں کا خیال یہ ہے کہ وہ شہر منصورہ کا ایک شُدرؔ تھا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ وہ ہندوستان کا رہنے والا نہیں تھا بلکہ پچھم سے آیا تھا۔ جب تک پورب طرف سے مدد نہیں پہنچی ہندو اس کے ہاتھوں سخت مصیبت میں رہے۔ بکرمادت نے حملہ کرکے اس کو شکست دی اور کرور کے اطراف میں جو ملتان اور قلعہ لونی کے درمیان ہے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے مارے جانے کی خوشی میں اس وقت کو شہرت ہوگئی اور اس کو تاریخ بنا لیا گیا۔ منجموں نے خصوصیت کے ساتھ

اس کو تاریخ بنالیا اور بکرمادت کے نام پر تعظیم کے واسطے شری کا لفظ بڑھا دیا۔ بکرمادت کی طرف جو تاریخ ہم نے منسوب کی اس کے اور شک کے وقت قتل کے درمیان بڑی مدت کا فرق ہی اس وجہ سے میرا خیال یہ ہی کہ شک کا قاتل یہ بکرمادت نہیں بلکہ اس کا کوئی دوسرا ہم نام ہی۔

بلب کی تاریخ | (۴) بلب کی تاریخ شک کی تاریخ سے دوسو اکتالیس سال بعد شروع ہوتی ہی۔ یہ شخص شہر بلبہ کا جو شہر انہلوارہ سے قریبًا تیس جوژن کی جانب واقع ہی حاکم تھا۔ اس تاریخ کے استعمال کرنے والے شک کال کو لے کر اس سے چھ کے مکعب (۲۱۶) اور پانچ کے مربع (۲۵) کے مجموعہ (۲۴۱) کو گھٹاتے ہیں۔ جو باقی رہتا ہی وہی بلب کی تاریخ ہی۔ بلب کا حال اپنے موقع پر بیان ہوگا۔

گوپت کی تاریخ (گوپت کال) | گوپت (گُپت) کال۔ اس تاریخ کے متعلق کہا جاتا ہی کہ گوپت ایک شریر طاقتور قوم تھی۔ جب یہ لوگ نیست و نابود ہوگئے ان کے نام سے تاریخ مقرر کرلی گئی۔ معلوم ہوتا ہی کہ بلب اسی قوم کا آخری شخص تھا۔ اس واسطے کہ اس تاریخ کی ابتدا بھی شک کال سے ۲۴۱ سال پیچھے ہی۔

منجموں کی تاریخ | منجموں کی تاریخ شک کال سے ۵۸۷ سال پیچھے ہی۔ برہمگوپت کے زیچ گندگاتک کی جو ہم لوگوں میں ارکند کے نام سے مشہور ہی اسی پر بنیاد ہی

مستعملہ تاریخوں کی تطبیق معیاری سال سے | پس ہمارے معیاری سال (سنہ ۴۰۰ یزدجردی) کے مطابق:۔

سری ہرش کی تاریخ کا سال ۱۴۸۸ ہی

بکرمادت کی تاریخ کا سال ۱۰۸۸ سنہ ہے

شک کال کی تاریخ کا سال ۹۵۳ سنہ ہے

بلبھ کی تاریخ کا جس کو گوپت کال بھی کہتے ہیں ۷۱۲ سنہ ہے

زیچ کندگاتک کی تاریخ کا ۳۶۶ سنہ ہے

براہمر کی پنچ سدھانتک کی تاریخ کا ۵۲۶ سنہ ہے

کرن سار کی تاریخ کا ۱۳۲ سنہ ہے

کرن تلک کی تاریخ کا ۶۵ سنہ ہے

اور یہ تاریخیں جو زیچوں کی طرف منسوب ہیں ان کو زیچ کے مصنفوں نے حساب کی ابتدا کرنے کے لیے مناسب سمجھا ہے اور ممکن ہے کہ وہ (یعنی ان زیچوں کے مصنفین) خود اسی زمانے میں ہوں جن کو انھوں نے (اپنی زیچوں میں) اختیار کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ زمانے ان سے پہلے گزرے ہوں۔

صدسالہ سنبجر ہندو عوام کی تاریخ۔ لوک کال اس تاریخ کے شمار کا طریقہ

ہندو عوام سالوں کو ایک ایک صدی کر کے شمار کرتے ہیں اور اس کو صدسالہ سنبجر کہتے ہیں جب ایک صدی پوری ہو جاتی ہے اس کو چھوڑ دیتے اور اس کے بعد کی صدی کو شمار کرتے ہیں۔ (یعنی ہر صدی کو ایک جداگانہ مستقل صدی قرار دیتے ہیں) اور اس کو لوک کال، یعنی تاریخ جمہور کہتے ہیں۔ اس کے متعلق ان کے بیانات اس قدر مختلف ہوئے کہ میرے لیے اس کو سمجھنا مشکل ہو گیا۔ اور جس قدر اختلاف اس تاریخ کی حقیقت میں ہے اسی قدر سال کی ابتدا اور تاریخ کے آغاز میں بھی اختلاف ہے۔ اس وقت تک کے لیے کہ اس کا قانون صاف طرح پر معلوم ہو، ہم نے

جو کچھ اس کی نسبت سنا ہے سب کو بعینہ بیان کر دیتے ہیں:-

سال کی ابتدا مختلف مہینوں سے | جو لوگ شق کی تاریخ استعمال کرتے ہیں یعنی منجمین، سال کی ابتدا چیتر (چیت) سے کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کنیر کے باشندے جو کشمیر کے سامنے واقع ہے سال کی ابتدا بھادرپت (بھادوں) سے کرتے ہیں اور ان کی تاریخ کا سال ہمارے (معیاری) سال کے حساب سے سنہ ۸۴ ہے۔

بردری اور ماری کلہ کے درمیان کے کل باشندے ماہ کارتک سے ابتدا کرتے ہیں اور ان کی تاریخ ہمارے سال کے وقت سنہ ۱۱۰ ہے کشمیر زیچ میں ہے کہ وہ نئی صدی کا سنہ ۶ ہے اور اہل کشمیر کا یہی عقیدہ ہے۔

جو لوگ نیرہر میں ماری کلہ سے آگے ناگیسر اور لوہارو کی حدود تک رہتے ہیں منگھر (اگھن) سے ابتدا کرتے ہیں اور ان کی تاریخ ہمارے سال کے حساب سے سنہ ۱۰۸ ہے۔ لنبگ یعنی لمغان کے باشندے نیرہر والوں کی پیروی کرتے ہیں۔ ہم نے اہل ملتان سے سنا کہ اہل سندھ اور اہل قنوج کی رائے یہی تھی اور یہ لوگ سال کی ابتدا منگھر (اگھن) کے اجتماع (اماوس) کے وقت سے کرتے تھے۔ اہل ملتان نے تھوڑے دنوں سے اس کو چھوڑ کر اہل کشمیر کی رائے اختیار کر لی ہے اور ان کے موافقت میں ماہ چیتر کے اجتماع (اماوس) سے سال شروع کرنے لگے ہیں۔

اس فصل میں ہم پہلے عذر کر چکے اور یہ کہہ چکے ہیں کہ اس کی تاریخ ولل (یعنی لوک کال) کی تحقیق نہیں ہو سکی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سب میں سو پر زیادتی ہے۔

شک کال کے حساب کا ایک مروجہ طریقہ

اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ جب یہ لوگ شکست سومنات کے سال کا جو ۴۱۶ھ ہجری مطابق ۹۴۷ شک کال ہے حساب کرنا چاہتے تھے تو ۲۴۲ کے عدد کو لیتے اور اس کے نیچے ۶۰۶ لکھتے اور اس کے نیچے ۹۹ لکھتے پھر سب کو جمع کر دیتے تھے۔ یہ مجموعہ شک کال ہو جاتا۔

ہم کو خیال ہوتا تھا کہ ۲۴۲ کا عدد ان سالوں کا ہے جو صدی کا طریقہ شروع ہونے کے قبل (شک کال سے) گزر چکے تھے اور یہ کہ صدی کے طریقے کی ابتدا ان لوگوں نے گوپت کال سے کی ہے۔ اور یہ کہ ۶۰۶ پورے ایک ایک سو سال کے سنبجروں کا عدد ہے اور یقیناً ہر سنبجر ۱۰۱ سال قرار دیا گیا ہے اور ۹۹ موجودہ ناتمام صدی کا عدد ہے۔ ورلب ملتانی کے زیچ کا ایک ورق ہم کو مل گیا جس سے اس خیال کی تحقیق ہو گئی۔ زیچ مذکور میں کہا ہے کہ ۸۴۸ کو لے کر اس پر لوکک کال (یعنی تاریخ جمہور) کا عدد بڑھاؤ مجموعہ شک کال ہو گا۔ اور جب ہم اپنے سال کال کے عدد یعنی ۹۵۳ کو لے کر اس سے ۸۴۸ کو گھٹاتے ہیں باقی ۱۰۵ لوکک کال رہتا ہے۔ اور شکست سومنات کا سال ۹۸ ہوتا ہے۔ نیز اس نے کہا ہے کہ ابتدا (یعنی لوکک کال کی) منگھر (یعنی اگھن) سے ہوتی ہے اور ملتان کے منجمین کے نزدیک چیتر سے ابتدا ہوتی ہے۔

راجگان کابل، ان کے خاندان کی ابتدا

کابل میں بھی ہندوؤں کے راجہ تھے جو ترک تھے۔ کہا گیا ہے کہ ان کا خاندان تبّت کا تھا۔ ان میں کا پہلا شخص برہتگین کابل آکر ایک غار میں داخل ہو گیا جس میں لیٹ کر اور کھسک کر داخل ہونے کے سوا اور کسی طرح سمانا ممکن نہ تھا۔ غار کے

اندر پانی موجود تھا۔ اس نے کئی دن کا کھانا وہاں رکھ لیا۔ یہ غار اس وقت تک وہاں "قر" کے نام سے مشہور ہی۔ جو شخص اس غار کو متبرک سمجھتا ہی اس میں داخل ہوتا اور کوشش کرکے وہاں کا پانی ساتھ لے کر واپس آتا ہی۔

اس غار کے دروازے پر کاشتکاروں کی متعدد جماعتیں کام کرتی تھیں۔ اس قسم کے کام بغیر کسی شخص کو ملائے انجام نہیں پا سکتے اور نہ ان کو شہرت ہوتی ہی جس شخص کو اس نے بلایا تھا اس نے لوگوں کو آمادہ کیا کہ دن رات ہر وقت باری باری سے وہاں کام کرتے رہیں تاکہ وہ جگہ لوگوں سے خالی نہ رہے۔ غار میں داخل ہونے کے چند روز بعد اس نے ایسے وقت جب لوگ وہاں جمع تھے اور اس کو دیکھ رہے تھے غار سے اس طرح نکلنا شروع کیا جیسے ماں سے بچہ پیدا ہوتا ہی۔ اس کے بدن پر ترکوں کا لباس قبا، ٹوپی، موزہ اور ہتھیار تھا۔ لوگ اس کو ایسا شخص سمجھ کر جو بلا واسطے پیدا ہوا اور بادشاہی کے واسطے بنایا گیا ہی تعظیم کرنے لگے اور وہ بادشاہ کابل کا لقب اختیار کرکے ان مقامات پر قابض ہو گیا اور سلطنت اس کی نسل میں کئی قرن قریب ساٹھ برس کے قائم رہی۔

حالت یہ ہی کہ ہند کے لوگ ترتیب کو قابل توجہ چیز نہیں سمجھتے اور بادشاہوں کی تواریخ میں سلسلہ قائم رکھنے کے طریقے سے ناواقف ہیں اور حیرت و ضرورت کے وقت (یعنی جب کسی امر کو جانتے نہیں اور اس کو بیان کرنے پر مجبور ہوتے ہیں) بے سر و پا باتیں کرنے لگتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم وہ سب باتیں بیان کر دیتے جو ہم نے ایک جماعت سے

سُنی ہیں۔ بااین ہمہ ہم نے سُنا ہے کہ یہ نسب نامہ ڈیبا (ایک قسم کے ریشمی کپڑے) پر لکھا ہوا نگرکوٹ کے قلعے میں موجود ہے۔ ہم کو اس سے واقف ہونے کا شوق ہوا لیکن بعض وجوہ سے پورا نہیں ہو سکا۔

راجہ کنِک کا افسانہ | منجملہ ان راجگان کے ایک 'کنِک' تھا جس کی طرف برشاور (پشاور) کی بہار (بودھ مذہب کی خانقاہ) منسوب ہے اور کنِک چیت کہلاتی ہے۔ ہندوؤں کا بیان ہے کہ قنوج کے رائے نے اس کے پاس دوسرے تحفوں کے ساتھ ایک عمدہ نایاب کپڑا بھیجا۔ راجہ نے اس کو قطع کرا کے خود اپنے لیے لباس بنانا چاہا۔ لیکن درزی اس کے بنانے سے رکا اور اس نے یہ کہا کہ اس کپڑے میں انسان کے قدم کی صورت ہے اور ہم نے ہر طرح کوشش کی مگر وہ دونوں مونڈھوں کے درمیان کے سوا اور کہیں نہیں پڑتی۔ اس میں جو اشارہ تھا ہم نے اس کو بل کے قصے میں بیان کیا ہے۔ کنِک نے یہ سمجھ کر کہ حاکم قنوج نے اس کو ذلیل و رسوا کرنے کا ارادہ کیا فوراً فوج لے کر اس پر چڑھائی کر دی۔

رائے یہ سُن کر گھبرا گیا اور چونکہ اس کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اپنے وزیر سے مشورہ کیا۔ وزیر نے کہا کہ آپ نے ایک خاموش شخص کو خواہ مخواہ برہم کر دیا اور ایسے فعل کا ارتکاب کیا جو بالکل بے ضرورت تھا۔ چونکہ مقابلہ کرنے میں کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہے اس لیے اسی وقت میری ناک اور ہونٹوں کو کاٹ کر مجھے مُثلہ[1] کر دیجیے تاکہ میں کوئی حیلہ پیدا کر لوں۔ رائے نے وزیر کے ساتھ وہی کر کے جیسا اس نے کہا اس کو چھوڑ دیا

---

[1] انسان کے ناک کان یا ہونٹ کاٹ کر اس کی صورت بدل دینے کو مُثلہ کرنا کہتے ہیں۔

اور وہ (وزیر) ملک کی آخری سرحد پر چلا گیا۔ (کنک کی) فوج والوں نے جب وزیر کو پایا اور پہچانا اس کو کنک کے پاس لے گئے۔ کنک نے اس کا حال پوچھا۔ وزیر نے کہا کہ ہم (آپ کو آپ کی مخالفت سے روکتے) اطاعت کی ترغیب دیتے اور اس کو نیک مشورہ دیتے رہتے تھے اس وجہ سے اس نے ہم پر الزام لگا کر (میرے ناک اور ہونٹ کاٹ کر) مجھے مُثلہ کر دیا۔ اور خود ایسی جگہ چلا گیا جہاں عام شاہ راہ پر چل کر پہنچنے میں بہت دیر لگے گی۔ لیکن اگر اتنے دنوں کا پانی ساتھ لے چلنا ممکن ہو تو ایک دشوار گزار صحرا کو قطع کر کے جو اس کے اور ہم لوگوں کے درمیان واقع ہے پہنچ جانا آسان ہے۔ کنک نے کہا یہ آسانی سے ہو سکتا ہے اور اس کے کہنے کے مطابق پانی ساتھ رکھ کر اس کو رہبر بنایا۔ وزیر اس کے آگے ہوا اور ایک ایسے جنگل میں لے گیا جس کی کسی طرف کوئی انتہا نہیں تھی۔ جب مقررہ دن گزر گئے اور رستہ ختم نہیں ہوا کنک نے وزیر سے حال دریافت کیا۔ وزیر نے کہا کہ اپنے آقا کی حفاظت اور اس کے دشمن کو ہلاک کرنا میرے واسطے کوئی ملامت کی چیز نہیں ہے۔ اس جنگل سے باہر نکلنے کا سب سے قریب راستہ وہی ہے جس سے تم اس میں داخل ہوئے ہو۔ اب میرے ساتھ جو چاہو کرو۔ اس جنگل سے کوئی شخص بچ کر نہیں نکل سکتا۔ کنک نے سوار ہو کر ایک نشیبی زمین کے گرد گھوڑا دوڑایا پھر اس کے بیچ میں اپنا نیزہ گاڑ دیا۔ زمین کے اندر سے اس قدر پانی نکلا جو فوج کے پینے اور ساتھ رکھ لینے کے واسطے کافی ہوا۔ وزیر نے کہا کہ ہم نے اس تدبیر سے قدرت والے فرشتوں کو نہیں بلکہ عاجز انسانوں کو ہلاک کرنا چاہا تھا اور جب حالت یہ ہے تو میرے ولی نعمت کے حق میں میری

سفارش قبول کیجیے اور اس کا قصور معاف کر دیجیے۔ کنک نے کہا کہ ہم اسی جگہ سے واپس چلے جاتے ہیں۔ تیری درخواست ہم نے منظور کی اور تیرے آقا کو جو کچھ پہنچنا تھا وہ پہنچ چکا۔ اور واپس چلا گیا۔ وزیر اپنے آقا راے کے پاس گیا اور اس کو اس حال میں پایا کہ جس دن کنک نے زمین میں اپنا نیزہ گاڑا تھا اسی دن اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں گر گئے تھے۔

خاندان مذکور کا آخری راجہ لگتورمان اور برہمن خاندان کی ابتدا

اس سلسلہ کا آخری راجہ لگتورمان تھا۔ اس کے وزیر کی جو ایک کلر برہمن تھا۔ اس کے ساتھ زمانے نے مساعدت کی اور اس کو اتفاقاً اتنے دفینے مل گئے جن سے اس کو بہت مدد ملی اور وہ طاقتور ہوگیا۔ اسی کے ساتھ دولت نے اس کے آقا سے منہ پھیرا اس لیے کہ زمانۂ قدیم سے اس کے گھر میں چلی آتی تھی۔ لگتورمان کے اخلاق و عادات بگڑ گئے اور وہ بُرے کام کرنے لگا۔ وزیر کے پاس اس کی بہت شکایتیں پہنچیں اور اس نے سزا کے لیے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ پھر اس کو خود اپنی بادشاہت کا مزا ملا۔ اس کا ذریعہ یعنی مال اس کے پاس موجود تھا۔ وہ ملک پر قابض ہوگیا۔

برہمن خاندان کی حکومت کا خاتمہ

اُس کے بعد برہمنوں نے بادشاہت کی۔ جن میں (پہلا راجہ) سامندر تھا، پھر کملو ہوا اُس کے بعد بھیم، اُس کے بعد جیپال اُس کے بعد انند پال اُس کے بعد تروجن پال ہوا جو ۴۱۲ہ ہجری میں قتل کیا گیا اور اُس کے پانچ سال بعد اُس کا بیٹا بھیم پال (قتل ہوا) ہندی بادشاہت کا سلسلہ یہاں پر ختم ہوگیا اور اس خاندان میں کوئی آگ سلگانے والا باقی نہیں رہا۔

اس خاندان کا اخلاق اعلیٰ درجہ کا شریفانہ تھا

اس خاندان کے لوگ وسعت (ملک و دولت) کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے شریفانہ اخلاق

اور احسان وسلوک کرنے کے دلدادہ تھے۔

راجہ انندپال کا خط سلطان محمود کے نام

ہم کو انند پال کا خط امیر محمود کے نام اس وقت جب کہ دونوں کے تعلقات نہایت کشیدہ تھے بہت پسند آیا۔ اس نے امیر موصوف کو لکھا تھا کہ "ہم نے سنا ہے کہ ترکوں نے آپ کے مقابلے میں بغاوت کی ہے اور خراسان میں پھیل گئے ہیں۔ اگر آپ منظور کریں تو پانچ ہزار سوار اور اس سے دوگونہ پیادے اور ایک سو ہاتھی کے ساتھ ہم خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور اگر فرمائیے تو اپنے بیٹے کو اس سے دوگونہ تعداد کے ساتھ روانہ کریں۔ میری اس پیش کش کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم آپ کو اس ذریعے سے خوش کریں بلکہ بات یہ ہے کہ ہم آپ سے شکست کھا چکے اور یہ نہیں چاہتے کہ آپ پر میرے سوا دوسرا کوئی غالب آجائے۔"

یہ راجہ اپنے بیٹے کے قید ہونے کے وقت سے مسلمانوں سے سخت عداوت رکھتا تھا اور اس کے بیٹے تروجن پال کی حالت اس کے برعکس تھی۔

باب ۵

کلپ اور چتر جگ ہر ایک میں ستاروں کے دورے

کلپ کی ضروری شرط

کلپ کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کے اندر کواکب سیارہ اوّل نقطہ برج حمل یعنی نقطۂ اعتدال ربیعی میں اپنے اپنے اوج اور جوزہر کے ساتھ جمع ہو جائیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کلپ کے ایام میں ہر سیارے کے چند پورے دورے لازمی طور پر ہوا کرتے ہیں۔

ستاروں کے دوروں کے متعلق الفزاری اور یعقوب ابن طارق کا بیان ایک ہندو پنڈت سے لیا گیا ہے جو خلیفہ منصور کے دربار میں آیا تھا

الفزاری اور یعقوب ابن طارق کی زیچوں میں ان دوروں کے بیان ایک ہندو پنڈت سے حاصل کیے گئے جو ۱۵۴ھ میں سندھ کے وفد کے ساتھ منصور کے دربار میں آیا تھا۔ ہم جب ان دوروں کا مقابلہ خود ہندوؤں کی رائے سے کرتے ہیں دونوں کے درمیان بہت اختلاف پاتے ہیں۔

ان کے بیان کا ہندوؤں کی رائے سے مختلف ہونا

ہم نہیں جانتے کہ یہ اختلاف ان دونوں (الفزاری اور یعقوب) کے ترجمے سے پیدا ہوا یا اس ہندو پنڈت نے ایسا ہی لکھوایا یا برہمگوپت یا کسی دوسرے شخص کی تصحیح سے پیدا ہوا ہے۔ اس لیے کہ کسی باخبر شخص کو ستاروں کے حساب میں جب خلل نظر آئے گا وہ یقیناً اس کی طرف متوجہ ہوگا اور محمد ابن اسحٰق سرخسی کی طرح اس کی تصحیح کی کوشش کرے گا۔ اس شخص نے زحل کے

محمد ابن اسحٰق نے زحل کے حساب میں غلطی پا کر اس کی تصحیح کی

کے حساب میں تخلف (یعنی اس کو اصلی وقت سے پیچھے ہٹا ہوا) پایا اور اس پر غور کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کو یقین ہوا کہ یہ تخلف تعدیل کی جانب سے نہیں پیدا ہوا ہی۔ پھر وہ اس کے دوروں پر ایک ایک دورہ بڑھاتا اور استقرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حساب اس کے مشاہدے کے موافق ہوگیا۔ اور اس نے اپنی زیچ میں اس کو اسی طرح درج کیا۔

تاروں کے دورے اعداد ان کے متعلق اختلافات، جدول میں ان کی تصریح

آرج بھٹ کے حوالے سے برہگوپت نے ماہتاب کے اوج اور جوزہر کے دوروں کے متعلق دوسرا ہی بیان دیا ہی جس کو ہم بعینہ درج کرتے ہیں۔ ہم نے خود ارجبہد (کی کتاب میں) اُس کے بیان کا مطالعہ نہیں کیا بلکہ (برہگپت کے بیان پر اعتماد کرکے) اُس کی تقلید کی ہی۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس (ذیل) کی جدول میں (برہگوپت کے) اُن تمام بیانات کو درج کریں گے تاکہ اُن کے متعلق پورا علم ہوجائے۔

کواکب (یعنی سیارات)		کواکب کے دورے کلپ میں	اوج کواکب کے دورے	جوزہر کواکب کے دورے
شمس		۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰	۴۸۰	اس کے لیے جوزہر نہیں ہی
	برہگوپت	۵۷۷۵۳۰۰۰۰۰۰	۴۸۸۱۰۵۸۵۸	۲۳۲۳۱۱۱۶۸
	نقل فزاری			۲۳۲۳۱۲۱۳۸
	ارجبہد		۴۸۸۲۱۹۰۰۰	۲۳۲۳۱۶۰۰۰
	حاصل قمر از برہگوپت		۵۲۲۶۵۱۹۴۱۴۲	حاصل قمر اُس کی اوج کی حرکت کا قائم مقام ہی اس لیے کہ جوزہر

				ہوتا ہے وہ (قمر) کا حصہ ہے یا یہ کم دونوں حرکتوں کے درمیان کا حاصل تفریق ہے
مریخ		۲۲۹۶۸۲۱۵۲۲	۲۹۲	۲۶۶
عطارد		۱۷۹۳۶۹۹۸۹۸۴	۳۳۲	۵۲۱
مشتری		۳۶۴۲۲۶۴۵۵	۸۵۵	۶۳
زہرہ		۷۰۲۲۳۸۹۴۹۲	۶۵۳	۸۹۳
زحل	برھمگوپت	۱۴۶۵۶۷۲۹۸		۵۸۴
	نقل فزاری	۱۴۶۵۶۹۲۸۴	۴۱	
	تصحیح سرخسی	۱۴۶۵۶۹۲۳۸		
کواکب ثابتہ		۱۲۰۰۰۰	فزاری کی نقل (ترجمہ) میں یہی ہے	

ان سب دوروں کا حساب سیاروں کی اوسط حرکت سے نکالا گیا ہے۔

چترجگ اور کلجگ کے دوروں کی تعداد دریافت کرنے کا طریقہ ۔ برھمگوپت کی رائے

برھمگوپت کے نزدیک چترجگ ایک کلپ کے ہزار جزئیں سے ایک $(= \frac{۱}{۱۰۰۰})$ ہے۔ پس کلپ کے ان دوروں میں سے اگر ہزاروں $(\frac{۱}{۱۰۰۰})$ حصہ ہم لیں تو وہ تعداد ایک چترجگ کے اندر (ان سیاروں کے) دوروں کی ہوگی۔ اسی طرح جب بجائے ایک ہزار کے دس ہزار کا ایک جز لیں تو وہ تعداد کلجگ میں (سیاروں) کے دوروں کی ہوگی۔ اس لیے کہ کلجگ چترجگ کا دسواں حصہ ہے۔ اور ان تعداد میں سے جن میں کسر آوے (اُس کسر کو) اُس کے مخرج Denominal میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اُس عدد میں جمع کردیں گے تو اُس کا مجموعہ دوروں کی تعداد کو ظاہر کرے گا۔

چترجگ اور کلجگ کے دوروں کا جدول

ہم نے چترجگ اور کلجگ کے دوروں کے جُدا جُدا جدول بنا دیے ہیں۔ منتر کا جدول کہ اس کے اندر [illegible] چترجگ ہوتے ہیں اس وجہ سے نہیں بنایا کہ بہ سبب سَنند کے [illegible] جو اس کے اوّل آخر میں ہوتے ہیں اس کا جدول بنانا مشکل [illegible]

	ستاروں کے نام	چترجگ کے دورے	کلجگ کے دورے
	شمس	۴۳۲۰۰۰۰	۴۳۲۰۰۰
	اوج شمس	۵ ۱۲/۲۵	۶۰/۱۲۵۰
	قمر	۵۷۷۵۳۳۰۰	۵۷۷۵۳۳۰
اوج	برہمگوپت	۴۸۸۱۰۵ ۴۲۹/۵۰۰	۴۸۸۱۰ ۲۹۲۹/۵۰۰۰
	ارجبهد	۴۸۸۲۱۹	۴۸۸۲۱ ۹/۱۰
	حاصّہ	۵۷۲۶۵۱۹۴ ۷۱/۵۰۰	۵۷۲۶۵۱۹ ۲۰۷۱/۵۰۰۰
راس	برہمگوپت	۲۳۲۲۳۱۱ ۲۱/۱۲۵	۲۳۲۲۳۱ ۲۹۲/۲۵۰۰
	نقل فزاری	۲۳۲۲۳۱۲ ۶۹/۵۰۰	۲۳۲۲۳۱ ۱۰۶۹/۵۰۰۰
	ارجبهد	۲۳۲۲۳۱۶	۲۳۲۲۳۱ ۳/۵
	مرّیخ	۲۲۹۶۸۲۸ ۲۶/۵۰۰	۲۲۹۶۸۲ ۴۲۶۱/۵۰۰۰
	اوج	۵ ۷۳/۲۵۰	۵ ۷۳/۲۵۰۰
	جوزہر	۵ ۲۶۷/۱۰۰۰	۵ ۲۶۷/۱۰۰۰۰
	عطارد	۱۷۹۳۶۹۹۸ ۱۲۳/۱۲۵	۱۷۹۳۶۹۹ ۱۱۲۳/۱۲۵۰
	اوج	۵ ۸۳/۲۵۰	۵ ۸۳/۲۵۰۰
	جوزہر	۵ ۵۲۱/۱۰۰۰	۵ ۵۲۱/۱۰۰۰۰
	مشتری	۳۶۴۲۲۶ ۹۱/۲۰۰	۳۶۴۲۲ ۱۲۹۱/۲۰۰۰
	اوج	۵ ۱۷۱/۲۰۰	۵ ۱۷۱/۲۰۰۰
	جوزہر	۵ ۶۳/۱۰۰۰	۵ ۶۳/۱۰۰۰۰
	زُہرہ	۷۰۲۲۳۸۹ ۱۲۳/۲۵۰	۷۰۲۲۳۸ ۲۳۷۳/۲۵۰۰
	اوج	۵ ۶۵۳/۱۰۰۰	۵ ۶۵۳/۱۰۰۰۰
	جوزہر	۵ ۸۹۳/۱۰۰۰	۵ ۸۹۳/۱۰۰۰۰

ستاروں کے نام		چتر جگ کے دورے	کلجگ کے دورے
زحل		۱۴۶۵۶۷ ۱۴۹/۵۰۰	۱۴۶۵۶ ۳۶۴۹/۵۰۰۰
اوج		۵ ۴۱/۱۰۰۰	۵ ۴۱/۱۰۰۰۰
جوزہر		۵ ۷۳/۱۲۵	۵ ۷۳/۱۲۵۰
عطارد	نقل فزاری	۱۴۶۵۶۹ ۷۱/۲۵۰	۱۴۶۵۶ ۲۳۲۱/۲۵۰۰۰
	تصحیح سرخسی	۱۴۶۵۶۹ ۱۱۹/۵۰۰	۱۴۶۵۶ ۴۶۱۹/۵۰۰۰
کواکب ثابتہ		۱۲۰	۱۲

جس طرح ہم نے یہ معلوم کیا کہ برھمگوپت کے نزدیک ایک کلپ میں جتنے دورے ہوتے ہیں ان میں سے چتر جگ اور کلجگ کے حصہ میں کتنے کتنے دورے پڑتے ہیں۔ اسی طرح اب یہ معلوم کرتے ہیں کہ پلس کے نزدیک ایک چتر جگ میں جتنے دورے ہوتے ہیں ان کے مطابق (اولاً) کلپ کو ایک ہزار چتر جگ قرار دے کر ایک کلپ میں کتنے دورے ہوں گے اور اس کو ذیل کے جدول میں درج کرتے ہیں۔

پلس کے بیان کے مطابق جگوں (یعنی چتر جگ اور کلجگ کے اندر سیاروں کے دورے

نام	دوروں کی تعداد چتر جگ میں	دوروں کی تعداد کلپ میں ہزار چتر جگ کے حساب سے	دوروں کی تعداد کلپ میں ایک ہزار آٹھ چتر جگ کے حساب سے
شمس	۴۳۲۰۰۰۰	۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰	۴۳۵۴۵۶۰۰۰۰
قمر	۵۷۷۵۳۳۶	۵۷۷۵۳۳۳۶۰۰۰	۵۸۲۱۵۳۶۲۶۸۸
اوج قمر	۴۸۸۲۱۹	۴۸۸۲۱۹۰۰۰	۴۹۲۱۲۴۷۵۲

نام	دوروں کی تعداد چتر جگ میں	دوروں کی تعداد کلپ میں ہزار چتر جگ کے حساب سے	دوروں کی تعداد کلپ میں ایک ہزار آٹھ چتر کے حساب سے
راس	۲۳۲۲۲۶	۲۳۲۲۲۶۰۰۰	۳۲۴۰۸۳۸۰۸
مریخ	۲۲۹۶۸۲۴	۲۲۹۶۸۲۴۰۰۰	۲۳۱۵۱۵۴۵۹۲
عطارد	۱۷۹۳۷۰۰۰	۱۷۹۳۷۰۰۰۰۰۰	۱۸۰۸۴۹۹۰۰۰
مشتری	۳۶۴۲۲۰	۳۶۴۲۲۰۰۰۰	۳۶۷۱۳۳۷۶۰
زہرہ	۷۰۲۲۳۸۸	۷۰۲۲۳۸۸۰۰۰	۷۰۷۸۵۶۷۱۰۴
زحل	۱۴۶۵۶۴	۱۴۶۵۶۴۰۰۰	۱۴۷۷۳۶۵۱۲

لفظ ارجبھد کے متعلق عرب مصنفین کی ایک عجیب غلط فہمی اور لفظ کی تحریف

ایک عجیب بات یہ ہے کہ فزاری اور یعقوب دونوں نے غالباً ہندو (پنڈت) سے یہ سُنا کہ دوروں کا یہ حساب سدھانتہ کبیر کا ہے اور ارجبھد کا حساب اس کے ایک ہزار جز میں سے ایک جز $(\frac{1}{1000})$ کی بنیاد ہے اور اُس کے بیان کو اچھی طرح نہیں سمجھے اور یہ سمجھا کہ اس $(\frac{1}{1000})$ جز ہی کا نام ارجبھد ہے۔ ہندو اس لفظ کے حرف دال کو اس طرح بولتے ہیں کہ اُس کا مخرج حرف دال اور حرف را کے درمیان ادا ہوتا ہے۔ اس طرح حرف دال منتقل ہوکر حرف را ہوگیا اور ارجبھد بدل کر ارجبھر ہوگیا۔ اُس کے بعد اس لفظ میں پھر تصرف کیا گیا اور پہلا حرف را بدل کر حرف زا کر دیا گیا۔ (یعنی ارجبھر سے ازجبھر ہوگیا) اب اگر یہ لفظ ہندوؤں کے پاس واپس جائے تو وہ اس کو نہیں پہچان سکیں گے۔

حرکات کواکب کا جدول ابوالحسن اہوازی کے مطابق

ابوالحسن اہوازی نے حرکات کواکب کا بیان ارجبھر کے سالوں یعنی چتر جگ کے حساب سے

کیا ہی۔ جس طرح ابوالحسن نے ان کا ذکر کیا ہی ذیل کے جدول میں ہم ان کو اسی طرح درج کر دیتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہی کہ وہ اسی پنڈت کا لکھا یا ہوا ہی اور قرینہ غالب ہی کہ وہ ارجبہد کی رائے کے مطابق ہی۔ ان میں سے بعض حرکات ان دوروں کے مطابق ہیں جو ہم نے برہمگوپت کی رائے پر چترجگ کے لیے قرار دیا ہی۔ بعض اس کے مخالف اور پلس کی رائے کے مطابق ہیں اور بعض دونوں کے مخالف۔ سب پر غور کرنے سے یہ حالت واضح ہو جائے گی :۔

نام	چترجگ کے اندر جگوں کی تعداد مطابق نقل ابوالحسن اہوازی
شمس	۴۳۲۰۰۰۰
قمر	۵۷۷۵۳۳۳۶
اوج قمر	۴۸۸۲۱۹
راس	۲۳۲۲۲۶
مریخ	۲۲۹۶۸۲۸
عطارد	۱۷۹۳۷۰۲۰
مشتری	۳۶۴۲۲۴
زہرہ	۷۰۲۲۳۸۸
زحل	۱۴۶۵۶۴

باب ۱۵

ادماسہ، اُترا ترا اور مختلف ایام کے اہر گنوں کی توضیح

مکرر مہینہ جس سے سال تیرہ مہینہ کا ہوجاتا ہے

ہندوؤں کے مہینے قمری ہیں اور اُن کے سال شمسی ہیں اس لیے لامحالہ ان کے سال کی ابتدا شمسی سال کی ابتدا سے اس قدر پہلے ہوتی ہے جس قدر شمسی سال اور قمری سال کے درمیان فرق ہے اور جب اس طرح پہلے واقع ہوتے رہنے سے ایک مہینہ پورا ہوجاتا ہے۔ ہندو وہی کرتے ہیں جو یہودی عبور کے سال میں کرتے ہیں کہ اذار کے مہینے کو مکرر کرکے سال کو تیرہ مہینے کا بنا دیتے ہیں اور جو عرب زمانۂ جاہلیت میں 'نسی' کے سال کے ساتھ کرتے تھے کہ اس کی ابتدا کو اس قدر پیچھے کر دیتے تھے جس سے اوپر والا سال تیرہ مہینہ کا ہوجاتا تھا۔

اس سال کا نام جس میں مہینہ مکرر ہوجاتا ہے

ہندو اس سال کو جس میں مہینہ مکرر ہوتا ہے عامیانہ زبان میں 'مل ماسہ' کہتے ہیں۔ مل ہاتھ میں جمی ہوئی میل کو کہتے ہیں۔ یہ مہینہ حساب سے نکال کر پھینک دیا جاتا ہے جس طرح میل پھینک دی جاتی ہے۔ جس سال کے مہینوں کا عدد بارہ کا یار، باقی رہتا ہے اور کتابوں

ادماسہ مکرر مہینہ کا نام

میں اس مہینہ کا نام ادماسہ (ادھی ماسہ) ہے

مہینہ مکرر کرنے کا قاعدہ

جس مہینے میں دونوں (یعنی شمسی سال اور قمری

مہینے) سے مہینہ کا حساب پورا ہوتا ہے (یعنی شمسی اور قمری سالوں کے درمیان جو فرق ہر سال ہوتا جاتا ہے وہ جمع ہو کر پورے ایک مہینے کے بقدر ہو جاتا ہے) وہ مہینہ مکرر لیا جاتا ہے۔ اگر یہ حساب کسی مہینے کے اول میں قبل مہینہ شروع ہونے کے اور قبل اس کے کہ اس کا کچھ حصہ گزرے، تمام ہو جائے اس وقت یہی مہینہ مکرر کیا جائے گا۔ دوسرا (یعنی اس کے اوپر والا) نہیں اس لیے کہ اگرچہ فاضل مہینہ اس (دنئے مہینے) میں داخل نہیں ہوا، اس سے قبل والے مہینے میں تمام بھی نہیں ہوا ہے۔

مکرر مہینے کا نام	جب مہینہ مکرر ہوتا ہے پہلے کا نام وہی رہتا ہے جو تھا۔

اور دوسرے کے واسطے نام کے پہلے لفظ دُرا بڑھا دیا جاتا ہے تاکہ اس کے اور پہلے کے درمیان فرق ہو جائے۔ مثلاً اساڑھ کا مہینہ مکرر ہوا تو پہلے کا نام اساڑھ اور دوسرے کا دُرا اساڑھ ہوگا۔ حساب کرنے میں پہلا مہینہ خارج کر دیا جاتا۔ اور جس دن مہینے کا حساب پورا ہوتا ہے یہ مہینے کا سب سے زیادہ منحوس وقت ہے۔

بشن دھرم کے حوالے سے قمری سال کی کمی طلوعی سے اور شمسی سال کی زیادتی قمری اترا تر یعنی نقصان کے ایام	کتاب بشن دھرم کے مصنف نے کہا ہے کہ: چندر کی کمی ساین سے یعنی قمری سال کے مقدار کی کمی طلوعی سال سے

بقدر چھے یوم کے ہے اور یہی اُنرا تر ہے، اُن کے معنی نقصان کے ہیں۔ اور سور (یعنی شمسی سال) کی زیادتی، چندر (یعنی قمری سال) پر گیارہ یوم

وہ مدت جس میں ایک زائد یعنی مکرر مہینہ بنتا ہے۔	ہے۔ یہ زیادتی جمع ہو کر دو برس سات مہینے میں ادماسہ کا زائد مہینہ بن جاتی ہے۔ یہ پورا

مہینہ منحوس ہے۔ اس میں کوئی کام نہیں کرنا چاہیئے۔

زائد مہینہ بننے کی ٹھیک مدت تحقیق کے ساتھ

یہ کلام سرسری ہے اور تحقیق اس کی یہ ہے کہ قمری سال قمری یوم سے ۳۶۰ یوم کا ہوتا ہے۔ اور شمسی سال قمری ایام سے ۳۷۱ ۳۰/۴۸۰ یوم کا ہوتا ہے اور ان دونوں کے فرق سے ۹۷۶ ۵۱۱/۴۸۶۶ یوم قمری میں ادماسہ کے ۳۰ یوم جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ مقدار ۳۲ مہینے یعنی دو برس آٹھ مہینے اور سولہ یوم ہے۔ اور کسر مذکور (جو اس کے ساتھ ہے) قریباً پانچ دقیقہ تیرہ ثانیہ ہے۔

زائد مہینے کو حساب سے نکال دینے کا شرعی حکم اور اس کا قاعدہ

وہ شرعی حکم جو اس کو (یعنی اس حساب کو) ضروری قرار دیتا ہے، ہم کو بید سے پڑھ کر سنایا گیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب اجتماع کا یوم جو مہینے کا پہلا قمری یوم ہے آفتاب کے ایک برج سے دوسرے میں منتقل ہونے سے خالی گزرے اور اس کے بعد والے ہی دن میں آفتاب (ایک برج سے دوسرے میں) منتقل ہو وہ مہینہ جو اس کے قبل تھا حساب سے ساقط کر دیا جاتا ہے

قاعدہ مذکور کے متعلق بید کا مطلب غلط سمجھا گیا

یہ مضمون صحیح نہیں ہے اور اس میں غلطی اس کی ہے جس نے اس کو ترجمہ کر کے (مجھے) سنایا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ قمری ایام سے مہینہ تیس یوم کا ہوتا ہے۔ اور اس یوم سے شمسی سال کا نصف سدس (یعنی بارھواں حصہ یا ایک شمسی مہینہ) ۳۰ ۱۱۳۴۵/۹۷۶ یوم ہوتا ہے۔ کسر مذکور ایام کے دقیقے میں ۵۵ دقیقہ ۱۹ ثانیہ ۲۲ ثالثہ ۳۰۶ رابعہ ہے۔ اب اگر ہم مثلاً اجتماع (یعنی اماوس)

کو برج کی ابتدا میں فرض کریں اور اس کسر کو اجتماع کے وقت پر یکے بعد دیگرے بڑھاتے جائیں (یعنی ہر نئے اجتماع کو پہلے اجتماع کے وقت سے بقدر اس کسر کے آگے بڑھا دیں) تو آفتاب کے ایک برج سے دوسرے میں منتقل ہونے کے اوقات جو اجتماع کے فوراً بعد پڑتے ہیں معلوم ہو جائیں گے اور اس وجہ سے کہ شمسی اور قمری مہینوں کے درمیان فرق ایسی کسر کا ہے جو ایک دن سے کم ہے محال ہے۔ کوئی مہینہ یوم انتقال سے خالی ہو (یعنی ہر مہینے میں ایک ایسا دن ضرور ہو گا جس میں آفتاب ایک برج سے دوسرے برج میں منتقل ہو گا) بلکہ آفتاب کے دو پے در پے (یعنی ایک برج سے دوسرے میں اور دوسرے سے تیسرے میں) انتقال ایک ہی مہینے میں بعینہ ایک ہی روز میں (یعنی مثلاً ایک مہینے کی پہلی تاریخ اور اس کے بعد والے مہینے کی بھی پہلی ہی تاریخ میں) واقع ہوں گے اور یہ اس وقت ہو گا جب پہلا انتقال اس وقت ہو کہ یوم سے چار دقیقہ ۴۰ ثانیہ ، ۳ ثالثہ اور تیس رابعہ سے کم گزرا ہو۔ اس لیے کہ اس کے بعد والا انتقال لامحالہ کسر مذکور کے اندر واقع ہو گا جو یوم پورا کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔

مصنف بید کا صحیح مطلب بیان کرتا ہے

پس بید کا مطلب غلط بیان کیا گیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کا صحیح مطلب یہ ہو گا کہ جب کوئی مہینہ گزر جائے اور اس مہینے میں آفتاب کا ایک برج سے دوسرے میں انتقال نہ ہو تو یہ مہینہ حساب سے ساقط کیا جائے گا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جب آفتاب کسی مہینے کے ۲۹ ویں یوم میں ایسے وقت منتقل ہو گا جب اس یوم میں سے کم از کم ۴۰ دقیقے ۴۰ ثانیہ ، ۳ ثالثہ ۳۰ رابعہ

گزر چکا ہی تو دوسرا انتقال بعد والے مہینے سے آگے بڑھ جائے گا اور وہ مہینہ انتقال سے خالی رہے گا۔ اس لیے کہ یہ دوسرا انتقال تیسرے مہینے کے دوسرے یوم میں پڑے گا۔ جب ان مسلسل انتقالات کو مثالی اجتماع سے (یعنی اس اجتماع سے جس میں آفتاب و ماہتاب برج کے اول یعنی درجۂ صفر میں جمع تھے)، آگے کی طرف واقع ہوتے جائیں۔ غور سے تفتیش کروگے یہ پاؤگے کہ جو انتقال (اجتماع مذکور سے) ۳۲ ویں مہینے میں ہوگا وہ اس مہینے کے ۲۹ ویں یوم کے ۳۰ دقیقہ ۲۰ ثانیہ میں اور اس کے بعد کا انتقال ۶۵ ویں مہینے کے پہلے یوم کے ۲۵ دقیقہ ۳۹ ثانیہ ۲۲ ثالثہ ۳۰ رابعہ میں ہی۔ اسی کے ساتھ اس خارج از حساب مہینے کے منحوس ہونے کا سبب بھی معلوم ہوگیا جو یہ ہی کہ وہ ایسے وقت سے جو ثواب حاصل کرنے کے لیے خصوصیت کے ساتھ مناسب ہی خالی ہی۔

اگر (درحقیقت) اُدھ ماسہ (کا لفظ)، اول ماہ کے نام سے مشتق ہوا ہی تو (بخلاف، اُس کے) یعقوب ابن طارق اور فزاری دونوں کی کتابوں میں اس کا نام پدماسہ آیا ہی اور پد کے معنی انتہا کے ہیں ممکن ہی کہ ہندوؤں میں اس کے دونوں نام ہوں، لیکن یہ دونوں مصنف تصحیف (یعنی غلط کتابت) کے عادی ہیں اس وجہ سے ان کی روایت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ ہم نے اس کا ذکر اس لیے کر دیا کہ پلس نے تصریح کی ہی کہ دونوں ہم نام مہینوں میں زائد (یعنی خارج از حساب) پچھلا مہینہ ہی۔

مہینے کی حقیقت
وہ ماہتاب کا ایک دورہ ہی

مہینہ جو ایک اجتماع (یعنی آفتاب و ماہتاب کے ایک برج میں جمع ہونے) کے وقت سے دوسرے ایسی ہی اجتماع تک کے وقت کا نام ہی۔ حقیقت میں

ماہتاب کا ایک دورہ ہے جس میں وہ سلسلۂ بروج میں آفتاب سے ہٹ کر چلتے ہوئے پھر آفتاب کے پاس واپس آجاتا (یعنی ایک برج میں اس کے ساتھ جمع ہو جاتا) ہے اور اس وجہ سے کہ دونوں کی حرکتیں ایک ہی سمت میں ہیں یہی (یعنی مہینہ یا ماہتاب کا دورہ) دونوں حرکتوں کے درمیان کا فرق ہے۔ اگر کلپ کے اندر آفتاب کے دوروں کو (اسی کلپ کے) ماہتاب کے دوروں سے گھٹایا جائے تو جو باقی بچے گا وہ لامحالہ ان قمری مہینوں کی تعداد ہوگا جو ایک کلپ میں شمسی مہینوں سے زیادہ ہوں گے۔

کلی اور جزئی دن مہینہ اور سال کی اصطلاح

وہ کل اوقات (مثلاً دن، مہینہ اور سال) جو پورے کلپ کے ہیں آسانی کے لیے ہم ان کو کلی کہیں گے اور جو جز کلپ (مثلاً چترجگ) کے ہیں ان کو جزئی۔

شمسی، قمری اور ادماسہ کے کلی مہینے اور ایام

شمسی سالوں میں بارہ شمسی مہینے ہوتے ہیں اور اسی طرح بارہ قمری مہینے۔ لیکن قمری سال بارہ قمری مہینے میں پورا ہو جاتا ہے اور شمسی سال میں بوجہ اس فرق کے جو دونوں قسم کے سالوں کے درمیان ہے ادماسہ کے سال میں تیرہ مہینے ہو جاتے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ آفتاب اور ماہتاب کے کلی مہینوں کے فرق یہی زائد مہینے ہیں جن سے سال تیرہ مہینے کا ہو جاتا ہے۔ پس یہی مہینے ادماسہ کلیہ کے مہینے ہیں۔

شمسی کلی مہینے (یعنی پورے کلپ کے شمسی مہینے) = ۵۱۸۴۰۰۰۰۰۰۰۰ ہیں۔

قمری کلی مہینے ......۵۳۴۳۳۰۰۰۰۰۰ ہیں۔ اور ان دونوں کے

فرق یعنی ادہ ماسہ کے مہینے ۱۵۹۳۳۰۰۰۰۰ ہیں۔
ان اعداد میں جس کسی عدد کو ۳۰ میں ضرب دیا جائے وہ ایام ہو جائیں گے۔
شمسی ایام = ۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰۰۰ ہیں۔
قمری ایام = ۱۶۰۲۹۹۹۰۰۰۰۰ ہیں۔
اور ادہ ماسہ کے مہینوں کے ایام = ۴۷۷۹۹۰۰۰۰۰ ہیں
اگر ان اعداد کو مختصر کرنا چاہیں تو ۹۰۰۰۰۰ پر جو ان سب کے درمیان عاد مشترک ہے تقسیم کر دیں۔ اس طرح ہر شمسی مہینہ شمسی ایام سے ۱۶۲۸۰۰ = ۔ اور ہر قمری مہینہ قمری ایام سے = ۱۶۸۱۱۱ ۔ اور ہر ادہ ماسہ مہینہ اپنے ایام سے = ۵۳۱۱ ہو جاتا ہے۔
جب شمسی کلی، طلوعی کلی اور قمری کلی ایام (یعنی کلپ کے ہر قسم کے ایام) کو ادہ ماسہ کے کلی مہینوں پر جدا جدا تقسیم کیا جائے گا۔ خارج قسمت اس جنس کے ایام کے اعداد ہوں گے جس جنس کے ایام سے ادہ ماسہ کا یہ مہینہ پورا ہوتا ہے:۔
شمسی ایام = ۹۷۶ $\frac{۴۷۴}{۵۳۱۲}$ ہوں گے
قمری ایام = ۱۰۰۶ $\frac{۴۶۴}{۵۳۱۲}$ ہوں گے
اور طلوعی ایام = ۹۹۰ $\frac{۳۶۶۳}{۱۰۶۲۲}$ ہوں گے
یہ پورا حساب ان مقداروں کی بنیاد پر ہے جن کو برہمگوپت نے کلپ اور اس کے دوروں کے متعلق اختیار کیا ہے۔
پلس کی رائے کے مطابق چترجگ میں:۔
شمسی مہینے = ۵۱۸۴۰۰۰۰ ہیں۔

قمری مہینے = ۵۳۴۳۳۳۳۶ ہیں

اور ادماسہ کے مہینے ۱۵۹۳۳۳۶ ہیں۔

شمسی مہینے کے ایام = ۱۵۵۵۲۰۰۰۰۰ ہیں

قمری مہینے کے ایام = ۱۶۰۳۰۰۰۰۸۰ ہیں

اور ادماسہ مہینے کے ایام = ۴۷۸۰۰۰۸۰ ہیں۔

اگر ہم ان اعداد کو مختصر کرنا چاہیں تو اُن کے عدد مشترک سے جو چوبیس رہے تقسیم کر دیں گے۔ اور

شمسی مہینے = ۲۱۶۰۰۰۰ ہو جائیں گے۔

قمری مہینے = ۲۲۲۶۳۸۹ ہوں گے۔

اور ادماسہ کے مہینے = ۶۶۳۸۹ ہوں گے۔

ان سب کے ایام کا عدد مشترک سات سو بیس ہے۔ پس

شمسی ایام = ۲۱۶۰۰۰۰ ہوں گے

قمری ایام = ۲۲۲۶۳۸۹ ہوں گے

اور ادماسہ مہینوں کے ایام = ۶۶۳۸۹ ہوں گے

اگر یہاں بھی وہی طریقہ اختیار کریں جو پہلے اختیار کیا ہے یعنی چترجگ کے ہر قسم کے ایام کو جدا جدا چترجگ کے ادماسہ مہینوں پر تقسیم کریں، خارج قسمت :-

ادماسہ مہینوں کے ایام شمسی = $\frac{۴۳۳۶}{۶۶۳۸۹}$ ۹۷۶ یوم ہوں گے۔

اس کے ایام قمری = $\frac{۴۳۳۶}{۶۶۳۸۹}$ ۱۰۰۶ یوم

اور اس کے ایام طلوعی = $\frac{۲۱۴۶۵}{۶۶۳۸۹}$ ۹۹۰ یوم ہوں گے

یہ ادماسہ کے اصول ہیں جو اس کے بعد کام آئیں گے۔

ایام نقصان کی حاجت | ایام نقصان (اُنراتر) کی حاجت یہ ہی کہ جب ایک یا چند مفروضہ سالوں میں سے ہر ایک سال بارہ مہینے قرار دیا جاتا ہی تو یہ اس کے شمسی مہینوں کا عدد ہوتا ہی اور اس عدد کو تیس میں ضرب دینے سے حاصل ضرب ان مہینوں کے ایام شمسی کا عدد ہوتا ہی. یہ معلوم ہی کہ سالوں کے قمری مہینے اور ایام کا عدد تھوڑی زیادتی کے ساتھ جن سے ادماسہ کا ایک مہینہ یا چند مہینے بنتے ہیں اسی قدر ہی پس اگر ان زیادتیوں سے اس نسبت کے مطابق جو شمسی کلی مہینوں کو ادماسہ کلی مہینوں سے ہوتی ہی ان خاص مفروضہ سالوں کا ادماسہ بنایا جائے اور اگر یہ مہینے ہوں تو ان کو ان سالوں کے مہینے پر اور ایام ہوں تو ان کے ایام پر بڑھا دیا جائے تو حاصل جمع ایام قمری جزئی یعنی وہ ایام قمری ہوں گے جو خاص ان مفروضہ سالوں سے متعلق ہیں۔

انراتر یعنی ایام نقصان کی حقیقت | لیکن ان کو جاننا مقصود نہیں ہی بلکہ مقصود ان سالوں کے ایام طلوعی کو جاننا ہی. ان کی تعداد ایام قمری سے کم ہوتی ہی، اس لیے کہ ایک یوم طلوعی ایک یوم قمری سے بڑا ہوتا ہی اس وجہ سے ایام طلوعی حاصل کرنے کے لیے ایام قمری کی تعداد میں سے کچھ گھٹانا ہوگا اور یہی تعداد جو گھٹائی جاتی ہی انراتر (یعنی ایام نقصان) کہی جاتی ہی۔

یہ نقصان جو ایام قمری جزئی میں ہوتا ہی (یعنی ایام قمری جزئی سے جس قدر یوم گھٹائے جاتے ہیں) ان کی نسبت (ان ایام قمری کے ساتھ جن سے وہ گھٹائے جاتے ہیں) وہ ہوتی ہی جو ایام قمری کلی سے گھٹائے ہوئے ایام طلوعی کلی کو اُن ایام قمری کلی کے ساتھ ہوتی ہی جن

سے وہ گھٹائے گئے ہیں۔ ایام قمری کلی = ۱۶۰۲۹۹۹۰۰۰۰۰۰ ہیں۔ اور ایام طلوعی کلی سے بقدر = ۲۵۰۸۲۵۵۰۰۰۰ کے زیادہ ہیں اور یہی نقصان کلی ہے۔ (یعنی وہ عدد جو ایام قمری کلی سے بحیثیت انراتر کے گھٹایا جاتا ہے)۔

ان دونوں اعداد کو ۴۵۰۰۰۰ فنا کردیتا ہے (یعنی اس عدد پر دونوں پورے پورے تقسیم ہوجاتے ہیں)، جس سے ایام قمری کلی کا عدد ۳۵۶۲۲۲۰ اور ایام نقصان کلی کا عدد ۵۵۷۳۹ ہوجاتا ہے۔

پلس کی رائے کے مطابق انراتر کا حساب

پلس کی رائے کے مطابق چترجگ کے اندر ایام قمری کی تعداد ۱۶۰۳۰۰۰۰۸۰ ہے۔ اور ایام نقصان کی تعداد ۲۵۰۸۲۲۸۰ ہے۔ اور مختصر کرنے کے لیے دونوں کے درمیان عدد مشترک ۳۶۰ ہے، جس سے ایام قمری ۴۴۵۲۷۷۸۔ اور ایام نقصان ۶۹۶۷۳ ہوجاتے ہیں۔

نقصان (انراتر) کو جاننے کے یہ اصول ہیں جن کی حاجت اہرگن کے عمل میں پڑے گی جو آگے آتا ہے۔ اہرگن کے معنی ہیں ایام مجموعی۔ اہ کے معنی ایام اور ارگن کے معنی جملہ (مجموعہ) کے ہیں۔

یعقوب ابن طارق کی غلطی ایام شمسی کے ماخذ میں

یعقوب ابن طارق نے ایام شمسی کے ماخذ (یعنی طریقہ دریافت) میں غلطی کی ہے اور یہ سمجھا ہے کہ ایام شمسی ایک کلپ کے آفتاب کے دوروں کو کلپ ایام طلوعی یعنی ایام طلوعی کلی سے گھٹانے سے حاصل ہوتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آفتاب کے (ایک کلپ کے) دوروں کو مہینہ بنانے کے لیے بارہ میں ضرب دیا جائے پھر ان کو یوم بنانے

کے لیے تیس میں ضرب دیا جائے۔ یا آفتاب کے دوروں کو تین سو ساٹھ میں ضرب دیا جائے۔

ایام نقصان کے متعلق یعقوب ابن طارق کی غلطی

قمری ایام کے متعلق اس نے صحیح طریقہ اختیار کیا کہ قمری مہینوں کو تیس میں ضرب دیا۔ پھر ایام نقصان حاصل کرنے کے طریقے میں وہی غلطی کی اور یہ کہا کہ ایام نقصان شمسی ایام کو قمری ایام سے گھٹانے سے حاصل ہوتے ہیں۔ حالانکہ صحیح یہ ہے کہ طلوعی ایام کو قمری ایام سے گھٹایا جاتا ہے

باب ۵۲

اہرگن کا عام عمل یعنی سالوں اور مہینوں کو توڑ کر دن بنانے اور اس کا عکس یعنی ایام اور مہینوں کو جوڑ کر سال بنانے کا عام طریقہ

سال کو مہینہ اور مہینے کو دن بنانے کا عام قاعدہ سوراہرگن یعنی مجموعی ایام شمسی جزئی کو دریافت کرنے کا قاعدہ

تحلیل (یعنی سال کو توڑ کر مہینہ اور مہینے کو توڑ کر دن بنانے) کا عمل یہ ہی کہ: پورے سالوں کو بارہ میں ضرب دیا جائے اور ناتمام یعنی موجودہ سال کے گزشتہ مہینوں کو حاصل ضرب پر بڑھا کر (مجموعے[۱] کو تیس میں ضرب دیا جائے) اور ناتمام یعنی موجودہ مہینے کے گزشتہ ایام کو اس پر بڑھا دیا جائے۔ یہ مجموعہ سوراہرگن یعنی مجموعی ایام شمسی ہی اور یہ ایام جزئی ہیں۔

چندراہرگن یعنی مجموعی ایام قمری جزئی کو دریافت کرنے کا قاعدہ

اس مجموعے کو دو جگہ لکھو۔ ایک کو ۵۳۱۱۱ میں جو کلی ادماسوں (یعنی کلپ کے ادما[۳۳]) کے ایام کا نائب (یعنی مختصر کیا ہوا عدد) ہی ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۱۷۲۸۰۰۰ پر جو ایام شمسی کلی کا نائب ہی تقسیم کرو۔ اور خارج قسمت کے ایام صحیحہ کو دوسری جگہ پر بڑھاؤ۔ یہ مجموعہ چندراہرگن، یعنی مجموعۂ ایام

---

[۱] اصل نسخے میں عبارت اندر قوس ساقط ہی۔ لیکن ادنیٰ تامل سے واضح ہوتا ہی کہ بغیر اضافہ اس جلمہ کا مطلب ناتمام اور حساب غلط رہے گا۔ ۱۲ مترجم

قمری جزئی ہو گا۔

سابن اہر کن یعنی مجموعی ایام طلوعی جزئی کو جاننے کا طریقہ

اب اس مجموعے کو دو جگہ لکھو۔ ایک کو ۵۵،۲۹ میں جو نقصان کلی کے ایام کا نائب عدد ہی ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۳۵۶۲۲۲۰ پر جو ایام قمری کا نائب ہی تقسیم کرد اور خارج قسمت کے ایام صحیحہ کو (یعنی پورے ایام کو بغیر کسر کے) دوسری جگہ سے گھٹاؤ جو باقی رہے گا وہ سابن اہر کن یعنی مجموعۂ ایام طلوعی ہی جس کا جاننا مقصود ہی۔

یہ جان لینا ضروری ہی کہ یہ عمل ایسے وقت کے لیے ہی جس میں ایام ادماسہ اور ایام نقصان دونوں پورے ہوں اور اس وقت ان دونوں میں کسر نہ ہو۔ اگر دیے ہوئے سالوں کی ابتدا اول کلپ یا اول چترجگ یا اول کلجگ سے ہوگی ان کے متعلق یہ عمل صحیح ہوگا۔ اور اگر دیے ہوئے سالوں کی ابتدا دوسرے وقت سے ہوگی ممکن ہی کہ ان کے متعلق اتفاقاً عمل صحیح ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہی کہ عمل ادما ہونے پر دلالت کرے اور وہ نہ ہو یا اس کے برعکس۔ لیکن اگر ان تینوں کی حیثیت سے سالوں کا موقع (یعنی کلپ، چترجگ اور کلجگ کا وہ خاص وقت جس میں دئے ہوئے سال شروع ہوتے ہیں) معلوم ہو، اس صورت میں ایک خاص جداگانہ عمل کیا جاتا ہی جس کی مثالیں آگے آتی ہیں۔

ابتدائے ۹۵۳ شک کال تک مختلف تاریخوں کے مجموعی ایام

اس عمل کے لیے ہم ابتدائے ہندی سال شککال ۹۵۳ کو مثال (یعنی معیاری سال) قرار دیتے ہیں۔ جس کو ہم نے اپنے تمام اعمال کے لیے مثال بنا لیا ہی اور

برہمگوپت کے قواعد کے مطابق برھما کی اول عمر سے حساب کرتے ہیں:-

برھما کی عمر کے ایام موجودہ کلپ کے قبل تک

ہم کہہ چکے ہیں کہ ہمارے (موجودہ) کلپ کے قبل برھما کی عمر سے ۶۰۶۸ کلپ گزر چکے ہیں بکلپ کے ایام کی تعداد معلوم ہی۔ پس برھما کی عمر کے مجموعی ایام ۹۵۷۴۷۹۷۰۱۸۶۰۰۰۰۰ ہیں - اس میں سے سات سات گراتے جاؤ (بالفاظ دیگر اس کو سات پر تقسیم کرو) پانچ باقی رہیں گے۔ اب اگر ہم سنیچر کے دن سے جو ہمارے کلپ سے سابق کلپ کا آخری دن ہی پانچ دن پیچھے کی طرف جائیں منگل کے دن پر جا پہنچتے ہیں اور یہی برھما کی عمر کا پہلا دن ہی۔

چترجگ اور ننتر کے ایام

چترجگ کے ایام کی طرف اور اس طرف کہ کرتیا جگ اس کا چار عشر (= ۴/۱۰) ہی ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ پس چترجگ کے ایام ۶۳۱۱۶۶۵۸۰ ہیں۔ ایک ننتر برابر ہی - اکہتر چترجگ کے۔ پس ننتر کے ایام ۱۱۲۰۳۲۰۶۷۹۵۰ ہیں اور چھ ننتر اور سات کرتیا جگ کے ایام جو اس کے سند ہیں ۶۷۶۶۱۰۵۷۳۷۶۰ ہیں۔ جب ان میں سے سات سات گرائے جائیں دو باقی رہتے ہیں۔ اس کا خاتمہ پیر کے دن پر ہوتا ہی اور ساتویں ننتر کی ابتدا منگل کے دن ہوگی

ساتویں ننتر سے ستائیں چترجگ گزر چکے ہیں۔ ان کے ایام ۴۲۶۰۳۷۴۴۱۵۰ ہیں۔ ان میں سے سات سات گرانے کے بعد دو باقی رہتے ہیں۔ پس اٹھائیس چترجگ کی ابتدا منگل کے دن ہوگی۔ اس چترجگ سے بیشتر گزرے ہوئے جگوں کی تعداد ۱۴۲۰۱۲۴۸۰۹[۱] ہی۔ پس (اس کو سات

---

[۱] اس عدد کو سات سے تقسیم کرنے کے بعد کسر چھ ہوگی حالانکہ اگر ابتدا جمعہ کے روز (باقی)

پر تقسیم کرنے سے کسر ایک ہوگی اور) کلجگ کی ابتدا جمعہ کے دن ہوئی

شککال ۹۵۳ تک موجودہ کلپ کے گزرے ہوئے سال، مہینے اور ایام

اب ہم پھر اپنی مثال کی طرف واپس آتے ہیں۔ مثالی سال (شککال ۹۵۳) تک کلپ کے ۱۹۷۲۹۴۸۱۳۲ سال گزر چکے ہیں۔ اس عدد کو ہم بارہ میں ضرب دیتے ہیں تاکہ مہینے بن جائیں۔ پس مہینوں کی تعداد ۲۳۶۷۵۳۷۷۵۸۴ ہوئی۔ مثالی سال میں مہینہ نہیں ہے جس کو اس پر زیادہ کریں اس لیے اس کو تیس میں ضرب دیتے ہیں۔ حاصل ضرب ۷۱۰۲۶۱۳۲۷۵۲۰۔ یہ ایام کی تعداد ہوئی۔ مثالی سال میں ایام نہیں ہیں جن کو ہم اس تعداد میں جوڑیں اس لیے اگر ہم سالوں کو تین سو ساٹھ میں ضرب دیتے جب بھی وہی حاصل ہوتا جو اس وقت ہوا۔ یہ ایام شمسی جزئی ہوئے۔ اس کو ۵۳۱۱ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۱۷۲۸۰۰ پر تقسیم کرتے ہیں۔ خارج قسمت ۲۱۸۲۹۸۴۹۰۱۸ ۱۰۳/۱۲۰ ادماسہ کے ایام ہیں۔ اگر ضرب اور تقسیم میں ہم مہینوں کو استعمال کرتے خارج قسمت ادماسہ کے مہینے ہوتے اور تیس کے ساتھ ان کا حاصل ضرب ایام کے اسی عدد مذکور کے مساوی ہوتا۔

پھر ہم ادماسہ کے ایام کو ایام شمسی جزئی پر بڑھاتے ہیں۔ دونوں کا عدد مل کر ۷۳۲۰۹۱۱۷۶۵۳۸ ہوجاتا ہے۔ یہ قمری جزئی ایام ہوئے۔ ان کو ۵۵۷۳۹ میں ضرب دے کر حاصل کو ۳۵۶۲۲۲۰ پر تقسیم کرتے ہیں۔ خارج قسمت یعنی ۱۱۴۵۵۲۲۴۰۷۵ ۱۴۱۵۴۷۱۰/۱۷۸۱۱۱ نقصان کے ایام جزئی ہیں۔ اس کے عدد صحیح کو ہم نے قمری ایام جزئی سے گھٹایا تو ۷۲۰۶۳۵۹۵۱۹۶۳

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۶) کی ہو تو کسر صرف ایک ہونی چاہیے اس لیے یہاں غالباً طباعت کی غلطی ہے اور صحیح عدد ۱۴۲۰۱۲۴۸۰۵ ہے اور پروفیسر سخاد نے بھی یہی عدد صحیح قرار دیا ہے۔

باقی رہے۔ یہ ہمارے اس مثال کے ایام طلوعی ہوتے۔
اس میں سے سات سات گراتے گئے۔ چار باقی رہے۔ یہ ان ایام کا آخری حصہ ہے۔ (یعنی ان ایام کا آخر دن چہارشنبہ ہوا) پس ہندی سال کا آغاز جمعرات کے دن ہوا۔

موجودہ کلپ کے گزشتہ ادماسہ مہینے

اگر ہم ادماسہ کا حال جاننا چاہیں اس عدد کو جو اس کے واسطے (حساب سے) معلوم ہوا ہے (یعنی عدد ۲۱۸۲۹۸۴۹۰۱ کو تیس پر تقسیم کریں۔ خارج قسمت ۲۷۶۶۱۶۳۳، ہوگا۔ یہ گزشتہ ادماسوں کا عدد ہے۔ اور موجودہ ناتمام ادماسہ کے واسطے ۲۸ یوم ۵۱ دقیقہ ۳۰ ثانیہ باقی رہتا ہے یہ موجودہ ادماسہ کا وہ حصہ ہے جو گزر چکا۔ اس کو تیس یوم پورا کرنے میں ایک یوم ۸ دقیقہ ۳۰ ثانیہ باقی رہتا ہے۔

کلپ کے گزشتہ حصہ کو دریافت کرتے میں ہم نے کلپ کے ایام شمسی، ایام قمری، ادماسہ اور نقصان کے ایام سے کام لیا ہے۔ اب اسی طرح چترجگ کے گزشتہ حصّے کو دریافت کرنے میں ان سے کام لیتے ہیں۔ اور ان میں سے جس وقت سے چترجگ کے لیے کام لیں۔ اس سے چترجگ اور کلپ ہر ایک کے لیے کام لے سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ جب تک عمل (ایک ہی شخص کی) رائے کے مطابق ہوگا اور متعدد رائیں مخلوط نہیں کی جائیں گی اور جب تک ہر گنگار، اس کا بھاگا بھارہ (بھاگ بہار) کے ساتھ رہے گا جن کو ہم نے ساتھ ذکر کیا ہے اس کا نتیجہ ایک ہی ہوگا۔
ان دونوں الفاظ میں سے پہلا (گنگار) عموماً ہر اس عدد[۵۱] پر دلالت کرتا ہے جس سے دوسرا عدد ضرب دیا جاتا ہے اور جو ہماری (یعنی عربی)

---

۵۱ انگریزی میں اس کو Multiplier Multiplicator کہتے ہیں

اور فارسی زیجوں میں گنجار، تلفظ کیا جاتا ہے۔ دوسرا لفظ (بھاگابھارہ) عموماً ہر اس عدد[1] پر دلالت کرتا ہے جس پر دوسرا عدد تقسیم کیا جاتا ہے اور زیجوں میں یہ لفظ 'بھجار' کہا جاتا ہے

برھمگوپت کی رائے کے مطابق چترجگ کے گزشتہ حصے

برھمگوپت کی رائے کے مطابق چترجگ کے ساتھ (اس عمل کی) مثال دینے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہ کلپ کے ایک ہزار جز میں سے ایک جز (۱/۱۰۰۰) ہے۔ اور ان سب اعداد میں سے جو (کلپ کے لیے) ذکر کیے گئے، چترجگ کے واسطے تین صفر گر جائیں گے۔ اور وفق (یعنی عدد مشترک) کے ذریعہ سے وہی سب عدد جو کلپ کے ہیں چترجگ کے عدد ہو جائیں گے۔ لیکن پُلس کی رائے کے مطابق ہم اس کا عمل کر دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ عمل چترجگ کے متعلق ہے کلپ کا عمل بھی اس کے مشابہ ہے

پُلس کے مطابق چترجگ کے گزشتہ سال، ایام اور ادماسہ مہینے ۹۵۳ شکگال تک

پلس کے نزدیک ہمارے مثالی وقت (شکگال ۹۵۳) تک چترجگ کے گزرے ہوئے سال ۳۲۴۴۱۳۲۔ اور اس کے شمسی ایام ۱۱۶۷۸۸۷۵۲۰ ہیں۔ ہم جب ان ایام کے مہینوں کو چترجگ کے ادماسہ مہینوں میں یا اس عدد میں جو ضرب کے واسطے اس کا نائب ہے ضرب دے کر حاصل ضرب کو چترجگ کے شمسی مہینوں پر یا اس عدد پر جو تقسیم کے واسطے ان مہینوں کا نائب ہے تقسیم کرتے ہیں خارج قسمت ۱۹۶۱۵۲۵ ۴۴۸۳۷/۴۵۰۰۰ ادماسہ مہینے ہوتے ہیں۔

چترجگ کے ان گزشتہ سالوں (یعنی ۳۲۴۴۱۳۲) کے قمری ایام

[1] انگریزی میں اس کو Division کہتے ہیں۔ (ع ح)

۱۲۰۲۷۸۳۲۷ ہیں۔ جب ان ایام کو چترجگ کے ایام نقصان (انراتر) میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو چترجگ کے ایام قمری پر تقسیم کرتے ہیں، خارج قسمت $\frac{598055}{2226389}$ ۱۸۸۳۵۷۰۰ ، ایام نقصان ہوتے ہیں۔ اس حساب سے ابتدا چترجگ سے دہشالی وقت تک ، طلوعی ایام ۱۱۸۴۹۴۷۵۷ ہوجاتے ہیں اور اسی کو جاننا مقصود تھا۔

اب ہم پُلس سدھانده سے اس کا ایک اسی قسم کا عمل جیسا ہم نے کیا نقل کرتے ہیں تاکہ مطلب	پلس سدھانده کا اسی قسم کا دوسرا عمل

زیادہ واضح اور ذہن نشین ہوجائے :

پُلس کہتا ہے " موجودہ کلپ کے قبل برہما کی عمر جس قدر گزر چکی، یعنی ۶۰۶۸ کلپ، ہم اس کو لے کر چترجگ کے عدد یعنی ۱۰۰۸ میں ضرب دیتے ہیں۔ حاصل ضرب ۶۱۱۶۵۴۴ ہوا۔ پھر اس حاصل ضرب کو چترجگ کے جگوں کے عدد یعنی چار میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۲۴۴۶۶۱۷۶ ہوا۔ پھر اس کو ایک جگ کے سالوں یعنی ۱۰۸۰۰۰۰ میں ضرب دیا حاصل ۲۶۴۲۳۴۷۰۰۸۰۰۰۰ ہوا۔ اور ہمارے کلپ کے قبل برہما کی عمر کے گزشتہ سال اسی قدر ہیں۔

ان سالوں کو بارہ میں ضرب دیا جس سے ۳۱۷۰۸۱۶۴۰۹۶۰۰۰۰ حاصل ہوئے اس عدد کو دو جگہ لکھا۔ ایک کو چترجگ کے ادماسہ مہینوں کے عدد میں یعنی ۱۵۹۳۳۳۶ میں یا اس عدد میں جس کو ہم بتلا چکے ہیں کہ اس کا قائم مقام ہے ضرب دے کر حاصل کو چترجگ کے شمسی مہینوں یعنی ۵۱۸۴۰۰۰۰ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۹۷۴۵۷۰۹۷۵۰۷۸۴ ،ادماسہ مہینے ہوئے۔

اس عدد کو دوسری جگہ والے عدد پر بڑھایا۔ مجموعہ ۴۴۶۸۲۷۳۵۰۷۱۰۷۸۴ ہوا۔ اس کو تیس میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۹۸۰۴۸۲۰۵۲۱۳۲۲۳۵۲۰ ہوا یہ قمری ایام ہیں۔

اس عدد کو بھی دو جگہ لکھا۔ ایک کو چترجگ کے ایام نقصان دانراتر میں جو اس کے ایام طلوعی اور ایام قمری کے درمیان کے فرق ہیں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اس کے ایام قمری پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۱۵۳۴۱۶۸۶۹۲۴۳۲۰۰۰، ایام نقصان ہوئے۔

اس عدد کو دوسری جگہ سے گھٹایا ۹۶۵۱۴۰۳۶۵۲۰۸۳۲۰۰ باقی رہا یہ ہمارے کلپ کے قبل برھما کی عمر کے گزشتہ ایام ہیں۔ یعنی ۶۰۶۸ کلپ کے ایام جن میں سے ہر ہر کلپ کے لیے ۱۵۹۰۵۴۱۱۴۲۲۴۰۰ ایام ہوتے ہیں۔ ان کو سات سات کرکے گھٹاتے گئے آخر میں کچھ باقی نہیں رہا۔ اس لیے اس کا خاتمہ سنیچر کے دن پر ہوا اور موجودہ کلپ کی ابتدا اتوار کے دن ہوئی جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ برھما کی عمر کی ابتدا بھی اتوار کے دن ہوئی۔

پلس نے کہا ہے:- ناتمام (یعنی موجودہ) کلپ میں سے چھ منونتر گزر چکے ہیں۔ ہر منونتر بہتر چترجگ اور ہر چترجگ ۴۳۲۰۰۰۰ سال ہے۔ پس چھ منونتر کے کل سال ۱۸۶۶۲۴۰۰۰۰ ہیں۔ ان سالوں کے ساتھ ہم وہی عمل کرتے ہیں جو اس سے پہلے دوسرے سالوں کے لیے کر چکے ہیں۔ اس طرح پورے چھ منونتر کے لیے ۶۸۱۶۶۰۴۸۶۶۰۰، ایام حاصل ہوتے ہیں۔ اس عدد کو سات سات کرکے گھٹاتے جانے سے چھ باقی رہتا ہے پس گزشتہ منونتر جمعہ کے دن تمام ہوا۔ ساتویں منونتر کی ابتدا سنیچر کے دن ہوئی۔

ساتویں منتر سے ستائیس چترجگ گزر چکے جن کے ایام سابق عمل کے مطابق ۴۲۶۰۳۷۸۰۶۰۰ ہیں۔ اس کا خاتمہ پیر کے دن ہوا اور اٹھائیسویں چترجگ کی ابتدا منگل کے دن ہوئی۔

اس میں تین جگ گزرے جن کے کل سال ۳۲۴۰۰۰۰ ہیں۔ سابق عمل کے مطابق ان کے ایام ۱۱۸۳۴۳۸۳۵۰ ہیں۔ یہ جگ جمعرات کے دن تمام ہوا اور کلجگ کی ابتدا جمعہ کے دن ہوئی۔

کلپ کا جو حصّہ گزر چکا اس کے ایام ۷۲۵۴۴۷۷۰۸۵۵۰ ہیں۔ اور جس کلجگ میں ہم ہیں اُس کی (یعنی موجودہ کلجگ کی) ابتدا تک برھما کی عمر کے گزرے ہوئے دن ۹۶۵۲۱۲۹۰۹۹۷۹۱۷۵۰ ہیں۔

ارجبھد کی رائے کے مطابق کلپ کے گزشتہ ایام

ارجبھد کی کتاب ہم نے خود نہیں دیکھی لیکن اس کا قول جو ہم سے بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق جب اس کے نزدیک چترجگ کے ایام ۱۵۷۷۹۱۷۵۰۰ ہیں تو کلپ کے گزشتہ ایام ابتدائے کلجگ تک ۷۲۵۴۴۷۵۷۰۶۲۵۔ اور ہمارے مثالی دن تک ۷۲۵۴۴۹۰۷۹۸۴۵ ہوں گے۔ اور ہمارے کلپ کے قبل تک برھما کی عمر کے گزشتہ ایام ۹۶۵۱۴۰۱۸۱۷۱۲۰۰۰ ہوں گے۔

سالوں کی تحلیل (یعنی ان کو توڑ کر مہینہ یا دن بنانے) کا یہ سیدھا طریقہ ہے۔ ان دو مثالوں کے علاوہ جو صورتیں پیش آئیں ان سب کو ان ہی پر قیاس کرنا چاہیے۔

یعقوب نے ایام شمسی کلی اور ایام نقصان کلی کے طریقہ حساب میں جو غلطی کی ہے ہم اس کو بتلا چکے ہیں جب اس نے ایک ایسا حساب نقل کیا جس کے اصول کو اس نے نہیں سمجھا تھا، اس کو کم از کم اسے

جانچ لینا اور اس کی مختلف ہیئت و ترتیب پر نظر ڈال لینا ضروری تھا۔

یعقوب ابن طارق کی غلطی سالوں کو توڑنے کے عمل میں

اس نے اپنی کتاب میں اہرگن یعنی سالوں کو توڑنے کا عمل بھی بیان کیا ہے۔ یہاں بھی اس نے اپنے اس قول میں غلطی کی ہے کہ " دیے ہوئے سالوں کے مہینوں کو ادماسہ کے ان مہینوں میں ضرب دو جو ادماسہ کے مشہور قواعد کے مطابق وقت مقصود تک گزر چکے ہیں اور حاصل ضرب کو شمسی مہینوں پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت ادماسہ کا عدد اور اس کے اجزا ہیں جو وقت مقصود تک گزر چکے ہیں"

یہ ایسی غلطی ہے جس سے وہ شخص بھی واقف ہو سکتا ہے جو محض نقل و کتابت کرتا ہو۔ ایک محاسب جو اس کا حساب کرتا ہے۔ تعجب ہے کہ کس طرح اس سے بے خبر رہ گیا کہ ادماسہ کلی کے بجائے ادماسہ جزئی میں ضرب دے دی۔

یعقوب کی کتاب میں سالوں کو توڑنے کا دوسرا صحیح عمل

اس کتاب میں تحلیل (یعنی سالوں کو توڑنے) کا ایک دوسرا صحیح عمل بھی ہے۔ وہ یہ کہ جب سالوں کے مہینے حاصل ہو جائیں ان کو قمری مہینوں میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو شمسی مہینوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ خارج قسمت ادماسہ مہینے بشمول سالوں کے مہینوں کے ہوں گے۔ اگر اس عدد کو تیس میں ضرب دے کر حاصل ضرب پر موجودہ ناتمام مہینے کے ایام بڑھا دئے جائیں۔ یہ مجموعہ قمری ایام کی تعداد ہوگا۔ اور اگر پہلے مہینوں کو پہلے ہی تیس میں ضرب دے کر اس پر مہینے کا گزشتہ حصہ بڑھا دیا جائے تاکہ ایام شمسی جزئی جمع ہو جائیں۔ پھر اس کے ساتھ مذکورۂ بالا عمل کیا جائے خارج قسمت ایام ادماسہ بشمول ایام شمسی ہوں گے۔

علت اس کی یہ ہی کہ جب ادماسہ کے کلی مہینوں میں ضرب دیکر جیسا مذکور ہوا شمسی کلی مہینوں پر تقسیم کریں گے خارج قسمت اس ادماسہ کا ہوگا۔ جس کو ضرب دیا ہی اور یہ معلوم ہی کہ قمری مہینہ شمسی مہینہ اور ادماسہ مہینہ کا مجموعہ ہی۔ پس جب قمری مہینے میں ضرب دیں گے اور تقسیم اپنے حال پر رہے گی۔ خارج قسمت بھی مضروب اور مطلوب کا مجموعہ ہوگا اور یہی قمری ایام ہیں۔

ایام طلوعی کلی دریافت کرنے کا طریقہ | پہلے بیان ہوچکا ہی کہ جب ایام قمری کو نقصان کلی کے ایام میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ایام قمری کلی پر تقسیم کیا جائے گا۔ خارج قسمت ایام نقصان کا وہ حصہ ہوگا جو ان ایام قمری کے ساتھ تعلق رکھتا ہی۔ لیکن ایام طلوعی کی تعداد ایک کلپ کے اندر، ایام قمری کے تعداد سے بقدر ایام نقصان کی تعداد کے کم ہوتی ہی۔ اس لیے ایام قمری کے کسی مقررہ تعداد کی نسبت ان کے اس تعداد کی طرف جو ان میں سے ان کے نقصان کا حصہ گھٹ جانے کے بعد باقی رہتی ہی وہ ہوتی ہی جو کل ایام قمری (یعنی ایک کلپ کے پورے ایام قمری کی تعداد) کو کل ایام قمری کی اس تعداد کی طرف ہوتی ہی جو ان میں سے ان کے نقصان کا حصہ گھٹنے کے بعد باقی رہتی ہی۔ اور یہی (باقی تعداد) ایام طلوعی کلی ہیں اگر ایام قمری کی اس مقررہ تعداد کو جو ہمارے پاس ہی ایام طلوعی کلی میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ایام قمری کلی پر تقسیم کریں خارج قسمت تاریخ مفروضہ کے ایام طلوعی ہوں گے اور یہی مطلوب ہیں۔ ضرب میں ہر ایام طلوعی کلی کا نائب ۱۸۴۳۵۰۰۶ ہی۔ اور تقسیم میں ہر ایام قمری کا نائب ۰۳۵۶۲۲۲۰ ہی۔

ایام طلوعی دریافت کرنے کا ہندوؤں کا ایک دوسرا عمل

ہندوؤں میں ایام طلوعی کو دریافت کرنے کے لیے ایک دوسرا عمل بھی ہی۔ وہ یہ کہ یہ لوگ کلپ کے گزشتہ سالوں کو بارہ میں ضرب دے کر حاصل پر موجودہ سال کے پورے گزشتہ مہینوں کو زیادہ کرتے ہیں اور حاصل جمع کو ۶۹۱۲۰ کے اوپر لکھتے ہیں:-

(بیاض)[۵۱]

اور خارج قسمت کو درمیانی عدد سے گھٹا کر باقی کے دو گونہ کو ۶۵ پر تقسیم کرتے ہیں۔ خارج قسمت ادماسہ کے جزئی مہینے ہیں۔ اس کو اوپر والے عدد پر زیادہ کر کے پھر مجموعے کو تیس میں ضرب دے کر اس پر موجودہ مہینے کا گزشتہ حصہ بڑھا دیتے ہیں۔ حاصل جمع ایام شمسی جزئی ہیں۔ اس کو دو جگہ (نیچے اور اوپر) لکھتے ہیں اور نچلے کو گیارہ میں ضرب دے کر حاصل کو اس کے نیچے لکھ کر ۴۰۳۹۶۳ پر تقسیم کرتے ہیں اور خارج قسمت کو درمیان والے پر زیادہ کر کے اس کو ۷۰۲ پر تقسیم کرتے ہیں۔ خارج قسمت نقصان کے ایام جزئی ہیں اس کو اوپر والے عدد سے گھٹاتے ہیں جو باقی رہتا ہی وہ ایام طلوعی کی تعداد ہی جس کو دریافت کرنا مقصود تھا۔

عمل مذکور کی علت

اس عمل کی علت یہ ہی کہ جب شمسی کلی مہینوں کو ادماسہ کلی مہینوں پر تقسیم کیا جائے تو اُس سے ایک ادماسہ کی مقدار

---

[۵۱] درمیان میں بیاض رہ جانے سے پورا عمل ناقص و بے ربط ہو گیا ۱۲ مترجم

۳۲ ۸۵۴۴/۱۵۹۳۴ (شمسی) مہینہ ہوگی۔ اس کا دوگونہ ۶۵ ۱۱۵۵/۱۵۹۳۴ مہینہ ہی اگر اس عدد پر دیے ہوئے سالوں کے مہینوں کے دوگونہ کو تقسیم کیا جائے تو خارج قسمت جزئی ادوآسہ ہوں گے۔ لیکن جب تقسیم ایسے صحیح اعداد پر ہوگی جن کے ساتھ کسر بھی شامل ہی اور یہ ارادہ کیا جائے گا کہ مقسوم میں سے اتنا ٹکڑا نکال دیا جائے جس سے باقی کی تقسیم فقط عدد صحیح پر ہو جائے اور دونوں (یعنی مقسوم اور مقسوم علیہ) کے درمیان وہی نسبت قائم رہی جو تھی اس صورت میں پورے مقسوم علیہ کی نسبت اس کسر کی طرف جو اس کے ساتھ ہی وہ ہوگی جو مقسوم کو اس نکالے ہوئے ٹکڑے کی طرف ہی۔

اگر ہم اپنے مثالی سال (۵۲۳ شککال) کے لیے مقسوم علیہ کو (اس کی تابع کسر سے) چھانٹ کر علیحدہ کرلیں یہ مقسوم علیہ ۱۰۳۶۸۰۰ ہو جائے گی اور کسر ۱۱۵۵ ہوگی۔ پندرہ ان دونوں کا عادہی (یعنی وہ عدد مشترک جس پر دونوں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ پس پہلا ۶۹۱۲۰ اور دوسرا ۷۷(=۶۹۱۲۰/۷۷) ہو جائے گا۔

عمل مذکور کی ایک دوسری صورت یہ بھی ممکن ہی کہ یہ عمل ایک ہی ادوآسہ سے بغیر اس کو دگنا کیے ہوئے کیا جائے اور اس صورت میں باقی کو دگنا کرنے کی حاجت نہیں ہوتی۔ معلوم ہوتا ہی کہ اس حساب کرنے والے نے دونوں عدد کو مختصر کرنے کے لیے دُگنا کر دینے کو اختیار کیا۔ اس لیے کہ ایک ادوآسہ میں کسر ۸۵۴۴ ہی اور مجموعہ کا مجنّس ۵۱۸۴۰۰ ہی۔ اور یہ دونوں (یعنی کسر اور مجموعہ کا مجنّس) ۹۶ سے کٹ کر پہلا جو مضروب فیہ ہی ۸۹ اور دوسرا جو مقسوم علیہ ہی ۵۴۰۰ = (۸۹/۵۴۰۰) ہو جاتا ہی۔ اس طرح

عمل کے (موجد) کی علت (یعنی غرض وغایت) یہ ہی کہ اُس سے ایام قمری جزئی حاصل ہو سکیں اور مضروب فیہ کم ہو جائے

برھگوپت کا عمل ایام نقصان یعنی ازاتر کو دریافت کرنے کا

ایام نقصان کو دریافت کرنے کے لیے اس کا عمل (یعنی برھگوپت کا) حسب ذیل ہی: یہ ایام قمری کلی کو جب ایام نقصان کلی پر تقسیم کیا جائے گا خارج قسمت ۶۳ یوم ہو گا اور ایسی کسر باقی رہے گی جو عدد مشترک ۴۵۰۰۰۰ سے کٹ جائے گی پس کسر ۵۰۶۶۳/۵۵۷۳۹ ہو گی یہ (۶۳ ۵۰۶۶۳/۵۵۷۳۹) ایام قمری کی وہ تعداد ہی جس میں ایام نقصان کا ایک یوم پورا ہوتا ہی۔ اگر اس کسر کو تحویل کرکے اس کے مخرج کو گیارہ کر دیا جائے تو اس کی کسر نو (= ۹/۱۱) اور ایک یوم کے گیارھویں جز (= ۱/۱۱) کا ۵۵۶۴۲/۵۵۷۳۹ ہو گی۔ یہ کسر دقیقے کے حساب سے ۵۹ ثانیہ ۵۴ ثالثہ ہی۔ اس وجہ سے کہ یہ کسر ایک عدد صحیح کے قریبًا برابر ہی آسانی کے لیے اس کو ۱۰/۱۱ بنا لیا ہی اور ان کے نزدیک ایام نقصان کا ایک ۶۳ ۱۰/۱۱۔ ایام قمری میں پورا ہوتا ہی۔ جو تجنیس کے ذریعہ ۷۰۳/۱۱ ہو جاتا ہی۔ اگر ایام نقصان کی اس تعداد کو جو ایام قمری کی تعداد کے مقابلے میں ہی ۶۳ ۵۰۶۶۳/۵۵۷۳۹ میں ضرب دینے سے حقیقت میں ایام قمری کی وہ تعداد واپس آجاتی ہی جو ان ایام نقصان کے مقابلے میں تھی تو ان کو ۶۳ ۱۰/۱۱ میں ضرب دینے سے جو تعداد واپس آئے گی یقینًا اس سے زیادہ ہو گی۔ اسی وجہ سے جب ایام قمری کو ۷۰۳ پر (جو ۶۳ ۱۰/۱۱ کا مجنس ہی) تقسیم کرنے کا ارادہ اس خیال سے کیا جائے کہ خارج قسمت پہلے عدد کے (یعنی اس عدد کے جو ایام نقصان کو ۶۳ ۵۰۶۶۳/۵۵۷۳۹ میں ضرب دینے سے حاصل ہوتا ہی) مساوی ہو تو

برہمگوپت کے عمل مذکور پر مصنف کی گرفت

ایام قمری پر ایک ٹکڑا بڑھانا ضروری ہے۔ برہمگوپت نے اس ٹکڑے کو صحیح کے قریب لیکن بالکل صحیح نہیں دریافت کر لیا ہے۔ اس لیے کہ ہم جب ایام نقصان کلی کو ۷۰۳ میں ضرب دیتے ہیں حاصل ضرب ۱۷۶۳۳۰۳۲۶۵۰۰۰۰ ہوتا ہے جو ایام قمری کلی کے عدد سے زیادہ ہے اور ایام قمری کو ۱۱ میں ضرب دینے سے حاصل ضرب ۱۷۶۳۲۹۸۹۰۰۰۰۰ ہوتا ہے ان دونوں اعداد کے درمیان فرق ۴۳۶۵۰۰۰۰ ہے اور جب ایام قمری کلی کو گیارہ میں ضرب دے کر (حاصل ضرب کو) اس (عدد) سے تقسیم کیا جائے تو خارج قسمت ۴۰۳۹۶۳ ہوتا ہے اور یہی وہ عدد ہے جس کو برہمگوپت نے استعمال کیا ہے۔ اگر اس عدد کے ساتھ کسر نہ ہو تو اس وقت یہ عمل صحیح ہوتا لیکن اس کے ساتھ ۴۰۵/۴۳۶۵ کسر ہے جو (کٹ کر) ۹/۹۷ ہو جاتی ہے اور یہ وہ مقدار ہے جس سے آسانی کے لیے قطع نظر کر لیا گیا تھا۔ اس نے عدد مذکور پر بغیر اس کسر (۹/۹۷) کے اس عدد کو جو ایام قمری جزئی کو گیارہ میں ضرب دینے سے حاصل ہوتا ہے تقسیم کیا ہے اس وجہ سے خارج قسمت میں وہ زیادتی ہوئی جو مقسوم میں اس جز کے زیادہ ہونے سے ضروری تھی باقی عمل صاف صاف ہیں (اس لیے ان کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔)

عام ہندو اپنے سالوں کے متعلق ادماسہ کے حاجتمند ہیں اس وجہ سے اس عمل کے حصوں کو جدا جدا کر دیتے ہیں۔ جو حصہ ادماسہ کو جاننے کے لیے ہے اس کو لے لیتے ہیں اور جو ایام نقصان (انراتر) اور مجموعی ایام (اہرگن) کے لیے ہے اس کو نہیں لیتے اس لیے کہ ان سب میں ان

کے لیے کوئی اہمیت نہیں ہے۔

کلپ، چتر جگ اور کلجگ کے سالوں کے ادماسہ کو جاننے کا ایک طریقہ

کلپ، چتر جگ اور کلجگ کے سالوں کے ادماسہ کو جاننے کے لیے اُن کا ایک طریقہ یہ ہے کہ "ان سالوں کو یعنی ان میں سے جس کا ادماسہ جاننا مقصود ہے اس کے عدد کو تین جگہ لکھتے ہیں۔ اوپر والے کو دس میں درمیان والے کو ۲۴۸۱ میں اور نیچے والے کو ۷۷۳۹ میں ضرب دیتے ہیں اور درمیان والے اور نیچے والے ہر ایک کو ۹۶۰۰ پر تقسیم کرتے ہیں۔ درمیان والے کا خارج قسمت ایام ہے اور نیچے والے کا خارج قسمت ادہم ہے ان دونوں خارج قسمت کو جمع کرکے اوپر والے پر زیادہ کرتے ہیں۔ حاصل جمع گزشتہ ادماسہ کے پورے ایام ہیں۔ اور دونوں پچھلی جگھوں میں جو کسر باقی رہ گئی ہے اس کا مجموعہ موجودہ ناتمام ادماسہ کی کسر ہے پس جب ایام تیس پر تقسیم کیے جاتے ہیں، مہینے بن جاتے ہیں۔

یعقوب نے اس عمل کو جیسا کہ چاہیے صحیح طور پر بیان کیا ہے۔

عمل مذکور کی تطبیق مثالی سال ۹۵۳ شککال پر

اس عمل کی مطابقت ہمارے مثالی سال دسنہ یزدجرد مطابق ۹۵۳ شککال کے ساتھ جس وقت تک کلپ کے ۱۹۷۲۹۴۸۱۳۲ سال گزر چکے ہیں حسب ذیل ہے:-

"کلپ کے مذکورہ سالوں کو ہم نے تین جگہ لکھا۔ اوپر والے کو دس میں ضرب دیا جس سے اس کے دائیں جانب ایک صفر بڑھ گئی درمیان والے کو ۲۴۸۱ میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۴۸۹۴۸۸۴۳۱۵۴۹۲

ہوا۔ نیچے والے کو ۹۷۳۹ میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۱۵۲۲۸۶۴۵۵۹۳۵۴۸ ہوا۔ پچھلے دونوں میں سے ہر ایک کو ۹۶۰۰ پر تقسیم کیا۔ درمیان والے کا خارج قسمت ۵۰۹۸۸۳۷۸۲ ہوا۔ اور ۸۲۹۲ کسر باقی رہی۔ نیچے والے کا خارج قسمت ۱۵۹۰۴۸۲۹۱۵ ہوا۔ اور ۸۴۵۹ کسر باقی رہی۔ دونوں باقی کسر کا مجموعہ ۱۶۸۴۰ ہوا۔ دونوں کسر کا یہ مجموعہ ($\frac{۱۶۸۴۰}{۹۶۰۰}$) رفع ہوکر (یعنی کسر کو عدد صحیح بنانے کے قاعدے سے) ایک عدد صحیح ہوجائے گا۔ اور تینوں جگہ کے عدد صحیح کا مجموعہ ۲۱۸۲۹۸۴۹۰۱۸ ہوگا۔ یہی ادماسہ کے ایام ہیں۔ اور موجودہ ناتمام یوم کا باقی حصہ $\frac{۱۰۳۲}{۱۲}$ ہے

کلپ کے ایام ادماسہ کے پورے مہینے اور باقی ایام جن کا نام شُدّ ہے	پھر جب ہم ان ایام کو مہینے بناتے ہیں ان سے ۷۲۷۶۶۱۶۲۳ پورے مہینے بنتے

ہیں اور ۲۸ یوم باقی رہ جاتے ہیں جن کا نام شُدّر رکھا گیا ہے۔ یہ وقت اس چیت کی ابتدا کے جو حساب سے خارج نہیں کیا گیا ہے اور اعتدال ربیعی کے وقت کے درمیان ہوتا ہے۔

نیز درمیان والے عدد کے خارج قسمت کو جب (کلپ کے) سالوں کے ساتھ جمع کیا جاتا ہے ۱۴۱۹۱۳۸۲۸۴۲ حاصل ہوتا ہے۔ اور جب اس میں سے سات سات گرایا جاتا ہے تین باقی رہتا ہے۔ پس اس سال آفتاب برج حمل میں منگل کے دن داخل ہوا (یعنی سال کی ابتدا اس دن ہوئی)

وہ دو عدد جو سالوں کے درمیان والے اور نیچے والے عددوں میں ضرب دینے کے لیے اختیار کیے گئے ہیں (۲۴۸۱ اور ۹۷۳۹) ان کی حالت یہ ہے کہ جب کلپ کے طلوعی ایام کو کلپ

کے آفتاب کے دوروں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ خارج قسمت ان ایام میں سال کا حصہ (یعنی ایک سال کے ایام طلوعی کا عدد) ہوتا ہے۔ یہ عدد تین سو ساٹھ سے بقدر $\frac{۱۱۱۶۴۵۰۰۰۰}{۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰}$ ۵ یوم کے فرق رکھتا (یعنی بڑھا ہوا) ہے۔ اس فرق کی کسر اور مخرج دونوں عدد مشترک ۴۵۰۰۰۰ سے کٹ کر $\frac{۲۴۸۱}{۹۶۰۰}$ ہو جاتے ہیں۔ نیز دونوں تین سے بھی کٹ جاتے ہیں لیکن اس غرض سے کہ یہ دونوں (کسر اور مخرج) اور اس کے بعد کے کسور و مخارج ایک جنس کے ہوں اس کو اسی مقدار پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

ایک شمسی سال کے اندر ایام نقصان کی تعداد

جب نقصان کے ایام کلی (یعنی کلپ کے ایام نقصان) کو کلپ کے شمسی سال پر تقسیم کیا جاتا ہے خارج قسمت ان ایام میں سال کا حصہ (یعنی ایک سال کے ایام نقصان کا عدد) $\frac{۳۴۸۲۵۵۰۰۰۰}{۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰}$ ۵ یوم ہوتا ہے۔ اور یہ کسر اور مخرج بھی دونوں اسی عدد مشترک (یعنی ۴۵۰۰۰۰) سے کٹ کر $\frac{۷۷۳۹}{۹۶۰۰}$ ہو جاتے ہیں۔

شمسی اور قمری دونوں (سالوں) کی مقدار (اپنے یوم سے) ۳۶۰ ہے اور دونوں کی مقدار طلوعی اسی کے قریب ہے۔ جس میں ایک اس سے (کسی قدر) زیادہ اور دوسرا (کسی قدر) کم ہے۔ ان میں ایک جانب قمری سال ہے جس پر (اس حساب میں) عمل کیا گیا ہے اور دوسری جانب شمسی سال ہے جو دریافت طلب ہے۔ اور دونوں خارج قسمتوں (یعنی وسطی اور آخری) کا مجموعہ دونوں (یعنی قمری اور شمسی قسم کے) سالوں کے درمیان کا فرق ہے۔ اور دونوں قسم کے اعداد صحیحہ (یعنی اعداد بغیر کسر) میں اوپر والا عدد ضرب دیا گیا اور دونوں

کسروں میں سے ہر ایک میں عدد وسطی اور عدد اسفل ضرب دیا گیا ہے
اگر ہم اس عمل کو مختصر کرنا چاہیں اور ہندوؤں کی طرح آفتاب و ماہتاب کے اوسط (حرکت) کو نکالنے کا ارادہ نہ کریں تو ان اعداد کو جن میں درمیانی اور نیچے لکھے ہوئے سالوں کے اعداد کو ضرب دیا ہے (یعنی ۲۴۸۱ + ۷۷۳۹) کو جمع کر دیں۔ مجموعہ ۱۰۲۲۰ ہوگا۔

اوپر لکھے ہوئے عدد کے عوض میں مقسوم علیہ (۹۶۰۰) کو دس میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو جو ۹۶۰۰۰ ہے مجموعہ مذکور پر بڑھا دیں، حاصل جمع $\frac{۱۰۶۲۲۰}{۹۶۰۰۰}$ ہوتا ہے اور یہ دونوں (کسر اور مخرج) نصف ($= \frac{۱}{۲}$) سے کٹ کر $\frac{۵۳۱۱۰}{۴۸۰۰۰}$ رہ جاتے ہیں۔

اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ جب ایام کو ۵۳۱۱ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۱۷۲۸۰۰ پر تقسیم کرتے ہیں خارج قسمت ادماسہ کے ایام ہوتے ہیں۔ اب اگر ایام کے عوض سالوں کے عدد کو ضرب دیں یہ حاصل ضرب ایام کے حاصل ضرب کا $\frac{۱}{۳۶۰}$ جز ہوگا۔ پس اگر یہ چاہیں کہ اس تقسیم سے خارج قسمت وہی ہو جو پہلے ہوا تھا، سابق مقسوم علیہ کے $\frac{۱}{۳۶۰}$ پر جو ۴۸۰ ہے تقسیم کرنا چاہیے (یعنی ۳۶۰ × ۴۸۰ = ۱۷۲۸۰۰)

پلس کا طریقہ ادماسہ مہینوں کو دریافت کرنے کا

اسی کے مثل وہ طریقہ ہے جو پلس نے تبلایا ہے۔ وہ یہ کہ جزئی مہینوں کو دو جگہ لکھو۔ ایک کو ۱۱۱۱ میں ضرب دے کر حاصل کو ۶۷۵۰۰ پر تقسیم کرو اور خارج قسمت کو اُس عدد سے جو دوسری جگہ لکھا ہے گھٹاؤ اور جو باقی رہے اس کو ۳۲ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت ادماسہ مہینے ہوں گے۔ اور جو کسر باقی رہی وہ موجودہ ناتمام مہینے کے گزشتہ ایام ہیں۔ اگر اس

عدد کو ۳۰ میں ضرب دے کر حاصل کو ۳۲ پر تقسیم کیا جائے خارج قسمت ادماسہ کے ایام اور اس کی کسریں ہوں گی۔

اس کی علت

علت اس کی یہ ہے کہ جب چتر جگ کے شمسی مہینوں کو ان ادماسہ مہینوں پر جو پلس کے نزدیک ایک چتر جگ میں ہیں تقسیم کیا جائے گا۔ خارج قسمت ۳۲ ہوگا۔ اور ۳۵۵۵۲/۶۶۳۸۹۵ کسر باقی رہے گی۔ (= ۳۲ ۳۵۵۵۲/۶۶۳۸۹۵) اور جب مہینوں کو اس عدد پر تقسیم کیا جائے گا خارج چتر جگ یا کلپ کے گزشتہ حصہ کے پورے ادماسہ مہینے ہوں گے لیکن پلس نے صرف صحیح اعداد پر تقسیم کرنا چاہا اس لیے اس کو مقسوم میں سے کچھ گھٹانے کی حاجت ہوئی، جیسا کہ اوپر اس قسم کی ایک مثال گزر چکی ہے ہماری اس مثال میں مقسوم علیہ (۳۲ ۳۵۵۵۲/۶۶۳۸۹۵) کا مجنس ۲۱۶۰۰۰۰ ہے اور تنہا کسر ۳۵۵۵۲ ہے۔ بتیس ان دونوں کو کم کر دیتا ہے جس سے پہلا ۱،۶۵۰۰ اور دوسرا ۱۱۱۱ ہو جاتا ہے۔

پلس کا عمل ایام شمسی سے ادماسہ مہینے بنانے کا

پلس نے یہی عمل بعوض مہینوں کے تاریخ کے ایام شمسی سے کیا ہے۔ اس نے کہا ہے "ان ایام کو دو جگہ لکھو۔ ایک کو ۱،۲ میں ضرب دے کر حاصل کو ۲۰۵۰۰۰۲ پر تقسیم کرو اور خارج قسمت کو دوسری جگہ سے گھٹا کر باقی کو ۴،۹ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت ادماسہ مہینے اور اس کے ایام دکسور ہیں"۔

عمل مذکور کی توضیح

پھر کہا ہے "اس کا سبب یہ ہے کہ چتر جگ کے ایام جب ادماسہ دینوں پر تقسیم کیے جاتے ہیں۔ خارج قسمت ۹،۶ (صحیح ۴،۹ ہے) ایام ہوتے ہیں اور ۴۰۶۴۰۱۰۱ کسر باقی رہتی ہے۔ اس باقی عدد اور مقسوم علیہ کے درمیان دفق (یعنی عدد مشترک) ۴۸۰۰ ہے۔ جب ان

دونوں (باقی اور مقسوم علیہ) کو اس عدد مشترک پر تقسیم کرتے ہیں دونوں
۲۷۱ اور ۲۰۵۰۰۰۰ ہو جاتے ہیں۔

پلس کے حساب کی غلطی جو مصنف کے نزدیک مترجم کی غلطی ہے

ہم سمجھتے ہیں کہ یہاں پر کاتب یا مترجم کی غلطی ہے۔ پلس کی شان اس سے بڑی ہے کہ ایسی غلطی کرے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ادماسہ مہینوں پر جو ایام تقسیم کیے گئے ہیں وہ یقیناً شمسی ہیں اور ان کے ایام صحیحہ کا خارج قسمت جیسا کہ ذکر کیا گیا عدد صحیح اور باقی عدد (یعنی کسر) ہے۔ کسر مع اپنے مخرج کے چوبیس عدد مشترک سے کٹ کر کسر ۴۳۳۶ اور مخرج ۶۶۳۸۹ (یعنی $\frac{۴۳۳۶}{۶۶۳۸۹}$ ہو جاتا ہے۔

اگر اسی طریقے کو جو ابھی مہینوں کے متعلق بیان کیا گیا اختیار کرکے ادماسہ کی مقدار کو مجنّس کردیں تو ۴۸۰۰۰۰۰ کا عدد حاصل ہوتا ہے اس عدد اور اس کی کسر کے درمیان عدد مشترک ۱۶ ہے جس سے مفروض فیہ ۲۷۱ اور مقسوم علیہ ۲۸۰۰۰۰۰ ہو جاتا ہے ($= \frac{۲۷۱}{۲۸۰۰۰۰۰}$)۔

پلس نے جس عدد کو تقسیم کے واسطے اختیار کیا ہے جب اس کو دقیق مذکور یعنی ۳۲۴ میں ضرب دیتے ہیں حاصل ضرب ۱۵۵۵۵۲۰۰۰۰۰ ہوتا ہے۔ یہ چترجگ کے شمسی ایام ہیں۔ اور غیر ممکن ہے کہ عمل کے اس حصے میں یہ مقسوم علیہ ہو۔

اگر اس عمل کی بنیاد برھگوپت کے اصول پر رکھی جائے اور شمسی کلی مہینوں کو ادماسہ مہینوں پر تقسیم کیا جائے وہ سابق نتیجہ حاصل ہوگا جو اس طریقے میں حاصل ہوا تھا جس میں ادماسہ کا دوگونہ استعمال کیا گیا ہے۔

ایام نقصان کے واسطے الٹی طریقہ کا عمل

پھر یہ بھی ممکن ہی کہ ایام نقصان کے واسطے اسی قسم کے طریقہ سے عمل کیا جائے۔ اس طرح کہ ایام قمری جزئی کو دو جگہ لکھا جائے۔ ایک کو ۵۰۶۶۳ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۳۵۰۶۲۲۲۰ پر تقسیم کیا جائے اور خارج قسمت کو دوسری جگہ سے گھٹا کر باقی کو صرف ۶۳ پر (یعنی بغیر کسر کے) تقسیم کیا جائے۔

اس عمل میں جو مزید طوالت اس کے آگے ہی اس کا کوئی فائدہ نہیں ہی خصوصاً جب اس میں امر اہم، یعنی نقصان جزئی کے باقی کسر کی حاجت ہی۔ اس وجہ سے کہ دونوں تقسیم کی باقی کسروں کے مخرج دو عدد ہیں۔

امرکن کا عکس یعنی چھوٹے اجزا کو جوڑ کر بڑے اوقات بنانے کا طریقہ

جو شخص تحلیل کے مذکورہ بالا بیان کو بخوبی سمجھ لے گا۔ ترکیب (یعنی دن وغیرہ چھوٹے اجزا کو جوڑ کر مہینہ اور سال بنانے) کا طریقہ اسی سے معلوم ہو جائے گا۔ بشرطیکہ کلپ یا چتر جگ کے گزشتہ ایام معلوم ہوں۔ تاہم احتیاطاً ہم اس کو بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

"ہم کہتے ہیں کہ اگر دریافت طلب سال ہیں اور ایام دیے ہوئے ہیں تو لامحالہ طلوعی ایام ہوں گے جو ایام قمری اور ایام نقصان کے درمیان کے فرق ہیں۔ اس فرق کی نسبت اپنے نقصان کی طرف وہی ہوتی ہی جو ایام قمری کلی اور ایام نقصان کلی کے درمیان کے فرق کو جو ۱۵۷۷۹۱۶۴۵۰۰۰۰ ہی۔ ایام نقصان کلی کی طرف ہی۔ اور اس عدد (یعنی ۱۵۷۷۹۱۶۴۵۰۰۰۰) کا قائم مقام ۳۵۰۶۴۸۱ ہی۔ اگر دیے

ہوئے ایام کو ۵۵۷۳۹ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۳۵۰۶۴۸۱ پر تقسیم کیا جائے۔ خارج قسمت ایام نقصان جزئی ہوں گے۔ اور جب ان ایام نقصان کو ایام طلوعی پر بڑھایا جائے گا وہ ایام قمری ہو جائیں گے جو ایام شمسی جزئی اور ایام ادماسہ جزئی کا مجموعہ ہی ان ایام قمری کی نسبت ان ایام ادماسہ کے ساتھ جو اس کے اندر ہیں وہی ہی جو ایام شمسی کلی اور ایام ادماسہ کلی کے مجموعہ کو جس کی تعداد .....۹۹۹۲۰۶۱ ہی ایام ادماسہ کلی کے ساتھ ہوتی ہی اور اس تعداد کا قائم مقام عدد ۱۷۸۱۱۱ ہی۔

اب ان ایام قمری جزئی کو جو اس طرح حاصل ہوئے اگر ۵۳۱۱ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۱۷۸۱۱۱ پر تقسیم کیا جائے خارج قسمت ایام ادماسہ جزئی ہوں گے اور اگر ان ایام کو ایام قمری سے گھٹایا جائے باقی ایام شمسی ہوں گے۔ ان کو تیس پر تقسیم کرکے مہینے اور مہینے کو بارہ پر تقسیم کرکے سال بنا لیا جائے اور یہی مطلوب تھا۔

| مثالی سال پر قاعدہ مذکور کی تطبیق |

مثلاً اس وقت تک جس کو ہم نے مثال (یعنی معیاری سال) بنایا ہی (۴۰۰ یزدجرد مطابق ۳۵۹ شککال) ۳۶۹۱۵۹۵۳۶۰۲۷-ایام طلوعی گزر چکے ہیں۔ یہ دیے ہوئے ایام ہوئے۔ دریافت طلب یہ ہی کہ ان ایام کے کس قدر ہندکی سال اور کتنے مہینے ہوتے۔

عدد مذکور کو ۵۵۷۳۹ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۳۵۰۹۴۸۱ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۱۱۴۵۵۲۲۴۵۷۵-ایام

نقصان ہوئے۔ ایام نقصان کو ایام طلوعی پر بڑھایا۔ مجموعہ ۷۳۲۰۹۱۱۷۶۵۳۸ ایام قمری ہوئے۔ ان کو ۵۳۱۱ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۱۷۸۱۱۱ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۲۱۸۲۹۰۴۹۰۱۸ ایام ادماسہ ہوئے۔

ان کو ایام قمری سے گھٹایا ۷۱۰۲۶۱۳۲۷۵۲۰ باقی رہا۔ یہ ایام شمسی جزئی ہوئے۔ ان کو تیس پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۲۳۶۷۵۳۷۷۵۸۴ شمسی مہینے ہوئے۔ ان کو بارہ پر تقسیم کیا خارج قسمت ۱۹۷۲۹۴۸۱۲ ہوا یہی ہندی سال ہیں۔ وہی اعداد واپس آ گئے جو پہلی مثال میں تھے۔

ترکیب دینے کا دوسرا طریقہ یعقوب کا بیان کیا ہوا

ترکیب کا ایک دوسرا طریقہ بھی ہے جس کو یعقوب نے بیان کیا ہے وہ یہ کہ: "دیے ہوئے ایام طلوعی کو ایام قمری کلی میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ایام طلوعی کلی پر تقسیم کیا جائے۔ اور خارج قسمت کو دو جگہ لکھا جائے۔ ایک کو ادماسہ کے کلی مہینوں میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ایام قمری کلی پر تقسیم کیا جائے۔ خارج قسمت ادماسہ مہینے ہوں گے۔ اس کو تیس میں ضرب دے کر حاصل کو دوسری جگہ سے گھٹایا جائے۔ باقی ایام شمسی جزئی ہوں گے ان کو مہینا اور سال بنا لیا جائے۔

طریقۂ مذکور کی توضیح

علت اس کی یہ ہے کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ دیے ہوئے ایام فرق ہیں درمیان ایام قمری اور ان کے نقصان کے جس طرح ایام طلوعی کلی فرق ہیں درمیان ایام قمری کلی اور ان کے نقصان کلی کے۔ پس وہ سب باہم خاص نسبتیں رکھتے ہیں اور اس وجہ سے خارج قسمت ایام قمری جزئی ہوتے ہیں۔ جن کو دو جگہ لکھتے ہیں۔ اور اس لیے کہ ایام قمری جزئی مساوی ہیں ایام شمسی جزئی اور ایام ادماسہ جزئی

کے مجموعے کے جس طرح ایام قمری کلی مساوی ہیں ایام شمسی کلی اور ایام ادماسہ کلی کے مجموعہ کے، ادماسہ کلی اور جزئی کی نسبت ایک دوسرے کی طرف خواہ دونوں مہینے ہوں یا دونوں ایام ہوں وہی ہوتی ہی جو ایام قمری جزئی اور ایام قمری کلی کو ایک دوسرے کی طرف ہوتی ہی

> یعقوب کا بتلایا ہوا طریقہ ایام نقصان جزئی کو ادماسہ کے جزئی مہینوں سے نکالنے کا

یعقوب نے ایام نقصان جزئی کو ادماسہ کے جزئی مہینوں سے نکالنے کا جو طریقہ تبلایا ہی وہ کل نسخوں میں حسب ذیل ہی:-

"گزشتہ ادماسہ اور موجودہ ناتمام ادماسہ کے اجزا کو ایام نقصان کلی میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو شمسی کلی مہینوں پر تقسیم کرو اور خارج قسمت کو ادماسہ پر بڑھا دو۔ یہ گزشتہ نقصان کا عدد ہوگا۔"

> یعقوب کا طریقہ مذکورہ بے اصل اور علم اور تجربے کے خلاف ہی

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ طریقہ بے اصل ہی۔ اس کی بنیاد نہ علم پر ہی اور نہ استقرا و تجربہ سے اس کی تائید ہوتی ہی۔ اس لیے کہ پلس کی رائے کے مطابق ہمارے مثالی سال تک چترجگ کے گزشتہ حصہ میں ادماسہ مہینے ۱۱۹۶۵۲۵ ۱۳۳۷/۱۵۰۰ ہیں جب ان کو چترجگ کے نقصان میں ضرب دیتے ہیں تو حاصل ۳۰۰۱۱۶۰۰۰۶۸۶۲۶ ۵۱/۱۲۵ ہوتا ہی اور جب اس عدد کو شمسی مہینوں پر تقسیم کرتے ہیں خارج قسمت ۵۷۰۹۴۶ ہوتا ہی اور جب اس کو ادماسہ کے ساتھ جمع کرتے ہیں حاصل جمع ۱۷۴۵۷۷۵ ہوتا ہی اور یہ مطلوب نہیں ہی اس لیے کہ ایام نقصان کا عدد ۱۸۸۲۵۷۰۰ ہی اور نہ وہ عدد مطلوب ہی جو اس کو تیس میں ضرب دینے سے حاصل ہوتا ہی اس لیے کہ وہ ۵۳۲۶۴۱۴۰ ہی اور دونوں عدد صحت سے بہت دور ہیں۔

باب ۵۳

برسوں کو مہینوں اور دنوں میں تحلیل کرنے کے قواعد جو مختلف وقتوں کے لیے مقرر کیے گئے ہیں

خاص تاریخوں کو توڑ کر ایام بنانے میں بعض حالات میں مقررہ ایام بڑھا لیے یا گھٹا لیے جاتے ہیں۔

زیچوں میں جن تواریخ کو توڑ کر ایام بنایا جاتا ہے اکثر ان کی ابتدا ایسے اوقات سے نہیں ہوتی ہے جن میں ادماسہ اور نقصان کے ایام پورے ہوتے ہوں۔ اس وجہ سے مصنفین زیچ کو تحلیل کے عمل میں اعداد مفروضہ کی حاجت ہوتی ہے جو اس غرض سے کہ نظام عمل میں ترتیب و سلسلۂ قائم رہے۔ بڑھا لیے یا گھٹا لیے جاتے ہیں۔ اُن کی (ہندوؤں کی) زیچوں کے مطالعہ سے ہم کو جہاں تک اس سے واقفیت ہو سکی اس کو بیان کرتے ہیں۔

زیچ گندگاتک کا طریقہ تاریخ کو توڑنے اور ایام کو گھٹانے بڑھانے کا

پہلے ہم زیچ گندگاتک (گھنڈکھادیک) کے عمل کو بیان کرتے ہیں۔ یہ نہایت مشہور زیچ ہے اور ہندو منجمین اس کو سب پر ترجیح دیتے ہیں۔

برہمگویت (مصنف زیچ مذکور) نے کہا ہے "شککال کو لے کر اس سے ۵۸۷ گھٹاؤ۔ باقی کو بارہ میں ضرب دے کر اُس سال کے پورے گزشتہ مہینوں کو اس پر زیادہ کرو اور اس مجموعے کو تیس میں ضرب دے کر حاصل پر بقیہ مہینے کے گزرے ہوئے دنوں کو زیادہ

کرو۔ یہ مجموعہ ایام شمسی جزئی ہوگا۔

اس کو تین جگہ لکھو۔ درمیان والے اور نیچے والے ہر ایک پر پانچ پانچ بڑھاکر نیچے والے کو ۵۸۴۶۴۱ پر تقسیم کرو اور خارج قسمت کو درمیان والے سے گھٹاؤ اور تقسیم میں (کسر کا) جو عدد باقی رہ گیا ہے اس کو لغو کردو (یعنی اُس کو بے کار سمجھ کر نظر انداز کردو) پھر درمیان والے کو ۶۷،۹ پر تقسیم کرو۔ پس جو خارج قسمت ہوگا وہ ادماسہ کے پورے مہینے ہوں گے اور جو عدد باقی رہ گیا وہ موجودہ ادماسہ کے گزشتہ ایام ہیں۔

ان مہینوں کو تیس میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اوپر والے عدد پر زیادہ کرو۔ حاصل جمع ایام قمری جزئی ہیں۔ اس کو اوپر ہی چھوڑ دو اور اسی عدد کے برابر عدد کو درمیان میں لکھ کر گیارہ میں ضرب دو اور حاصل ضرب پر ۴۹۷، زیادہ کرو۔ اور حاصل جمع کو نیچے لکھ کر ۱۱۱۵۷۰۳ پر تقسیم کرو خارج قسمت کو درمیان والے عدد سے گھٹاؤ۔ اور جو عدد (تقسیم میں) باقی رہا ہے اس کو لغو کردو (یعنی نظر انداز کردو) پھر درمیان والے کو ۳۰۰، پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت ایام نقصان ہیں اور جو عدد باقی رہ گیا آبم (اَبَاس) یعنی ایام نقصان کی کسر ہے۔ ایام نقصان کو اوپر والے عدد سے گھٹاؤ جو باقی رہے گا وہ ظلوعی ایام ہوں گے۔

اہرگن گند گانک	یہی اہرگن گند گانک ہے۔ جب اس میں سے سات

سات گرائے جاؤ گے باقی ہفتہ کا وہ دن ہوگا جس میں تم ہو (یعنی موجودہ دن)۔

طریقۂ مذکور کی تطبیق شمالی سال پر	اس عمل کی مطابقت ہمارے شمالی (معیاری) وقت کے ساتھ اس طرح ہے " اس وقت شککال ۱۸۵۲ ہے

اس سے ۵۸۷ گھٹایا۔ ۳۶۶ باقی رہا۔ یہ وقت مہینے اور ایام سے خالی ہے، اس لیے عدد مذکور کو بارہ اور تیس کے حاصل ضرب (یعنی ۱۲×۳۰) میں ضرب دیا۔ حاصل ۱۳۱۷۶۰ ہوا۔ یہ ایام شمسی ہیں۔

ان کو تین جگہ لکھا اور دونوں نیچے والے پر پانچ پانچ بڑھایا۔ ہر ایک ۱۳۱۷۶۵ ہوگیا۔ نیچے والے کو ۱۴۹۴۵ پر تقسیم گیا۔ خارج قسمت ۸ ہوا اس کو درمیان والے سے گھٹایا ۱۳۱۷۵۷ باقی رہا۔ اور تقسیم میں جو عدد باقی رہا تھا اس کو لغو کر دیا۔ (یعنی نظر انداز یا ساقط کر دیا)

پھر درمیان والے کو (جو گھٹانے کے بعد باقی رہا تھا) ۹۷۶ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۱۳۴ ہوا۔ یہ مہینے ہوئے اور $\frac{۹۷۳}{۹۷۶}$ کسر باقی رہی مہینوں کو تیس میں ضرب دیا۔ حاصل ضرب ۴۰۲۰ ہوا۔ اس کو ایام شمسی پر بڑھایا۔ وہ ۱۳۵۷۸۰ ہوکر ایام قمری میں تحویل ہو گیا۔ اس کو نیچے (یعنی سابق عددوں کے) لکھ کر گیارہ میں ضرب دیا۔ اور اس پر ۴۹۷ بڑھا دیا۔ ۱۴۹۴۰۷۷ ہو گیا۔ اس عدد کو اس کے (یعنی چوتھے) کے نیچے لکھ کر ۱۱۱۵۷۳ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۱۳ ہوا۔ تقسیم میں جو عدد باقی رہا یعنی ۴۳۶۲۸ کو لغو کر دیا۔ اور خارج قسمت کو درمیان والے سے گھٹایا۔ ۱۴۹۴۰۶۴ باقی رہا۔ اس کو ۷۰۳ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۲۱۲۵ ہوا۔ اور آبَم (یعنی ایام نقصان کی کسر) جو $\frac{۱۸۹}{۷۰۳}$ ہے باقی رہا۔ خارج قسمت کو ایام قمری سے گھٹایا۔ ۱۳۳۶۵۵ باقی رہا۔ یہی ایام طلوعی ہیں جن کو دریافت کرنا مقصود تھا۔ جب اس عدد کو سات سات کر کے گھٹایا جائے گا آخر میں چار باقی رہے گا اور ماہ چیت کا پہلا دن بدھ ہو گا۔

تاریخ یزدجرد اور اہرگن گندگاتک کا فرق	تاریخ یزدجرد کی ابتدا اس تاریخ

(یعنی اہرگن گند کا تک) کے آغاز سے پہلے ہوئی ہی اور دونوں کے درمیان ۱۱۹۶۸ ایام کا فرق ہی۔ اس لیے تاریخ یزدجرد کے ایام اس وقت تک (یعنی شککال ۹۵۳ میں) ۳۲۳ ۵۶ ۱۴۲ ہوئے۔ جب ان ایام کو فارسی سالوں اور مہینوں پر تقسیم کرتے ہیں تو یہ وقت (یعنی شککال ۹۵۲) اٹھارھویں اسفندارمذ ماہ ۳۹۹ سنہ یزدجردی کے موافق پڑتا ہی۔ اور ادماسہ مہینے کے ۳۰ دن پورے ہونے میں پانچ گھڑی یعنی دو ساعت باقی رہتی ہی پس یہ سال کبیسہ کا ہی اور اس میں مکرر مہینہ چیت ہی۔

ایک عربی زیچ ارکند میں عمل مذکور غلط نقل ہوا ہی۔

زیچ ارکند میں جو عمل ہی یہی ہی لیکن غلط نقل (یا ترجمہ) ہوا ہی۔ وہ یہ ہی کہ جب ارکند یعنی اہرگن کو جاننا چاہو تو نوے کا عدد لے کر اس کو چھ میں ضرب دو اور حاصل ضرب پر آٹھ اور ملک سندھ کے سالوں کو بڑھاؤ جو ماہ صفر ۱۱۷ھ تک (سندھی سمت) کے ۱۰۵ کا چیت کا مہینا ہی۔ اس میں سے ۵۸۷ نکال دو باقی شنخ (یعنی شکیہ) کا سال رہے گا۔

اس سے زیادہ آسان یہ ہی کہ یزدجرد کے پورے سالوں کو لے کر اس میں سے ہمیشہ ۳۳ نکال دیا کرو۔ شنخ کا سال باقی رہے گا۔ یا ارکند کے اصلی نوے سالوں کو لے کر چھ میں ضرب دو اور اس پر چودہ زیادہ کر کے جمع پر یزدجرد کے سالوں کو بڑھاؤ اور اس میں سے ۵۸۷ نکال دو۔ باقی شنخ کے سال رہیں گے۔

عربی زیچ ارکند کے عمل پر مصنف کی تنقید

میرا خیال یہ ہی کہ لفظ "شنخ" اصل میں شق (سکہ) ہی، لیکن جو تاریخ اس سے حاصل ہوتی ہی وہ شق کی تاریخ (یعنی شککال) نہیں بلکہ گوپت کال کی تاریخ ہی جو ایام میں تحلیل

کی گئی ہی۔ اگر یہ مصنف نوّے کو چھ میں ضرب دے کر اس پر آٹھ زیادہ کرتا جس سے یہ عدد ۵۴۸ ہو جاتا اور سالوں کی تعداد بڑھا کر اس میں تغیر نہیں کرتا۔ جب بھی وہی نتیجہ ہوتا اور تکلف نہیں کرنا پڑتا۔

ماہ صفر جس کی طرف (زیچ ارکند کے عمل مذکور میں) اشارہ کیا گیا اس کا پہلا دن موافق ہی آٹھویں دیماہ سنہ ۱۰۳ یزدجردی کے۔ اس طرح چیت کی حالت اُس ہلال کے ساتھ متعلق کر دی گئی ہی جو دیماہ میں واقع ہی لیکن فارسی مہینے اس سبب سے کہ اُن میں رُبع یوم (¼ یوم) کا حساب چھوڑ دیا جاتا ہی اُس وقت کے اعتبار سے آگے بڑھ آئے ہیں اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہی کہ ملکِ سندھ کی تاریخ مذکور یزدجردی تاریخ سے سات سال آگے ہو گئی ہی۔ پس اس کے سال ہمارے مثالی سال کے وقت ۴۰۵ ہوں گے اور ارکند کے سال ۵۴۸ سے مل کر جو اس کا اصل ہی ۹۵۳ ہو جائیں گے اور یہی شککال ہی اور اس عدد کو گھٹانے سے جس کی اس نے ہدایت کی ہی (= ۵۸۷) گوپت کال ہو جائے گا۔

تحلیل کے اس عمل کا باقی حصہ (زیچ ارکند میں) اسی کے مطابق ہی جو ہم نے زیچ کندگاتک سے نقل کیا ہی۔ بعض نسخوں میں بجائے ۹۷۶ پر تقسیم کرنے کے ایک ہزار پر تقسیم پائی جاتی ہی۔ یہ غلط ہی جس کی کوئی وجہ نہیں ہی۔

زیچ کرن تلک کا طریقہ تاریخ کو توڑنے کا

اس کے بعد بجیانند کے عمل کو ہم بیان کرتے ہیں جو اس زیچ کرن تلک میں مذکور ہی۔ وہ حسب ذیل ہی:۔

"شککال کو لے کر اس میں سے ۵۸۸ گھٹاؤ۔ باقی کو بارہ میں ضرب دے کر حاصل پر موجودہ سال کے گزشتہ پورے مہینوں کو زیادہ کرو

اور جمع کو دو جگہ لکھ رکھو۔ ایک کو ۹۰۰ میں ضرب دے کر حاصل پر ۱۶۶ زیادہ کرو اور اس جمع کو ۲۹۲۸۲ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت ادماسہ مہینے ہوں گے اس کو دوسری جگہ پر زیادہ کر کے جمع کو ۳۰ میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو موجودہ مہینے کے گزشتہ ایام پر زیادہ کرو۔ مجموعہ قمری ایام ہوں گے۔ اب اس عدد کو دو جگہ لکھ لو۔ ایک کو ۳۴۰۰ میں ضرب دے کر حاصل پر ۶۴۱۰۶ زیادہ کرو اور جمع کو ۲۱۰۹۰۲ پر تقسیم کرو خارج قسمت ایام نقصان اور باقی آہم (یعنی اس کی کسر) ہوگا۔ پھر ایام نقصان کو ایام قمری سے گھٹاؤ۔ باقی اہرگن ہوگا جس کا حساب آدھی رات کے وقت سے شروع ہوتا ہے۔

طریقۂ مذکور کی تطبیق مثالی سال پر

ہمارے مثالی وقت کے ساتھ اس عمل کی مطابقت حسب ذیل ہے:-

درہم نے شککال سے ۸۸۰ گھٹایا ۶۵ باقی رہا جس کے مہینے ۷۸۰ ہیں۔ اس کو دو جگہ لکھا۔ ایک کو ۹۰۰ میں ضرب دے کر حاصل پر ۱۶۶ بڑھایا اور جمع کو ۲۹۲۸۲ پر تقسیم کیا خارج قسمت $۲۳\frac{۲۵۱۷۵}{۲۹۲۸۲}$ ادماسہ مہینے ہوئے۔

طریقۂ مذکور کی توضیح

عدد مضروب فیہ (یعنی وہ عدد جس میں ضرب دیا گیا) تیس ہے اور تیس میں اس لیے ضرب دیا گیا) تاکہ مہینوں کے دن بن جائیں لیکن وہ بھی (مکرر) تیس میں ضرب دیا گیا۔ اور جو عدد کہ مقسوم علیہ ہے وہ ۹۷۶ اور اس کے متعلقہ کسر کو تیس میں ضرب دینے سے حاصل ہوا ہے تاکہ دونوں اعداد ایک ہی جنس کے ہو جائیں (یعنی دونوں عدد دونوں ہی کی تعداد کو ظاہر کرتے ہیں) اب جو عدد

ہم کو حاصل ہوا ہی اُس پر مہینوں (جن کی تعداد حساب کرکے حاصل کی گئی ہی) کو ہم نے اضافہ کردیا اور مجموعہ عدد کو تیس میں ضرب دیا پس ایام قمری ۲۴۰۶۰ حاصل ہوئے۔

ان کو دو جگہ لکھ لیا۔ ایک کو ۳۳۰۰ میں ضرب دیا حاصل ضرب ۷۹۳۹۸۰۰۰ ہوا۔ اس پر ۶۴۱۰۶[1] بڑھایا۔ جمع ۷۹۴۶۲۱۰۴ ہوئی۔ اس کو ۲۱۰۹۰۲ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۳۷۶ نقصان کے ایام ہوئے۔ باقی ۱۶۲۹۵۲/۲۱۰۹۰۲ الخ (یعنی ایام نقصان کی کسر) ہی۔ اس کو ایام قمری سے جس کو دوسری جگہ لکھا تھا گھٹایا۔ باقی عدد ۲۳۶۸۴ - اہرگن طلوعی ہی

پنچ سدھانک کا طریقہ | براہمر کی پنچ سدھانک میں حسب ذیل عمل ہی:-

"شککال کو لے کر اس سے ۴۲۷ گھٹاؤ۔ باقی کو بارہ میں ضرب دے کر مہینا بنالو۔ اور اس کو دو جگہ لکھ لو۔ ایک کو سات میں ضرب دے کر حاصل کو ۲۲۸ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت ادماسہ مہینے ہوں گے۔ ان کو اُس عدد پر جو دوسری جگہ لکھا ہی۔ زیادہ کرو اور جمع کو تیس میں ضرب دے کر اس پر موجودہ مہینے کے گزشتہ ایام کو زیادہ کرو اب اس جمع کو دو جگہ لکھ لو اور نیچے والے کو گیارہ میں ضرب دے کر حاصل پر ۵۱۴ بڑھاؤ۔ اور جمع کو ۷۰۳ پر تقسیم کرکے خارج قسمت کو دوسری جگہ سے گھٹاؤ۔ جو باقی رہے گا وہ ایام طلوعی کی تعداد ہوگی۔

براہمر کا ادعا ہی کہ یہ طریقہ رومی (یعنی یونانی) سدھانده کا طریقہ ہی

---

[1] اصل عربی کتاب میں طباعت کی غلطی سے یہ عدد ۶۴۱۰۶ چھپ گیا ہی لیکن حقیقت میں ۶۴۱۰۴ ہونا چاہیے - ع ح

طریقۂ مذکور کی تطبیق مثالی سال پر | ہمارے مثالی وقت کے ساتھ اس کی مطابقت اس طرح ہوگی :-

"ہم نے تھکاکال سے ۲۲۴، گھٹایا ۵۲۶ باقی رہا۔ اس کے مہینے ۶۳۱۲ ہوئے ادماسہ کے جو مہینے خارج قسمت ہوئے ہیں ۱۹۳ اہیں اور $\frac{15}{19}$ کسر باقی رہی ہے۔ مہینے کا عدد (= ۶۳۱۲) مہینے کے دوسرے عدد (۱۹۳) سے مل کر ۶۵۰۵ مہینے ہوئے اور ان کے قمری ایام ۱۹۵۱۵۰ ہوئے۔

طریقۂ مذکور کی توضیح | اس عمل میں جو اعداد بڑھائے گئے ہیں اس کا موجب یہ ہے کہ اس خاص تاریخ کی ابتدا جس سے عمل متعلق ہے کسور سے ہوئی ہے۔ سات میں اس لیے ضرب دیا جاتا ہے کہ عدد سات سات ہو جائے اور وہ عدد جس پر تقسیم کیا جاتا ہے (۲۲۸) ادماسہ کی مدت کا (یعنی اس مدت کا جس میں ادماسہ کا ایک مہینا پورا ہوتا ہے) جس کو قریبًا ۳۲ مہینے ۱۷ یوم ۸ گھڑی ۲۴ جشہ قرار دیا ہے، سات گنا ہے۔

پھر ہم نے ایام قمری کو دو جگہ لکھا ۔ نیچے والے کو گیارہ میں ضرب دے کر حاصل پر ۵۱۴ زیادہ کیا۔ جمع ۲۱۴۷۱۶۴ ہوا۔ اس کو ۷۰۳ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۳۰۵۴ ایام نقصان ہیں۔ اور $\frac{۲۰۲}{۷۰۳}$ باقی کسر رہی ۔ ایام کو دوسری جگہ سے گھٹایا۔ باقی ۱۹۲۰۹۶ رہا جو اس تاریخ تک کے جس پر اس کتاب زیچ کی بنیاد رکھی گئی ہے ایام طلوعی ہیں۔

ادماسہ کے متعلق برآہمہر کی رائے قریبًا وہی ہے جو برہمگوپت کی اس لیے کہ یہاں (براہمہر کے عمل مذکور ہیں) ادماسہ کی باقی کسر $\frac{15}{19}$ ہے اور جو عمل ہم نے ابتدا، کلپ سے کیا ہے اس میں یہ کسر $\frac{۱۰۱۳}{۱۲۳۰}$ یعنی قریبًا

$\frac{15}{19}$ ہی۔

ایک اسلامی زیچ میں تاریخ کو توڑ کر مہینا اور دن بنانے کا عمل

ایک اسلامی زیچ موسومہ زیچ آلہرقن میں یہی عمل ایک دوسری تاریخ سے کیا گیا ہی جس کی ابتدا تاریخ یزدجرد کی ابتدا سے ۱۴۰۰۸ (یوم) بعد پڑتی ہی۔ اور اس کے ہندی سال کی ابتدا روز اتوار اکیسویں دیماہ ۳۶۰ یزدجردی سے ہوتی ہی۔ اس کا طریق عمل حسب ذیل ہی:۔

"۷۲ (سال) کو لو اور اس کو بارہ میں ضرب دے کر مہینا بنا لو۔ حاصل ۸۶۴ ہوگا۔ اس پر ان مہینوں کو جو یکم شعبان ۳۶۹ھ سے اس مہینے کی ابتدا تک جس میں تم ہو گزرے ہیں۔ زیادہ کرو اور جمع کو دو جگہ لکھ رکھو نیچے والے کو سات میں ضرب دے کر حاصل کو ۲۲۸ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت کو اوپر والے پر بڑھاؤ اور جمع کو تیس میں ضرب دے کر حاصل پر اس مہینے کے گزشتہ ایام کو بڑھاؤ جس میں تم ہو۔ پھر اس جمع کو دو جگہ لکھو۔ نیچے والے پر ۳۸ زیادہ کرکے جمع کو ۱۱ میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو ۷۰۳ پر تقسیم کرکے خارج قسمت کو اوپر والے سے گھٹاؤ۔ اوپر والے عدد میں جو باقی رہیں گے وہ ایام طلوعی ہیں۔ اور نیچے والے میں آہم ہی۔ جب ان پر ایک زیادہ کرکے اس میں سے سات سات گرائے جائیں گے ہفتہ کے دن کی علامت باقی رہے گی۔

اگر بہتر سال (جس سے یہ حساب شروع کیا گیا ہی) کے مہینے قمری ہوتے تو یہ عمل صحیح ہوتا۔ لیکن وہ شمسی مہینے ہیں اور ان کے ۸۶۴ مہینے کے اوپر ستائیس مہینے کبیسہ کا ہونا ضروری ہی۔

عمل مذکور کی تطبیق مثالی سال پر

اس عمل پر بھی ہم اپنی مثال مطابق کرتے ہیں:۔

ہم اپنی معیاری تاریخ یکم ربیع الاول ۲۲۴ھ سے شروع کریں گے۔ ابتدائے شعبان مذکور اور اس کے درمیان ۲۶۹۵ مہینے واقع ہیں اور اختیار کیے ہوئے مہینوں (یعنی ۸۶۴) کے ساتھ مل کر ۳۵۵۹ مہینے ہوجاتے ہیں۔ ان کو ہم نے دو جگہ لکھا۔ ایک کو سات میں ضرب دے کر حاصل کو ۲۲۸ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۱۰۹۔ ادباسہ مہینے ہوئے۔ انہا کو دوسری جگہ بڑھایا۔ تو ۳۶۶۸ ہوگیا۔ اس کو تیس میں ضرب دیا حاصل ۱۱۰۰۴۰ ہوا۔ اس کو دو جگہ لکھا اور نیچے والے پر ۳۸ بڑھایا جمع ۱۱۰۰۷۸ ہوا۔ اس کو ۱۱ میں ضرب دیا اور حاصل کو ۷۰۳ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۱۷۲۲ ہوا اور ۲۹۲ ابم یعنی باقی کسر رہا۔ پھر خارج قسمت کو اوپر والے سے گھٹایا ۱۰۸۳۱۸ باقی رہا۔ یہ ایام طلوعی ہیں۔

عمل مذکور کی تصحیح اس عمل کی تصحیح کا طریقہ یہ ہے کہ (اولاً) یہ جاننا چاہیے کہ اصل تاریخ سے (جو اس غرض کے لیے) قرار دی گئی ہے۔ اول شعبان تک جس سے تاریخ کی ابتدا کی گئی ہے (یعنی شعبان ۱۵۷ھ) ۲۵۹۵۸ ایام گزرے جس کے ۸۷۶ عربی مہینے یعنی ۷۳ سال اور ۲ مہینے ہوتے ہیں ہماری مثال میں جب ان مہینوں پر یکم شعبان اور یکم ربیع الاول کے درمیان کے مہینے زیادہ کیے جائیں تو مجموعہ ۳۵۷۱ مہینے ہوں گے اور ادباسہ مہینے مل کر ۳۶۸۰ مہینے ہوجائیں گے۔ جن کے ایام ۱۱۰۴۰۰ ہوتے ہیں ان کے ایام نقصان ۱۷۲۷ ہوں گے اور ابم یعنی باقی کسر ۳۱۹ ہوگی اور ایام طلوعی ۱۰۸۶۷۳ ہوں گے۔ اور اس وقت یہ صحیح ہوگا کہ جب اس میں سے ایک گھٹا کر مجموعہ سے سات سات

گراتے جائیں گے چار باقی رہے گا جیسا ہماری مثال میں ہے۔

دُرلب ملتانی کا عمل

دُرلب ملتانی کا عمل حسب ذیل ہے:-

"اس نے ۸۴۸ لے کر اس پر لوگک کال زیادہ کیا۔ یہ مجموعہ شککال ہوگیا۔ اس سے ۸۵۴ گھٹاکر باقی کو مہینہ بنا لیا۔ اور ان کو موجودہ سال کے گزشتہ مہینوں کے ساتھ جمع کر کے تین جگہ لکھ لیا۔ نیچے والے کو ۷ میں ضرب دے کر حاصل کو ۶۹۱۲۰ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت کو درمیان والے سے گھٹاکر باقی کو دوگونہ کرلیا اور اس پر ۲۹ زیادہ کر کے جمع کو ۶۵ پر تقسیم کیا تاکہ خارج قسمت ادماسہ کے مہینے ہوں۔ ان کو اوپر والے عدد پر بڑھاکر جمع کو تیس میں ضرب دیا اور حاصل ضرب کو مہینے کے گزشتہ ایام کے ساتھ جمع کر کے دو جگہ لکھ لیا۔ نیچے والے کو ۱۱ میں ضرب دے کر حاصل پر ۶۸۶ بڑھایا اور جمع کو نیچے لکھ کر ۴۲۹۹۶۳ پر تقسیم کیا اور خارج قسمت کو درمیان والے پر بڑھاکر جمع کو ۷۰۳ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ایام نقصان ہوئے۔ اس کو اوپر والے سے گھٹایا۔ اہرگن طلوعی باقی رہا۔

اس پورے عمل کا بیان پہلے ہوچکا ہے لیکن اُس شخص نے (یعنی درلب نے) چونکہ ایک خاص وقت کے لیے فرض کیا تھا اس لیے اُس نے بعد میں اس (حساب) میں اضافہ کیا لیکن باقی (عمل) اُسی حالت پر رہا۔

زیچ کرن سار کا عمل تحلیل کے سوا دوسرے طریقے سے

زیچ کرن سار کے عمل کو درج کرنے میں یہ مانع ہے کہ اس کے مصنف نے تحلیل کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اور جو ترجمہ اس کا ملا غلط ہے۔

با ایں ہمہ جو کچھ نقل کیا جا سکتا ہے حسب ذیل ہے:-

"اس نے شککال سے ۱۲۸ گھٹائے۔ جو عدد باقی رہا وہ اصل ہے۔ ہماری مثال میں یہ عدد ۱۳۲ ہے۔ اس کو تین جگہ لکھا اور پہلے کو ۱۳۲ درجہ میں ضرب دیا۔ ہماری مثال کے لیے ۱۷۴۲۴ حاصل ہوا۔ دوسرے کو ۴۶ دقیقہ میں ضرب دیا۔ ۶۰۷۲ حاصل ہوا۔ تیسرے کو ۳۴ میں ضرب دیا۔ ۴۴۸۸ حاصل ہوا اس کو ۵۰ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت دقیقے اور اس کے بعد کے اجزا ہوتے۔ یعنی (دقیقہ اور ثانیہ وغیرہ) جن کے دریافت کرنے کا اس نے ارادہ کیا تھا اور وہ ۸۹ دقیقہ اور ۴۶ ثانیہ ہے۔ پھر اس نے درجوں پر جو اوپر والے عدد سے حاصل ہوئے ہیں ۱۱۲ زیادہ کیا۔ اور جمع شدہ اعداد میں سے جو اوپر (یعنی درجہ) کے مرتبے میں پہنچ گئے ہیں ان کو اس طرف منتقل کر لیا (یعنی ثانیہ کو دقیقہ اور دقیقہ کو درجہ بنایا) اور درجوں کو دور بنا لیا۔ جس ۴۸ دور ۳۵۸ درجے ۱۴ دقیقے اور ۴۶ ثانیے حاصل ہوئے۔ آفتاب کے حمل میں داخل ہونے کے وقت یہی وسط قمر کا موقع ہے۔

پھر اس نے وسط قمر کے درجوں کو بارہ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ایام ہوئے اور باقی کو ۶۰ میں ضرب دے کر اس پر وسط کے دقائق کو زیادہ کیا اور جمع کو بارہ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت گھڑی ہے اور علیٰ ہذالقیاس اس کے بعد کے مراتب ہوں گے۔ اس طرح کل خارج قسمت ۲۷ درجہ ۲۳ دقیقہ ۲۹ ثانیہ ہوا۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ اس ادماسہ کا جس میں ہم ہیں (یعنی موجودہ ادماسہ کا) گزشتہ حصہ یہی ہے۔

مصنف مذکور نے ادماسہ کی مقدار دریافت کرنے کے لیے یہ کیا ہی کہ قمر کے اعداد مذکورہ کو جو ۱۳۲ درجہ ۴۶ دقیقہ اور ۳۴ ثانیہ ہیں بارہ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ۱۱ درجہ ۳ دقیقہ ۵۲ ثانیہ ۵۰ ثالثہ سال کا حصہ ہوا۔ اس میں سے ۵۵ دقیقہ ۱۹ ثانیہ ۴۴ ثالثہ مہینہ کا حصہ ہوا۔ اس حصہ سے وہ مدت دریافت کی جس میں تیس دن (ادماسہ کا) جمع ہوتے ہیں۔ یہ مدت دو برس آٹھ مہینے سولہ دن چار گھڑی سینتالیس جشہ ہوئی۔

پھر اصل کو ۲۹ میں ضرب دیا۔ ۳۸۲۸ ہوا۔ اس پر ۲۰ زیادہ کیا اور جمع کو ۳۶ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت $\frac{8}{9}$ ۱۰۶۔ ایام نقصان ہوئے۔

ہم کو اس عمل کی کیفیت نہیں معلوم ہو سکی۔ اس وجہ سے ہم نے اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیا جو اصل کتاب میں تھی۔ اس لیے کہ نقصان سے ایک ادماسہ کا حصہ $\frac{۵۸۸۷}{۱۰۶۲۲}$ ۱ یوم ہی۔

باب ۵۴

اوساط کواکب کا دریافت کرنا

اگر یہ معلوم ہو کہ ایک کلپ یا ایک چترجگ کے اندر ستاروں کے دوروں کی تعداد کس قدر ہوتی ہے اور یہ معلوم ہو کہ کلپ یا چترجگ کے جو ایام گزر چکے ان کی تعداد کس قدر ہے تو اس وجہ سے کہ کلپ یا چترجگ کے پورے ایام کی نسبت پورے دوروں کی طرف وہی ہوتی ہے جو ان کے گزشتہ ایام کو اپنے حصہ کے دوروں کی طرف ہوتی ہے ان کے دریافت کرنے کا طریقہ جو عام طور پر اختیار کیا جاتا ہے یہ ہے :-

کسی وقت خاص پر وسط کوکب کو متعین کرنے کا عام طریقہ

"کلپ یا چترجگ کے گزشتہ ایام کے عدد کو کوکب کے دوروں یا اس کے اوج یا جوزہر کے دوروں کے عدد میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو کلپ یا چترجگ کے پورے ایام کے عدد پر، جس کے ایام کے ساتھ عمل کیا گیا ہو، تقسیم کردو۔ خارج قسمت کوکب کے دوروں کا عدد ہے جو پورے ہو چکے ہیں۔ ان کی چونکہ بکر حاجت نہیں ہے اس لیے ان کو لغو کردو (یعنی ان کو ساقط کردو)

جو عدد (تقسیم میں) باقی رہ گیا اس کو بارہ میں ضرب دے کر حاصل کو کل ایام کے اسی عدد پر جس پر پہلی تقسیم ہو چکی ہے تقسیم کردو۔

خارج قسمت بروج کا عدد ہے۔ جو عدد باقی رہا اس کو تیس میں ضرب دے کر حاصل کو اسی عدد پر تقسیم کرو جس پر تقسیم ہو چکی ہے۔ خارج قسمت درجوں کا عدد ہے۔ اب جو عدد باقی رہا اس کو ساٹھ میں ضرب دے کر اسی عدد پر تقسیم کرو جس پر تقسیم ہو چکی ہے۔ خارج قسمت دقیقوں کا عدد ہے۔ دقیقوں کے بعد جہاں تک چاہو اسی طرح عمل کرتے چلے جاؤ۔ کوکب یا اوج یا جوزہر کا اُس کی اوسط رفتار سے یہی مقام ہے۔

پُلس کا طریقہ وسط کوکب متعین کرنے کا

پُلس نے بھی اسی عمل کو دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے۔ وہ یہ کہ "جب پورے دورے خارج قسمت ہو چکے۔ اس کے بعد جو عدد باقی رہا اس کو اس نے ۱۵۰۳۱۴۹۱۳۱ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت بروج وسط کا عدد ہے۔ جو عدد باقی رہا اس کو ۴۳۸۳۱۰۵ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت درجوں کا عدد ہے۔ اب جو عدد باقی رہا اس کو چارگونہ کرکے ۲۹۲۲۰۷ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت دقیقوں کا عدد ہے۔ اس کے بعد جو اعداد باقی رہتے جائیں ان کو ساٹھ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو آخری عدد پر تقسیم کرتے جاؤ۔ ثانیہ اور اس کے بعد کے اجزا جہاں تک چاہو گے خارج قسمت ہوتے جائیں گے۔ اور یہی وسط ہے جس کو دریافت کرنا مقصود تھا۔

پُلس کے طریقے کی توضیح

بات یہ ہے کہ پُلس کو دوروں کے باقی عدد کو بارہ میں ضرب دے کر حاصل کو ایام چترجگ پر تقسیم کرنے کی حاجت تھی اس لیے کہ اس کے عمل کی بنیاد چترجگ پر ہے۔ پس اس نے بعوض ایسا کرنے کے اس عدد پر تقسیم کیا جو ایام چترجگ کو بارہ پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوتا اور یہ من جملہ تین اعداد کے پہلا عدد ہے۔

پھر اس کی حاجت ہوئی کہ بروج کے باقی عدد کو تیس میں ضرب دے کر حاصل کو اس عدد پر تقسیم کرے جس پر پہلی تقسیم ہوئی ہے۔ پس اس نے بعوض اس کے اس عدد پر تقسیم کیا جو پہلے عدد کو تیس پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوتا اور یہ دوسرا عدد ہے۔

علیٰ ہذا القیاس اس نے چاہا کہ درجوں کے باقی عدد کو اس عدد پر تقسیم کرے جو دوسرے عدد کو ساٹھ پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوتا۔ لیکن جب اس نے دوسرے عدد کو ساٹھ پر تقسیم کیا خارج قسمت ۷۳۰۵۱ ہوا اور تین ربع ($\frac{3}{4}$) باقی رہا۔ پس اس لیے کہ یہ کسر عدد صحیح بن جائے اس نے اس مجموعہ (یعنی خارج قسمت مع کسر مذکور) کو چار میں ضرب دیا (جس سے تیسرا عدد ۲۹۲۲۰۷ حاصل ہوا) اور درجوں کے باقی عدد کو چار گونہ کرکے استعمال (یعنی اس پر تقسیم) کیا۔ لیکن جب اعداد اس کے بعد ختم نہیں ہوئے تو پھر ساٹھ میں ضرب دینے لگا، جیسا اوپر تبلایا گیا۔

طریقہ مذکورہ کا عمل کلپ اور کلجگ پر برہمگوپت کی رائے کے مطابق

اگر کلپ کے متعلق برہمگوپت کی رائے اختیار کرکے اس طریقے پر چلنا چاہیں تو پہلا عدد جس پر دوروں کا باقی عدد تقسیم کیا جائے گا۔ ۱۳۱۴۹۳۰۳۷۵۰۰ ہوگا۔ دوسرا عدد جس پر بروج کا باقی عدد تقسیم کیا جائے گا ۴۳۸۳۱۰۱۲۵۰ ہوگا۔ تیسرا عدد (جس پر درجوں کا باقی عدد تقسیم کیا جائے گا) ۷۳۰۵۱۶۸۷ ہوگا۔ اس تقسیم کا باقی عدد نصف ($\frac{1}{2}$) ہوگا جس سے اس کو دوگونہ کرنے کی ضرورت پڑے گی۔ دوگونہ ہوکر یہ ۱۴۶۱۰۳۳۷۵ ہوجائے گا۔ اور اس پر باقی عدد کا دوچند تقسیم کیا جائے گا۔

برھگوپت نے اس وجہ سے کہ کلپ اور چترجگ کے ایام کی تعداد بہت زیادہ ہی ان دونوں کو چھوڑکر کلجگ کو اختیار کیا ہی۔ اگر برھگوپت کے مطابق تحلیل کا عمل مذکور کلجگ کی تاریخ سے کیا جائے اور کلجگ کے ایّام کو کلپ کے دورۂ کوکب میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو اس کے اصل یعنی کوکب کے ان دوروں پر جو ابتدائے کلجگ میں باقی تھے۔ زیادہ کیا جائے اور مجموعہ کو کلجگ کے ایام طلوعی پر جن کی تعداد ۱۵۷۷۹۱۶۴۵ ہی تقسیم کیا جائے۔ خارج قسمت کوکب کے پورے دورے ہونگے جو لغو کردیے جائینگے۔ پھر باقی کے ساتھ وہی عمل کیا جائے جو پہلے ہوچکا ہی۔ خارج قسمت وسط کوکب ہوگا۔

اصول مذکور (یعنی ابتدائے کلجگ میں ہر کوکب کے باقیماندہ دورے) حسب ذیل ہیں:۔

"مریخ کے	۴۳۰۸۷۶۸۰۰۰
عطارد کے	۴۲۸۸۸۹۶۰۰۰
مشتری کے	۴۳۱۳۵۲۰۰۰
زہرہ کے	۴۳۰۴۴۴۸۰۰۰
زحل کے	۴۳۰۵۳۱۲۰۰۰
اوج شمس کے	۹۳۳۱۲۰۰۰
اوج قمر کے	۱۵۰۵۹۵۲۰۰۰
راس کے	۱۸۳۸۵۹۲۰۰۰

اور (اُس وقت یعنی کلجگ کے ابتدا میں) آفتاب اور ماہتاب اپنے اپنے اوسط حرکت کے اعتبار سے اول حمل میں تھے اور اوماسہ

اور ایام نقصان کے درمیان فصل نہیں تھا۔

ان زیچوں میں جن کا ہم نے ذکر کیا ہی اہرگن یعنی تاریخ کے ایام کو ہر ستارے کے لیے ایک مفروضہ عدد میں ضرب دے کر دوسرے مفروضہ عدد سے تقسیم کردیا جاتا ہی۔ خارج قسمت پورے دورے اور وسط یعنی ان کی تابع کسریں ہوتی ہیں۔ کبھی یہ عمل ان ہی دونوں ضرب و تقسیم سے تمام ہوجاتا ہی اور کبھی ایام تاریخ کو دوبارہ بعینہ یا کسی دوسرے عدد میں ضرب دے کر دوسرے عدد پر تقسیم کیا جاتا اور خارج قسمت کو پہلے خارج قسمت کے ساتھ ملادیا جاتا ہی۔

اور کبھی بعض اعداد مثل اصل کے فرض کرلیے جاتے ہیں اور وہ بڑھائے جاتے ہیں یا گھٹائے جاتے ہیں تاکہ اول تاریخ میں وسط حرکت کا شمار اول (نقطہ برج) حمل سے کیا جاسکے۔

اہرگن گندکاتک، کرن تلک اور کرن سار کے طریقے

یہ طریقہ اہرگن گندکاتک اور کرن تلک کا ہر کرن سار کا مصنف اوساط کا حساب استوار ربیعی سے کرتا ہی۔ اور اسی وقت سے اہرگن شروع ہوتا ہی۔ یہ سب طریقے جزئی اور بے انتہا ہیں اور ان سب کا بیان بلا فائدہ طوالت ہی۔

اس کے بعد کی تقویم اور باقی اعمال کو ہمارے موضوع سے کوئی علاقہ نہیں ہی۔

باب ۵۵

کواکب کی ترتیب، ان کے فاصلے اور ان کی جسامتوں کے بیان میں

لوگوں کے ذکر میں بشن پران اور شرح پاتنجل کے حوالے سے بیان کیا جا چکا ہے کہ افلاک کی ترتیب میں آفتاب کے ماہتاب سے نیچے ہونے کا کیا سبب ہے۔ یہ ہندؤں کا خالص مذہبی عقیدہ ہے۔ چنانچہ مچ پران میں کہا گیا ہے:-

مذہبی رائے، ستاروں کی ترتیب میں آفتاب سب سے نیچے اور ماہتاب سب سے اوپر ہے

"زمین سے آسمان کا فاصلہ بقدر زمین کے نصف قطر کے ہے۔ آفتاب سب (ستاروں) سے نیچے اور ماہتاب اُس کے اوپر ہے۔ ماہتاب کی منزلیں اور منزلوں کے ستارے ماہتاب سے اوپر ہیں۔ ان کے اوپر عطارد پھر زہرہ، پھر مریخ پھر مشتری پھر زحل پھر بنات نعش ہیں۔ اس کے اوپر قطب آسمان سے ملا ہوا ہے۔ اور غیر ممکن ہے کہ انسان ستاروں کو شمار کرسکے۔ جو لوگ اس رائے سے اختلاف کرتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ آفتاب کے ساتھ یک جا ہونے سے ماہتاب اسی طرح چھپ جاتا ہے جیسے آفتاب کی روشنی سے چراغ چھپ جاتا ہے۔ پھر اس سے دور ہونے پر نظر آنے لگتا ہے۔

اب ہم آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کے بعض وہ حالات

بیان کرتے ہیں جو اس خیال والوں کی کتابوں میں ہیں۔ اس کے بعد اہل نجوم کی رائے بیان کریں گے۔ اگرچہ نجومیوں کی رائے ہم کو بہت کم ملی۔

حوالۂ باج پران۔ ستاروں کی نوعیت اور حالات

باج پران میں کہا گیا ہے:۔ "آفتاب کی شکل کروی اور طبیعت آتشی ہے۔ اس میں ایک ہزار شعاعیں ہیں جن سے وہ پانی لیتا ہے۔ ان میں کی چار سو بارش کے واسطے ہیں، تین سو برف کے واسطے اور تین سو آسمان و زمین کی درمیانی فضا کے واسطے"

اسی کتاب میں دوسری جگہ کہا گیا ہے "بعض شعاعیں اس لیے ہیں کہ دیوتا بے محنت و مشقت یا بے فکری کی زندگی بسر کریں اور بعض آبا (یعنی اگلے بزرگوں) کے لیے ہیں"

(اور اسی کتاب میں) دوسری جگہ شعاعوں کو سال کے چھ حصوں پر تقسیم کیا اور کہا ہے کہ سال کے اس ثلث میں جس کی ابتدا اول حوت سے ہوتی ہے آفتاب تین سو شعاعوں سے زمین پر روشنی ڈالتا ہے اس کے بعد دوسرے ثلث میں چار سو شعاعوں سے پانی برساتا ہے اور باقی (تیسرے) ثلث میں تین سو شعاعوں سے اولے اور برف گراتا ہے۔

اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ "آفتاب کی شعاع اور ہوا دونوں سمندر سے پانی اٹھا کر آفتاب میں لے جاتی ہیں۔ اگر پانی آفتاب سے ٹپکتا تو گرم ہوتا لیکن آفتاب اس کو ماہتاب میں بھیج دیتا ہے تاکہ وہاں سے ٹھنڈا ہو کر ٹپکے اور دنیا اس سے زندہ رہے"

اسی کتاب میں ہے "کہ آفتاب کی گرمی اور روشنی آگ کی گرمی اور روشنی کا ایک ربع (۱/۴) ہے اور شمال میں رات کے وقت آفتاب پانی میں جا پڑتا ہے۔ اسی سے سُرخ ہو جاتا ہے"

اسی کتاب میں ہے "قدیم میں زمین، پانی، ہوا اور آسمان تھے۔ برہما نے زمین کے نیچے چنگاری دیکھی اور اس کو نکال کر تین ٹکڑے کیے۔ اس کا ایک ثلث یہی معمولی آگ ہے جو لکڑی کی محتاج ہے اور پانی سے بجھ جاتی ہے۔ ایک ثلث آفتاب ہے اور ایک ثلث بجلی ہے۔ اور حیوان میں بھی آگ ہے۔ یہ سب پانی سے نہیں بجھتیں۔ آفتاب پانی کو جذب کرتا ہے۔ بجلی پانی کے درمیان چمکتی ہے اور جو آگ حیوان میں ہے رطوبتوں کے درمیان رہتی اور ان کو غذا بناتی ہے"

معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے اس خیال کی بنیاد یہ ہے کہ علوی اجسام بخارات کی غذا کرتے ہیں، جیسا ارسطو نے بھی ایک فرقہ کی رائے نقل کی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ بشن دھرم کے مصنف نے تصریح کی ہے کہ ماہتاب اور ستاروں کو آفتاب غذا دیتا ہے۔ اگر آفتاب نہیں ہوتا تو نہ ستارہ ہوتا نہ فرشتے اور نہ انسان۔

ستاروں کے اجسام کے متعلق ہندوؤں کا اعتقاد۔

ستاروں کے اجسام کے متعلق ہندوؤں کا اعتقاد یہ ہے کہ "سب ستارے کروی شکل آبی طبیعت اور بے نور (یعنی تاریک) ہیں۔ ان میں سے آفتاب طبیعت میں آتشی اور بذات خود روشن ہے اور جب کسی دوسرے ستارے کے سامنے آتا ہے اس کو عارضی طرح پر روشن کر دیتا ہے۔ جو ستارے نظر آتے ہیں ان میں سے بعض حقیقت میں ستارے نہیں ہیں بلکہ ثواب پانے

والوں کے انوار ہیں جن کی مجلسیں آسمان کی بلندی میں بلور کی کرسیوں پر ہیں۔ بشن دھرم میں ہو کہ ستارے آبی ہیں اور رات کے وقت آفتاب کی شعاع ان کو روشن کر دیتی ہو جس شخص نے اپنے نیک کام سے بلندی میں ایسی جگہ پالی ہو جہاں وہ اپنے تخت پر بیٹھے جب یہ شخص روشن ہوجاتا ہو ستارہ سمجھا جاتا ہو۔"

ستاروں کی نوعیت بحوالہ بشن دھرم

ہر ستارہ کو تارَہ کہا جاتا ہو۔ لفظ "تارہ" مشتق ہو لفظ "ترن" سے جس کے معنی گزرنے اور عبور کرنے کی جگہ کے ہیں۔ ان کو تارہ اس وجہ سے کہا کہ گویا یہ لوگ دنیا کی بُرائی کو تجاوز کرکے آرام کی جگہ پہنچ گئے ہیں۔ ستاروں کو تارہ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ دورہ کرکے آسمان کو عبور کرجاتے ہیں۔ نکشتر (نچھتر) کا نام ماہتاب کی منزلوں کے ستاروں کے لیے مخصوص ہو اور اس وجہ سے کل منزلوں کی شناخت کواکب ثابتہ سے ہوتی ہو کل کواکب ثابتہ کو بھی نکشتر کہا جاتا ہو۔ اس لیے کہ لفظ نکشتر کے معنی ہیں وہ جو نہ گھٹتا ہو نہ بڑھتا ہو۔ میرا خیال یہ ہو کہ یہ زیادتی اور کمی (جس کی نفی کی گئی ہو) ان کے عدد اور باہمی فاصلے سے متعلق ہو لیکن مصنف کتاب (بشن دھرم) نے اس کو نور سے متعلق کرکے یہ کہہ دیا ہو کہ جس طرح ماہتاب بڑھتا اور گھٹتا ہو۔

لفظ تارہ کی لغوی تحقیق

اس کے بعد (بشن دھرم کا) مصنف کہتا ہو:- " مارکنڈیو کا قول ہو کہ جو ستارے کلپ ختم ہونے کے قبل خراب نہیں ہوتے شمار میں ایک نخرب (ایک کھرب) ۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ ہیں۔ اور جو کلپ ختم ہونے کے قبل نیچے گرجاتے ہیں ان کا شمار معلوم نہیں۔ ان کو

اس شخص کے سوا جو بلندی میں ایک کلپ ٹھہرا ہو دوسرا کوئی نہیں جان سکتا۔"

بجر نے کہا "او مارکندیو تم چھ کلپ زندہ رہے اور یہ تمھارا ساتواں کلپ ہی، تم ان کو کیوں نہیں جانتے؟"

مارکندیو نے جواب دیا "اگر یہ سب ایک حال پر قائم رہتے اور ان کی مقررہ مدت کے اندر ان میں تبدیلی نہیں ہوتی، ہم ان سے ناواقف نہیں رہتے۔ لیکن نیک آدمیوں میں سے ہمیشہ ایک کو اوپر چڑھایا جاتا اور دوسرے کو نیچے اتارا جاتا ہی اس وجہ سے ہم ان سب کو یاد نہیں رکھتے۔"

باج پران کا بھی یہی بیان ہی۔ لیکن اس میں "راس" کے متعلق یہ کہا گیا ہی کہ جب وہ آفتاب کے ساتھ ہوتا ہی آفتاب کے مثل ہوتا ہی اور جب ماہتاب کے ساتھ ہوتا ہی ماہتاب کے مثل ہوتا ہی۔

آفتاب اور ماہتاب کے قطروں اور اُن کے ظل کے متعلق مچ پران میں کہا گیا ہی کہ آفتاب کے جرم کا قطر نو ہزار (۹۰۰۰) جوجن ہی۔ اور ماہتاب کا قطر اس کے دوچند ہی اور راس دونوں کے مجموعہ کے برابر ہی۔ باج پران میں بھی یہی بیان ہی لیکن اُس میں راس کے متعلق یہ قول ہی کہ جب وہ آفتاب کے ساتھ ہوتا ہی تو آفتاب کے برابر ہوتا ہی اور جب ماہتاب کے ساتھ ہوتا ہی تو اُس کے جیسا ہوتا ہی۔

ایک دوسرے شخص نے کہا ہی کہ "راس" پچاس ہزار جوجن ہی

سیاروں کے اقطار بحوالہ مچ پران | کواکب سیارہ کے اقطار کے متعلق

مج پران میں کہا گیا ہے کہ " زہرہ کی تدویر سولھواں حصہ (= ۱/۱۶) ہے ماہتاب کی تدویر کا۔ اور مشتری کی تدویر تین ربع (= ۳/۴) ہے زہرہ کی تدویر کا۔ اور زحل و مریخ ہر ایک کی تدویر تین ربع (= ۳/۴) ہے مشتری کی تدویر کا اور عطارد کی تدویر تین ربع (= ۳/۴) ہے مریخ کی تدویر کا۔

یہی مضمون باج پران کا بھی ہے:۔

ثوابت کے اقطار | ثوابت کے متعلق دونوں کتابوں میں یہ ہے کہ بڑے سے بڑے ثوابت کی تدویر مساوی ہے تدویر عطارد کے اور جو اس سے چھوٹے ہیں وہ پانچ سو جوژن ہیں۔ پھر ایک ایک سو جوژن چھوٹے ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ دو سو جوژن ہو جاتے ہیں اور ان میں دو سو جوژن سے چھوٹا کوئی نہیں۔

یہ بیان باج پران کا ہوا۔ مج پران میں یہ ہے کہ پھر ایک ایک سو جوژن چھوٹے ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ سو جوژن تک پہنچ جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی نصف جوژن سے کم نہیں ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ (نصف جوژن) کتابت کی غلطی ہے۔

ستاروں کی مقدار بحوالہ بشن دھرم | بشن دھرم کے مصنف نے مارکنڈیو سے سُن کر نقل کیا ہے کہ ابھج (ابھجت) یعنی نسر واقع، اَردر یعنی شعریٰ یمانیہ، ردہنی یعنی دبران، پونربس یعنی توامین (جوزا) کے سر، بش (دیشیہ)، ریوتی، اگست یعنی سہیل، بنات نعش، حاکم باج (والو) حاکم اہربدن (اہربدہنیہ) اور حاکم بشست، پانچ پانچ جوژن ہیں اور ان کے علاوہ دوسرے سب ستارے چار چار جوژن ہیں۔ جن ستاروں کا فاصلہ نہیں معلوم ہم ان کو نہیں جانتے وہ سب چار جوژن سے کم

دو گروہ یعنی دو میل تک ہیں اور جو دو گروہ سے کم ہیں انسان ان کو نہیں دیکھتا صرف دیوتا ان کو دیکھتے ہیں۔

ستاروں کی مقدار کے متعلق ہندؤں کی ایک رائے جو کسی مشہور و مستند شخص کی طرف منسوب نہیں ہے یہ ہے کہ آفتاب و ماہتاب دونوں میں سے ہر ایک کا قطر اٹھتر جوزن ہے۔ راس کا سو، زہرہ کا دس مشتری کا نو، زحل کا آٹھ، مریخ کا سات اور عطارد کا چھ جوزن ہے۔

منجموں کی رائے ستاروں کی ترتیب پر

اس مضمون کے متعلق ان کے بے اصل اوہام جن سے ہم واقف ہو سکے یہی ہیں۔ اب ان کو چھوڑ کر ان کے منجموں کی رائیں بیان کرتے ہیں۔ ہمارے اور ان کے درمیان ستاروں کی اس ترتیب میں کہ آفتاب ان کے وسط میں ہے، زحل اور ماہتاب ان کے دو کناروں پر اور ثوابت ان سب کے اوپر ہیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سابق بیانات کے ضمن میں ان کا کچھ حصہ گزر چکا ہے۔

حوالہ سنگھت براہمر

براہمر نے کتاب سنگھت میں کہا ہے "ماہتاب ہمیشہ آفتاب سے نیچے رہتا ہے اور آفتاب اپنی شعاع اس پر ڈال کر اس کے نصف جسم کو روشن رکھتا ہے۔ دوسرا نصف تاریک اور سایہ دار رہتا ہے۔ جیسے گھڑا کہ جب اس کو ٹھیک آفتاب کے سامنے کھڑا کردو گے اس کا وہ نصف جو آفتاب کے سامنے ہوگا روشن رہے گا اور دوسرا نصف جو سامنے نہیں ہے تاریک ہوگا۔ ماہتاب اصل میں آبی ہے، اسی وجہ سے جو شعاع اس پر پڑتی ہے اسی طرح واپس پلٹتی ہے جس طرح پانی اور آئینے سے دیوار پر واپس آتی ہے۔ ماہتاب جب آفتاب کے ساتھ ہوتا ہے، اس کا روشن حصہ آفتاب کی طرف اور تاریک حصہ ہم لوگوں

کی طرف ہوتا ہے۔ پھر جیسے جیسے آفتاب سے دور ہوتا جاتا ہے روشنی ہم لوگوں کی طرف اُترتی آتی ہے۔

منجموں کے علاوہ ہندؤں کے علما، روایات یں (یعنی اُن علما یں جو روایات اور علوم منقولہ کے عالم ہیں) جو لوگ صاحب فہم ہیں ان کا بھی خیال یہی ہے کہ ماہتاب، آفتاب سے بلکہ کل ستاروں سے نیچے ہے۔

ستاروں کے فاصلے بروایت یعقوب ابن طارق

ستاروں کے فاصلوں کے متعلق ہم کو ان کی صرف وہی روایتیں ملیں جن کو یعقوب ابن طارق نے اپنی کتاب "ترکیب اخلاک" میں بیان کیا ہے۔ یعقوب کو یہ روایتیں ۱۶۱ھ میں ایک ہندی (منجم) سے ملی تھیں اور اُس نے (پیمائش کے لیے) اصولاً یہ حساب معین کیا کہ ایک انگل چھ عدد جو کے برابر ہوتا ہے جو اپنے عرض یں ایک دوسرے کے ساتھ ملاکر ایک صف یں رکھے جائیں اور ایک ذراع بقدر چوبیس اُنگل کے اور ایک فرسخ بقدر سولہ ہزار ذراع کے ہوتا ہے۔

لیکن ہندو فرسخ کو نہیں جانتے، اس لیے یہ مقدار (۱۶۰۰۰ ذراع) جیسا ہم پہلے کہ چکے ہیں نصف جوژن ہے۔

یعقوب نے پھر یہ تبلایا ہے کہ زمین کا قطر ۲۱۰۰ فرسخ اور اس کا

زمین کا قطر اور دور بروایت یعقوب

دور ۶۵۹۶ $\frac{9}{25}$ فرسخ ہے۔ اور اس نے فاصلوں کا حساب جس کو ہم نے جدول میں درج کیا ہے اسی بنیاد پر کیا ہے۔

زمین کی جو مقدار یعقوب نے بتلائی ہے اس پر ہندؤں کا اتفاق نہیں ہے۔ پلس کے نزدیک اس کا قطر ۱۶۰۰ جوژن اور دور ۵۰۲۶ $\frac{14}{25}$ جوژن ہے پس جب یہ اعداد دوچند کر دیے جائیں تو لازماً اُن کو اُن

اعداد کے برابر ہونا چاہیے جو یعقوب نے بتائے ہیں لیکن وہ اُن کے برابر نہیں ہیں لیکن ہمارے اور اہل ہند کے درمیان ذراع اور میل دونوں (کی مقدار) متفق علیہ ہیں اور ہماری تحقیق سے زمین کا نصف قطر ۱۳۰۴ میل ہے اگر ہم اپنے ملک کے رواج کے مطابق ایک فرسنگ کو بقدر تین میل کے قرار دیں تو وہ بقدر ۶،۲۸ (فرسنگ) کے ہوتا ہے اور اگر ایک فرسنگ بقدر چھ ہزار ذراع کے قرار دیا جائے جیسا یعقوب نے کہا ہے تو وہ ۵۰۴۲ (فرسنگ) ہوتا ہے اور اگر ایک جوجن کو بقدر تیس ہزار ذراع کے قرار دیں تو ۲۵۲۳ (جوجن) ہوتا ہے۔

جدول ابعاد و ماسکات کواکب از کتاب یعقوب

ذیل کا جدول یعقوب کی کتاب سے لیا گیا ہے:۔

	مرکز زمین سے اُن کے ابعاد (یعنی فاصلے) اور (اُن کے) مواسک	ابعاد کی اصطلاحی (یعنی قرارداد) مقداریں جو زمان اور مکان کے اختلاف سے بدلتی رہتی ہیں یعنی ایک فرسنگ کا طول سولہ ہزار گز تسلیم کرکے ان (ابعاد) کے فرسنگوں کی تعداد۔	وہ مقادیر جن میں تغیر و اختلاف نہیں ہوتا یعنی زمین کے نصف قطر کو ایک قرار دے کر اُن مقادیر کی اُس سے نسبت
نصف قطر ارض		۱۰۵۰	ایک،
	قریب ترین بُعد (یعنی فاصلہ)	۳۷۵۰۰	۳۵ ۱/۲۱
	اوسط بعد	۴۸۵۰۰	۴۶ ۴/۲۱
	دور ترین بعد	۵۹۰۰۰	۵۶ ۴/۲۱
ماسک قمر		۵۰۰۰	۴ ۱۶/۲۱
عطارد	بُعد اقرب	۶۴۰۰۰	۶۵ ۲۰/۲۱

عطارد	بعد اوسط	۱۶۴۰۰۰	۱۵۶ ۴/۲۱
	بعد ابعد	۲۶۴۰۰۰	۲۵۱ ۳/۷
ماسک عطارد		۵۰۰۰	۴ ۱۶/۲۱
زہرہ	بعد اقرب	۲۶۹۰۰۰	۲۵۶ ۴/۲۱
	بعد اوسط	۷۰۹۵۰۰	۶۷۵ ۵/۷
	بعد ابعد	۱۱۵۰۰۰۰	۱۰۹۵ ۵/۲۱
ماسک زہرہ		۲۰۰۰۰	۱۹ ۱/۲۱
شمس	بعد اقرب	۱۱۷۰۰۰۰	۱۱۱۴ ۲/۷
	بعد اوسط	۱۶۹۰۰۰۰	۱۶۰۹ ۱۱/۲۱
	بعد ابعد	۲۲۱۰۰۰۰	۲۱۰۴ ۱۶/۲۱
ماسک شمس		۲۰۰۰۰	۱۹ ۱/۲۱
مریخ	بعد اقرب	۲۲۳۰۰۰۰	۲۱۲۳ ۱۷/۲۱
	بعد اوسط	۵۳۱۵۰۰۰	۵۰۶۱ ۱۹/۲۱
	بعد ابعد	۸۴۰۰۰۰۰	۸۰۰۰
ماسک مریخ		۲۰۰۰۰	۱۹ ۱/۲۱
مشتری	بعد اقرب	۸۴۲۰۰۰۰	۸۰۱۹ ۱/۲۱
	بعد اوسط	۱۱۴۱۰۰۰۰	۱۰۸۶۶ ۲/۳
	بعد ابعد	۱۴۴۰۰۰۰۰	۱۳۷۱۴ ۲/۷
ماسک مشتری		۲۰۰۰۰	۱۹ ۱/۲۱
زحل	بعد اقرب	۱۴۴۲۰۰۰۰	۱۳۷۳۳ ۱/۳
	بعد اوسط	۱۶۲۲۰۰۰۰	۱۵۴۴۷ ۱۳/۲۱

	بعد ابعد	۱۵۰۲۰۰۰۰	۱۷۱۶۱ ۱۹/۲۱
	ماسک زحل	۲۰۰۰۰	۱۹ ۱/۲۱
کرۂ زحل	اس کے (بالائی سطح) کا نصف قطر	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۹۰۴۷ ۱۳/۲۱
	اس کے تحتانی (سطح کا نصف قطر)	۱۹۹۶۲۰۰۰	۱۸۶۶ ۲/۳
	خارج سے اس کا دور	۱۲۵۶۶۴۰۰۰	

بطلیموس کی رائے ستاروں کے فاصلے پر ہندوؤں کی رائے کے خلاف ہے

یہ رائے اس اصول کے خلاف ہے جس پر بطلیموس نے کتاب منشورات میں ابعاد (یعنی فاصلوں) کے امور کی بنیاد رکھی ہے اور جس میں متقدمین و متاخرین نے اس کی پیروی کی ہے۔ اُن کا (یعنی بطلیموس اور اُس کے تبعین کا) اصول ابعاد کے متعلق یہ ہے کہ ہر کوکب کا بعد ابعد (یعنی مرکز زمین سے اس کا سب سے دور کا فاصلہ) اس سے اوپر کے کواکب کا بُعد اقرب (یعنی مرکز زمین سے اس کا سب سے نزدیک فاصلہ) ہے۔ اور دونوں سیّاروں کے کُروں کے درمیان کوئی فعل سے خالی جگہ (یعنی خلا محض) نہیں ہے۔

اس رائے کے مطابق دونوں کے کروں کے درمیان دونوں سے خالی ایک جگہ ہوتی ہے جس میں محور کے مثل ماسک ہوتا ہے جس پر گردش واقع ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک 'اثیر' میں کچھ ثقل ہے جس کی وجہ سے ایک ماسک (یعنی تھامے رہنے والی

چیز) کی حاجت ہی۔

ستاروں کے ایک دوسرے سے اوپر اور نیچے ہونے کو تمیز کرنے کا ذریعہ

اہل فن جانتے ہیں کہ دو کوکب میں سے اوپر اور نیچے کے کوکب میں تمیز کرنے کا ذریعہ سوا ستر (ایک کا دوسرے کو ڈھانک لینا) اور اختلاف منظر[1] کی زیادتی کے دوسرا کوئی نہیں ہی۔ ستر بہت کم واقع ہوتا ہی اور اختلاف منظر ماہتاب کے سوا دوسرے ستاروں میں محسوس نہیں ہوتا

ستاروں کے ایک دوسرے سے اوپر اور نیچے ہونے کو تمیز کرنے کا ذریعہ

لیکن ہندو منجم ستاروں کی حرکتوں کے (باہم) مساوی اور مسافتوں کے (باہم) مختلف ہونے کے قائل ہیں۔ (اس اصول کی بنا پر اُن کے نزدیک) اوپر کے سیارے کی حرکت اس لیے سُست ہی کہ اُس کا فلک وسیع تر ہی اور اُس کے نیچے کے سیارے کی حرکت اس لیے سریع ہی کہ اُس کا فلک تنگ اور چھوٹا ہی۔ چنانچہ فلک زحل کا ایک دقیقہ فلک قمر کے دوسو باسٹھ دقیقوں کے برابر ہی اور باوجود دونوں (سیاروں) حرکتوں کے مساوی ہونے کے وہ زمانہ جس میں دونوں اپنے اپنے فلک کی مسافت طے کرتے ہیں مختلف ہی۔

اس باب میں (یعنی اس مسئلہ میں ہندو منجموں کا) کوئی کلام (یعنی کوئی مستقل تصنیف) میری نظر سے نہیں گزرا۔ بجز اس کے کہ (مختلف) کتابوں میں جستہ جستہ اعداد نظر آجاتے ہیں (اور وہ بھی ایسے) جو فاسد (یعنی غلط) ہیں۔ مثلاً یکس پر کسی نے یہ اعتراض کیا کہ

---

[1] اختلاف منظر علم ہیئت کا اصطلاحی لفظ ہی جس کو انگریزی میں Parallars, کہتے ہیں۔

اس نے ہر کوکب کے فلک کے دور کو اکیس ہزار چھ سو اور اس کے نصف قطر کو تین ہزار چار سو اڑتیس قرار دیا ہی حالانکہ براہمر نے کہا ہی کہ آفتاب کا بُعد (یعنی مرکز زمین سے اس کا فاصلہ) ۲۵۹۸۹۰۰ ہی اور ثوابت کا بُعد ۳۲۱۳۶۲۶۸۳ ہی۔ اس کا جواب پُلس نے یہ دیا کہ (براہمر کا) پہلا عدد دقیقے ہیں اور دوسرا عدد جوجن ہیں اور اسی کا قول یہ بھی ہی کہ ثوابت کا بعد ۱۵۵۹۳۴۰۰۰ ہونا چاہیے۔

ہندوؤں میں جو طریقہ ستاروں کا فاصلہ دریافت کرنے کا ہی اس کا اصول ناقابل فہم ہی

یہ طریقہ (ستاروں کے ابعاد کو جاننے کا) جس کو ہم نے ہندو منجمین کی طرف منسوب کیا ہی ایسے اصول پر مبنی ہی جس کو ہم ابھی پوری طرح نہیں جان سکے ہیں اور اس کا پورا علم ہم کو اُس وقت ہو سکے گا جب اللہ تعالیٰ اُن کی کتابوں کو ترجمہ کرنے کا کام ہم پر آسان کر دے گا۔ (یعنی اُس کا سامان مہیا کر دے گا) اور وہ اصل یہ ہی کہ فلک قمر کے ایک دقیقہ کی پیمائش پندرہ جوژن ہی۔

طریقۂ مذکورہ کی توضیح جو بلبھدر نے کی ہی

بلبھدر نے اس کی شرح و توضیح جو کچھ کی ہی اس سے حقیقت واضح نہیں ہوتی اس نے کہا ہی کہ ماہتاب کے اُفق پر گزرنے کے زمانے کو یعنی اس زمانے کو جو اس کے جسم کے ابتدائی جز کے نمودار ہونے سے اس کے پورے جسم کے طلوع ہونے تک یا اس کے غروب کی ابتدا سے اس کے پورے جرم کے چھپ جاتے تک ہی رصد کیا گیا اور یہ پایا گیا کہ اس کا اُفق پر گزرنا دور فلک کے بتیس دقیقوں کے اندر واقع ہوتا ہی۔ اگرچہ مشاہدہ سے درجوں کا دریافت کرنا ہی مشکل ہی چہ جائیکہ دقیقے دریافت ہوں۔

پھر مشاہدے سے یہ دریافت کیا گیا کہ جسم ماہتاب کا قطر کس قدر جوژن ہے۔ وہ ۴۸۰ جوژن پایا گیا۔ اس کو جسم ماہتاب کے دقیقوں پر تقسیم کیا گیا۔ خارج قسمت پندرہ جوژن ایک دقیقہ کا حصہ ہوا۔ اس

فلک قمر کی پیائش جوژن سے

کو دور کے دقیقوں میں ضرب دیا گیا حاصل ضرب ۳۲۴۰۰۰ ہوا۔ فلک قمر کی پیائش جوژن سے یہی ہے جس کو وہ ہر دورے میں قطع کرتا ہے۔ اگر اس عدد کو ماہتاب کے ایک کلپ یا ایک چترجگ کے دوروں کے عدد میں ضرب دیا جائے حاصل ضرب وہ مسافت ہوگی جو ماہتاب ان دوروں سے ایک کلپ یا چترجگ کے

فلک بروج کا جوژن برہمگوپت کے نزدیک

اندر قطع کرتا ہے۔ برہمگوپت کے نزدیک ایک کلپ کی یہ مسافت ۱۸۷۱۲۰۶۹۲۰۰۰۰۰۰۰۰ جوژن ہے اور اس نے اس کا نام فلک بروج کا جوژن رکھا ہے۔

یہ بدیہی ہے کہ عدد مذکور کو کسی کوکب کے ایک کلپ کے دوروں پر تقسیم کرنے سے خارج قسمت ایک دورے کا جوژن ہوگا۔ لیکن جیسا ہم کہہ چکے ہیں ہندوؤں کے نزدیک کواکب کی حرکت اور ان کی مسافت ایک ہی چیز ہے اس لیے یہی خارج قسمت فلک کوکب کی پیائش ہوگی۔

فلک کوکب کا نصف قطر مرکز زمین سے اس کا بُعد ہے

اور جب کہ برہمگوپت کے نزدیک قطر کی نسبت دور کی طرف قریباً وہ ہوتی ہے جو ۱۲۶۵۹ کی نسبت طرف ۴۰۹۸۰ کے ہے۔ پس فلک کوکب کی پیائش کو جب ۱۲۶۵۹ میں ضرب دے کر حاصل کو ۸۱۹۶۰ پر تقسیم کیا جائے گا۔ خارج قسمت نصف قطر ہوگا جو مرکز زمین سے اس کوکب کا بُعد ہے۔

فلک کوکب کے دور اور نصف قطر کا جدول برہمگوپت کے حساب سے | ہم نے برہمگوپت کی رائے کے مطابق اس کا (یعنی ہر کوکب کے دور فلک اور نصف قطر کا) حساب کرکے ان کو ذیل کے جدول میں درج کیا ہے:-

کواکب	ہر کوکب کے دور فلک کی مقدار جوژن سے	افلاک کے نصف قطروں کی مقدار جوژن سے اور مرکز زمین سے ان کا فاصلہ یہی ہے
قمر	۳۲۴۰۰۰	۵۱۲۲۹
عطارد	۱۰۴۳۲۱۰ $\frac{۱۵۶۱۲۳۷۶۷۰}{۲۲۴۲۱۲۴۸۷۳}$	۱۶۴۹۴۷
زہرہ	۲۶۶۴۶۲۹ $\frac{۱۶۳۷۵۸۰۳۸۳}{۱۷۵۵۵۹۷۳۷۳}$	۴۲۱۳۱۵
شمس	۴۳۳۱۴۹۷ $\frac{۱}{۲}$	۶۸۴۸۶۹
مریخ	۸۱۴۶۹۱۲ $\frac{۸۲۴۳۰۹۲۴}{۱۱۴۸۱۴۱۳۲۶۱}$	۱۲۸۸۱۳۹
مشتری	۵۱۳۷۴۸۲۱ $\frac{۵۴۱۸۰۸۹}{۷۲۸۴۵۲۹۱}$	۸۱۲۳۰۶۴
زحل	۱۲۷۶۶۶۸۷۸۶ $\frac{۲۵۲۳۶۲۳۷}{۷۳۲۸۳۶۴۹}$	۲۰۱۸۶۱۸۶
ثوابت اس حساب سے کہ ان کا بعد آفتاب کے بعد سے ساٹھ گونہ ہے	۲۵۹۸۸۹۸۵۰	۴۱۰۹۲۱۴۰

جوژن آسمان پلس کے حساب سے | پُلس کا عمل چترجگ سے ہے اور فلک قمر کے محیط کی پیمائش کا حاصل ضرب قمر کے چترجگ کے دوروں میں ۱۸۷۱۲۰۸۰۸۶۴۰۰۰ ہے اس وجہ سے پُلس اسی مقدار کو آسمان کا جوژن کہتا ہے۔ یعنی وہ مسافت جو قمر ہر چترجگ میں قطع کرتا ہے۔

پلس کے حساب سے کوکب کا بعد مرکز زمین سے

پلس کے نزدیک قطر کی نسبت دور کی طرف وہ ہی جو ۱۲۵۰۰ کی طرف ۳۹۲۷ کو ہی۔ جب کسی کوکب کے دور فلک کو ۶۲۵۰ میں ضرب دے کر حاصل کو ۳۹۲۷ پر تقسیم کریں گے۔ خارج قسمت مرکز ارض سے کوکب کا بعد ہوگا۔ ہم یہاں بھی اسی طرح عمل کرکے جیسا پہلے کرچکے ہیں پُلس کی رائے کے مطابق جو نتیجہ حاصل ہوا اس کو ذیل کے جدول میں درج کرتے ہیں۔ نصف قطر کے اندر جو کسور نصف (= ½) سے کم ہیں ہم نے ان کو حساب سے نکال دیا ہی اور جو نصف سے زیادہ ہیں ان کو پورا (یعنی ایک عدد صحیح) کردیا ہی۔ محیط میں اس قسم کا تصرف نہیں کیا بلکہ ان کو اسی طرح رہنے دیا ہی جیسا وہ حقیقت میں ہیں۔ اس وجہ سے کہ مسافت کے حساب میں ان کی حاجت ہوتی ہی۔ اور وہ اس طرح کہ جب ایک کلپ یا چترجگ کے آسمان کے جوژن کو ان کے ایام طلوعی پر تقسیم کیا جائے گا خارج قسمت برھمگوپت کے نزدیک ۱۱۸۵۸ ۲۵۴۹۸/۳۵۴۱۹ ہوگا اور پلس کے مطابق ۱۱۸۵۸ ۲۰۹/۲۹ ۵۵۴/۲۲۰۷ ہوگا۔ یہ وہ مسافت ہوئی جس کو قمر ہر روز قطع کرتا ہی۔ اور اس وجہ سے کہ حرکت (یعنی کل ستاروں کی) یکساں ہی یہی وہ مسافت ہی جس کو ہر ستارہ اپنی رفتار سے ہر روز طے کرتا ہی اور اس مسافت کی نسبت اپنے فلک کے محیط کے جوژن کے ساتھ وہ ہی جو اس کی دریافت طلب حرکت کو دورہ (یعنی فلک کے پورے دورہ) کے ساتھ اس کو ۳۶۰ درجہ قرار دے کر ہی۔ اور جب کل کواکب کی اس مشترک رفتار کو تین سو ساٹھ میں ضرب دے کر

حاصل کو کوکب مطلوب کے محیط کے جوژن پر تقسیم کیا جاتا ہے خارج قسمت اس کا بہت اوسط یعنی ایک یوم کی حرکت وسطی ہوتا ہے۔

جدول کواکب کے محیط اور مرکز زمین سے
ان کے بعد جوژن میں پلس کے حساب سے

کواکب	گرات کواکب کے محیط کے جوژن کی تعداد	مرکز ارض سے کواکب کے ابعاد کے جوژن کی تعداد
قمر	۳۲۴۰۰	۵۱۵۶۶
عطارد	۱۰۴۳۲۱۱ $\frac{۵۷۳}{۱۹۹۴}$	۱۶۶۰۳۳
زہرہ	۲۶۶۴۶۳۲ $\frac{۹۰۲۳۲}{۵۸۵۱۹۹}$	۴۲۴۰۸۹
شمس	۴۳۳۱۵۰۰ $\frac{۱}{۵}$	۶۹۰۲۹۵
مریخ	۸۱۴۶۹۳۷ $\frac{۱۸۱۶۳}{۹۵۷۰۱}$	۱۲۹۶۶۲۴
مشتری	۵۱۳۷۵۷۶۴ $\frac{۴۹۹۶}{۱۸۲۱۱}$	۸۱۷۶۶۸۹
زحل	۱۲۷۶۷۱۶۳۹ $\frac{۲۷۳۰۱}{۳۶۶۴۱}$	۲۰۳۱۹۵۴۲
ثوابت اس حساب سے کہ اُن کا بعد آفتاب کے بعد سے ساٹھ گونہ ہے	۲۵۹۸۹۰۰۱۲	۴۱۴۱۷۷۰۰

اور چونکہ پلس (بجائے کلپ کے) چترجگ سے حساب کرتا ہے اس لیے وہ فلک قمر کے دائرے کو اُس کے دوروں میں (جو ایک چترجگ میں واقع ہوتے ہیں) ضرب دیتا ہے اور اُس کے حاصل ضرب ۱۸۷۱۲۰۸۰۸۶۴۰۰۰۰ کو جوژن سمار (آسمان کے جوژن)

کے نام سے موسوم کرتا ہی۔ یہ وہ مسافت ہی جس کو ماہتاب ایک
چترجگ میں قطع کرتا ہی۔ اور اُس کے (پلس کے) نزدیک قطر کی
نسبت دائرہ (کے محیط) کے ساتھ وہ ہی جو ۱۲۵۰ کو ۳۹۲۷ کے ساتھ
ہی۔ پس ہر کوکب کے فلک کا دور جب ۶۲۵ میں ضرب دیا جائے گا
اور حاصل ضرب ۳۹۲۷ پر تقسیم کیا جائے گا تو خارج قسمت مرکز زمین
سے کوکب کا فاصلہ ہوگا۔ اور جس طرح ہم نے (برہگوپت کے نظریہ
کے مطابق حساب کرکے ادوار افلاک وغیرہ کو ایک جدول میں درج
کیا ہی اُسی طرح پلس کے نظریہ کے مطابق بھی) ہم نے حساب کیا ہی اور
اُس کی رائے کے مطابق ہم کو جو حاصل ہوا ہی اُس کو بھی ایک
جدول میں ہم درج کرتے ہیں لیکن کسور کے متعلق (یہ کیا ہی کہ) جو کسر
نصف سے کم تھی اُس کو ساقط کردیا اور جو (نصف سے) زیادہ تھی
اُس کو بڑھاکر پورا کردیا ہی (تاکہ عدد صحیح ہوجائے اور کسر کا حساب
باقی نہ رہے) لیکن دائروں کے محیط Parralan Circumferenec
کے متعلق ہم نے یہ عمل نہیں کیا ہی بلکہ کامل صحت کا التزام رکھا ہی
اس لیے کہ اُن کی (یعنی دائروں کے محیط کی) ضرورت حرکات
(دوری) کے حساب کرنے میں لاحق ہوتی ہی۔ چنانچہ اگر ایک کلپ
یا ایک چترجگ کی مدت کے سار (آسمان) کے جوژن اُس کے یعنی
کلپ یا چترجگ کے ایام طلوعی میں تقسیم کیے جائیں تو خارج قسمت
۱۱۸۵۸ ہوگا اور برہمگوپت کے مطابق کسر $\frac{۲۵۴۹۸}{۳۵۴۱۹}$ باقی رہے گی
اور پلس کے مطابق $\frac{۲۰۹۵۵۴}{۲۹۲۰۷}$ باقی بچے گی۔ اور یہ وہ مسافت ہی
جس کو ماہتاب ہر روز طے کرتا ہی اور چونکہ ہر سیارہ کی حرکت

ایک ہی ہی- (یعنی ایک سیارہ ہر روز جس قدر مسافت طے کرتا ہی بقیہ سب سیارے بھی روزانہ اُسی قدر مسافت طے کرتے ہیں) اس لیے ہر کوکب اُسی قدر مسافت روزانہ طے کرتا ہی (جو ابھی اوپر بیان کی گئی)- اور اس (حرکت روزانہ) کی نسبت اس کے محیط فلک کے جوڑن کے ساتھ وہی ہی جو حرکت مطلوبہ کی نسبت دور کے ساتھ ہی اور یہ دور تین سو ساٹھ مساوی درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہی- پس اگر حرکت (روزانہ) کو جو ہر کوکب میں یکساں ہی تین سو ساٹھ میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو اُس کوکب کے جس کے متعلق تم دریافت کرنا چاہتے ہو محیط کے جوڑن سے تقسیم کرو تو خارج قسمت اُس کی اوسط حرکت ہوگی اور وہ ایک یوم کی اوسط حرکت ہوگی-

	کواکب کے کروں (Spheres) کے محیطوں (Circumference) کے جوڑن-	زمین کے مرکز سے کواکب کے ابعاد (فاصلوں) کے جوڑن-
قمر	۳۲۴۰۰۰	۵۱۵۶۶
عطارد	۱۰۴۳۲۱۱ ۵۷۳/۱۹۹۲	۱۶۶۰۳۳
زہرہ	۲۶۶۴۶۳۲ ۹۰۲۳۲/۵۸۵۱۹۹	۴۲۴۰۸۹
شمس	۴۳۳۱۵۰۰ ۱/۵	۶۹۰۲۹۵
مریخ	۸۱۴۶۹۳۷ ۱۸۱۶۳/۹۵۷۰۱	۱۲۹۶۶۶۲۴
مشتری	۵۱۳۷۵۰۷۶۴ ۴۹۹۶/۱۸۲۱۱	۸۱۷۶۶۸۹
زحل	۱۲۷۶۷۱۷۳۹ ۲۷۳۰۱/۳۶۶۴۱	۲۰۳۱۹۵۴۲

	کواکب کے کروں (کے محیطوں کے جوژن۔	زمین کے مرکز سے کواکب کے ابعاد (فاصلوں) کے جوژن۔
ثوابت اس نظریہ سے کہ شمس کا بعد ثوابت کے بعد کے ساٹھ حصوں میں ایک حصہ ہے	۲۵۹۸۹۰۰۱۲	۴۱۴۱۷۰۰

ستاروں کے اقطار، جوژن میں برھگوپت اور پلس کے حساب سے

جس طرح قطر ماہتاب کے ان دقیقوں کی نسبت جو اس میں موجود ہیں محیط کے دقیقوں کے ساتھ جو ۲۱۶۰۰ ہے وہ پائی گئی جو قطر ماہتاب کے حصہ جوژن یعنی ۴۸۰ کی اس نسبت کے پورے دورے کے جوژن کے ساتھ ہے۔ اسی طریقے سے قطر آفتاب کے ان دقیقوں کے واسطے بھی وہی عمل کیا گیا جو اس میں موجود ہیں اور برھگوپت کے نزدیک ان کا جوژن ۶۵۲۲ اور پلس کے نزدیک ۶۴۸۰ جوژن ہوا۔ اور جب پلس نے جسم قمر کے واسطے بتیس دقیقے پائے اور یہ عدد زوج الزوج ہے۔ اس نے اس کی ایک تنصیف کرکے کواکب (یعنی سیارات) پر اس طرح تقسیم کر دیا کہ زہرہ کو ۳۲ کا نصف (یعنی ۱۶)، مشتری کو ۳۲ کا ربع (یعنی ۱۶ کا نصف = ۸) عطارد کو ۳۲ کا ثمن (یعنی ۸ کا نصف = ۴) زحل کو ۳۲ کا ثمن (یعنی ۴ کا نصف = ۲) اور مریخ کو ۳۲ کا ربع ثمن (یعنی ۲ کا نصف = ۱) دیا۔

معلوم ہوتا ہی کہ بطلیمس کو یہ ترتیب پسند آگئی ہی۔ ورنہ دیکھنے میں زہرہ کا قطر ماہتاب کے قطر کا نصف نہیں ہی اور نہ مریخ کا قطر ماہتاب کا نصف ثمن ہی۔ اور زمین سے نیرین

آفتاب و ماہتاب کے جسم کی مقدار دریافت کرنے کا طریقہ

(یعنی آفتاب اور ماہتاب) کے بُعد (یعنی فاصلے) کی بنا پر ہر وقت کے لیے اُن کے (یعنی آفتاب و ماہتاب کے) جرم (یعنی قطر اور حجم) کو دریافت کرنے کا طریقہ (یہ ہی کہ :-)

فرض کرو کہ ا، ب جسم آفتاب کا قطر ہی اور د، ج زمین کا قطر ہی، ہ ہ مخروط ظل ہی۔ ہ، ل اس کا سہم[۵۱] ہی۔ ہم د، ب کے متوازی خط ج، ز نکالتے ہیں جس سے ا، ب اور ج، د کا فرق ا، ز ہوجاتا ہی۔ عمود ج، ط آفتاب کا بُعد اوسط یعنی اس کے فلک کا نصف قطر ہی جو جوزن الستار سے نکالا گیا ہی۔ آفتاب کا قطر معدل (اس سے) ہمیشہ مختلف ہوتا اور (کبھی) بڑھتا اور (کبھی) گھٹتا رہتا ہی۔ ز، ج، ک ایک خط نکالو جو لامحالہ جیب (Sine) کے اجزا سے حاصل ہوتا ہی۔ اس کی نسبت ج، ط کی طرف اس بنا پر کہ وہ جیب کل ہی مثل اس نسبت کے ہی جو ج، ک کے جوزن کو طرف ج، ط کے جوزن کے ہی اور اسی سے اس کی تحویل جوزن کی طرف ہوجاتی ہی۔

جوزن ا، ب کی نسبت طرف جوزن ک، ج کے مثل اس

---

۵۱ سہم کو انگریزی میں elevation کہتے ہیں۔

نسبت کے ہی جو دقائق آ، بَ کو طرف دقائق کَ، جَ کے ہی۔ اس بنا پر کہ وہ جیب کل ہی۔ پس آ، بَ دقائق فلک کے ساتھ معلوم ہو جاتا ہی۔ اس لیے کہ جیب کل دور (یعنی دائرۃ السماء) کی مقدار سے حاصل کیا جاتا ہی۔ اسی وجہ سے پلس نے کہا کہ فلک شمس یا قمر کے نصف قطر کے جوژن کو اس کے قطر معدل میں ضرب دو اور حاصل ضرب اُس کے جیب کل پر تقسیم کرو۔ پس آفتاب کے لیے جو خارج قسمت حاصل ہو اُس سے ۲۲۲،۸۲۴۰ کو اور جو ماہتاب کے حاصل ہو اُس سے ۱۶۵۰۲۴۰ کو تقسیم کرو۔ جو خارج قسمت حاصل ہوں گے وہ اس جسم کے قطر کے دقیقے ہوں گے جن کے واسطے عمل کیا گیا ہی۔

یہ دونوں عدد آفتاب و ماہتاب کے قطروں کے جوژنوں کو ۳۴۳۸ میں جو جیب کل کے دقیقے ہیں ضرب دینے سے حاصل ہوتے ہیں۔

اسی طرح برھگوپت نے کہا ہی کہ "نیر (یعنی آفتاب یا ماہتاب) کے جوژن کو ۳۴۱۶ میں جو جیب کل کے دقائق ہیں ضرب دے کر حاصل کو اس کے فلک کے نصف قطر کے جوژن پر تقسیم کرو۔ لیکن یہ تقسیم صحیح نہیں ہی اس لیے کہ اس سے جسم کی مقدار میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے بلبھدر شارح کی رائے وہی ہی جو پلس کی کہ تقسیم تحویل شدہ قطر معدل پر کرنا چاہیے۔

برھگوپت کا طریقہ قطر ظل کے حساب کا | برھگوپت نے قطر ظل کو جس کا نام ہماری زیچوں میں مقدار فلک جوزہر ہی دریافت کرنے کا طریقہ یہ

بتلایا ہی کہ قطر زمین کے جوژن یعنی ۱۵۸۱ کو قطر آفتاب کے جوژن یعنی ۶۵۲۲ سے گھٹاؤ اور باقی کو جو ۴۹۴۱ رہتا ہی تقسیم کے واسطے محفوظ رکھو جو آ، ز کی شکل میں ہی۔ پھر زمین کے قطر کو آفتاب کے قطر معدل میں جو اس کی تقویم کے وقت حاصل ہو، ضرب دے کر حاصل ضرب کو عدد محفوظ پر تقسیم کرو خارج قسمت قطر مقوم ہوگا۔

ظاہر ہی کہ مثلث آ، ز، ج اور مثلث ج، د، ہ باہم مشابہ ہیں۔ لیکن عمود ج، ط کی مقدار میں تبدیلی نہیں ہوتی لیکن قطر معدل کے باعث ا، ب کی (حقیقی) مقدار تو اپنی حالت پر قائم رہتی ہی لیکن نظر میں (یعنی دیکھنے میں) متغیر ہوتی رہتی ہی۔ (یعنی چونکہ قطر معدل کی مقدار میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی اس لیے ا، ب کی حقیقی مقدار میں بھی کمی بیشی نہیں ہوتی لیکن جب آب ہم سے دور ہو جائے گا تو ہم کو چھوٹا نظر آئے گا اور جب قریب ہوگا تو بڑا دکھائی دے گا۔) پس ج ک کو یہ قطر فرض کرو۔ خط ا، ی اور ز، و دو متوازی خط نکالو اور خط ی، ک، و خط ا، ب کے متوازی نکالو۔ پس وہ برابر ہی (اُس تقسیم کرنے والے عدد کے جو اوپر بیان کیا گیا اور جو ذہن میں محفوظ رکھا گیا ہی۔ ایک خط ی، ج، م نکالو۔ م اُس وقت کے ظل کے مخروط کا راس (یعنی سرا) ہوگا۔ ی، د کی جو (ذہن میں) محفوظ رکھا گیا ہی قطر معدل ک، ج کے ساتھ نسبت وہی ہوگی جو زمین کے قطر ج، د کی م، ل کے ساتھ ہی جس کو اُس نے (برھگوپت نے) قطر مقوم کے نام سے موسوم کیا ہی اور جو جیب کے دقیقوں سے معلوم کیا جاتا ہی، اس سے کہ

ک.ج (   )۔ میرا خیال یہ ہی کہ اس کے بعد نسخہ (یعنی اصل ہندی کتاب) کا کچھ حصّہ ضائع ہوگیا ہی اس لیے کہ آگے کا مضمون حسب ذیل ہی:-

"اس کو زمین کے قطر میں ضرب دو۔ حاصل ضرب مرکز زمین اور کنارہ ظل کے درمیان کا فاصلہ ہی۔ اس سے ماہتاب کے قطر معدل کو گھٹا کر باقی کو قطر زمین میں ضرب دو اور حاصل کو قطر مقوم پر تقسیم کرو۔ پس جو خارج ہوگا وہ قمر کے فلک میں ظل کا قطر ہوگا۔ اب فرض کرو کہ ماہتاب کا قطر معدل ل،س ہی اور ف.ن فلک قمر کا ایک ٹکڑا ہی جس کا (یعنی فلک قمر کا) نصف قطر ل،س ہی۔ اور جب کہ ل،م کی مقدار جیب کے دقیقوں میں معلوم ہو چکی ہی پس اُس کی نسبت ج، د کے ساتھ جو جیب کل کا دوچند ہی وہی ہی جو م،س کے جیب کے دقیقوں کی ع،ص کے جیب کے دقیقوں کے ساتھ ہی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ برہمگوپت نے قطر مقوم ل،م کو جوژن کی مقدار میں تحویل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور یہ تحویل قطر مقوم کو قطر زمین کے جوژن میں ضرب دے کر حاصل کو جیب کل کے دوگنے پر تقسیم کرنے سے ہوتی ہی لیکن اصل نسخے میں تقسیم کا ذکر ساقط ہوگیا ہی۔ ورنہ قطر مقوم کو قطر زمین میں ضرب دینا فضول اور زائد چیز ہی جس کی عمل میں کوئی حاجت نہیں ہی۔

نیز جب ل،م جوژن میں حاصل ہوگا قطر معدل ل،س کو اس غرض سے کہ م،س کی مقدار جوژن میں ہوجائے جوژن کی

طرف تحویل کرنا ضروری ہوگا۔ اس بنا پر ظل کا قطر جو خارج ہوگا جوزن ہوگا۔

برھمگوپت کہتا ہی کہ "پھر خارج قسمت ظل کو جیب کل ضرب دے کر حاصل کو ماہتاب کے قطر معدل پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت ظل کے دقیقے ہوں گے جن کو دریافت کرنا مقصود تھا۔

برھمگوپت کے طریقے پر مصنف کا انتقاد | اگر خارج قسمت ظل جوزن میں ہوتا اس وقت یہ ضروری تھا کہ وہ ظل کو جیب کل کے دوگونہ میں ضرب دے کر حاصل کو قطر زمین کے جوزن پر تقسیم کرتا اور اس طرح ظل کے دقیقے خارج ہوکر اس کو ملتے۔ لیکن اس نے یہ نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ اس عمل میں اس نے قطر مقوم کو جوزن میں تحویل کیے بغیر اس کے دقائق پر قناعت کر لی ہی۔

اور اس وجہ سے کہ اس نے ایسے قطر معدل کو استعمال کیا۔ جس کی تحویل جوزن میں نہیں ہوئی ہی، ظل اس کو ایسے دائرے میں خارج ہوکر ملا جس کا نصف قطر معدل ہی۔ حالانکہ اس کو ظل کی حاجت ایسے دائرے میں ہی جس کا نصف قطر جیب کل ہی نسبت ص، ع کی جو خارج ہوکر اس کو ملا طرف س، ل قطر معدل کے مثل اس نسبت کے ہی جو ص، ع بامقدار مطلوب کو طرف س، ل کے اس بنا پر ہی کہ وہ جیب کل ہی اسی بنیاد پر اس کی تحویل کرلو۔

برھمگوپت کا دوسرا طریقہ قطر ظل کو دریافت کرنے کا | دوسری جگہ برھمگوپت کہتا ہی کہ "قطر زمین ۱۵۸۱ ہی۔ قطر ماہتاب ۴۸۰ قطر آفتاب

۶۵۷۲ اور قطر ظلّ ۱۵۸۱ ہی۔ زمین کے جوژنَ کو آفتابَ کے جوژن سے گھٹاؤ۔ ۱۴۹۴۴ باقی رہا۔ اس کو ماہتاب کے قطر معدل کے جوژن میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو آفتاب کے قطر معدل کے جوژن پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت کو ۱۵۸۱ سے گھٹاؤ جو باقی رہے گا وہ فلک قمر میں ظل کی مقدار ہوگی۔ اس کو ۳۴۱۶ میں ضرب دے کر حاصل کو فلک قمر کے نصف قطر اوسط پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت قطر ظل کے دقائق ہوں گے۔

" یہ بدیہی ہی کہ جب قطر زمین کا جوژنَ قطر آفتاب کے جوژن سے گھٹایا جائے گا باقی آآ (یعنی ی، د) رہے گا۔ خط د، ج، ف نکالو اور عمود ک، ج کو سیدھے ح تک بڑھا لے جاؤ۔ پس اس بچے ہوئے مقدار ی دَ (یعنی قطر شمس کے جوژن سے قطر ارض کے جوژن کو گھٹانے سے جو مقدار حاصل ہوئی ہی) کی نسبت آفتاب کے قطر معدل ک، ج کی ساتھ وہی ہوگی جو ص، ف کو ح، ج کے ساتھ ہی جو ماہتاب کا قطر معدل ہی اور چونکہ ص، ف کی مقدار کا استخراج جوژن ہی کی مقدار میں کیا گیا ہی اس لیے ایک ہی بات ہوگی کہ یہ دونوں معدل (جوژن میں) تحویل کیے گئے ہوں یا نہ کیے گئے ہوں۔

خط ع، ن خط ح ف کے مساوی کھینچو۔ بداہتاً ح، ن قطر ح۔ د کے مساوی ہی۔ اور اس کا جز مطلوب ص، ع ہی جو کچھ اس طرح خارج ہوا اس کو قطر زمین سے گھٹا دینا چاہیے تاکہ ص ع باقی رہے "

برھمگوپت کا نسخہ ناقص اور اس کے حساب میں غلطی ہی۔

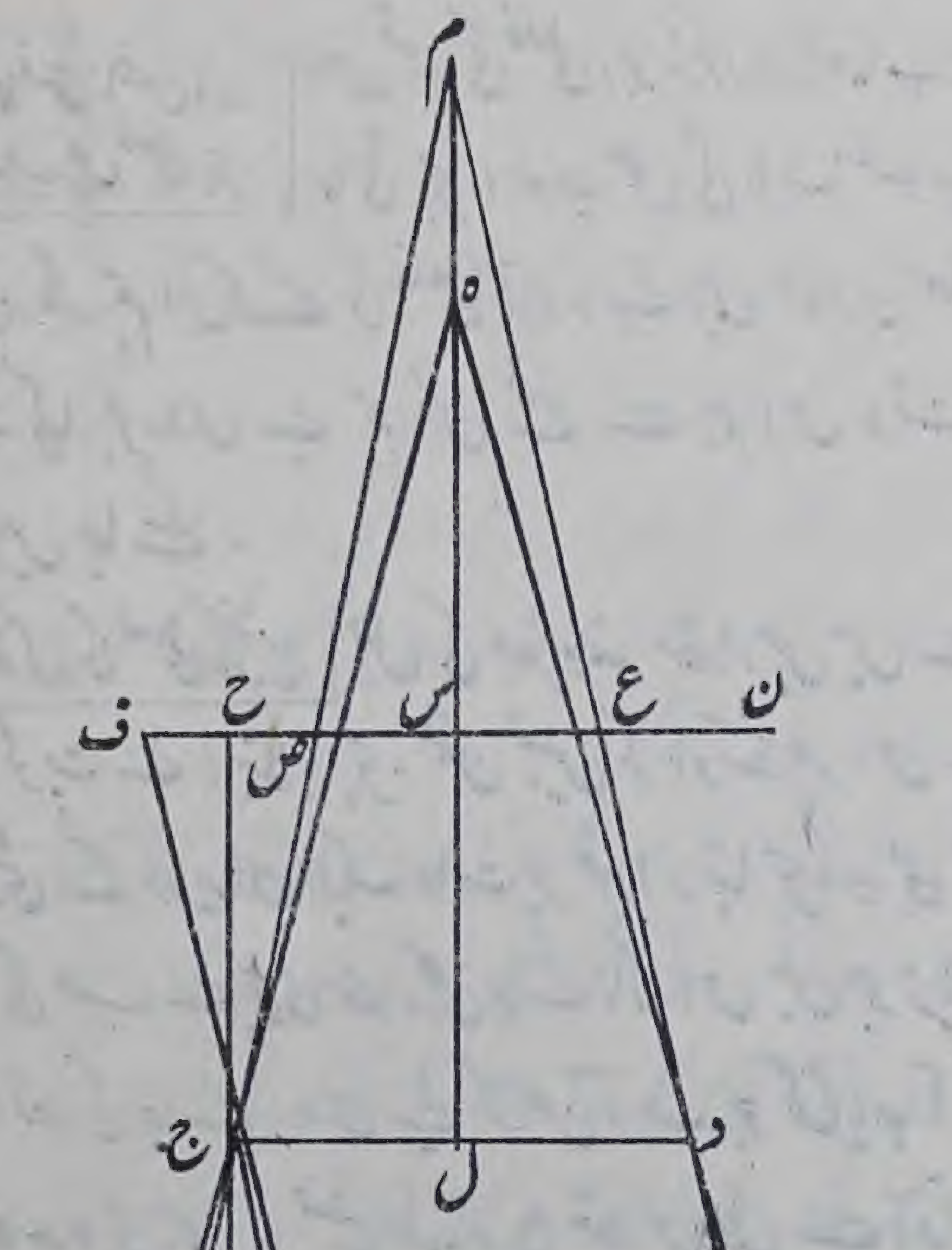
اس قسم کی غلطی (جو مذکورہ بالا حساب میں پائی جاتی ہی) موجد عمل کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی بلکہ ہم اس کو نسخے کی غلطی قرار دیتے ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ صحیح نسخہ کیا ہی اس لیے ہم اُس نسخے سے جو اس وقت موجود ہی باہر نہیں جاسکتے۔

حساب مذکور کی غلطی کی تشریح

ظل کی مفروضہ مقدار جس میں سے گھٹانے کو (چندر گوپت نے) بتلایا ہی، ممکن نہیں کہ اوسط ہو اس لیے کہ اوسط کمی اور بیشی کے درمیان ایک حالت پر ٹھہرا رہتا ہی۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ وہ ظل کی سب سے بڑی مقدار سمجھی جائے تاکہ اس میں جو زیادتی ہوئی ہی وہ ساقط کی جائے، اس لیے کہ ص ف جو گھٹایا جاتا ہی ایسے مثلث کا قاعدہ ہی جس کا ضلع ف ج خط س، ل سے آفتاب کی جہت میں ملتا ہی نہ کہ ظل کے آخر کی جہت میں پس ص، ف کو بھی ظل میں کوئی دخل نہیں ہی۔

اب یہ (قیاس) باقی رہا کہ یہ کمی قطر ماہتاب سے متعلق ہو تو اُس صورت میں ص ع کی نسبت جو جوزن میں حاصل کیا گیا ہی طرف س، ل کے جو ماہتاب کے قطر معدل کا جوزن ہی۔ مثل اس نسبت کے ہو جو وقائق میں حاصل کردہ ص ع کو طرف س، ل کے ہی اس بنا پر ہی کہ وہ جیب کل ہی۔

اس صورت سے برھمگوپت کا مطلوب بغیر فلک قمر کے نصف قطر اوسط پر تقسیم کرنے کے جو فلک سما کے جوزن سے مستخرج ہو صحت کے ساتھ حاصل ہوجاتا ہی۔



ہندو زیچوں سے آفتاب و ماہتاب کے قطر کے حساب کا طریقہ

زیچ گندگاتک اور کرن سار کی مطابقت زیچ خوارزمی سے

آفتاب و ماہتاب کے قطر کی مقدار جاننے کا عمل ہندوؤں کی زیچوں کھنڈ کھاتک اور کرن سار

ین وہی ہی جیسا زیج خوارزمی میں ہی اور قطر ظل کا طریقہ بھی کھنڈکھاٹک ین وہی ہی جو خوارزمی میں۔

قطر ظل کو دریافت کرنے کا طریقہ زیج کرن سار سے | کرن سار میں (قطر ظل کا طریقہ) یہ ہی کہ اس نے ماہتاب کے بُہت[۵۱] کو چار میں اور آفتاب کے بہت کو تیرہ میں ضرب دیا اور دونوں حاصل ضرب کے فرق کے عدد کو تیس پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ظل ہوگیا۔

قطر آفتاب کے حساب کا طریقہ کرن تلک سے | کرن تلک میں قطر آفتاب کے لیے یہ تبلایا ہی کہ آفتاب کے بہت کو نصف کرکے دو جگہ لکھو اور ایک کو دس پر تقسیم کرکے خارج قسمت کو دوسری جگہ پر زیادہ کرو۔ یہ قطر آفتاب کے دقیقے ہوں گے۔

قطر ماہتاب کا طریقہ | ماہتاب کے لیے یہ کہ بہت ماہتاب کو لکھ کر اس پر اس کے اسی اجزا میں سے ایک جز (= $\frac{1}{80}$) کو زیادہ کیا اور اور حاصل کو پچیس پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت ماہتاب کے دقیقے ہوں گے۔

قطر ظل کا طریقہ | ظل کے لیے یہ کہ بہت آفتاب کو تین میں ضرب دے کر حاصل ضرب سے اس کے چوبیس اجزا میں سے ایک جز (= $\frac{1}{24}$) کو گھٹایا اور باقی کو بہت ماہتاب سے گھٹا کر اب جو باقی رہا اس کے ذوگونہ کو پندرہ پر تقسیم کیا۔ خارج قسمت جوز ہر

---

۵۱ بہت سنسکرت لفظ بھکت کا معرب ہی اس کا بیان پہلے ہوچکا ہی ح ع ح

کے دقیقے ہوں گے۔

ہندوؤں کی زیچوں میں جو کچھ ہی اگر ہم ان سب کو بیان کریں تو اپنے مقصود سے باہر نکل جائیں گے۔ اس لیے ان میں سے ہم نے اُسی قدر بیان کیا ہی جو ہمارے مقصود سے متعلق ہی اور جن میں کوئی ندرت ہی یا جو ہمارے علما اور ملک والوں کو معلوم نہیں ہی۔

باب ۵۶

ماہتاب کی منزلوں کے بیان میں

ماہتاب کی ستائیس منزلیں ہندوؤں کے نزدیک منزلیں معین کرنے کا طریقہ وہی ہی جو بروج کے معین کرنے کا ہی جس طرح منطقۃ البروج کو بارہ مساوی حصوں میں تقسیم کرکے ہر حصّے کو ایک برج معین کیا ہی اُسی طرح اُس کو (منطقۃ البروج کو) ستائیس مساوی حصوں میں تقسیم کرکے ہر حصے کو قمر کی ایک منزل قرار دیا ہی۔ ہر منزل درجہ کے اعتبار سے تیرہ اور ایک ثلث درجہ (۱۳⅓) ہی اور دقیقہ سے آٹھ سو دقیقہ۔ کواکب سیّارہ ان منزلوں میں داخل ہوتے ہیں ان سے باہر نکلتے ہیں اور ان کے عرض میں شمال سے جنوب اور برعکس آمدورفت کرتے ہیں۔ فن احکام نجوم کے مطابق ہر منزل اُسی صفت، اُسی طبیعت، اُسی دلالت (یعنی ہونے والے واقعات کی طرف اشارہ) اور اُسی خاصیت کے ساتھ اُسی طرح مختص کی گئی ہی جس طرح بروج مختص کیے گئے ہیں۔

اس عدد کا ماخذ یہ ہی کہ ماہتاب پورے منطقہ کو ستائیس اور ثلث یوم (= ۲۷⅓) میں طی کرتا ہی جس میں سے کسر (= ⅓) حساب میں نہیں لی جاتی ہی اُسی طرح پر جس طرح عرب مغرب جانب کے اول رویت (ہلال) سے شروع کرکے مشرق جانب کی رویت تک

(منازل قمر کا) حساب کرتے ہیں۔
اس کا طریقہ یہ ہے کہ دور (یعنی محیط) کی مقدار پر آفتاب کے قمری مہینے (کے رفتار) کی مسافت (کی مقدار بڑھا دی جاتی ہے۔ اور مجموعے سے ماہتاب کی اس دو یوم کی مسافت جب وہ محاق میں ہوتا (یعنی نظر سے چھپا رہتا) ہے گھٹا کر باقی کو ماہتاب کی ایک یوم کی مسافت پر تقسیم کیا جاتا ہے، خارج قسمت ستائیس اور دو ثلث (= ۲۷ ⅔) سے کچھ زیادہ کسر ہوتی ہے جو پورا (ایک) کر دی جاتی ہے۔

عربوں میں ماہتاب کی منزلیں قرار دینے کا طریقہ

لیکن (قدیم زمانے کے) عرب ان پڑھ قوم تھی جو نہ لکھنا پڑھنا جانتی تھی نہ حساب سے واقف تھی۔ وہ صرف گننے اور آنکھ سے دیکھنے پر اعتماد کرتے تھے۔ اس لیے کہ ان کے پاس (مشاہدہ اور) رویت کے سوا علم کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں تھا۔ وہ منزلوں کی حدبندی سوا ان کواکب ثابتہ کے جو اُن کے اندر ہیں کسی دوسری چیز سے نہیں کر سکتے تھے۔ ہندوؤں نے جب اس قسم کی تحدید کرنی چاہی تو اُنھوں نے بعض کواکب کے متعلق عربوں کے ساتھ اتفاق کر لیا اور بعض کے متعلق اختلاف کیا۔ بہر حال عرب ماہتاب کے راستوں سے دور نہیں ہٹتے اور صرف ان ہی ستاروں کو شمار کرتے ہیں جن کے ساتھ ماہتاب (اپنے دورے میں) یک جا یا اُن کے قریب ہوتا ہے

اس کی تحقیق کہ ہندوؤں کے یہاں منزلیں ستائیس ہیں یا اٹھائیس۔

بخلاف اُس کے ہندو اس شرط کی پوری پابندی نہیں کرتے بلکہ (ماہتاب اور

ستاروں کے) آمنے سامنے ہونے اور ایک دوسرے کے ٹھیک اوپر نیچے ہونے کا بھی اعتبار کرتے ہیں اور (ان ستاروں کے علاوہ) وہ اُن ستاروں کو بھی (منازل قمر میں) شمار کرتے ہیں جو نسر واقع کو بھی (منازل قمر) میں داخل کرتے ہیں جس سے اُن کے عدد اٹھائیس ہو جاتے ہیں۔

اس سبب سے ہمارے منجموں اور کتب الانوار کے مصنفوں کو دھوکا ہوا اور ان لوگوں نے بیان کر دیا کہ ہندؤں کے نزدیک (قمر کی) منزلیں اٹھائیس ہیں اور ان لوگوں نے ایک منزل کو جو ہمیشہ آفتاب کی شعاع سے چھپی رہتی ہے، حساب سے چھوڑ دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ان لوگوں نے یہ سُنا ہے کہ ہندو اس منزل (قمر) کو جس میں آفتاب ہوتا ہے، محترقہ (یعنی جلتی ہوئی) اور اس منزل کو جس سے ہٹتا ہے مفترقہ بعد عناق (یعنی گلے ملنے کے بعد جدا ہونے والی) اور اس منزل کو جو اس سے آگے ہے متدخنہ (یعنی دھواں دینے والی) کہتے ہیں۔ ہمارے بعض عالموں نے تصریح کی ہے کہ وہ منزل جو حساب سے چھوڑ دی جاتی ہے وہ منزل زبانا (سولھویں منزل جس کے دو ستارہ برج عقرب کا نیش ہیں) ہے۔ اور اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ میزان کے آخر اور عقرب کی ابتدا میں قمر کا جو رستہ ہے وہ محترقہ ہے۔

یہ سارے اقوال اس وجہ سے ہیں کہ ہمارے علماء کے

لہ "انوا"، علم ہیئت و نجوم کا اصطلاحی لفظ ہے۔ اس سے وہ ستارے مراد ہوتے ہیں جن میں سے ایک کے طلوع ہونے کے وقت دوسرا غروب ہوتا ہے اور وہ ستارے بھی جن کا طلوع ہونا بارش ہونے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ جن کتابوں میں ان ستاروں کی تفصیل اور اُن کے طلوع و غروب کے اوقات کی تفصیل بیان کی جاتی ہے اُن کو "کتب الانوار" کہتے ہیں۔ ع ح

خیال میں ہندوؤں کے نزدیک منزلوں کی تعداد اٹھائیس ہی اور اس میں سے (ایک منزل) نکال دی جاتی ہی حالانکہ واقعہ یہ نہیں ہی بلکہ منزلیں ستائیس ہیں اور اس میں (ایک) بڑھا دی جاتی ہی۔

برھمگوپت نے بیان کیا ہی کہ کتاب بَیَد میں ہی کہ جو لوگ میرو میں رہتے ہیں وہ دو آفتاب دو ماہتاب اور چوّن منزلیں دیکھتے ہیں اور ان کے ایام بھی دو گونہ ہوتے ہیں۔ پھر اس نے اس مضمون کی اس طرح تردید کی ہی کہ ہم لوگ قطب کی چرخی کو ایک دن میں دو مرتبہ نہیں بلکہ ایک ہی مرتبہ دورہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور میرا[1] یہ حال ہی کہ ہم اس جھوٹے افسانہ کا کوئی مطلب یا بنیاد قرار دینے سے عاجز ہیں۔

کواکب کے مقام یا منزل کے مقررہ درجہ کو جاننے کا طریقہ کسی کوکب کے مقام یا کسی منزل کے مقررہ درجے کو جاننے کا طریقہ یہ ہی کہ اول حمل سے اس کے پورے بُعد کو دقیقہ بناکر ان کو آٹھ سو پر تقسیم کردو، خارج قسمت موجودہ ناتمام منزل سے اوپر کی پوری منزلیں ہوں گی اور جو عدد باقی رہ گیا وہ موجودہ منزل کا وہ حصہ ہی جو قطع ہو چکا ہی۔ اس کو آٹھ سو کی طرف نسبت کردیا جائے، دونوں (یعنی باقی عدد اور آٹھ سو) کو اپنی حالت پر رکھ کر یا دونوں کو ان کے وفق (یعنی عدد مشترک) سے مختصر کرکے۔ یا دقیقوں کو درجہ میں منتقل کرلیا جائے یا باقی عدد کو ساٹھ میں ضرب دے کر حاصل کو آٹھ سو پر تقسیم کردیا

[1] یعنی مصنف بیرونی خود اپنے متعلق کہتا ہی کہ ہم اس جھوٹے افسانے کا منشا و مطلب سمجھنے سے قاصر ہیں۔

جائے۔ آخری صورت میں خارج قسمت موجودہ منزل کو ایسی اکائی تسلیم کرکے جو ساٹھ اجزا پر تقسیم ہی اس کا وہ حصہ ہوگا جو قطع ہوچکا ہی

ماہتاب کے واسطے منزل کے درجے کو جاننے کا خاص طریقہ

(کوکب کے مقام یا منزل کے درجے کو جاننے کے) کل مذکورہ طریقے ماہتاب اور اس کے سوا دوسرے ستاروں کے لیے عام ہیں ماہتاب کے لیے خاص طریقہ یہ ہی کہ باقی عدد کو ساٹھ میں ضرب دینے سے جو عدد حاصل ہو اس کو ماہتاب کے بہت پر تقسیم کیا جائے خارج قسمت یوم منزلی کا وہ حصہ ہوگا جو گزر چکا ہی۔

ہندو ثوابت ستاروں سے بہت تھوڑی واقفیت رکھتے ہیں۔ مجھے ان میں کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو منزلوں کے ستاروں کو آنکھ سے دیکھ کر پہچان سکتا اور انگلی سے ان کی طرف اشارہ کرسکتا ہو۔ ہم نے منازل کے اکثر ستاروں کو بڑی محنت کرکے قیاس سے سمجھا ہی اور اپنے ایک رسالہ 'تحقیق منازل قمر' میں اس کو درج کیا ہی۔ ہم پہلے زیج گندگاتک کے مطابق منازل قمر کے ستاروں کے طول اور عرض کو بیان کرکے اُن کے مقامات کا تعین کردیتے ہیں اور اُن ستاروں کی تعداد کو بیان کردیتے ہیں۔ اور حسب ذیل جدول بناکر ان کا سمجھنا آسان کردیتے ہیں۔ اس کے بعد اس موقع کے مناسب ہندوؤں کے اقوال کو ذکر کریں گے۔

ماہتاب کی منزلوں کا جدول ماخوذ از زیج گندگاتک

عدد منازل	منازل کے نام	منازل قمر کے ستاروں کی تعداد	طول			عرض			(منازل قمر) کے ستاروں کے نام اور ان کی تعریف
			بروج	درجے	دقیقے	اجزا	دقیقے	سمت عرض	
۱	اشونی	۲	۰	۸	۰	۱۰	۰	اتر	شرطان
۲	بھرنی	۳	۰	۲۰	۰	۱۲	۰	اتر	بطین
۳	کرتکا	۶	۱	۷	۲۸	۵	۰	اتر	ثریا
۴	روہنی	۵	۱	۱۹	۲۸	۵	۰	دکن	دبران مع ان ستاروں کے جو برج ثور کے راس (سر) میں ہیں۔
۵	مرگشیر	۳	۲	۳	۰	۵	۰	دکن	ہقعہ
۶	اردرا	۱	۲	۷	۰	۱۱	۰	دکن	نامعلوم بظن غالب شامیہ ہنعہ دیہ منزل برج جوزا کے ہیں، ستاروں اور شامیہ کے دو ستاروں پر مشتمل ہے
۷	پونربس	۲	۳	۳	۰	۶	۰	اتر	ذراع
۸	پوش	۱	۳	۱۲	۰	۰	۰	عرض ندارد	نثرہ
۹	اشلیش	۶	۳	۱۸	۰	۶	۰	دکن	نامعلوم بظن غالب چار ستارے سرطان سے باہر اور دو اس کے اندر کے طرفہ (دو ستارے ہیں جن کو علی الاسد بھی کہتے ہیں)
۱۰	نگ (مگھا)	۶	۴	۹	۰	۰	۰	عرض ندارد	جبہہ، دو دو ستاروں کے ساتھ

عددِ منازل	منازل کے نام	(منازل قمر کے) ستاروں کی تعداد	طول			عرض			(منازل قمر) کے ستاروں کے نام اور اُن کی تعریف
			برج	درجے	دقیقے	اجزا	دقیقے	سمت عرض	
۱۱	پوربا پھلگنی (پُوربا پھلگنی)	۲	۴	۲۷	۰	۱۲	۰	اُتّر	زبرہ
۱۲	اُترا پھلگنی (اُترا پھلگنی)	۲	۵	۵	۰	۱۳	۰	اُتّر	صرفہ، ضفیرہ کے تیسرے ستارے کے ساتھ
۱۳	ہست	۵	۵	۲۰	۰	۱۱	۰	دکن	غراب کے بعض ستارے عوّا
۱۴	چیترا	۱	۶	۳	۰	۲	۰	دکن	سماک اعزل
۱۵	سواتِ	۱	۶	۱۹	۰	۳۷	۰	اتر	سماک رامح
۱۶	بشاک (بشاکھا)	۲	۷	۲	۵	۱	۳۰	دکن	نامعلوم
۱۷	انراد (انرادھا)	۴	۷	۱۴	۵	۳	۰	دکن	اکلیل جس کے ساتھ زبانا اور اُس کے علاوہ دوسرا ستارہ بھی ہے
۱۸	جیرت (جیشٹھا)	۳	۷	۱۹	۵	۴	۰	دکن	قلب عقرب مع نیاط کے
۱۹	مول	۲	۸	۱	۰	۹	۳۰	دکن	شولہ
۲۰	پورباشا (پورباشاڑھ)	۴	۸	۱۴	۰	۵	۲۰	دکن	نعام وارد
۲۱	اُتراشاڑ (اُتراشاڑھ)	۴	۸	۲۰	۰	۵	۰	دکن	نعام صادر
۲۲	ابھج (ابھجت)	۳	۸	۲۵	۰	۶۲	۰	اتر	نسر واقع
۲۳	اشرن	۳	۹	۸	۰	۳۰	۰	اُتر	نسر طائر
۲۴	(دشرادن)								

عدد منازل	منازل کے نام	(منازل کے ستاروں کی تعداد)	طول			عرض			(منازل قمر کے ستاروں کے نام اور ان کی تعریف)
			بروج	درجے	دقیقے	اجزا	دقیقے	سمت عرض	
۲۴ ۲۳	دھنشت	۵	۹	۲۰	۰	۳۶	۰	اُتر	نامعلوم بظن غالب دلفین سعد بلع
۲۵ ۲۴	شدبش (شتا بھشج)	۱	۱۰	۲۰	۰	۰	۱۸	دکن	نامعلوم بظن غالب ساکب الماء (یعنی برج دلو) کے کوٹھے کے اوپر کے حصہ کے ستارے سعد الاخبیہ
۲۶ ۲۵	پورباپتریت (بھدراپد)	۲	۱۰	۲۶	۰	۲۴	۰	اُتر	نامعلوم سعد السعود
۲۷ ۲۶	اُتراپتریت (بھدرپد)	۲	۱۱	۶	۰	۲۶	۰	اتر	بظن غالب فرس اعظم کے ستارے (نسر) مقدم
۲۸ ۲۷	ریوتی	۱	۰	۰	۰	۰	۰	عرض ندارد	نامعلوم بظن غالب سمکتین کے درمیان خیط کتان کے ستارے فرع موخر

ستاروں کے حالات کے متعلق ہندوؤں کے اوہام

ماہتاب بعض منزلوں میں حساب کے وقت سے پہلے یا پیچھے داخل ہوتا ہے بحوالہ سنگھٹ براہمر۔

(ہندو منجمین کے (قدما) چونکہ رصد کے عمل اور نتائج کے اخذ کرنے میں بہت کم مہارت رکھتے تھے اور ثوابت کے حرکات کی انھیں واقفیت نہیں ہوتی تھی اس لیے کواکب کے متعلق اُن کے خیالات میں پراگندگی پیدا ہو گئی۔ ان (پراگندہ

خیالات میں) کتاب سنگھت میں براہمر کا قول ہی کہ " ان چھی منزلوں میں جن میں پہلی ریوتی اور آخری مرگیشر ہی مشاہدہ حساب سے آگے بڑھ جاتا ہی. اور مشاہدے کے مطابق ان منزلوں میں ماہتاب اس سے پہلے داخل ہوجاتا ہی جس وقت حساب کے مطابق داخل ہونا چاہیے۔

ان بارہ منزلوں میں جن کی ابتدا ' آردرا ' اور انتہا ' انرادھ ' ہی (عیاں اور مشاہدے کے مطابق (حرکت) نصف منزل آگے بڑھ جاتی ہی۔ مشاہدے سے ماہتاب نصف منزل پر ہوتا ہی اور حساب سے منزل کی ابتدا میں ہونا چاہیے۔

ان نو منزلوں میں جن کی ابتدا جیرت سے اور انتہا اترا تیربت پر ہی، مشاہدہ حساب سے پیچھے رہ جاتا ہی۔ ان میں سے ہر منزل میں ماہتاب مشاہدہ کے مطابق ایسے وقت داخل ہوتا ہی جب حساب کے مطابق اس میں سے نکل کر اس سے متصل منزل میں داخل ہونا چاہیے "۔

براہمر کے بیان مذکور کے غلط ہونے پر مصنف کا استدلال

ہم نے اُن کے خیالات کی پراگندگی کی جو کیفیت بیان کی وہ خود ان کو معلوم نہیں ہی۔ مثلاً براہمر کا شرطین کے متعلق یہی قول ہی۔ یہ منزل منجملہ ان چھی منزلوں کے ہی جن میں مشاہدہ حساب سے آگے بڑھ جاتا ہی، حالانکہ اس کے دونوں ستارے ہمارے زمانے میں حمل کے دو ثلث کے اندر ہیں۔ اور براہمر کا زمانہ ہمارے زمانے سے قریباً پانچ سو چھبیس برس پہلے ہی، پس حرکت ثوابت کا جس

کسی رائے کے مطابق حساب کیا جائے یہ دونوں ستارے (برآہر کے زمانے میں) ثلث حمل سے آگے نہیں بڑھتے۔

اب فرض کرو کہ یہ دونوں ستارے برآہر کے زمانے میں اسی جگہ (یعنی ثلث حمل میں) یا اس کے قریب تھے جیسا کہ کند گاتک میں ہی اور آفتاب و ماہتاب کا جو حساب اس میں ہی صحیح ہی، اس وقت تک اس میں آٹھ درجے کا تخلف جو ہمارے زمانے میں ظاہر ہوا نہیں معلوم ہوا تھا پس اس صورت میں مشاہدہ کس طرح حساب سے آگے بڑھے گا جب کہ ماہتاب جس وقت ان دونوں کے ساتھ یکجا ہوگا، پہلی منزل کے قریبًا دو ثلث کو قطع کرچکا ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس کل منزلوں کا یہی حال ہی۔

کل منزلیں مساوی ہیں، ہندو مساوی ہونے کو نہیں مانتے۔ بحوالہ تصحیح کند گاتک

منزلیں اپنی شکلوں کی وجہ سے (یعنی ان صورتوں کی وجہ سے جو ستاروں کی خاص ترتیب و اجتماع سے بن جاتی ہیں) وسیع اور تنگ ہوتی ہیں لیکن اپنی ذات سے نہیں اس لیے کہ (مقداریں) وہ سب مساوی ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہی کہ اہل ہند اس سے واقف نہیں تھے جیسا کہ ہم نے بنات النعش کے متعلق اُن کے اقوال بیان کیے ہیں اور برہمگوپت نے اور گند گاتک یعنی (کھند کھاتک کی) تصحیح میں کہا ہی "بعض منزلوں کی مقدار وسط قمر کی ایک یوم کی مقدار سے زیادہ بقدر اس کے نصف کے زیادہ ہوتی ہی ایسی منزلیں بقدر ۱۹ درجہ ۵۴ دقیقہ ۵۲ ثانیہ ۸ ثالثہ کے ہوتی ہیں یہ چھ منزلیں ہیں جن کے نام روہنی، پونربس، اُتراپھلگنی، بشاکھ

اُتراشاڑھ اور اُتر بھدرپت ہیں اور ان کی مجموعی مقدار ۱۱۸ درجہ ۳۵ دقیقہ ۱۳ ثانیہ ۴۸ ثالثہ ہے. اور ان (منازل قمر) میں چھ منزلیں چھوٹی ہیں جن میں سے ہر ایک وسط قمر کی ایک یوم کی مقدار سے بقدر اس نصف کے کم ہوتی ہے۔ یہ منزلیں بقدر چھ درجے ۳۵ دقیقہ ۱۰ ثانیہ ۲۶ ثالثہ کے ہیں۔ ان کے نام بھرنی، ارڈرا، اشلیش، سواتی جیسٹھ اور شت بھش ہیں اور ان کی مجموعی مقدار ۳۹ درجہ ۳۱ دقیقہ ۴۴ ثانیہ ۳۶ ثالثہ ہے باقی پندرہ منزلیں ایسی ہیں جن میں سے ہر ایک وسط قمر کی ایک یوم کی مقدار کے مساوی ہے۔ یہ منزلیں بقدر ۱۳ درجہ ۱۰ دقیقہ ۳۴ ثانیہ ۵۲ ثالثہ کے ہیں اور ان کی مجموعی مقدار ۱۹۷ درجہ ۳۸ دقیقہ ۴۳ ثانیہ ہے۔ اور ان تینوں مجموعوں کی مجموعی مقدار ۳۵۵ درجہ ۵۴ دقیقہ ۴۱ ثانیہ ۴۲ ثالثہ ہے۔ اور پورے دور میں سے ۴ درجہ ۱۴ دقیقہ ۱۸ ثانیہ ۳۶ ثالثہ جو باقی رہ گیا وہ ابھج (ابھجت) یعنی نسر واقع کا حصہ ہے جو (حساب سے) چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہم نے اپنے رسالہ مذکورہ میں اس مضمون کی پوری تحقیق کی ہے۔

ہندو ثوابت کی حرکت کو نہیں جانتے بحوالہ سنگھٹ براہمر

ہندو منجموں کو حرکت ثوابت کا بہت کم علم ہونے کی کافی شہادت

کتاب سنگھٹ میں براہمر کا یہ قول ہے کہ "متقدمین کی کتابوں میں مذکور ہے کہ انقلاب صیفی کا وقت نصف اشلیش اور انقلاب مشتوی کا وقت ابتدا دھنشت میں ہے، اُس زمانے میں یہ صحیح تھا لیکن آج کل انقلاب صیفی کا وقت ابتدا سرطان میں اور انقلاب

شتوی کا وقت اوّل جُدی میں ہی۔ اگر اس میں کسی کو شک ہو اور وہ یہ سمجھے کہ صحیح وہ ہی جو متقدمین نے کہا ہی نہ وہ جو ہم نے بیان کیا۔ تو وہ ایسے وقت جب انقلاب صیفی کا زمانہ اس کے خیال میں قریب ہو صحرا میں ایک مسطح جگہ ایک دائرہ بناکر اس کے مرکز پر کوئی اونچی چیز نصب کرے جو سطح افق پر بطور عمود کے قائم ہو۔ اور اُس کے سایہ کے سرے پر ایک نشان کردے اور اُس (سایہ کے خط) کو مشرق یا مغرب جانب یہاں تک بڑھائے کہ محیط دائرہ تک پہنچ جائے۔ دوسرے دن ٹھیک گزشتہ دن کے وقت پھر وہاں جائے اور جس طرح پہلے دن رصد کیا تھا اسی طرح رصد کرے اگر سایہ کے سر کو خیط[1] میں پہلے نشان سے دکن طرف ہٹا ہوا پائے سمجھے کہ آفتاب کی حرکت اُتر طرف ہی اور ابھی انقلاب نہیں ہوا اور اگر سایہ کو اُتر طرف ہٹا ہوا پائے سمجھے کہ آفتاب کی حرکت دکن طرف ہی اور انقلاب ہوگیا۔ جب ہمیشہ اس کو رصد کرتا رہے گا اور یوم انقلاب سے واقف ہوجائے گا اس وقت جو ہم نے کہا اس کی تحقیق ہوجائے گی"۔

براہمہر کا یہ قول اس کی دلیل ہی کہ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ کواکب ثابتہ کی حرکت (پچھم سے) پورب جانب ہی، اس لیے اُس نے اُن کے نام (ثوابت) کے مطابق اُن کو (بے حرکت) سمجھ لیا اور انقلاب (صیفی اور شتای) کو مغرب کی جانب حرکت کرنے والا

---

[1] اصل عربی نسخہ میں لفظ خیط ہی جس کے معنی دھاگے کے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کتابت کی غلطی ہی اور صحیح لفظ "محیط" ہی۔ مترجم۔

قیاس کیا اور اس وہم کی بنا پر منازل (قمر) کے متعلق دو چیزوں کو خلط ملط کر دیا ہے۔ ہم ان کے درمیان کا فرق بیان کرتے ہیں، تاکہ شبہ رفع اور غیر متعلق چیزوں سے کلام صاف ہو جائے۔

دائرۂ بروج میں نقطۂ انقلابین اور منزلوں کے اپنی جگہ سے منتقل ہونے اور نہ ہونے کا مسئلہ

بروج کی ابتدا اگر منطقہ کے اس بارھویں حصہ سے کی جائے جو حرکت ثانیہ کے نقطۂ تقاطع کے شمال کی طرف پچھم سے پورب واقع ہے تو نقطۂ انقلاب صیفی ہمیشہ چوتھے برج کے سرے پر اور نقطۂ انقلاب شتوی ہمیشہ دسویں برج کے سرے پر ہوگا۔

منازل کی ابتدا اگر منطقے کے اس ستائیسویں حصہ سے کریں جو پہلے برج کی ابتدا سے شروع ہوتا ہے تو نقطۂ انقلاب صیفی ہمیشہ ساتویں منزل کے تین ربع پر اور نقطۂ انقلاب شتوی اکیسویں منزل کے ایک ربع پر ہوگا۔ اور جب تک دنیا قائم ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

لیکن جب منزلوں کی علامت کواکب کو بنایا جائے اور ان کا نام کواکب کے نام کے مطابق رکھا جائے تو کواکب کے منتقل ہونے کے ساتھ منزلوں کا منتقل ہونا ضروری ہے۔ بروج اور منازل کے سارے گزشتہ زمانوں میں (منطقہ کے) ان حصوں میں تھے جو ان کے (موجودہ مکان) سے پہلے (یعنی ان سے پچھم) رہیں۔ وہاں سے موجودہ حصوں میں منتقل ہوئے اور آئندہ ہر ایک ستائیسویں حصّے میں جو ان کے بعد (یعنی ان سے پورب) میں ٹھہرتے ہوئے منتقل ہوتے رہیں گے۔

ہندوؤں کے خیال میں اسلیش کے ستارے سرطان کے اٹھارہ درجہ میں ہیں۔ پس اس رفتار سے جو متقدمین نے ان کے لیے سمجھا تھا وہ دو ہزار آٹھ سو سال سے چوتھے برج کے ابتدا میں تھے۔ نیز سرطان کی صورت نقطۂ انقلاب کے ساتھ تیسرے برج میں تھی۔ پس نقطۂ انقلاب ثابت رہا اور ستارے منتقل ہوئے اور یہ براہمر کے تخیل کے برعکس ہے۔

باب ۵۷

تحت[1] الشعاع سے ستاروں کے ہونے اور اس وقت کے لیے ہندوؤں کے قوانین و رسوم کا بیان

ستاروں اور ہلال کی رویت کے متعلق ہندوؤں کا عمل (یعنی طریق حساب)	وہ فاصلہ جو ستارے اور چاند کی رویت کے لیے ان کے اور آفتاب کے درمیان ضروری ہے

وہی ہے جو ہمارے یہاں کی ہند ہند زیجوں میں درج ہے۔ ان درجوں

[1] "تحت الشعاع"، علم ہیئت اور نجوم کا ایک اصطلاحی لفظ ہے۔ ماہتاب یا کسی ستارے یا سیارے کا جب آفتاب کے ساتھ محاق ہوتا ہے یعنی جب وہ دونوں ایک ہی دائرہ نصف النہار (Meridcan) میں ہوتے ہیں تو ایک ہی وقت میں طلوع ہوتے ہیں اور ایک ہی وقت میں غروب ہوتے ہیں۔ آفتاب کی تیز روشنی میں جس طرح ستارہ یا سیارہ دن کو نظر نہیں آتا اسی طرح محاق کی حالت میں آفتاب کے طلوع اور غروب کے وقت بھی نظر نہیں آسکتا اور ماہتاب کا تمام تر تاریک حصہ زمین کی جانب ہوتا ہے اس کا نظر آنا تو محال ہی ہے لیکن جب محاق کی حالت سے گزر کر آفتاب سے ذرا بھی دور ہو جائے تو اگر وہ آفتاب سے مشرق ہے تو غروب کے ذرا بعد اور مغرب جانب ہے تو طلوع کے قبل تک اسے نظر آنا چاہیے اس لیے کہ آفتاب کے غروب اور طلوع کے وقت وہ افق سے اوپر رہے گا لیکن آفتاب کی شعاع طلوع کے قبل سے نمودار ہونی شروع ہوتی اور غروب کے بعد تک بھی باقی رہتی ہے اس لیے جب تک ماہتاب ستارہ یا سیاروں کا آفتاب سے فاصلہ اس قدر زیادہ نہ ہو جائے کہ اس کی روشنی آفتاب (باقی)

کوجو سویت کے ضروری ہونے کے لیے مقرر ہیں۔ یعنی ستارے اور آفتاب کے درمیان جس قدر فاصلہ ستارے کے نظر آنے کے واسطے ضروری سمجھا گیا ہی اس فاصلے کے درجوں کو) کالا نشنگ کہتے ہیں۔ مصنف

حوالہ غرۃ زیجات	غرۃ الزیجات نے بیان کیا ہی کہ وہ حسب ذیل ہیں:

"سُہیل، یمانیہ، واقع، (یعنی نسر واقع)، عیوق، سماکین اور قلب عقرب کے واسطے تیرہ درجہ بطین، ہقعہ، نثرہ، اشلیش، تندلش اور ریوتی کے واسطے بیس درجہ اور باقی ستاروں کے واسطے چودہ درجہ۔

اس تفصیل سے ان ستاروں کی حالت تین حدود میں تقسیم ہوجاتی ہی اور یہ مستنبط ہوتا ہی کہ پہلی حد میں وہ ستارے ہیں جو یونانیوں کے نزدیک کلانی میں اول اور دوم درجہ کے سمجھے جاتے ہیں۔ درمیانی حد میں وہ ستارے ہیں جو کلانی میں تیسرے اور چوتھے درجہ کے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۱) کی شعاع پر غالب آجائے وہ ہم کو نظر نہیں آسکتا۔ آفتاب سے جس مسافت تک ماہتاب ستارے اور سیارے افق کے اوپر ہونے کے باوجود بعد غروب شمس یا قبل از طلوع ہم کو نظر نہ آسکے اس کو کہتے ہیں کہ وہ "تحت الشعاع" ہی۔ مختلف ستاروں کے لیے یہ مسافتیں مختلف ہیں، ماہتاب کے لیے چودہ درجہ اس لیے محاق کے بعد کم از کم چوبیس گھنٹے گزرنا چاہییں کہ ہم کو ہلال نظر آسکے۔ بطین، ہقعہ، ہنعہ اور بہت سے دوسرے بیس درجہ تک تحت الشعاع رہتے ہیں۔ نسر واقع عیوق، سہیل اور چند دوسرے تیرہ درجہ تک تحت الشعاع رہتے ہیں۔ وہ ستارے جو دائرہ منطقۃ البروج سے کافی مقدار میں دور ہیں کبھی تحت الشعاع نہیں ہوتے۔ تحت الشعاع کو انگریزی میں Helical rising of star کہتے ہیں۔

سمجھے جاتے ہیں۔ اور اخیر ھذ میں وہ ستارے ہیں جن کا شمار کلانی میں پانچویں اور چھٹے درجے میں ہی۔

برھگوپت کو اپنی تصحیح گنڈگاتک میں اس تفصیل کا درج کرنا زیادہ مناسب تھا لیکن اس نے یہ نہیں کیا اور ایک فضول بات گرگزرا کہ کل منزلوں کے درجۂ رویت کو چودہ درجہ بنا دیا۔

وہ ستارے جو شعاع آفتاب سے نہیں چھپتے۔ بحوالہ بجیانند

بجیانند نے کہا ہی کہ "بعض ستارے ایسے ہیں جو شعاع سے نہیں چھپتے اور آفتاب ان پر پردہ نہیں ڈالتا ہی۔ یہ ستارے عیوق، سماک رامح نسران (یعنی نسر طایر اور نسر واقع)۔ ونہشت اور اُترا بترپت ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہی کہ شمال میں عرض بلاد زیادہ ہونے کے ساتھ ان ستاروں کا عرض شمالی بھی زیادہ ہی۔ اس سبب سے یہ ایک ہی رات کے دونوں کناروں پر دکھائی دیتے ہیں اور مخفی نہیں ہوتے۔

سہیل کے نمودار اور مخفی ہونے کا وقت اس کو دریافت کرنے کا طریقہ

ہندوؤں کے یہاں اگست، یعنی سہیل کے طلوع کو دریافت کرنے کے چند طریقے ہیں۔ ان کے خیال میں اس کے رویت کا وقت وہ ہی جس وقت آفتاب منزل ہست میں داخل ہوتا ہی اور اس کے غائب ہونے کا وقت وہ ہی جس وقت آفتاب منزل روہنی میں داخل ہوتا ہی۔ پُلس نے کہا کہ آفتاب کے اوج کو دوگونہ کرو۔ جس وقت آفتاب کا مقوم اس کے برابر ہوگا۔ یہ سُہیل کے مخفی ہونے کا وقت ہوگا۔

پُلس کے نزدیک آفتاب کا اوج دو برج اور دو ثلث

برج (۲ ⅔) ہے۔ اور اس کا دوچند (یعنی پانچ اور ایک ثلث (۵ ⅓ درجہ) برج سنبلہ کے ایک ثلث تک پہنچتا ہے اور یہ منزل ہست کی ابتدا ہے۔ اس کا (یعنی آفتاب کا) نصف اوج ثلث ثور میں ہے اور یہ منزل روہنی کی ابتدا ہے۔

بحوالہ برھگوپت، سہیل کا مقام اور اس کا درجہ رویت

برھگوپت نے تصحیح گنڈگاتک میں کہا ہے کہ سہیل کا مقام جوزا کے ستائیس درجے میں ہے اور اس کا عرض جنوب میں اکہتر درجہ ہے اور اس کی رویت کے درجے بارہ ہیں اور مرگیباذ

مرگیباذ یعنی شعریٰ یمانیہ کا مقام اور اس کا درجہ رویت

(مرگبیادہ) یعنی شعریٰ یمانیہ[۵۱] کا مقام جوزا کے چھبیس درجے میں ہے اس کا عرض جنوب میں چالیس درجے اور اس کی رویت کے درجے تیرہ ہیں

دونوں کے وقت طلوع کو جاننے کا طریقہ

اگر تم ان دونوں کے طلوع کا وقت جاننا چاہو تو آفتاب کو ستارہ کے مقام میں فرض کرو۔ اور یہ فرض کرو کہ دن کا اس قدر حصہ گزرا ہے جو ستارہ کا درجۂ رویت ہے۔ اس پر طالع قائم کرو۔ جب آفتاب اس طالع کے درجے میں پہنچے گا۔ ستارہ پہلی دفعہ نمودار

ستاروں کے وقت غروب کو جاننے کا طریقہ

(یعنی طلوع) ہوگا۔ ستارہ کے غائب (یعنی غروب) ہونے کے وقت کو جاننے کے لیے اس کے درجہ پر چھ بروج زیادہ کرو اور مجموعے سے اس کے درجۂ رویت کو گھٹا کر جو باقی رہے اس پر طالع قائم کرو۔

---

۵۱ شعری یمانیہ کو انگریزی میں Siriees (اور نجومی اصطلاح میں اس کا پورا نام Seriers ہے۔

جب آفتاب اس طالع کے درجے میں داخل ہوگا یہ ستارے کے غائب ہونے کا وقت ہوگا۔

حوالۂ سنگھٹ، وہ قربانیاں اور رسوم جو خاص ستاروں کے طلوع کے وقت ادا کی جاتی ہیں

کتاب سنگھٹ میں ان قربانیوں اور رسموں کا بیان ہے جو بعض خاص ستاروں کے طلوع ہونے کے وقت ادا کی جاتی ہیں۔ یہ شرط پوری کرنے کے لیے کہ ہم ہر چیز کا پورا بیان اس کے اصلی صورت میں کریں گے۔ ہم ان حکایات کا (بالکل اسی طرح جس طرح وہ بیان کی گئی ہیں) ترجمہ کریں گے۔

آفتاب، بندا پہاڑ اور سہیل کا شاعرانہ افسانہ

براہمر نے کہا ہے "جب ابتدا میں آفتاب طلوع ہوا اور اپنی چال چلتا ہوا بند[۵۱] کے اوپر جو ایک بلند پہاڑ ہے پہنچا پہاڑ نے آفتاب کی بلندی کو ناپسند کیا اور تکبر نے اس کو اس پر آمادہ کیا کہ آفتاب کے پاس پہنچ کر اس کے ارادے میں مزاحمت کرے اور اس کی رتھ کو اپنے اوپر گزرنے سے روک دے۔ وہ اس قدر بلند ہوا کہ جنت اور اس جگہ تک جہاں بدا ذر[۵۲] یعنی روحانی لوگ رہتے ہیں پہنچ گیا۔ یہ لوگ پہاڑ کی خوبی اور اس کے باغوں اور چمنوں کی پاکیزگی دیکھ کر اس کی طرف لپکے اور خوشی کے ساتھ اس میں رہ پڑے جس میں ان کی عورتیں آمد و رفت کرتی ہیں اور ان کے لڑکے کھیلتے ہیں اور جب ان کی لڑکیوں کے سفید کپڑوں پر ہوا چلتی ہے وہ لہراتے ہوئے جھنڈوں

---

۵۱ بند یعنی وندھیا پہاڑ۔
۵۲ بدا ذر یعنی ودیا دھر ہے۔

کی طرح حرکت کرتے ہیں۔

اس کی گھاٹیوں میں وحشی درندے اور کالے سانپ ہیں اور اُس جانور کی کثرت سے جس کو ہُزمر کہتے ہیں جو ان میں جمع ہوتے ہیں وہ گھاٹیاں نہایت سیاہ دکھائی دیتی ہیں اور اس جانور کا اس چیز کے شوق میں جو گندے پنجوں سے رگڑتے وقت ان کے بدنوں میں لپٹ جاتی ہے ان کے اوپر جمع رہنا مست ہاتھی میں جو ان کے قریب جانے سے نشہ کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے بندر اور ریچھ اس کے سینگھوں کی طرح نکلی ہوئی بلندیوں اور بلند چوٹیوں پر اس طرح چڑھتے دکھائی دیتے ہیں گویا اپنے کھانوں کی تلاش میں آسمان پر جانا چاہتے ہیں اور اس کے جنگلوں میں زاہد (سادھو) صرف اس کے پھلوں کی غذا کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ اور اس کے اندر اعلیٰ قسم کی بیشمار چیزیں ہیں۔

جب برُن[۵۰] کے بیٹے اگستؔ نے جو بانی کا بیٹا سہیلؔ ہے پہاڑ کا یہ فعل دیکھا اس سے اس کام میں جس کا اس نے ارادہ کیا تھا ساتھ رہنے کی درخواست کی اور یہ سوال کیا کہ جس وقت تک وہ واپس آئے یہ ایک جگہ ٹھہرا اور جما رہے۔ یہاں تک کہ اس ذریعہ سے اس کو اس مشقت سے جس میں وہ مبتلا تھا۔ (یعنی آفتاب تک پہنچنے کے لیے بلند ہونے کی حرکت سے)

---

۵۰ برُن جس کا تلفظ سنسکرت میں وَرُن کیا جاتا ہے بارش کو کہتے ہیں اور اگستؔ اُس ستارے کے نام ہے جس کو عربی میں سہیلؔ کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے خیال میں اگستؔ برُن کا بیٹا ہے۔

روک دیا۔

پھر اگست سمندر پر جاکر اس کا پانی پینے لگا، یہاں تک کہ سمندر خشک ہوگیا اور بند (یعنی وندھیا) پہاڑ کی تہہ نمودار ہوئی۔ مگر اور پانی کے دوسرے جانور اس میں اپنے پنجوں سے لپٹ گئے اور اس میں سوراخ کر کے گڑھے اور شگاف کر کے نالے بنائے جن میں جواہرات اور موتی باقی رہے۔

یہاں تک کہ وہ ان (جواہرات اور موتیوں) سے اور درختوں سے جو پانی خشک ہونے پر ظاہر ہوئے اور سانپوں سے جو پیچ کھاتے ہوئے اس کی سطح پر آمدورفت کرتے رہتے ہیں آراستہ ہوگیا۔

پہاڑ کے اوپر سہیل کے ظلم کرنے کا عوض پہاڑ کو یہ ملا کہ اس میں وہ آرائش پیدا ہوگئی جس سے فرشتوں نے اپنے تاجوں اور کلغیوں کا نمونہ حاصل کیا۔

اسی طرح سمندر کو اس کا پانی خشک ہو جانے کے عوض میں مچھلیوں کی چمک کا حسن جو اس میں مچھلیوں کے تڑپنے سے پیدا ہو جاتا ہی اور اس کی تہ میں جواہرات کا ظاہر ہونا اور اس کے بچے ہوئے پانی میں سانپوں اور ہاتھیوں کی آمدورفت کرنا ملا۔ جب مچھلیاں گھونگھے اور سیپ سمندر کے اوپر آجاتے ہیں وہ تم کو ایسے تالاب معلوم ہوتے ہیں جن کے پانی کی سطح کو سفید نیلوفر نے شرد کے موسم اور خریف کی فصل میں ڈھانپ لیا ہی۔

سمندر اور آسمان میں تم بمشکل تمیز کر سکتے ہو۔ اس لیے

کہ سمندر جواہرات سے اسی طرح آراستہ ہے جیسے ستاروں سے آسمان اس کے بہت سر والے سانپ شعاع کی ڈوریوں سے مشابہ ہیں جو آفتاب سے نکلتی ہیں۔ اس کا بلور ماہتاب کے جسم سے مشابہت رکھتا ہے ۔۔۔ اور سفید بخار جو اس سے اوپر اُٹھتا ہے آسمان کی بدلیوں کے مثل ہے۔

پھر ہم کیوں اس کی مدح نہ کریں جس نے اتنا بڑا کام کیا جس نے فرشتوں کو تاجوں کی خوبصورتی پر متوجہ کیا اور سمندر اور بند پہاڑ کو ان کا خزانہ بنایا۔

سُہیل کی شاعرانہ مدح اور اس کے طلوع ہونے کے وقت دنیا کی دل رُبائی

سہیل وہ ہے جس سے پانی زمین کی کثافتوں سے جو اس میں مل جاتی ہیں اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے نیک آدمی کا دل اس چیز سے پاک ہوتا ہے جو بُرے لوگوں کی صحبت میں اس پر چھا جاتی ہے۔

جب وہ طلوع ہوتا ہے اور اس کے زمانے میں دریاؤں اور وادیوں میں پانی گھٹتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ندیاں مختلف قسم کے سفید اور سُرخ نیلوفر اور نیلچول جو پانی کی سطح پر ہوتے ہیں ماہتاب کے آگے پیش کرتی ہیں اور مختلف رنگوں کے بط اور سرخاب اس کی قربانی کے واسطے ان میں تیرتے ہیں۔ اور اسی طرح جوان عورت اس میں داخل ہوتے وقت گلاب کا پھول اور نذریں پیش کرتی ہے۔

دریا کے دونوں کنارے سرخ سرخاب کے جوڑوں کے گھیرے رہنے اور بیچ دریا میں سفید بطوں کے چیختے ہوئے آمدورفت

کرنے کو سوا ایک خوبصورت کے دو لبوں کے جن کے اگلے دانت خوشی کی ہنسی سے کھل گئے ہوں اور کسی چیز سے تشبیہہ نہیں دی جاسکتی۔

بلکہ سفید نیلوفر کے درمیان نیلگوں نیلوفر اور خوشبو کی حرص میں اس پر برمر[1] کا ہجوم اس کے سوا اور کسی چیز سے مشابہت نہیں رکھتا کہ ایک نوجوان عورت کی پتلی کی سیاہی دیدہ کی سفیدی کے درمیان ناز و انداز کے ساتھ حرکت کر رہی ہو اور ابرو کے بال اس کو گھیرے ہوئے ہیں۔

اگر تم تالابوں کو اس وقت دیکھو جب ان کے اوپر ماہتاب کی چاندنی پڑ رہی ہو جس سے ان کا ٹھہرا ہوا پانی چمک اٹھا ہو اور ان کا سفید نیلوفر جو برمر پر بند ہوگیا تھا کھل گیا ہو۔ تم اس کو ایک حسین عورت کا چہرہ سمجھو گے جو سفید دیدہ کے اندر سیاہ آنکھ (پتلی) سے دیکھ رہی ہو۔

پھر اگر برسات کا سیلاب تالابوں میں سانپوں اور زہریلی اور گندی چیزوں کو بہا لایا ہو ان کے اوپر سہیل کے طلوع ہونے سے وہ نجاست سے پاک اور ضرر سے صاف ہوجاتے ہیں۔

اگر کوئی خطرہ پیش آئے اس وقت انسان کے دروازے پر سہیل کا نام لے لینے سے اس کے وہ گناہ جو عذاب کے باعث ہیں مٹ جاتے ہیں۔ پس زبان کا اس کی مدح میں چلنا گناہوں

---

[1] برمر سے مراد سیاہ رنگ کے بھونرے ہیں جو نیلوفر کے پھولوں پر بہ کثرت جمع ہوتے ہیں	ع۔ح

کے مٹانے اور ثواب حاصل کرنے میں بہت زیادہ مفید ہوگا۔
اگلے رشیوں نے تبلایا ہی کہ سہیل کے طلوع ہونے کے وقت کون قربانی واجب ہی۔ ہم ان کے بیان کو راجاؤں کے آگے تحفہ پیش کرتے اور سہیل کے واسطے قربانی قرار دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں:۔

سہیل کے طلوع ہونے کا وقت

سہیل ایسے وقت طلوع ہوتا ہی جب آفتاب کی تھوڑی تھوڑی روشنی پورب سے نمودار ہوتی اور رات کی تاریکی پچھم طرف جمع ہوتی ہی۔ اس کے ظہور کی ابتدا کو دریافت کرنا مشکل ہی۔ ہر آنکھ اس کا پتہ نہیں لگا سکتی۔ اس وقت منجم سے دریافت کرو کہ اس کے مطلع کی سمت کون ہی۔

ارک قربانی کی تفصیل جو سہیل کے طلوع کے وقت کرنا چاہیے

اس سمت میں وہ قربانی جس کا نام ارک (ارگر) ہی پیش کرو۔ گلاب اور جو خوشبو پھول جو اس میں مل سکتا ہی زمین پر ان کا فرش کرو۔ ان پر سونا، کپڑا اور دریائی جواہرات جو کچھ مناسب سمجھو ڈالو اور بخور زعفران، صندل، مشک، کافور، مع ایک بیل اور ایک گائے کے اور ہر طرح کے کھانے اور مٹھائیاں پیش کرو۔
یقین رکھو کہ جو شخص مسلسل سات برس نیک نیتی، مضبوط اعتقاد اور پختہ اعتماد کے ساتھ قربانی کرے گا اگر وہ کشتری ہی اس مدت کے بعد پوری زمین اور سمندر کا جو چاروں طرف سے اس کو گھیرے ہوئے ہی بادشاہ ہوجائے گا۔
اگر برہمن ہی اس کی مراد ملے گی۔ وہ بید کا عالم اور ایک

خوب صورت عورت کا خاوند ہوگا جس سے اس کے لائق اولاد پیدا ہوگی۔ اگر بیش ہی بہت زمین حاصل کرے گا اور بڑی زمینداری کا مالک ہوگا۔ اگر شودر ہی مالدار ہو جائے گا۔ اور صحت، امن مصیبتوں کا رفع ہونا اور ثواب حاصل ہونا سب کے لیے عام ہوگا۔"

یہ سہیل کی قربانی کے متعلق اُس کا بیان ہوا۔ براہمر نے اسی کتاب میں روہنی کے احکام کا بیان حسب ذیل دیا ہے:-

منزل روہنی کے متعلق مذہبی احکام بحوالہ براہمر

"گرگ، بشسٹ، کشپ اور پراشر نے اپنے شاگردوں کو بتلایا کہ میرو پہاڑ سونے کے پتروں سے بنا ہے۔ اس کے اندر سے خوشبودار پھولوں اور کلیوں سے بھرے ہوئے درخت اُگے ہیں جن کے گرد بھونرے خوش آیند آوازوں کے ساتھ ہر وقت چکر لگاتے رہتے ہیں۔ اور اس میں دیوؤں کی رنڈیاں دلفریب گیتوں اور دلکش سازوں اور دائمی سرور کے ساتھ آمدورفت کرتی رہتی ہیں۔ یہ پہاڑ نندن بن کے میدان میں جو جنت کا باغ ہی واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں اس میں مشتری (ستارہ) رہتا تھا۔ نارد رشی نے مشتری سے روہنی کے احکام دریافت کیے اور مشتری نے رشی سے یہ احکام بیان کیے۔ ہم ان کا ضروری حصہ نقل کرتے ہیں:-

"ماہ اشار (اساڑھ) کے اندھیرے ایام میں ماہتاب کے روہنی میں پہنچنے کو دیکھتے رہنا چاہیے اور شہر سے اُتر یا پورب

ایک اونچی جگہ منتخب کرنا چاہیے۔ وہ برہمن جس کو راجاؤں کے گھروں کی خدمت سپرد ہی اس جگہ پر چڑھ کر وہاں آگ سلگائے اور ستاروں کی اور ان کے گرد ستاروں کی اور قمر کی منزلوں کی ان کے رنگوں سے (یعنی ان رنگوں سے جو ہر ستارہ یا منزل کی طرف منسوب ہیں) تصویریں بنادے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے جو پڑھنا واجب ہی پڑھے۔ اور ہر ایک کا حصہ گلاب، جو اور تیل میں میں سے ادا کرے۔ اور ان چیزوں کو آگ میں ڈال کر ان کو راضی کرے۔ آگ کے چاروں طرف جواہرات، شیریں ترین پانی کے بھرے ہوے گھڑے اور پھلوں، دواؤں، درختوں کی شاخوں اور نباتات کی جڑوں کو ان میں سے جو بھی اس وقت مل سکتے ہوں بقدر امکان موجود رہیں۔ رات کو رہنے کے لیے وہاں بنسوے سے کٹی ہوئی گھاس بچھاوے۔ پھر مختلف قسم کے بیج اور غلے جمع کرے اور ان کو پانی سے دھوکر ان کے درمیان سونا رکھے اور ان سب کو ایک گھڑے کے اندر ڈال کر کسی گوشے میں رکھ دے اور ہوم کرے۔ ہوم یہ ہی کہ بید کے وہ مقامات جو جہتوں کی طرف منسوب ہیں پڑھ پڑھ کر جو اور تیل آگ میں ڈالتا جائے۔ یہ مقامات بارُن منتر، بائب منتر اور سوم منتر ہیں۔

اور ڈنڈا یعنی ایک لانبا اور اونچا بانس جس کے سرے پر دو بھریرے ایک بانس کے برابر اور دوسرا اس سے تین گونہ ہو نصب کرے۔ یہ سب کام ماہتاب کے روہنی میں پہنچنے کے قبل کرلے تاکہ جس وقت روہنی میں داخل ہو یہ اندازہ کرنے

اور پھر یردں سے یہ معلوم کرنے کے قابل ہو جائے کہ ہوا کتنی دیر اور کس وقت اور کس جہت سے چلی۔

اور اس دن ہوا چاروں جہت کے قلب سے (یعنی وسط مرکز سے جہاں پر چاروں جہتیں جمع ہو کر ایک دوسرے کو تقاطع کرتی ہیں) چلے یہ اچھی علامت ہے۔ اگر جہتوں کے درمیان سے چلے (یعنی ان سمتوں سے جو کسی دو جہت کے درمیان بطور گوشہ کے واقع ہیں.) یہ خراب علامت ہے۔ ہوا کا قوت کے ساتھ بلا اختلاف ایک ہی جہت میں قائم رہنا بھی اچھا ہے۔ ہوا چلنے کے وقت کا تخمینہ یوم کے آٹھویں حصوں سے کیا جاتا ہے، اور ہر آٹھواں حصہ نصف مہینے کا قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔

پھر جب ماہتاب منزل روہنی سے باہر نکلے ان بیجوں کو دیکھا جائے جو گوشہ میں رکھے گئے تھے۔ جو اُگ آیا ہو اس سال اس کی پیداوار اچھی ہو گی۔

ماہتاب جس دن روہنی کے قریب پہنچے اس دن کو دیکھنا چاہیے۔ اگر آسمان کھلا ہوا ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوئی ہے، ہوا صاف ہے اور ایسی شدت سے نہیں چلتی کہ تکلیف دہ ہو اور جانوروں اور چڑیوں کی آوازیں خوش آیند ہیں، یہ حالت اچھی ہے۔

اس دن ابر پر غور کرنا چاہیے۔ اگر اس کی حرکت درخت بان (مشک بید) کی شاخوں کے مثل ہو اور اس کے اندر سے بجلی کی چمک آنکھ کو محسوس ہوتی ہو اور وہ سفید نیلوفر کی طرح پھٹی ہوئی ہو اور

بجلی اس کو آفتاب کی شعاع کی طرح گھیرے ہو اور سرمہ، برمرا بھونرے اور زعفران جیسا رنگ بدلتی ہو۔ یا آسمان پر بدلی چھائی ہو اور اس کے اندر سے بجلی سونے کے مثل چمکتی ہو، اور قوس قزح شفق جیسی سرخی اور دلھن کے کپڑے جیسے رنگوں میں رنگا ہوا چکر لگاتا ہو اور کڑکا چیخنے والے مور کی طرح گرج رہا ہو، یا ایسے پرندے کی طرح جو بارش کے سوا اور کوئی پانی نہیں پی سکتا اور بارش سے خوش ہوکر اس طرح چہچہاتا ہو جیسے مینڈک بھرے ہوئے تالابوں سے خوش ہوتا اور زیادہ بولتا ہے۔ یا تم آسمان میں ایسی ہلچل دیکھو جیسی جنگل کے ہاتھیوں اور بھینسوں میں اس وقت ہوتی ہے جب جنگل کے اطراف میں آگ بھڑک اٹھی ہو اور بدلیاں اس طرح حرکت کرتی ہوں جیسے ہاتھی کے بدن حرکت کرتے ہیں اور اس طرح چمکتی ہوں جیسے موتی، گھونگھے اور برف چمکتے ہوں بلکہ جس طرح ماہتاب کی شعاع چمکتی ہے گویا ماہتاب نے بدلی کو چمک اور رونق عاریت دی ہے۔ یہ حالات بارش کی زیادتی اور پیداوار اچھی ہونے سے ضروریات زندگی کے افراط پر دلالت کرتے ہیں۔"

براہمر کہتا ہے: "جس وقت برہمن پانی کے گھڑوں کے درمیان بیٹھا ہو، تارے ٹوٹنا، بجلیوں کی چمک، کڑکے، فضا کے اندر سُرخی گھڑگھڑاہٹ، زلزلہ، اولہ گرنا، وحشی جانوروں کا بولنا، منحوس سمجھا جاتا ہے۔

"اگر اُتر کونے کے گھڑے کا پانی خود بخود، یا سوراخ سے ٹپک کر یا رِس کر گھٹ جائے۔ شراین (ساون) مہینے میں بارش

نہیں ہوگی۔ اگر پورب کونے کے گھڑے کا پانی گھٹے گا، بھادرپت (بھادوں) میں بارش نہیں ہوگی۔ دکھن طرف گھڑے سے گھٹنے میں اسوجج (آسن) میں اور پچھم طرف گھڑے سے گھٹنے میں کارتک میں بارش نہیں ہوگی۔ اور اگر گھڑے کا پانی کچھ نہیں گھٹے گرمی کی بارش پوری ہوگی۔

اسی طرح گھڑوں سے طبقات (یعنی ذاتوں) کے حالات دریافت کیے جاتے ہیں۔ اُتر کا گھڑا برہمن کا ہی۔ پورب کا کشتر کا۔ دکھن کا بیش کا اور پچھم کا شودر کا، جب گھڑے پر کسی قوم کے نام اور اس کے احوال لکھ دیے جاتے ہیں گھڑے میں جو ٹوٹ پھوٹ یا نقصان پیدا ہوتا ہی اس سے ان کے احوال پر استدلال کیا جاتا ہی۔

سواتِ اور اشاڑین کے مذہبی احکام ایک خاص قسم کی ترازو اور اس سے آئندہ حالات کا دریافت کرنا

سواتِ اور اشاڑین کے احکام اسی طرح کے ہیں جیسے روہنی کے۔ ماہ اشاڑ کے اُجالے ایام میں جب چاند دو آشاڑوں یعنی پورب اور اُتر اشاڑ میں سے کسی ایک میں ہو ایک مقام منتخب کرو جیسا روہنی کے لیے کیا تھا۔ اور سونے کی ایک ترازو بناؤ۔ یہ سب سے بہتر ہوتی ہی۔ اگر چاندی کی ہو تو متوسط ہوگی اور اگر یہ بھی نہ ہو تو اس لکڑی کی بناؤ جس کا نام خیر[۵۱]

[۵۱] بیرونی نے خیال کیا ہی کہ خیر شاید کدر یعنی کیوڑے کو کہتے ہیں مگر میرا خیال ہی کہ لفظ خیر ہندی لفظ کھیر کا معرب ہی۔ کھیر ایک مشہور درخت ہی جس سے پان میں کھانے کا کتھ نکالتے ہیں اور پروفیسر سخاؤ نے بھی اس کتاب کے انگریزی ترجمے میں یہی معنی لیے ہیں۔ ع ح

ہی اور شاید اسی کو کدَر کہتے ہیں یا تیر کے اُس پھل کے لوہے سے جس سے کوئی انسان قتل کیا گیا ہو۔ ترازو کی ڈنڈی کا طول کم سے کم ایک بالشت ہو اس سے جس قدر زیادہ ہوگا اچھا اور جس قدر کم ہوگا بُرا ہی۔ ترازو میں چار ڈوریاں، ہر ڈوری گیارہ انگل کی ہو۔ دونوں پلڑے کتان (یعنی سن کے کپڑے) کے چھ چھ انگل کے ہوں۔ اور اس کا باٹ سونے کا ہو۔ اس ترازو اور باٹ سے کنویں کا پانی، تالاب کا پانی، دریا کا پانی، ہاتھی کے دانت، جانوروں کے بال اور سونے کے ایسے ٹکڑے جن پر بادشاہوں کے نام ہوں اور ایسے ٹکڑے جن پر دوسرے آدمیوں اور جانوروں کے نام یا سالوں، دنوں، جہتوں اور ملکوں کے نام نقش ہوں برابر مقدار میں تولو۔ تولنے میں منہ پورب طرف، باٹ دائیں پلڑے میں اور تول کی چیزیں بائیں پلڑے میں رکھو اور اس پر پڑھتے جاؤ اور ترازو سے کہتے جاؤ "تو سیدھی ہی، تو دیوتا ہی، تو دیوتا کی زوجہ ہی، تو برھما کی بیٹی سرسفت (سرسوتی) ہی تو حق اور سچائی کو ظاہر کرتی ہی اور تو خود سیدھے پن سے بھی زیادہ سیدھی ہی۔ تو پورب سے پچھم ایک طریقے پر چلنے میں آفتاب اور ستاروں کے مثل ہی، دنیا کا نظام تجھ سے درست ہی اور سارے فرشتوں اور برہمنوں کی درستی اور سچائی تجھ میں جمع ہی۔ تو برھما کی بیٹی ہی اور کشب تیرے گھر کا ایک شخص ہی۔ یہ تول شام کے وقت ہونا چاہیے۔ پھر ان چیزوں کو کسی گوشے میں رکھ دو اور صبح کو دوبارہ تولو جس چیز کا وزن بڑھ جائے اس سال وہ اچھی اور بڑھتی ہوئی ہوگی اور جو گھٹ جائے وہ ادنی

درجہ کی گرمی ہوئی ہوگی ۔

صرف اسی وزن کو کافی مت سمجھو بلکہ روشنی اور سوات میں بھی وزن کرو ۔

اگر سال ادماسہ کا ہو اور تولنے کا اتفاق مکرر مہینے میں ہوا ہو تو اس عمل کی تکرار کرنا (یعنی مکرر تولنا) چاہیے ۔ اگر ہر تول کا نتیجہ یکساں ہو تو ٹھیک ہے ۔ ورنہ اس کو اختیار کرو جو روشنی کے تول کا نتیجہ ہے ۔ اس لیے کہ زیادہ تر وہی ٹھیک ہوتا ہے۔"

باب ۵

مدّوجزر (جوار بھاٹا) جو سمندر کے پانی میں پیہم آتا رہتا ہے

سمندر کے پانی کے ایک حال پر ٹھہرے رہنے کا سبب

بحوالہ مچھ پران، اڑنے والے پہاڑ، سمندر میں ایک آگ ہے جو اس کا پانی پیتی رہتی ہے۔

مچھ پُران میں یہ تبلایا گیا ہے کہ "قدیم زمانے میں سولہ پردار پہاڑ تھے جو ان پروں سے اُڑتے اور اوپر چڑھ جاتے تھے۔ راجہ اَندر کی شعاع نے ان کے پروں کو جلا دیا اور وہ پَر کٹے ہوکر سمندر کی چاروں سمت میں جا گرے۔ پورب طرف کے پہاڑ رِشبہ، بلاہک، چکر اور مَیناک ہیں۔ اُتر طرف کے چندرؔ، کنک، دُروَن اور سمہ ہیں۔ پچھم طرف کے تکرؔ، بدھر، نارد اور پربت ہیں۔ اور دکن طرف کے جیموت، دَراوَن، مَیناکؔ اور مہاشیر ہیں۔ پورب طرف کے تیسرے اور چوتھے پہاڑ کے درمیان سمر تک، آگ ہے جو سمندر کا پانی پیتی رہتی ہے۔ اگر وہ نہ ہوتی تو دریاؤں کے ہمیشہ اس میں گرتے رہنے سے سمندر بھر جاتا۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آگ ان کے ایک راجہ کی ہے جس کا نام اَدرَب تھا۔

راجہ ادرَب کا افسانہ سمندر کی آگ اس راجہ کی بیٹی ہے

سلطنت اس کو اپنے باپ سے وراثت میں ملی۔ وہ ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس کا باپ مارا گیا۔ جب وہ پیدا ہوکر جوانی کی عمر

کو پہنچا اور اپنے باپ کا حال سُنا اس کو فرشتوں پر غصہ آیا اور
اس وجہ سے کہ فرشتوں نے باوجود اس کے کہ انسان ان
کی پرستش کرتے اور ان کے واسطے قربانی کرتے ہیں. دنیا کی حفاظت
میں غفلت کی۔ اس نے فرشتوں کو قتل کر دینے کے لیے تلوار نکالی
فرشتوں نے ایسی عاجزی کے ساتھ اس سے مہربانی ورحم کی درخواست
کی کہ وہ ان کے قتل سے باز آگیا اور ان سے کہا کہ ہم اپنے غصے
کی آگ کو کیا کریں؟ فرشتوں نے مشورہ دیا کہ وہ اس کو سمندر
میں ڈال دے۔ یہ وہی آگ ہی جو سمندر کا پانی پیتی رہتی ہی۔ یہ
بھی کہتے ہیں کہ باوجود دریاؤں کا پانی سمندر میں ملتے رہنے کے
وہ اس وجہ سے نہیں بڑھتا کہ راجہ اندر بدلی کے ذریعے پانی کو
لے لیتا اور بارش بناکر برساتا ہی۔

ماہتاب کا داغ، بحوالہ مچ پران | مچ پُران میں یہ بھی کہا گیا ہی کہ "ماہتاب
کا داغ جس کا نام "ششلکش" یعنی خرگوش کی شکل ہی، مذکورہ بالا
سولہ پہاڑوں کی صورت ہی جس کا عکس ماہتاب کی روشنی سے
اس کے جسم میں پڑتا ہی۔"

ماہتاب کے مختلف نام۔ وجہ تسمیہ بحوالہ بشن دھرم | کتاب بشن دھرم میں ہی کہ "ماہتاب
کا نام ششلکش اس وجہ سے رکھا
گیا کہ اس کا جسم آبی کرہ ہی جو آئینے کی طرح زمین کی صورت قبول
کرلیتا ہی اور یہ زمین کے مختلف شکل و صورت کے پہاڑ اور سمندر
ہیں جن کی تصویر ماہتاب میں خرگوش کی شکل کی بن جاتی ہی۔ ماہتاب
کا نام مرگ لانچن، یعنی ہرن کی علامت بھی ہی۔ اس کی وجہ یہ ہی

کہ ایک قوم نے اس کے چہرے کے داغ کو ہرن سے تشبیہہ دی ہی۔"

ماہتاب کے داغ کا افسانہ، ماہتاب کی منزلیں پرجاپت کی بیٹیاں ہیں۔

ماہتاب کی منزلوں کے متعلق ہندوں کا قول ہی کہ وہ سب پرجابت کی بیٹیاں ہیں۔ ماہتاب نے ان سب کے ساتھ بیاہ کیا اور روہنی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کرنے اور اس کو سب پر ترجیح دینے لگا۔ اس کی بہنوں نے رشک سے باپ کے پاس اس کی شکایت کی۔ باپ نے ماہتاب کے پاس سب بہنوں کے درمیان مساوات رکھنے کی کوشش کی اور اس کو سمجھایا لیکن اس کا کوئی اثر نہیں ہوا اس پر باپ نے اس کو بدعا دی جس سے اس کا چہرہ داغدار ہوگیا۔ ماہتاب اپنے فعل سے شرمندہ ہوا اور اپنے گناہ سے توبہ کرتا ہوا باپ کے پاس آیا۔ پرجابت نے اس سے کہا کہ میرا قول ایک ہی جو واپس نہیں ہوسکتا لیکن ہم تیرے اس عیب کو ہر مہینے میں آدھا مہینا چھپا دیں گے۔ ماہتاب نے کہا کہ گزشتہ گناہ کا اثر ہم

مہادیو کے لنگ کی صورت ماہتاب کی معبود ہی۔

پر سے کس طرح مٹے گا۔ پرجابت نے کہا کہ مہادیو کے لنگ کی صورت کھڑی کرکے اس کو اپنا مخدوم (آقا) بنالینے سے۔ ماہتاب نے اس کی تعمیل کی اور سومنات کا پتھر وہی (لنگ) ہی۔ سوم کے معنی ماہتاب اور نات کے معنی صاحب (یعنی آقا) کے ہیں، یعنی ماہتاب کا آقا سلطان محمود رضی اللہ عنہ نے ۴۱۶ھ میں اس پتھر کو اکھڑوا دیا۔ اور اوپر کے حصے کو توڑ کر مع اس کے سونے کے جڑاؤ اور جھکیلے

غلاف کے اپنے دار السلطنت غزنی لے گئے۔ اس کا ایک جز غزنی کے میدان میں ،چکر سوام ، ایک پیتل کے بت کے ساتھ جو تھانیسر سے لایا گیا تھا پڑا ہے اور ایک جز وہاں کی جامع مسجد کے دروازے پر ہے جس پر پانو کی مٹی اور نمی پونچھی جاتی ہے۔

مہادیو کے لنگ کی پرستش کی بنیاد لنگ مہادیو کے عضو تناسل کی صورت ہے۔ اس کا سبب ہم نے یہ سُنا ہے کہ ایک رشی نے مہادیو کو اپنی عورت کے پاس دیکھا۔ وہ مہادیو سے بدگمان ہو گیا اور بددعا کی کہ اس کا عضو تناسل نیست ہو جائے۔ وہ اسی وقت اس سے جدا ہو کر چکنا ہو گیا۔ پھر مہادیو نے اس رشی کے سامنے اپنے بے قصور ہونے کی نشانیاں پیش کیں اور دلیلوں سے ان کا صحیح ہونا ثابت کیا کہ رشی کے دل میں جو شبہ پیدا ہو گیا تھا مٹ گیا اور اس نے کہا کہ ہم تیرے لیے اس کی تلافی یہ کر دیتے ہیں کہ اس عضو کی صورت کو جو تجھ سے جُدا ہو گیا ہے انسانوں کے اندر ایسا باعظمت بنا دیتے ہیں کہ لوگ اس کو وسیلہ اور تقرب (الہی) کا ذریعہ بنائیں۔

لنگ بنانے کا طریقہ بحوالہ براہمر براہمر نے لنگ بنانے کا طریقہ یہ تبلایا ہے کہ ایک ایسا پتھر منتخب کرکے جس میں کوئی عیب نہ ہو اس کو اس قدر لانبا رکھو جتنی لانبی صورت بنانا مقصود ہے اس کو تین برابر حصوں میں تقسیم کرکے نچلے ثلث کو ایسا مربع بناؤ گویا وہ مکعب یا مربع ستون ہے۔ درمیانی ثلث کو اس کے چاروں ستون گرا کر مثمن، (ہشت پہل) بناؤ اور اوپر کے ثلث کو گول اور اس کے سر کو

گھنڈی کی صورت کا ایسا بناؤ کہ وہ عضو تناسل کے سر کے مشابہ ہو۔
نصب کرنے میں ثلث مربع کو زمین کے اندر رکھا جائے۔
ثلث مثمن کے لیے ایک غلاف بنایا جائے جس کو پنڈ کہتے ہیں۔
یہ غلاف باہر سے ایسا مربع ہو کہ لنگ کے زمین کے اندر کے مربع حصہ کے برابر آجائے اور اندر سے ایسا مثمن ہو کہ درمیانی ثلث پر جو زمین کے باہر نکلا ہوا ہی ٹھیک آجائے۔ گول حصہ غلاف سے باہر رہے۔

لنگ کی صورت غلط بنانے کا عذاب براہمر نے اس کے بعد کہا ہی کہ "گول حصے کو چھوٹا یا تپلا بنانے سے ملک میں خرابی ہوتی ہی اور جن اطراف کے لوگوں نے اس کو بنایا ہی اُن میں بُرائی ظاہر ہوتی ہی اس میں گہرائی اور بلندی کم ہونے سے لوگ بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اگر بناتے وقت اس پر کسی کانٹے وغیرہ کی چوٹ لگے گی راجہ اور اس کے گھر والے ہلاک ہوں گے۔ اگر اس کے اٹھاکر چلنے میں راہ میں ٹکر لگے اور اس ٹکر سے اس میں نشان پڑجائے۔ بنانے والا ہلاک ہوگا اور ملک میں خرابی اور بیماریاں پھیلیں گی۔

سومنات، لنگ کا سب سے بڑا اور مقدس مندر تھا ملک سندھ کے جنوب مغربی شہروں میں ان مکانوں میں جو ہندوؤں کی عبادت کے لیے بنائے جاتے ہیں یہ صورت بکثرت پائی جاتی ہی لیکن اب سب میں سومنات کی سب سے زیادہ تعظیم کی جاتی تھی۔ اس کے پاس ہر روز ایک گھڑا گنگا کا پانی اور ایک ٹوکرہ

کشمیر کے پھولوں کا لایا جاتا تھا اور اس کی نسبت ان کا اعتقاد یہ تھا کہ وہ پُرانی بیماریوں سے شفا دیتا اور ہر لاعلاج مرض سے چنگا کر دیتا ہی۔

| سومنات کی شہرت کی وجہ | سومنات کی شہرت اس وجہ سے ہوئی کہ

وہ سمندر میں نکلنے کے راستے کا ایک گھاٹ اور سفالۂ زنج اور چین کے درمیان آمد و رفت کرنے والوں کی ایک منزل ہی۔

| مدّ و جزر کا سبب عوام کے اعتقاد میں | اس سمندر کے مدّ و جزر کے متعلق

خیالات یہ ہیں اور ہندؤں کی زبان میں مدّ کو بھرن اور جزر کو دُھر کہتے ہیں کہ عوام ہندؤں کا اعتقاد یہ ہی کہ سمندر میں ایک آگ ہی جس کا نام بڑوانل ہی۔ یہ ہمیشہ سانس لیتی رہتی ہی۔ مدّ اس وجہ سے ہوتا ہی کہ سانس اندر کھینچتے میں وہ ہوا سے پھول جاتی ہی اور جزر اس وجہ سے کہ سانس باہر پھینکنے میں اس کا نفخ زائل ہو جاتا ہی جیسا کہ ہندؤں سے سُن کر مانی کا یہ اعتقاد تھا کہ سمندر میں ایک دیو ہی جس کے سانس اندر لینے اور باہر پھینکنے سے مدّ و جزر ہوتا ہی۔

| ہندو علما مدّ و جزر کے طبعی اسباب کو نہیں جان سکے | ہندو خواص (علما) اگرچہ مدّ و جزر کے طبعی اسباب کو نہیں جان سکے۔ مگر

یہ جانتے ہیں کہ یومیہ مدّ و جزر ماہتاب کے طلوع و غروب ہونے سے اور ماہانہ مدّ و جزر ماہتاب کی روشنی کم اور زیادہ ہونے سے تعلق رکھتا ہی۔

| سومنات کی وجہ تسمیہ۔ لنگ کی جگہ کی تعیین | سومنات (کے نام) میں ماہتاب

کا لفظ (یعنی لفظ سوم جس کے معنی ماہتاب کے ہیں) اسی مدّو جزر کی وجہ سے داخل ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہ پتھر اس جگہ سے جہاں پر دریائے سرستی سمندر میں گرتا ہے پچھم طرف ثلث میل (⅓) سے کم فاصلے پر اور سونے کے بنے ہوئے قلعہ بارُوی سے جو باسدیو کے واسطے نکلا اور جس میں وہ رہتا تھا، پورب جانب اور باسدیو اور اس کے خاندان کے قتل ہونے اور جلائے جانے کی جگہ سے قریب ساحل پہ نصب کیا گیا تھا۔ جب ماہتاب دائرۂ نصف نہار اور نصف لیل پر پہنچتا پانی جزر سے اتر کر اس کو ظاہر کر دیتا۔ گویا ماہتاب ہمیشہ اس کی خدمت کرتا اور اس کو غسل دیتا رہتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کی طرف منسوب ہے جو قلعہ اس کے اور اس کے خزانوں کے گرد بنا ہوا ہے پُرانا نہیں ہے۔ بلکہ قریبًا ایک سو برس کا بنا ہوا ہے۔

مدّ کے پانی کا چڑھاؤ، بحوالہ بشن پران

بشن پران میں ہے کہ "مدّ کے پانی کے چڑھاؤ کی انتہا ایک ہزار پانچ سو انگشت تک ہوتی ہے"۔ یہ بہت زیادہ ہے۔ اس لیے کہ اگر موقع اور درمیان کا پانی کچھ اوپر ساٹھ ذراع بلند ہو جائے تو دریا کا کنارا اور اس کی کھاڑیاں اس سے زیادہ پانی میں ڈوب جائیں گی، جتنا کہ دیکھا جاتا ہے۔ تاہم ایسا ہونا اس قدر دور از عقل بھی نہیں ہے کہ محال سمجھا جائے۔

سومنات کے سمندر میں سونے کا قلعہ پانی سے نکل آنا تعجب انگیز نہیں ہے جس کا باسدیو کے واسطے نکل آنا ہندو روایات میں بیان کیا جاتا ہے

پانی سے قلعے کا نکل آنا اس سمندر میں تعجب انگیز نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ جزیرے جو دیب کہلاتے ہیں اسی طرح پیدا ہوتے اور پانی سے

ریگ کے تودہ کی شکل میں باہر نکلتے ہیں۔ ان کی بلندی بڑھتی اور پھیلتی جاتی ہے اور وہ ایک عرصے تک قائم رہتے ہیں پھر ان پر کہنگی طاری ہوتی ہے اور ان کی قوت تماسک (یعنی ایک دوسرے کو پکڑنے اور باہم چمٹے رہنے کی صلاحیت) زائل ہو جاتی ہے اور وہ پگھلی ہوئی چیز کی طرح پانی میں پھیل کر غائب ہو جاتے ہیں اور ان کے باشندے پرانے جزیرے سے جس میں بگاڑ ظاہر ہوتا ہے، منتقل ہو کر نئے تازہ جزیرے میں جو ابھی حال میں ظاہر ہوا ہے آجاتے اور ناریل کا درخت وہاں لاتے اور اس کو آباد کر کے وہیں بس جاتے ہیں۔

قلعہ کو سونے کا کہنا ممکن ہے کہ فرضی نام ہو اور ممکن ہے کہ یہ اس کی واقعی حالت ہو۔ جزائر زنج (حبش یا افریقہ) کا نام سونے کی زمین اس وجہ سے پڑا کہ وہاں کی تھوڑی دھوئی مٹی میں بہت سونا نکلتا ہے۔

باب ۵۹

سورج گرہن اور چندر گرہن کا بیان

گرہن کا سبب ہندو منجموں کو معلوم ہے ہندو منجمین جانتے ہیں کہ ماہتاب میں گرہن لگانے والا زمین کا سایہ ہے اور آفتاب میں گرہن لگانے والا ماہتاب ہے۔ اور لوگوں نے زیج وغیرہ میں اپنے حسابات کی بنیاد اسی پر رکھی ہے۔

بحوالہ سنگھٹ براہہر راس کے متعلق ایک فسانہ براہہر نے کتاب سنگھٹ میں کہا ہے کہ بعض علما کا خیال ہے کہ راس دیت کی جنس تھا اور اس کی ماں سنگھک ہے۔ جب فرشتوں نے سمندر سے ہناآۃ (امرت) نکال کر بشن سے درخواست کی کہ اس کو ان کے درمیان تقسیم کر دے اور بشن نے تقسیم کیا اس وقت راس فرشتوں کی صورت بنا کر آیا اور ان میں داخل ہو گیا اور جب بشن نے ہناآۃ کا حصہ اس کو دیا وہ اس کو لے کر پی گیا۔ بشن اس کا حال سمجھ گیا اور اس کو گول چکر سے مارا اور اس کا سر کاٹ لیا۔ ہناآۃ کی وجہ سے جو اس کے منہ میں تھی زندہ رہا اور اس وجہ سے کہ وہ بدن میں نہیں پہنچی تھی اور نہ اس کی تاثیر جسم میں پھیلی تھی بدن مر گیا۔ راس عاجزی کے ساتھ بولا کہ کس جرم میں میرے ساتھ یہ کیا گیا۔ اس کے عوض میں اس کو آسمان پر اٹھا کر وہاں کے باشندوں میں داخل کر لیا گیا۔

راس کے جسم و صورت کے متعلق مختلف رائے بعضوں نے کہا ہے کہ راس کے لیے بھی اسی طرح سے جسم ہے جیسے آفتاب و ماہتاب کے لیے۔ مگر وہ سیاہ تاریک ہے اس وجہ سے آسمان پر نظر نہیں آتا۔ برھما نے جو بدر اول ہے اس کا حکم دے رکھا ہے کہ آسمان پر سوا گرہن کے وقت کے اور کبھی ہرگز ظاہر نہ ہو۔

بعضوں نے کہا ہے کہ "اس کا سر سانپ کے سر اور دُم سانپ کی دم کے مثل ہے" اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ "اس کی تاریکی کے سوا جو دیکھی جاتی ہے اس کا اور کوئی جسم نہیں ہے"۔

براھمہر نے ان خرافات کو نقل کرکے کہا ہے کہ " اگر راس کے لیے جسم ہوتا تو اس کا فعل (یعنی ماہتاب میں کسوف پیدا کرنا ماہتاب کے جسم کے ساتھ) اُس کے مل کے جانے سے ہوتا حالانکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسوف اس کے دور رہنے سے ہوتا ہے جب اس کے اور ماہتاب کے درمیان چھ بروج کا فصل ہوتا ہے اس کی رفتار بڑھتی یا گھٹتی نہیں ہے جس سے یہ وہم ہو کہ وہ بذات خود اس کی جگہ پہنچ جاتا ہے، جہاں پر ماہتاب کا کسوف واقع ہوتا ہے۔

" اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے (کہ راس خود اس جگہ پہنچ جاتا ہے) تو اس کو بتلانا چاہیے کہ اس کی رفتار کا حساب دورے کی حیثیت سے کیا جاتا ہے اور رفتار کے سیدھی ہونے کے ساتھ اس کا دورہ ہونا کیسے صحیح ہے۔ اگر راس کو سر اور دُم رکھنے والا سانپ تصور کیا جائے تو وہ چھ برج سے کم یا زیادہ فاصلے پر کیوں کسوف واقع نہیں کرتا

اس کا بدن سر اور دُم کے درمیان موجود ہی اور بدن کے ساتھ دونوں متصل ہیں۔ پھر بھی نہ آفتاب و ماہتاب میں اور نہ منازل (قمر) کے کسی ستارے میں گرہن لگتا ہی۔ کسوف اُسی وقت ہوتا ہی جب کہ دو راس ایک دوسرے کے سامنے ہوں اور ایک دوسرے میں کسوف پیدا کریں۔

اگر ایسا ہوتا تو ضروری تھا کہ جب ماہتاب ایک سے منکسف ہو کر طلوع ہو تو آفتاب دوسرے سے منکسف ہو کر اور اسی طرح جب ماہتاب منکسف غروب ہو تو آفتاب منکسف طلوع ہو اور ایسی کوئی صورت موجود نہیں ہی

گرہن کا طبعی سبب

پس ماہتاب کا کسوف، جیسا ان عالموں نے بیان کیا ہی جن کو خدا کی مدد ملی ہوئی ہی، یہ ہی کہ وہ (زمین کے) سایہ میں داخل ہو جاتا ہی۔ اور آفتاب کا کسوف یہ ہی کہ ماہتاب اس کو ہم لوگوں سے چھپا لیتا (یعنی ہمارے اور آفتاب کے درمیان حائل ہو جاتا) ہی۔ یہی سبب ہی کہ ماہتاب کے کسوف کی ابتدا اس کے پچھم کنارے سے اور آفتاب کے کسوف کی ابتدا اس کے پورب کنارے سے نہیں ہوتی۔

جس طرح مثلاً درخت کا سایہ پھیلتا ہی اسی طرح زمین سے مستطیل سایہ پھیلتا ہی۔ جب ماہتاب کا عرض کم ہوتا اور وہ آفتاب سے ساتویں برج میں ہوتا ہی اور اُتر یا دکن اس کے عرض کی مقدار زیادہ نہیں ہوتی، وہ زمین کے سایہ میں داخل اور اس سے منکسف ہوتا ہی۔ اور سایہ اور ماہتاب کے ملنے کی ابتدا پورب طرف سے ہوتی ہی۔

" آفتاب کی طرف ماہتاب پچھم جانب سے آتا اور اس کو بدلی

کے ایک ٹکرے کی طرح چھپالیتا ہے۔ چھپانے کی مقدار مختلف ملکوں میں مختلف ہوتی ہے۔

ماہتاب کا چھپانے والا بڑا ہے اس وجہ سے جب نصف ماہتاب میں کسوف ہوجاتا ہے اس کی روشنی دھیمی ہوجاتی ہے۔ آفتاب کا چھپانے والا بڑا نہیں ہے اس وجہ سے کسوف کے ساتھ بھی اس کی شعاع قوی رہتی ہے۔

علماء کا ان کتابوں میں اس پر اتفاق ہے کہ راس کی ذات کو آفتاب و ماہتاب کے نفس کسوف میں کوئی دخل نہیں ہے۔

براہمر نے اپنے علم کے مطابق دونوں کسوف کی ماہیت بیان کرنے کے بعد ان لوگوں پر افسوس کیا ہے جو اس سے جاہل ہیں اور کہا ہے کہ عوام کسوف کو راس کی طرف منسوب کرنے کے لیے بہت شور و غل کرتے اور کہتے ہیں کہ اگر راس کا ظاہر ہونا کسوف کا سبب نہیں ہوتا تو اس دن برہمن لازمی غسل نہیں کرتے (یعنی اس وقت غسل کرنا برہمنوں پر فرض نہیں ہوتا)

گرہن کے وقت مقام گرہن سے راس کے قریب ہوجانے کا سبب جو براہمر نے بتلایا ہے

براہمر نے کہا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جب راس نے سر کٹنے کے وقت عاجزی کی تو برہما نے اس قربانی میں جو کسوف کے وقت برہمن آگ کے واسطے کرتے ہیں اس کا حصہ مقرر کردیا۔ اور وہ اپنا حصہ طلب کرنے کے لیے کسوف کی جگہ کے قریب آجاتا ہے۔ اس وجہ سے اس وقت لوگ اس کو بہت یاد کرتے اور کسوف کو اس کی طرف منسوب کرتے (یعنی اسی کو کسوف کا سبب

سمجھتے) ہیں۔ حالانکہ کسوف میں اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ وہ ماہتاب کی راہ کے سیدھی یا ٹیڑھی ہونے سے واقع ہوتا ہے

براہمر کے کلام پر مصنف کا اعتراض

باوجود دنیا کی ہیئت کو صحیح طرح سمجھنے کے جس کی دلیلیں اوپر گزر چکی ہیں۔ براہمر کا یہ کلام تعجب سے خالی نہیں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ وہ کبھی کبھی برہمنوں کو خوش کرنا چاہتا ہے اس لیے کہ وہ خود ایک برہمن ہے اور ان کے اندر شامل رہنا اس کے لیے ضروری ہے۔ بہرحال حق پر ثابت قدم رہنے اور اس کی تصریح کرنے کے ساتھ جیسا سند (سندھی) کی کیفیت کے متعلق ہم نے اس کا کلام نقل کیا ہے۔ اس پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

گرہن کے متعلق برہگوپت کا کلام اور اس پر مصنف کی رائے

کاش کل اہل علم اسی کا طریقہ اختیار کرتے لیکن برہگوپت کو دیکھو جو اس (منجمین کے) طبقہ میں سب سے افضل ہے۔ یہ ان برہمنوں میں تھا جو اپنے پُرانوں میں یہ پڑھتے ہیں کہ آفتاب کی جگہ ماہتاب سے نیچے ہے اور اس لیے آفتاب میں کسوف واقع ہونے کے لیے اُن کو راس کی حاجت ہوئی جو اس کو دانت میں پکڑلے، اس لیے اس نے حق کو چھوڑ کر باطل کی تائید کی۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ غصہ کی شدت میں برہمنوں سے تمسخر کرتا ہو، یا اُس شخص کی طرح بے اختیار ہوگیا ہو جس پر موت کی غشی طاری ہوتی ہے۔ برہم سدھانده کے پہلے مقالے میں اس نے کہا ہے:۔

"بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کسوف کا سبب راس نہیں ہے۔ یہ خیال محال ہے۔ اس لیے کہ کاسف وہی ہے اور ساری دنیا کے لوگ

کہتے ہیں کہ راس ہی وہ چیز ہی جو گرہن لگاتا ہی۔ بید میں جو برھما کے مُنہ سے نکلا ہُوا اللہ کا کلام ہی، یہی ہی کہ راس ہی گرہن لگاتا ہی۔ اور کتاب سمرت میں جس کو منّو نے بنایا اور کتاب سنگھٹ میں بھی جس کو برھما کے بیٹے گرگ نے بنایا یہی ہی۔ براآھر، اشٹرنجنین ارجبھد اور بشن چند یہ کہتے ہیں کہ کسوف کا سبب راس نہیں ہی بلکہ وہ ماہتاب سے اور زمین کے سایہ سے واقع ہوتا ہی ان لوگوں کا یہ قول جمہور کے ساتھ مخالفت اور کلام مذکور کے ساتھ عداوت ہی۔ اس لیے کہ اگر کاسف راس نہ ہو تو جو کچھ برہمن کرتے ہیں یعنی گرم تیل مالش کرنا اور عبادت کی وہ تمام رسمیں جو گرہن کے وقت کے لیے مقرر ہیں بےکار جائیں گی جن پر کچھ ثواب نہیں ہوگا۔ اور ان کو بےکار ٹھہرانا اجماع کو توڑنا ہی اور یہ جائز نہیں ہی۔ منّو نے سمرت میں کہا ہی کہ جب گرہن لگا کر راس، آفتاب یا ماہتاب کو پکڑتا ہی اس وقت زمین پر جس قدر پانی ہی سب پاک اور پاکی میں گنگا کے پانی کی برابر ہو جاتا ہی، بید میں ہی کہ راس دیت کی بیٹیوں میں سے سینگ نامی ایک عورت کا بیٹا ہی اور جو نیک کام کیا جاتا ہی اسی وجہ سے کیا جاتا ہی، پس ان لوگوں پر واجب ہی کہ جمہور کی مخالفت سے باز آئیں اس لیے کہ بید سمرت اور سنگھٹ میں جو کچھ ہی بالکل صحیح ہی۔"

برھگوپت کے کلام اور روش میں تناقض جب اس موقع پر برھگوپت کی وہ حالت ہی جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) کہا ہی:-

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۱۴ یعنی ان لوگوں نے زبردستی

اور شیخی سے اس سے انکار کیا حالانکہ ان کے دل اس کو مان رہے ہیں، تو ہم اس سے بحث نہیں کریں گے، صرف اس کے کان میں آہستہ سے کہہ دیں گے کہ اگر قوم پر یہ واجب ہے کہ مذہبی کتابوں کی مخالفت نہیں کرے تو تم نے ایسا کیوں کیا کہ لوگوں کو اس نیک کام کا حکم دیا اور خود اپنی ذات کو بھول گئے اور اسی جملہ کے بعد ماہتاب کے قطر کی مقدار نکالنے لگے تاکہ اس سے آفتاب کے کسوف کا تعلق ظاہر ہو اور ظل کے قطر کی مقدار نکالنے لگے تاکہ اس سے ماہتاب کے کسوف کا تعلق ظاہر ہو۔ اور دونوں کے کسوف کا حساب مخالفوں کی رائے کے مطابق کیا نہ ان کی رائے کے مطابق جن کے ساتھ موافقت رکھنے کی تم نے رائے دی ہے۔ اگر برہمنوں کو کسوف کے وقت کوئی عبادت ادا کرنے یا کسی دوسری چیز کا حکم دیا گیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسوف اس کام کا وقت ہے، نہ یہ کہ وہ کام کسوف کی وجہ سے ہے۔ جیسا ہم مسلمانوں کو آفتاب کے مختلف حالات میں نماز کا حکم دیا گیا اور نماز سے منع کیا گیا ہے اور آفتاب کی روشنی اس کی علامت قرار دی گئی۔ بغیر اس کے کہ آفتاب کو ہماری عبادت میں کوئی دخل ہو۔

پھر برہمگوپت کے اس قول کا کہ 'جمہور کی یہ رائے ہے'، اگر یہ مطلب ہے کہ ساری آباد دُنیا کے لوگوں کی یہ رائے ہے تو یہ شخص ساری دنیا کا حال صحیح اور معتبر طریقے پر جاننے سے بہت دور ہے ہندستان کے شہر ساری دنیا کے مقابلے میں مختصر اور تھوڑے ہیں اور ان لوگوں کی تعداد جو عقلی اور دینی مسائل میں ہندوؤں کے مخالف

ہیں ان سے زیادہ ہے جو ان کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں۔

اگر اس کی مراد جمہور اہل ہند ہیں تو یقیناً ہندو عوام، تعداد میں ہندو خواص سے زیادہ ہیں، لیکن ہم مسلمانوں کی آسمانی کتابوں کے مطابق زیادہ تعداد بُرے لوگوں کی اور ایسے لوگوں کی ہے جو جہالت، شک اور ناشکری میں مبتلا ہیں۔

برہمگوپت کے لیے مصنف کی معذرت

ہم سمجھتے ہیں کہ برہمگوپت نے یہ جو کچھ کہا اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ وہ اس کم سنی اور نوعمری میں ایسی وسعت علمی اور ذکاوت طبعی رکھتے ہوئے ایک قسم کی سقراطا جیسی مصیبت (یعنی قومی رسوم و عقائد کو عقل و بُرہان پر ترجیح دینے کے میلان) میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس نے برہم سدھانت تیس برس کی عمر میں تصنیف کیا ہے اور اگر اس کا عذر یہی ہے تو ہم اس کو قبول کر لیتے اور قصہ ختم کرتے ہیں۔

وہ قوم مذکور جس کی مخالفت کرنا برہمگوپت پسند نہیں کرتا علماء نجوم کے اس مسئلہ کو کہ آفتاب میں کسوف ماہتاب سے ہوتا ہے کب تسلیم کرے گی جب ان لوگوں نے اپنے پرانوں میں ماہتاب کو آفتاب کے اوپر جگہ دی ہے، اور اوپر کی چیز نیچے کی چیز کو ایسی چیز سے جو دونوں سے نیچی ہو نہیں چھپا سکتی۔ اس وجہ سے ان کو ایک ایسی چیز کی حاجت ہوئی جو آفتاب و ماہتاب کو اس طرح پکڑ لے جیسا مچھلی روٹی کو پکڑتی اور وہ چیز ان دونوں (یعنی آفتاب اور ماہتاب) کی ایسی تشکیل کر دے جو ان دونوں کی کسوف کی حالت میں ہوتی ہے۔ کوئی قوم جاہلوں سے اور

ایسے سرداروں سے جو ان جاہلوں سے بھی زیادہ جاہل ہوتے ہیں، خالی نہیں ہوتی، جو اپنا بوجھ بھی اٹھاتے ہیں اور اپنے بوجھ کے ساتھ دوسروں کا بوجھ بھی اٹھاتے ہیں (یعنی خود بھی گمراہ ہوتے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں) اور ان کے ذہنوں میں زنگ پر زنگ بڑھاتے جاتے ہیں۔

کسوف کا موقع دریافت کرنے کا قدیم زمانے کا ایک عجیب طریقہ

پھر ایک عجیب بات براہمرنے اگلے بزرگوں سے جن سے اختلاف کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان سے چشم پوشی کرنی چاہیے یہ نقل کی ہے کہ وہ لوگ کسوف واقع ہونے پر اس طرح دلیل قائم کرتے تھے کہ تھوڑا پانی اسی قدر تیل کے ساتھ ایک بڑے برتن میں جس کی تہ مسطح ہو قمری ایام کے آٹھویں یوم میں ڈالتے اور غور سے دیکھتے کہ تیل کس جگہ جمع ہوتا اور کہاں پر پھیلا ہوتا ہے۔ تیل جمع ہونے کی جگہ کو کسوف شروع ہونے کی جگہ اور پھیلے ہونے کی جگہ کو کسوف ختم ہونے کی جگہ قرار دیتے تھے۔

کسوف کے متعلق ایک غلط رائے

براہمرنے بعض لوگوں کی رائے یہ بیان کی ہے کہ وہ کسوف کا سبب کواکب متحیرہ (یعنی آفتاب و ماہتاب کے سوا باقی پانچ سیاروں) کے اجتماع کو سمجھتے تھے اور بعض لوگ منحوس حادثات یعنی ستارہ جھڑتا، شہاب، ہالہ، اندھیرا، شدید آندھی، زمین دھنسنا اور زلزلہ کو کسوف واقع ہونے کی دلیل سمجھتے تھے۔ پھر اس نے کہا ہے کہ یہ چیزیں ہمیشہ کسوف کے ساتھ نہیں ہوتیں اور نہ کسوف واقع ہونے کا سبب ہیں بلکہ ان کے اور کسوف کے درمیان

صرف منحوس ہونے کی خاصیت مشترک ہے اور عقلی طریقہ ان خرافات سے بہت دور ہے۔
اس شخص کی طبیعت باوجود ذی علم ہونے کے ماش کو درماش اور موتی کو مینگنی کے ساتھ مخلوط کرنے میں وہی ہے جو اس کی قوم کی ہے۔ اس نے بغیر کسی سند و حوالہ کے یہ کہا ہے کہ اگر کسوف کے وقت سخت آندھی چلے تو اس کے بعد دوسرا کسوف چھ مہینے پر ہوگا۔ اگر ستارہ ٹوٹے تو دوسرا کسوف بارہ مہینے بعد ہوگا۔ اگر ہوا غبار آلود ہو جائے اٹھارہ مہینے بعد ہوگا۔ اگر زمین پر زلزلہ آجائے چوبیس مہینے بعد ہوگا۔ اگر ہوا تاریک ہو جائے تیس مہینے بعد ہوگا۔ اور اولے پڑیں چھتیس مہینے بعد ہوگا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس قول کا جواب خاموشی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

کسوف کے رنگوں کے متعلق ہندوں کی رائے زیادہ صحیح ہے

ہم کہتے ہیں کہ زیج خوارزمی میں کسوف کے رنگوں کا جو بیان ہے اگرچہ کلام میں ربط (یعنی دعوے اور دلیل میں مطابقت) ہے لیکن مشاہدے کے خلاف ہے۔ اس کے متعلق ہندوں کی رائے زیادہ صحیح و درست ہے وہ یہ کہ جو کسوف ماہتاب کے نصف جسم سے کم میں ہوتا ہے اس کا رنگ دُخانی ہوتا ہے۔ جب پورے نصف کا ہو جاتا ہے اس کا رنگ گہرا سیاہ ہوتا ہے۔ جب نصف سے بڑھتا ہے اس کی سیاہی سرخی مائل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جب پورا ہو جاتا ہے زرد ہو جاتا ہے۔ جس میں ہلکی سرخی ملی ہوتی ہے۔

باب ۶

پرب کا بیان

پرب یعنی وہ مدت جو ماہتاب کے دو گرہنوں کے درمیان پڑتی ہے

جن حدود کے اندر گرہن کا واقع ہونا ممکن ہے اور ان کے درمیان جتنے مہینے پڑتے ہیں ان کا پورا بیان دلیل کے ساتھ کتاب مجسطی کے چھٹے مقالے میں درج ہے۔ ماہتاب کے گرہنوں کے درمیان جو ان حدود کے کنارے (یعنی ان کی ابتدا اور انتہا) پر واقع ہوتے ہیں، جو مدت پڑتی ہے ہندو اس کو پرب کہتے ہیں۔ سنگھٹ میں پرب کا بیان حسب ذیل ہے:-

براہمہر نے کہا ہے کہ "ہر چھٹے مہینے کا پرب ہوتا ہے جس میں گرہن کا ہونا ممکن ہے۔ ان (گرہنوں) کا ایک دور ساٹھ کا ہوتا ہے ہر پرب کا ایک حاکم اور ایک حکم ہے جو ذیل کے جدول میں درج کیا جاتا ہے۔

جدول، پرب کے نام، عدد حاکم اور احکام کا

عدد	پرب کے حاکم	پرب کے احکام (یعنی آثار و خواص)
۱	برہم	برہمنوں کے موافق ہے۔ مویشی کی حالت اچھی رہتی ہے کھیت کی پیداوار بڑھتی ہوئی ہوتی ہے۔ صحت اور

عدد	پرب کے حاکم	پرب کے احکام (یعنی آثار وخواص)
		امن عام ہوتے ہیں۔
۲	ششش یعنی ماہتاب	پہلے پرب کے مثل ہے اس فرق کے ساتھ کہ بارش کم ہوتی ہے اور علما بیمار پڑتے ہیں۔
۳	اندر جو راجہ ہے	بادشاہ ایک دوسرے سے بدگمان ہوتے ہیں۔ سلامتی زائل ہوتی اور فصل خریف خراب ہوتی ہے
۴	کُبیرُ یعنی آتر کا حاکم	خوش حالی اور فارغ البالی ہوتی ہے اور دولت مند اپنا مال نقصان کرتے ہیں
۵	برن یعنی پانی کا حاکم	بادشاہوں کے لیے ناموافق اور دوسروں کے لیے موافق ہے اور اس میں زراعت شاداب ہوتی ہے۔
۶	اگن یعنی آگ متراک بھی نام ہے	پانی زیادہ ہوتا ہے۔ کھیتی کی پیداوار اچھی ہوتی ہے اور سلامتی اور امن شامل رہتا ہے اور وبا اور اموات زائل ہو جاتے ہیں۔
۷	جمُ یعنی ملک الموت	بارش کم ہوتی ہے اور زراعت برباد ہو جاتی ہے جس سے قحط ہو جاتا ہے۔

موجودہ پرب کو دریافت کرنے کا طریقہ بحوالہ زیچ گنندگاتک

موجودہ پرب کو جس میں تم ہو دریافت کرنے کا طریقہ۔ زیچ گنندگاتک کے مطابق یہ ہے کہ اس اہرگن کو جو اس زیچ کے عمل کے مطابق استخراج کیا جاتا ہے دو جگہ لکھا جائے ایک کو پچاس میں ضرب دے کر حاصل کو ۱۲۹۶ پر تقسیم کیا جائے، اور اس کی کسر کو اگر آدھے سے کم نہ ہو پورا عدد بنا کر حاصل پر ۱۰۶۳ بڑھا دیا جائے۔ اس مجموعے کو دوسری جگہ

کے اہرگن پر زیادہ کرکے اس دوسرے مجموعے کو ۱۸۰ پر تقسیم کیا جائے۔ خارج قسمت کے صحیح اعداد پورے پرب ہیں۔ اس میں سے سات سات گراتے جاؤ۔ جب ایسا عدد باقی رہ جائے جو سات سے زیادہ نہیں ہی اس کو پہلے پرب سے یعنی اس پرب سے جو برہما سکا ہی شمار کیا جائے (یعنی جس پرب پر یہ عدد ختم ہو وہی موجودہ پرب ہی) تقسیم میں جو عدد ۱۸۰ سے کم باقی رہا وہ موجودہ پرب کا جس میں تم ہو گزشتہ حصہ ہی اس کو ایک سو اسّی سے نکال دیا جائے۔ اگر باقی پندرہ سے کم رہے ماہتاب کا کسوف ممکن بلکہ ضروری ہی۔ اگر باقی زیادہ ہی کسوف محال ہی۔ اسی بنیاد پر ماضی کو اسی طرح قیاس کرنا چاہیے۔

پرب کو دریافت کرنے کا دوسرا طریقہ اسی کتاب میں دوسری جگہ یہ پایا جاتا ہی کہ کلپ اہرگن یعنی کلپ کے گزشتہ ایام کو لے کر اس میں سے ۱۰۰۳۱ ۹۲ گھٹاؤ۔ باقی کو دو جگہ لکھو۔ نیچے والے سے ۴۷ گھٹاؤ اور باقی کو ۴۶۱ ۵ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت کو اوپر والے سے گھٹاکر باقی کو ۱۷۳ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت پرب کا عدد ہی جس کی ابتدا برہما سے ہوگی۔

ان دونوں عملوں میں اتفاق نہیں ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ دوسرے عمل سے کوئی چیز چھوٹ گئی یا کتابت میں بدل گئی ہی۔

پرب کے احکام۔ بحوالہ براہمر یہ احکام اس کی شانِ علم کے خلاف ہیں براہمر نے پرب کے جو احکام بیان کیے ہیں اس کے علم و فضل کے خلاف شان ہیں۔ اس نے کہا ہی کہ اگر کسی مفروضہ پربیہ میں کسوف واقع

نہیں ہوا اور دوسرے دور میں واقع ہو تو بارش نہیں ہوگی اور قحط و خوں ریزی شدت سے ہوگی" اگر اصل عبارت کا ترجمہ کرتے ہیں مترجم سے غلطی نہ ہو جائے تو یہ حالت ہر اُس پرب کی ہونی چاہیے جس میں کسوف ہوا ہو متقدم ہو

اس سے بھی زیادہ عجیب اس کا یہ قول ہو کہ "اگر کسوف کا مشاہدہ اس وقت سے قبل ہو جب حساب سے کسوف واقع ہونا چاہیے، بارش کم ہوگی اور تلوار کھنچے گی اور اگر مشاہدہ اس وقت کے بعد ہو جب حساب سے واقع ہونا چاہیے، وبا اور موت پھیلے گی اور کھیتی کی پیداوار اور پھلوں اور پھولوں میں خرابی ہوگی" براہمر نے کہا ہو کہ "یہ مضمون ہم نے اگلے مصنفوں کی کتابوں میں پایا اور بعینہٖ نقل کر دیا ہو ورنہ جو شخص حساب اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہو اس کے حساب میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوگی" اور جب آفتاب میں پرب سے باہر گرہن لگے اور وہ تاریک ہو جائے تو جان لو کہ ایک فرشتہ نے جس کا نام توشت ہو اس میں گرہن لگایا ہو۔

براہمر نے دوسری جگہ بھی اسی قسم کی بات کہی ہو کہ "جب آفتاب کا (جنوب سے) شمال کی جانب انقلاب اُس کے برج جُدی میں داخل ہونے کے قبل واقع ہوگا، دکن اور پچھم دونوں طرف کے ممالک خراب اور برباد ہو جائیں گے اور جب آفتاب کا (شمال سے) جنوب کی جانب انقلاب اُس کے برج سرطان میں داخل ہونے کے قبل ہوگا پورب اور اُتر کے اطراف خراب

ہوجائیں گے ۔ اور اگر انقلاب آفتاب کے ان دونوں برج میں داخل ہونے کے ساتھ یا اس کے بعد واقع ہوگا دنیا میں چاروں طرف امن و امان عام ہوگا اور حالات زیادہ بہتر ہوں گے ؛؛

یہ اقوال ظاہری معنی کے اعتبار سے دیوانوں جیسی باتیں ہیں مگر یہ کہ ان کی تہ میں ایسے دقیق نکتے ہوں جن کو ہم نہیں جانتے ۔

پرب کے بعد مناسب ہے کہ ہم زمانوں کے حاکموں کو بیان کریں ۔ اس لیے کہ وہ اسی طرح کے دور ہیں جو دورہ کرتے رہتے ہیں اور ان کے ساتھ اس قسم کی دوسری باتوں کو بھی ذکر کریں گے ۔

باب ۶۱

زمانہ یا اوقات کے مذہبی اور نجومی حاکموں اور اُن روایات و امثال کا ذکر جو اُن کے متعلق ہیں

مطلق مدت خدا کی طرف منسوب ہے اور اس کے اجزا طبعی چیزوں کی طرف

مدت (یعنی زمان) مطلق خدائے پاک سے منسوب ہے اسی لیے کہ وہ دہر ہے جو دو کناروں (یعنی ابتدا و انتہا) سے محدود نہیں ہے۔ اور اسی سے اُس کی ازلیت ہے۔ مدت مطلق ہے کبھی یہ لوگ اسی (مدت مطلق) کو نفس کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں جو پورش کہا جاتا ہے وہ زمانہ یا وقت جس کا شمار حرکتوں سے ہوتا ہے اس کے اجزا ان چیزوں کی طرف جو خدا اور نفس سے نیچے ہیں منسوب ہیں۔ کلپ کو ان لوگوں نے برھما کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس لیے کہ وہ برھما کا دن یا اس کی رات ہے۔ اور اس کی عمر کے مقدار کی تعیین اسی سے کی جاتی ہے۔

ہر منتر کا ایک حاکم ہے جس کا نام مُنّ ہے۔ اس کی خاص صفت بیان کی جاتی ہے جس کا ذکر اس کے باب میں کیا گیا ہے۔ چتر جگ اور دوسرے جگوں کے متعلق اس قسم کی بات جو منتر کے لیے بیان کی جاتی ہے ہم نے نہیں سُنی

اوقات کی نسبت سبعہ سیارے کی طرف بحوالہ براہمر

براہمر نے کتاب مو الید کبیر

میں کہا ہی ؛ ابد یعنی سال زحل کا ہی۔ ابن جو نصف سال ہی آفتاب کا ۔ رُتت یعنی سدس سال عطارد کا۔ مہینہ مشتری کا ۔ پکش یعنی نصف مہینہ زہرہ کا ۔ باسر یعنی یوم مریخ کا اور مہورت ماہتاب کا ہی

اسی کتاب میں سال کے سدس (یا دو دو مہینے کے ٹکڑوں) کے متعلق یہ بیان کیا ہی کہ پہلا سدس نقطۂ انقلاب شتوی کے نزدیک سے زحل کا ہی۔ دوسرا زہرہ کا۔ تیسرا مریخ کا۔ چوتھا ماہتاب کا۔ پانچواں عطارد کا اور چھٹا مشتری کا۔

ہم ساعتوں کے حاکموں کا، مہورت کے حاکموں کا اور ایام قمر کے نصف نصف کا اور (قمری مہینے کے) نصف روشن اور نصف تاریک کا اور پورے ایام قمری کے حاکموں کا، گرہن کے پرب اور منتر کے حاکموں کا، ہر ایک کا بیان اس کے باب میں کر چکے ہیں۔ جو باقی رہ گیا ہی اس کو اب بیان کرتے اور کہتے ہیں :-

سال کا حاکم قرار دینے میں ہندوؤں کا اور علماء مغرب کا طریقہ مختلف ہی

سال کے حاکم کے متعلق ہندوؤں کا طریقہ وہ نہیں ہی جو اہل مغرب یعنی یونان اور روم، کا ہی اس کو اُن شرائط (اور قواعد) کی بنا پر جو اچھی طرح معیّن کر دیے گئے ہیں سال کے طالع سے دریافت کرتے ہیں بلکہ (اہل ہند کے نزدیک) سال کے مالک اور اسی طرح مہینے کے مالک معیّن زمانوں کے مالک ہوتے ہیں جو نوبت بہ نوبت (یکے بعد دیگرے) آتے رہتے ہیں اور جو ارباب ساعات اور ارباب ایام کی طرح یعنی قاعدے کی بنا پر معلوم کیے جاتے ہیں۔

سال کے حاکم کو جاننے کا طریقہ بحساب بیج گنمد گانک

جب تم سال کے حاکم کو

جاننا چاہو، زیچ گند کاتک کے مطابق دریافت کرو کہ تاریخ کے یعنی اس خاص اور مشہور مدت کے جس سے حساب کی ابتدا کی جاتی ہی کتنے ایام ہیں۔ اس لیے کہ ہندوؤں میں عموماً اسی زیچ سے کام لیا جاتا ہی ایام کے عدد میں سے ۲۲۰۹ گھٹاؤ جو باقی رہے اس کو ۳۶۰ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت کو تین میں ضرب دو۔ حاصل ضرب پر ہمیشہ تین بڑھادو اور مجموعے سے سات سات گراتے جاؤ۔ جب ایسا عدد باقی رہ جائے جو سات سے زیادہ نہیں ہی اس کو اتوار کے دن سے شمار کرو۔ آخر میں جس دن پر پہنچوگے اس دن کا حاکم سال کا حاکم ہی۔ جو عدد تقسیم سے باقی رہ گیا ہی وہ اس کی حکومت کے گزرے ہوئے ایام ہیں اور جس عدد کو گزشتہ ایام میں جوڑنے سے تین سو ساٹھ کا عدد پورا ہو وہ اس کی حکومت کے باقیماندہ ایام ہیں۔

طریق مذکور کے مطابق عمل کرو یا تاریخ کے ایام سے گھٹانے کے عوض اس پر ۳۱۹ کا عدد زیادہ کرو دونوں برابر ہیں۔

مہینے کے حاکم کو جاننے کا طریقہ | اگر مہینے کے حاکم کو جاننا چاہو، تاریخ کے ایام میں سے ۱۱ گھٹاؤ اور باقی کو ۳۰ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت کو دگنا کرکے اس پر ایک بڑھاؤ اور مجموعے میں سے سات سات گراؤ۔ باقی کو اتوار کے دن سے شمار کرو، انتہا مہینے کے حاکم کے یوم پر ہوگی۔ جو عدد تقسیم سے باقی رہ گیا ہی وہ اس کی حکومت کے گزشتہ ایام ہیں اور جس عدد کو گزشتہ ایام کے عدد میں جوڑنے سے ۳۰ کا عدد پورا ہو وہ حکومت کے باقیماندہ ایام ہیں۔

اس طریقے پر عمل کرو یا تاریخ کے ایام پر بجائے اس میں

سے گھٹانے کے ۱۹ کا عدد بڑھا دو اور مجموعے پر بجائے ایک کے دو بڑھاؤ، دونوں برابر ہیں۔

یوم اور ساعت کے حاکم

یوم کے حاکم کو بیان کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ وہ تاریخ کے ایام کو سات سات کرکے گھٹانے سے حاصل ہوجاتا ہے اور نہ ساعت کے حاکم کو ذکر کرنے کا کوئی فائدہ ہے۔ وہ دائرہ فلک کو پندرہ پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوجاتا ہے۔ جو لوگ معوجہ ساعت اختیار کرتے ہیں وہ آفتاب کے درجہ اور طالع کے درجہ کی درمیانی مسافت کو پندرہ پر برابر درجوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

دن اور رات کے ہر ثلث کا حاکم حوالہ سرودو، مہادیو

مہادیو[۱] کی کتاب سرودو میں ہے "دن اور رات کے ہر تیسرے حصے (⅓) کا ایک حاکم ہے۔ دونوں میں سے ہر ایک کے پہلے ثلث کا حاکم برہما ہے۔ دوسرے ثلث کا بشن اور تیسرے ثلث کا رُدر ہے۔ یہ انتظام تین ابتدائی قوتی (یعنی ست، رج اور تم) کے نظام کی بنیاد پر ہے۔

سال کے ہر حاکم ستارہ کے ساتھ ایک ناگ یعنی سانپ ہوتا ہے

ہندوؤں میں ایک دوسری رسم یہ ہے کہ یہ لوگ سال کے حاکم کے ساتھ کسی ایک ناگ یعنی سانپ کا ذکر کرتے ہیں۔ ہر ستارے کے لیے سانپوں کے نام فرض کرلیے گئے ہیں۔ ہم ان کو ذیل کے جدول میں درج کرتے ہیں:-

---

[۱] مہادیو اس کتاب سرودو کے مصنف کا نام ہے۔ اس سے مہادیو دیوتا مراد نہیں ہیں۔ ع۔ح

ناگ (سانپ) کا جدول

سال کا حاکم	اس کے ساتھ کا سانپ دو زبانوں میں	
آفتاب	سُک	ننت
ماہتاب	پشکر	چترانگد
مریخ	پندارگ	بھرم دکشک
عطارد	جبرہست	کرکوت
مشتری	ایلاپتر	پدم
زہرہ	کرکوٹک	مہا پدم
زحل	جگش بھدر	سنک

ہندوؤں نے کواکب سیارے کو اس وجہ سے کہ ان کے امور آفتاب سے تعلق رکھتے ہیں آفتاب کی طرف منسوب کیا ہے اور کواکب ثابتہ کو اس وجہ سے کہ ماہتاب کی منزلیں منجملہ کواکب ثابتہ کے ہیں۔ ماہتاب کی طرف منسوب کیا ہے۔ ہندو منجمین اور ہمارے منجمین کے درمیان یہ مسلم ہے کہ ستارے بروج کے حاکم ہیں۔ ہندوؤں نے بعض روحانی موجودات کو ستاروں کا بھی حاکم بنالیا ہے۔ ذیل کے جدول میں ہم ان کو کتاب بشن دھرم کے مطابق درج کرتے ہیں۔

ستاروں کے روحانی حاکموں کا جدول

ستارے اور دونوں عقدے	ان کے حاکم
آفتاب	اگن
ماہتاب	بجان
مریخ	کلمار

ستارے اور دونوں عقدے	ان کے حاکم
عطارد	بشن
مشتری	شکر
زہرہ	گور
زحل	پرجاپت
راس	گنیس (گنپت)
ذنب	بشوکرم

منازل ماہتاب کے روحانی حاکم کتاب مذکور میں ستاروں کے حاکموں کی طرح ماہتاب کی منزلوں کے لیے بھی حاکم بتلائے گئے ہیں۔ ہم ان کو ذیل کی جدول میں درج کرتے ہیں۔

منازل (قمر) کے ارباب (یعنی حاکموں) کا جدول

منازل	حاکم	منازل	حاکم	منازل	حاکم	منازل	حاکم
کرتکا	اگن	اترابھگنی	ارجم	اتراشاڑھ	بشو	بھرنی	جم
روہنی	پتیفر	ہست	شاستر یعنی ستا	ابھج	براہم	.	.
مرگشیر	اند یعنی ماہتاب	چیتر	ودرت	اشربن	بشن	.	.
آردر	رُدر	سوات	بایج	دہنشت	باسو	.	.
پونربس	آدت	بشاکھ	اندراگن	شدبش	بارن	.	.
پش	گرو یعنی مشتری	انراد	متر	پورباہتر پت	.	.	.
اشلیش	سرپ	جیرت	شکر	اترابہتر بتا	آہربدن	.	.
مگ	پتر	مول	نرد	ریوتی	پوشن	.	.
پورباپھلگنی	بھگ	پورباشاڑ	اپ	اشونی	اشوکبار	.	.

باب ۶۲

ساٹھ سالہ سنبجر کا بیان، اس کا نام شدبد بھی ہے۔

لفظ سنبجر اور شدبد کی تشریح ساٹھ سالہ دور

اس لفظ سنبجر کے معنی سالوں کے ہیں اور اس سے مراد سالوں کے دورے ہیں۔ جس کی بنیاد مشتری اور آفتاب کے دوروں پر رکھی گئی ہے۔ ابتدا مشتری کے تشریق یعنی اس کے تحت الشعاع سے نمودار ہونے کے وقت سے کی جاتی ہے۔ یہ ساٹھ سال میں دورہ کرتا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام شدبد یعنی ساٹھ سالہ رکھا گیا ہے

سال کا حاکم وہ مہینہ ہے جس میں مشتری کی رویت واقع ہوتی ہے

ہم بیان کر چکے ہیں کہ ماہتاب کی منزلوں کے نام مہینوں کے نام پر تقسیم ہیں۔ کوئی مہینا ایسا نہیں ہے کہ اس کی کوئی ہمنام منزل اس کے حصہ میں نہ ہو۔ آسانی کے لیے ہم نے اس کا ایک جدول بنا دیا ہے (دیکھو باب ۱۹) جب تم اس منزل کو جان لوگے جس میں مشتری تحت الشعاع سے نمودار ہوتا ہے اور جدول مذکور میں اس منزل کو تلاش کروگے تو اس مہینے کو جو اس سال کا حاکم ہے اس منزل کے داہنے اس کے سامنے رکھا ہوا پاؤگے۔ بس سال کو اس مہینے کی طرف منسوب کرو اور کہو کہ مثلاً یہ سال جیتر کا یا بیشاک وغیرہ کا ہے۔ ان میں سے ہر ہر سال کے لیے ہندوؤں کی کتابوں میں قاعدے اور احکام

ہیں جو ان میں شہرت رکھتے ہیں۔

مُشتری کے نمودار ہونے کی منزل کو دریافت کرنے کا طریقہ۔ بحوالہ براہمر

تشریق کی منزل کو جاننے کے لیے براہمر نے کتاب سنگھٹ میں کہا ہے:

"شککال کو لکھ کر گیارہ میں ضرب دو اور حاصل کو چار میں ضرب دو یا شککال کو چوالیس میں ضرب دو دونوں برابر ہیں۔ حاصل ضرب پر ۸۵۸۹ بڑھاؤ اور مجموعے کو ۳۷۵۰ پر تقسیم کرو، خارج قسمت سال مہینے، ایام اور ان کے توابع (یعنی ساعت دقیقے وغیرہ) ہوں گے۔

بڑے ساٹھ سالہ جگ کے اندر چھوٹے چھوٹے پنج سالہ جگ

ان کو شکال پر بڑھاؤ اور مجموعے کو ساٹھ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت بڑے ساٹھ سالہ جگ یعنی پورے شَدبَد ہوں گے لیکن ان کی حاجت نہیں ہے۔ جو باقی رہ جائے اس کو پانچ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت چھوٹے پورے پنج سالہ جگ ہوں گے اور جو اس سے کم باقی رہے اس کا نام سنبَتسر یعنی سال ہے۔ اس کو دو جگہ لکھو۔ ایک کو نو میں ضرب دو اور حاصل پر دوسری جگہ کے لکھے ہوئے عدد کے نصف سدس ($=\frac{1}{12}$) کو زیادہ کرو۔ پھر مجموعے کے ربع ($=\frac{1}{4}$) کو لو۔ یہ پوری منزلیں اور بعض بعد والی ناقص منزل کے اجزا ہوں گے۔ ان کو منزل دھنشت سے شمار کرو جس منزل پر شمار ختم ہو وہ مشتری کے تشریق کی جگہ ہے۔ اس سے اس طریقے کے مطابق جو اوپر ذکر کیا گیا سال کے مہینے (یعنی اس مہینے کو جو سال پر حاکم ہے) دریافت کرو۔"

ہر چھوٹے جگ کے سلسلہ کا ایک حاکم ہوتا ہے

یہ بڑے بڑے جگ منزل دھنشت کی ابتدا اور ماہ ماگ کی ابتدا میں مشتری کے تشریق

کے وقت سے شروع ہوتے ہیں۔ ہر بڑے جگ کے اندر چھوٹے جگوں کا باقاعدہ سلسلہ ہے جو چند سالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس سلسلہ کا ایک حاکم ہوتا ہے جس کی طرف وہ نسبت کیا جاتا ہے۔ ہم نے اس کے لیے بھی ایک جدول بنا دیا ہے۔

جدول بڑے ساٹھ سالہ جگ میں ہر سال کا موقع اس کا نام اور اس کے حاکم کا نام

جب تم کو بڑے جگ کے اندر اپنے مطلوبہ سال کا موقع اور اوپر والے جدول میں سالوں کے اعداد میں اس کا عدد معلوم ہو جائے گا اس کے سامنے نیچے سال کا اور اس کے حاکم کا نام ملے گا۔

	وہ اعداد جن میں ایک کی اکائی ہو	وہ اعداد جن میں چھ کی اکائی ہو	وہ اعداد جن میں دو کی اکائی ہو	وہ اعداد جن میں سات کی اکائی ہو	وہ اعداد جن میں تین کی اکائی ہو	وہ اعداد جن میں آٹھ کی اکائی ہو	وہ اعداد جن میں چار کی اکائی ہو	وہ اعداد جن میں نو کی اکائی ہو	وہ اعداد جن میں پانچ کی اکائی ہو	وہ اعداد جن میں اکائی نہ ہو
ساٹھ سالہ جگ کے سال کا عدد	۱	۶	۲	۷	۳	۸	۴	۹	۵	۱۰
	۱۱	۱۶	۱۲	۱۷	۱۳	۱۸	۱۴	۱۹	۱۵	۲۰
	۲۱	۲۶	۲۲	۲۷	۲۳	۲۸	۲۴	۲۹	۲۵	۳۰
	۳۱	۳۶	۳۲	۳۷	۳۳	۳۸	۳۴	۳۹	۳۵	۴۰
	۴۱	۴۶	۴۲	۴۷	۴۳	۴۸	۴۴	۴۹	۴۵	۵۰
	۵۱	۵۶	۵۲	۵۷	۵۳	۵۸	۵۴	۵۹	۵۵	۶۰
ان کے مشترک نام[ل]	سنبتجر		پربجر		اداہجر		ان بجر		ادوبجر	
ان کے حاکموں کے نام	اگنی یعنی آگ		آرگ یعنی آفتاب		شیتحو کمال یعنی ٹھنڈی شعاع والا ماہتاب		برجاپت ماہتاب کی منزلوں کا باپ		شیکستاپت یعنی پہاڑ کی بیٹی کا شوہر یعنی مہادیو	

ل یعنی یکے بعد دیگرے ہر بارہ بارہ سال کے مجموعے کا مشترک نام۔ ع ح

اسی طرح ساٹھ سالوں میں سے ہر ہر سال کا علیحدہ نام۔ نیز ہر جگ کے بھی نام ہیں اور وہی نام ان کے حاکموں کے بھی ہیں۔ ہم نے ان کا بھی ایک جدول بنادیا ہی اس سے مطلب اسی طرح معلوم کیا جاتا ہی جس طرح پہلے جدول سے کہ سال کے عدد کے سامنے اس کا نام ہی۔ ناموں کے معانی اور ان کے احکام کا بیان بہت طول ہو جائے گا۔ کتاب سنگھٹ میں یہ تفصیل موجود ہی۔

جدول پنج سالہ جگوں کے اندر ہر سال کے نام اور اس کے حاکم کے نام کا

پہلا جگ مبارک ہی اس کا حاکم مُن، اور وہی نارائن ہی	۱ پَرَ بھَوْ	۲ بِبَھو	۳ شُکَل	۴ پَرمودَ	۵ پرجاپت
دوسرا جگ مبارک ہی اس کا حاکم مرتخ یعنی مشتری	۶ انگِرَ	۷ سری مکر	۸ بھابُسُ	۹ جَیَ	۱۰ دھاتَ
تیسرا جگ مبارک ہی اس کا حاکم بلبت یعنی اندر	۱۱ ایشفر	۱۲ بہتان	۱۳ پرماتِ	۱۴ بکرم	۱۵ بش
چوتھا جگ مبارک ہی اس کا حاکم ہتاس یعنی آگ ہی	۱۶ جتربھان	۱۷ سُبھان	۱۸ نت	۱۹ تورن	۲۰ بیو
پانچواں جگ متوسط ہی اس کا حاکم دوِشتا اور یہی منزل جتر کا حاکم ہی	۲۱ سربجت	۲۲ سرب دھار	۲۳ بردد	۲۴ بکرت	۲۵ خردکھر
چھٹا جگ متوسط ہی اس کا حاکم پِتروَرتید ہی اور یہی اتراپتربت کا حاکم ہی۔	۲۶ نندن	۲۷ بجو	۲۸ جو	۲۹ منمت	۳۰ جتر

ساتواں جگ متوسط ہی اس کا حاکم پِترِ اور وہ آبا و اجداد ہی	۳۱ بیملنب	۳۲ بلنب	۳۳ بگار	۳۴ سرب	۳۵ پلب
آٹھواں جگ متوسط ہی اس کا حاکم سَو اور وہ خلائق ہیں	۳۶ شوکگرت	۳۷ شبھکرت	۳۸ کرودَ	۳۹ بسواپسُ	۴۰ پرابھُ
نواں جگ منحوس ہی اس کا حاکم سوم یعنی ماہتاب ہی	۴۱ پلبنگ	۴۲ کیلک	۴۳ سوم	۴۴ سادھارن	۴۵ روہکرت
دسواں جگ منحوس ہی اس کا حاکم شکرانل یہ اندر اور آگ کا مجموعہ ہی	۴۶ برمھاب	۴۷ برباتن	۴۸ بکرم	۴۹ راکششں	۵۰ اَنَلُ
گیارھواں جگ منحوس ہی اس کا حاکم اشف اور یہی اسونی کا حاکم ہی	۵۱ بنگل	۵۲ کال جگت	۵۳ سدھارت	۵۴ رودر	۵۵ درمد
بارھواں جگ منحوس ہی اس کا حاکم بھگ اور یہی پورباپھلگنی کا حاکم ہی	۵۶ دندبہ	۵۷ انگار	۵۸ کتاکر	۵۹ کزود	۶۰ گرد

یہ وہ طریقہ ہی جو ان کتابوں میں درج ہی۔ ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ بکرماجیت کی تاریخ سے تین گھٹاکر باقی کو ساٹھ پر تقسیم کرتے ہیں اور جو باقی رہتا ہی اس کو بڑے جگ کی ابتدا سے شمار کرتے ہیں یہ طریقہ محض بے اصل ہی اور یہ عمل کریں یا شق (یعنی ساکیہ) کی تاریخ پر بارہ زیادہ کریں دونوں برابر ہیں۔

کسی سال کے سنبچر کو جاننے کا ایک غیر مستند طریقہ

اطراف قنوج کے کچھ لوگ ہم کو ملے جنھوں نے یہ بیان کیا کہ ان کے یہاں سنبچر کا دور ۱۲۴۸ (سال) کا ہی۔ وہ بارہ ہی اور ہر حصہ ۱۰۴ (سال) کا ہی۔ ان کے بیان کا نتیجہ یہ تھا کہ شککال سے ۴۵۰ گھٹایا جائے اور جو باقی رہے

اس کو ذیل کے جدول سے مطابق کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوجائے گا کہ وہ (یعنی موجودہ سال) کس سنبجر میں ہے اور اس میں سے کس قدر گزر چکا ہے۔

سال	۱	۱۰۵	۲۰۹	۳۱۳	۴۱۷	۵۲۱
نام	رکماکش	بثیلوند	کدر	کالوندُ	نومندَ	میرو
سال	۶۲۵	۷۲۹	۸۳۳	۹۳۷	۱۰۴۱	۱۱۴۵
نام	بربر	جُنب	کِرِت	سربُ	ہندُ	سندُ

ان ناموں میں قوموں، درختوں اور پہاڑوں کا نام سُن کر ہم کو ان لوگوں پر بدگمانی ہوئی۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ ان لوگوں کا بڑا کام دھوکا اور فریب دینا تھا۔ جس طرح خضاب کی ہوئی داڑھی اپنے صاحب کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔ اس لیے ہم نے احتیاط کے ساتھ ایک ایک۔۔۔ شخص سے جُدا جُدا تکرار کے ساتھ اور ترتیب کو اُلٹ پلٹ کر سوال کیا۔ پس ان لوگوں کے بیانات میں کس قدر اختلاف پایا گیا۔ واللہ اعلم

باب ۶۳

وہ چیزیں جو برہمن کے لیے مخصوص ہیں اور جن کا کرنا اس پر زندگی بھر واجب ہی۔

برہمن کی زندگی کا پہلا دور
آٹھ سال کی عمر سے پچیس سال کی عمر تک۔
آٹھویں سال کے مذہبی رسوم

برہمن کی زندگی اس کی عمر کے سات سال گزرنے کے بعد چار حصوں میں تقسیم ہوجاتی ہی۔ پہلا حصہ آٹھویں سال سے شروع ہوتا ہی۔ اس سال لڑکے کے پاس اس کو واقف کرنے اور اس کے فرائض بتلانے کے لیے برہمن جمع ہوتے اور اس کو ان کا پابند ہوجانے اور زندگی بھر ان پر التزام رکھنے اور اپنے گلے سے لپٹائے رہنے کی (یعنی ہر وقت اور آن ان پر عمل پیرا رہنے کی) ہدایت کرتے ہیں۔ پھر اس کے کمر میں زنّار باندھتے ہیں اور گلے میں ایک جوڑا جنجوری (جنیو) پہناتے ہیں جو مضبوط دھاگے کے نو عدد تاروں سے بٹی ہوئی ہوتی اور ایک تیسری کپڑے کی بُنی ہوئی ہوتی ہی، جس کو وہ بائیں کاندھے پر رکھ کر دائیں بغل کے نیچے لے آتا ہی۔ اس کو ایک لکڑی دی جاتی ہی جس کو وہ تھامے رہتا ہی اور گھاس کی ایک انگوٹھی جس کا نام 'دربھی' ہی اس کے داہنے ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی میں پہنائی جاتی ہی۔ یہ انگوٹھی پَبِتر کہلاتی ہی اور اس سے یہ غرض ہوتی ہی کہ اس ہاتھ سے وہ جو کچھ دے اس میں فائدہ

اور برکت ہو۔ انگوٹھی کے حق میں 'جنجوی' سے کم تشدد ہی۔ جنجوی ایسی چیز ہی جس کو برہمن کبھی کسی حال میں جدا نہیں کر سکتا۔ اگر اس کو کھانے یا رفع حاجت کے لیے بھی اتارے تو ایسا گنہگار ہو جاتا ہی جس سے بغیر روزے یا صدقے کا کفارہ ادا کیے پاک نہیں ہو سکتا۔

پہلے دور کے فرائض اور طریق زندگی

زندگی کے پچیسویں سال تک وہ پہلے حصے کے اندر رہتا ہی اور بشن پران میں ہم نے یہ پایا کہ اڑتالیسویں سال تک اس میں رہتا ہی۔ اس حصے میں اس پر واجب ہی کہ زہد اختیار کرے۔ (یعنی دنیاوی تعلقات سے علیحدہ اور آزاد رہے) ملک میں گھومتا پھرے۔ دن رات کسی استاد (گرو) کی خدمت کرے بید، اس کی تفسیر، علم کلام اور علم فقہ سیکھنے میں مشغول رہے۔ ہر روز تین دفعہ غسل کرے اور صبح، شام، دن کے دونوں کنارے پر آگ کی قربانی کرے۔ قربانی کے بعد اُستاد کو سجدہ کرے۔ ایک دن روزہ رکھے، ایک دن افطار کرے اور گوشت سے قطعاً پرہیز کرے۔ استاد کے گھر رہے اور وہاں سے صرف ایک مرتبہ دوپہر یا شام کے وقت فقط پانچ گھر سے سوال کرے اور بھیک مانگنے کو باہر نکلے۔ جو کچھ ملے پہلے اس کو لاکر اُستاد کے سامنے رکھے تاکہ وہ اس میں سے جو چاہے اپنے لیے پسند کرے اور باقی کے استعمال کی اس کو اجازت دے۔ تب وہ اس باقی کو کھائے۔ قربانی انجام دینے کے لیے پلاس اور درب (دربھ) کے درختوں کی لکڑی (قربانی کی) آگ تک اٹھا کر لائے۔ اس لیے کہ ہندوؤں کے نزدیک آگ اسی طرح قابل ادب ہی اور انوار کے قریب ہی جس طرح ہر دوسری

قوم کے نزدیک ہی۔ اس لیے کہ سب کا عقیدہ یہی تھا کہ قربانی کا مقبول ہونا اس پر آگ نازل ہونے سے ہوتا ہی۔ بت، ستارہ، گائے گدھے اور پرستش نے ان لوگوں کو آگ کی تعظیم سے نہیں ہٹایا۔ اسی کو بشار ابن برد (ایک عربی شاعر) نے کہا ہی "وَالنَّارُ مَعْبُوْدَۃٌ مذ کانت النار" (یعنی آگ جب سے آگ ہی وہ معبود رہی ہی)

دوسرا دور پچیس سال سے پچاس سال کی عمر تک خانہ داری کی زندگی اور اُس کے قواعد

(برہمن کی عمر کا) دوسرا حصہ پچیس سال سے پچاس سال کی عمر تک ہی۔ بشن پران میں پچاس کی جگہ ستر سال ہی اس دور میں اُستاد اس کو گھر بسانے کی اجازت دے دیتا ہی کہ وہ بیاہ کرکے گھرستی کی زندگی اختیار کرے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کتخدائی سے اُس کی نیت اولاد پیدا کرنے کے سوا اور کچھ نہ ہو اور اس لیے وہ عورت کے ایام معمول سے پاک ہونے کے بعد مہینے میں ایک مرتبہ سے زیادہ اُس سے ہمبستر نہ ہو۔ برہمن کے لیے ایسی عورت سے بیاہ کرنا جائز نہیں جس کی عمر بارہ برس سے زیادہ ہو۔

برہمن کی وجہ معاش

برہمن کی وجہ معاش حسب ذیل ہی:-

(۱) برہمنوں اور کشتروں کو تعلیم دینا اس ذریعے سے جو کچھ ملے اُس پر گزران کرنا لیکن جو ملے اُس کی حیثیت نذرانے کی ہو اُجرت کی نہ ہو۔

(۲) ہدیہ جو اس کی وجہ سے دیا جائے کہ وہ دوسروں کے لیے آگ کی قربانی دیتا ہی۔

(۳) بادشاہوں اور رئیسوں سے مانگنا اس شرط کے ساتھ

کہ مانگنے میں اس کی طرف سے اصرار اور دینے والے کی طرف سے جبر اور ناراضی نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کے گھروں میں مذہبی اور ثواب کے کاموں کو ہمیشہ برہمن انجام دیتا اور پروہت کہلاتا ہے۔

(۴) کسی چیز کا زمین سے چن لینا یا درخت سے توڑ لینا۔

برہمن کے لیے جائز ہے کہ کپڑے یا سپاری کی تجارت کرے اور اگر تجارت کا انتظام وہ خود نہ کرے بلکہ اس کی طرف سے کوئی بَیش انتظام کر دے تو زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ اصولاً تجارت اس وجہ سے کہ اس میں دغا و فریب شامل رہتا ہے۔ اُس کے لیے ممنوع ہے۔ اس کی اجازت صرف ایسی ضرورت کے وقت دی گئی ہے کہ بغیر اس کے چارہ نہ ہو۔ برہمن پر راجہ کو کوئی ٹیکس یا مقررہ رقم ادا کرنا لازم نہیں ہے جو غیر برہمن پر لازم ہے۔ لیکن مویشی بیل اور جائداد رکھنا اور سود سے منتفع ہونا اس پر حرام اور نیل کا رنگ اس کے لیے ناپاک ہے اگر اس کے بدن پر لگ جائے تو غسل کرنا واجب ہے۔ وہ ہمیشہ آگ پر جانجھ بجا کر گانا اور جو اس کے لیے مقرر ہے اس پر پڑھتا رہے۔

تیسرا دور پچاس سال سے پچھتر سال کی عمر تک ترکِ دُنیا، انتظام خانہ داری سے علیحدگی

تیسرا حصہ پچاس برس کی عمر سے پچھتر برس تک ہے۔ بشن پران میں پچھتر کی جگہ نوے برس ہے۔ اس دور میں وہ ترک دنیا کرکے خانہ داری کی زندگی سے باہر نکل آتا ہے اور انتظام خانہ داری اور جورو کو اگر وہ اس کے ساتھ صحرا

میں رہنا منظور نہ کرے اولاد کے سپرد کر دیتا ہے اور آبادی سے باہر اس طریقہ پر بسر کرتا ہے جس طرح پہلے دور میں رہ چکا ہے۔ چھت کے نیچے نہیں رہتا اور درخت کا پتہ صرف اس قدر بدن پر رکھتا ہے جس سے ستر چھپ جائے۔ زمین پر بغیر بستر کے سوتا ہے اور صرف پھل، ساگ پات اور ان کی جڑیں کھاتا ہے۔ بال بڑھا لیتا ہے اور اس میں تیل نہیں لگاتا۔

چوتھا دور آخر عمر تک | چوتھا حصہ آخر عمر تک رہتا ہے۔ اس دور میں وہ سُرخ رنگ کا کپڑا پہنتا اور ہاتھ میں سونٹا رکھتا ہے۔ فکر (یعنی دھیان) میں اور قلب کو دوستی اور دشمنی سے پاک اور خالی کرنے میں اور حرص، شہوت اور غضب کو ذہن سے دور کرنے میں متوجہ ہو جاتا ہے اور کسی شخص کی صحبت اختیار نہیں کرتا۔ اور اگر ثواب کے لیے کسی مقدس جگہ پر جانا چاہتا ہے تو گاؤں میں ایک دن سے زیادہ اور شہر میں پانچ دن سے زیادہ نہیں ٹھہر سکتا۔ اور کوئی شخص اس کو کچھ دے تو اس میں سے کل کے لیے کچھ باقی نہیں رکھتا اور اس کو بجز اس کے کہ اُس طریقہ پر محنت اور استقلال کے شرائط کے ساتھ چلا جائے جو اُس کو خلاصی نصیب کرائے اور ایسے مکش (یعنی نجات ابدی) تک پہنچائے کہ پھر دُنیا کی جانب رجوع کرنا نہ ہو دوسرے کسی کام سے کچھ سروکار نہیں رہتا۔

برہمن کے عام فرائض | برہمن پر عموماً اس کی زندگی بھر جو کچھ لازم ہے وہ نیکی کا کام اور صدقہ دینا اور صدقہ لینا ہے۔ اس لیے کہ

برہمن کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ آبا (یعنی دینے والے کے متوفی باپ دادا) کے پاس واپس آتا (یعنی اس کا نفع آبا کو ہوتا) ہے۔ اور ہمیشہ پڑھتے رہنا، قربانیاں انجام دینا اور آگ کی نگرانی کرتے رہنا ہے، اس طرح کہ اس کو سلگاتا رہے، اس کے لیے قربانی کرے اس کی خدمت (یعنی دیکھ بھال کرتا رہے اور بجھنے نہ دے تاکہ مرنے کے بعد اسی میں جلایا جائے۔ اسی کا نام "ہوم" ہے۔

برہمن کے لیے ہر روز کے کام کا دستور العمل

ہر روز تین دفعہ غسل کرنا یعنی طلوع کے سندھ میں یعنی فجر کے وقت، غروب کے سندھ میں یعنی شفق کے وقت اور دونوں کے درمیان دوپہر کے وقت صبح کا غسل اس وجہ سے لازم ہے کہ رات کی نیند میں بدن کے تمام سوراخ ڈھیلے (یعنی بے قابو) ہو جاتے ہیں۔ یہ غسل نجاست سے جو واقع ہو گئی ہو طہارت ہوگا اور اس سے نماز کی استعداد پیدا ہو گی۔ نماز فقط تسبیح و تمجید (یعنی اللہ کی پاکی و بڑائی بیان کرنے) اور سجدہ کا نام ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتیلیوں کو جوڑ کر دونوں انگوٹھوں پر اپنی رسم کے مطابق آفتاب کی طرف سجدہ کرتے ہیں۔ اس لیے کہ قبلہ آفتاب ہی ہے، دکن کے سوا اور جس طرف ہو۔ دکن طرف ہو کر کوئی نیک کام نہیں کیا جاتا۔ اس جانب صرف ہر قسم کے خراب کام میں توجہ کی جاتی ہے۔

آفتاب کے زوال یعنی دوپہر سے ڈھلنے کا وقت ثواب حاصل کرنے کے لیے مناسب وقت ہے اس لیے اس وقت پاک رہنا واجب ہے (یعنی اس سبب سے دوپہر کا غسل ان پر واجب ہے)

شام کا وقت رات کے کھانے اور نماز کا وقت ہی اور اس وقت یہ دونوں کام بغیر غسل کے کرنا بھی جائز ہی۔ تیسرے غسل کا حکم پہلے اور دوسرے غسل کے مثل تاکیدی نہیں ہی۔

رات کا غسل برہمن پر صرف گرہن کی شرطیں اور قربانیاں انجام دینے کے واسطے واجب ہی۔

برہمن کو زندگی بھر دن میں صرف دو دفعہ کھانا چاہیے۔ دوپہر کے وقت اور رات کے وقت۔ جب وہ کھانے پر بیٹھے پہلے اس میں سے ایک یا دو شخص کے لیے صدقہ نکالے۔ خصوصاً ان اجنبی برہمنوں کے واسطے جو عصر کے وقت بھیک مانگنے آتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کو کھلانے میں غفلت کرنا بڑا گناہ ہی۔ پھر جانوروں، چڑیوں اور آگ کے واسطے نکالے اور باقی پر خدا کا نام لے کر خود کھائے اور اس میں سے جو باقی بچ جائے اس کو گھر کے باہر رکھ دے اور اس کے قریب نہ پھٹکے، اس لیے کہ وہ اس کے لیے حلال نہیں ہی بلکہ اس حاجتمند کا حق ہی جو اتفاقاً ادھر گزرے انسان ہو یا چڑیا، یا کتا یا اور کچھ۔

واجب ہی کہ برہمن کے پانی کا برتن علیحدہ رہے۔ ورنہ (اگر احیاناً اُس کو کوئی دوسرا کام میں لاوے) توڑ ڈالا جائے اور اسی طرح اس کے کھانے کے برتن بھی۔ ہم نے بعض ایسے برہمنوں کو دیکھا جو اپنے قرابت مندوں کے ساتھ ایک پیالے میں کھانا جائز رکھتے ہیں۔ مگر اکثر اس سے انکار کرتے ہیں۔

برہمن کی سکونت کے لیے مقررہ حدود

برہمن کے لیے ضروری ہی کہ وہ ایسے ملک

میں رہے جو اُتر طرف سے دریائے سندھ اور دکن طرف سے دریائے چرمنمت کے درمیان واقع ہو۔ ان دونوں دریاؤں کو تجاوز کر کے (ایک طرف) ترکوں کی حدود میں (اور دوسری طرف) کرناٹ کی حدود میں داخل نہ ہو اور نہ پورب اور پچھم جانب سمندر سے آگے بڑھے اس لیے کہ بیان کیا گیا ہے کہ برہمن کو ایسے ملک میں رہنا جائز نہیں جہاں وہ گھاس پیدا نہیں ہوتی جس کی انگوٹھی وہ اپنی چھوٹی انگلی میں پہنتا ہے اور جس کے اندر کالے بال کے ہرن نہیں چرتے اور جو ملک حدود مذکورہ کے آگے ہیں ان کا بھی حال ہے۔ اگر برہمن ان حدود سے آگے بڑھے گا گنہگار ہوگا اور اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

کھانے کا چوکا | جن شہروں میں اس گھر کی جس میں کھانا کھایا جاتا ہے پوری زمین مٹی سے نہیں لیپی جاتی بلکہ صرف ہر کھانے والے کے لیے ایک جگہ پانی گرا کر اس کو گائے کے گوبر سے لیپ کر منڈل (چوکا) بنا لیا جاتا ہے۔ وہاں یہ ضروری ہے کہ برہمن کے منڈل کی شکل مربع ہو۔ جو لوگ منڈل بناتے ہیں۔ اس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ کھانے سے کھانے کی جگہ ناپاک ہو جاتی ہے اور جب کھانے سے فراغت ہوتی ہے تو وہ دھوئی اور لیپی جاتی ہے تاکہ پاک ہو جائے۔ اگر ناپاک جگہ متعین نہ ہوگی تو اشتباہ کی وجہ سے ساری جگہ ناپاک سمجھی جائے گی۔

برہمن پر پانچ قسم کی ترکاری حرام ہے۔ | برہمن پر نص (یعنی صریح مذہبی حکم) کے مطابق پانچ قسم کی سبزی ترکاری حرام ہے۔ پیاز، لہسن، کدو اور ایک قسم کی جڑ جو مولی کی مانند ہوتی ہے اور کرنچن کہلاتی ہے۔ اور ایک ترکاری جو تالابوں کے کنارے ہوتی ہے اور نالی کہلاتی ہے۔

باب ۶۴

غیر برہمن پر اس کی زندگی میں جن رسوم کی پابندی واجب ہی

کشتر کے فرائض کشتر (یعنی چھتری) بید پڑھ اور سیکھ سکتا ہی لیکن اس کی تعلیم نہیں دے سکتا۔ اور آگ کے واسطے قربانی کر سکتا اور پران کے احکام پر عمل کر سکتا ہی۔ وہ اگر ان جگھوں میں ہو جن کی نسبت ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہاں کھانے کے لیے منڈل (چوکا) بنایا جاتا ہی اس کو مثلث بنانا چاہیے۔ اس کو لوگوں پر حکومت کرنا اور ان کی طرف سے جنگ کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ وہ اسی کے واسطے پیدا کیا گیا ہی اور پورے بارہ برس کی عمر ہونے پر اس کو ایک فرد تین دھاگے کی اور ایک فرد موٹے کپڑے کی جنیو پہننا چاہیے۔

بیش کا کام بیش کا کام کاشتکاری، مکان بنانا، مویشی کی رکھوالی اور برہمنوں کی حاجتیں پوری کرنا ہی۔ اس کو دو دھاگے کا صرف ایک جنیو پہننا جائز ہی۔

شودر کی حیثیت شودر کی حیثیت برہمن کے غلام کی ہی۔ اس کو برہمن کے کاموں میں مصروف رہنا اور اس کی خدمت کرنا چاہیے۔ اگر وہ باوجود شدت افلاس کے جنیو سے خالی

نہ رہنا چاہے تو فقط ایک فرد موٹے کپڑے کی پہنے۔ ہر وہ کام جو برہمن ہی کے واسطے مخصوص ہی (مثلاً) تسبیح (مالا جپنا)، بید پڑھنا اور آگ کی قربانیاں شودر کے لیے منع ہی اگر شودر یا بیش کے متعلق یہ ثابت ہو جائے کہ اس نے بید پڑھا، برہمن اس کی اطلاع حاکم کو دے اور حاکم اس کی زبان کاٹ لے۔ البتہ اللہ کا ذکر اور نیک کام اور صدقہ دینا منع نہیں ہی۔

دوسرے طبقے کا کام اختیار کرنے والا مجرم ہی

جو شخص ایسا کام اختیار کرے جو اس کے طبقے کا کام نہیں ہی مثلاً برہمن تجارت یا شودر کھیتی کرے وہ گنہگار یا مجرم ہی، لیکن اس کے جرم کی حیثیت چوری کی حیثیت سے کم ہی۔

رام کے زمانے کا ایک واقعہ۔ ایک چنڈال کے عبادت و ریاضت اختیار کرنے سے ملک میں خرابی

ہندوؤں کی روایات میں مذکور ہی کہ راجہ رام (چندر) کے زمانے میں عمر زیادہ ہوتی تھی اور اس کی مقدار مقرر اور معلوم تھی، اس وجہ سے اس زمانے میں بیٹا کبھی اپنے باپ سے پہلے نہیں مرتا تھا۔ اتفاقاً ایک برہمن کا بیٹا اس کی زندگی میں مرگیا۔ برہمن باپ اس کو راجہ کے دروازے پر لے گیا۔ اور اس سے کہا کہ اس کی ابتدا آپ کے زمانے میں صرف اس وجہ سے ہوئی ہی کہ ملک میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی ہی اور کسی گناہ کا ارتکاب کیا جا رہا ہی۔ راجہ اس کی تحقیق کرنے لگا اور آخر کار اس کو ایک چنڈال کا پتہ ملا جو عبادت کرنے اور نفس کو تکلیف میں رکھنے (یعنی ریاضت و نفس کشی) کی کوشش

کرتا تھا۔ راجہ سوار ہوکر اس کے پاس گیا اور دیکھا کہ وہ دریائے گنگا کے کنارے اُلٹا لٹکا ہوا ہے۔ رام نے اپنی کمان کھینچی اور اس کی آنت پر تیر مارا جس سے اس کا کام تمام ہوگیا اور یہ کہہ کر کہ "وہ یہی تھا، ہم تجھ کو اس نیک کام کی وجہ سے قتل کرتے ہیں۔ جو تیرے کرنے کا نہیں تھا" واپس آیا اور برہمن کا بیٹا جو راجہ کے دروازے پر رکھا ہوا تھا، جی اُٹھا۔

چنڈال کے علاوہ وہ سب لوگ جو ہندی نہیں ہیں ملیچھ یعنی ناپاک کہلاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قتل کرتے، ذبح کرتے اور گائے کا گوشت کھاتے ہیں۔

کل تفرقہ انتظام دنیا کے لیے ہے نجات کسی طبقے کے ساتھ مخصوص نہیں

یہ سارا تفرقہ نتیجہ ہے درجات کی کمی بیشی کا جس میں ایک شخص دوسرے کو مسخر یا محکوم بنالیتا ہے۔ ورنہ باسدیو نے طالب نجات کے حق میں کہا کہ "عقلمند کے نزدیک برہمن اور چنڈال، دوست اور دشمن، امانتدار اور خائن، سانپ اور نیولا برابر ہیں۔" اور اگر عقل سب کو مساوی ٹھہراتی ہے تو فرق اور برتری جہالت کی پیدا کی ہوئی ہے۔

باسدیو کا قول، خرابی کو مٹانے اور انتظام دنیا کے لیے جنگ ناگزیر ہے۔

باسدیو نے ارجن سے کہا تھا کہ "جب مقصود دنیا کی آبادی ہے اور خرابی کو مٹانے کے لیے جنگ کیے بغیر دنیا کا انتظام چل نہیں سکتا تو ہم عقلمندوں پر واجب ہے کہ کام اور جنگ کریں اپنے کسی نقصان کو پورا کرنے کے واسطے نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ

بطور علاج کرنے اور خرابی کو دفع کرنے کے لیے واجب ہے۔ اور جاہل لوگ اس میں ہم لوگوں کی پیروی کریں جس طرح چھوٹے بغیر اس کے کاموں کے اصلی اغراض کو سمجھیں۔ بڑوں کی پیروی کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کی طبیعتیں ان طریقوں سے جو عقل کے مطابق ہیں گھبراتی ہیں اور وہ محض جبر سے ان سے کام لیتے ہیں۔ ان کا عمل شہوت اور غصہ کے مطابق ہوتا ہے جن کو ان کا حواس ان میں بھڑکاتا ہے اور عقلمند سمجھ دار آدمی کی حالت ان کے برخلاف ہوتی ہے۔"

باب ۶۵

قربانیوں کے بیان میں

اثیمت ایک قسم کی قربانی | بنیذ کا اکثر حصہ اُن قربانیوں کے بیان میں جو آگ کے لیے کی جاتی ہیں اور اُن کی اقسام کی صراحت اور کیفیت میں ہی۔ ان کی حیثیت اس درجہ مختلف ہی کہ ان میں سے بعض کو بڑے بڑے راجاؤں کے سوا دوسرا کوئی انجام نہیں دے سکتا جیسے اثیمت (اسوَمیدہ) یہ ایسے جانور پر کی جاتی ہی جو دنیا میں آزاد چھوڑ دیا جاتا ہی کہ بغیر روک ٹوک کے چرتا پھرے۔ اس کے پیچھے فوج کا جلوس رہتا ہی جو اس کو آگے بڑھاتا اور اس کے حق میں پکارتا جاتا ہی کہ:- یہ جانور دنیا کے بادشاہ کا ہی جو اس سے انکار کرے اس کے سامنے آئے۔ برہمن اس کے پیچھے رہتے اور اس کی لید کے قریب آگ کی قربانی دیتے جاتے ہیں۔ جب وہ دنیا کے چاروں طرف چکر لگا لیتا ہی اس وقت برہمنوں کا اور اپنے مالک کا لقمہ بنتا ہی۔

اور یہ قربانیاں مدت کے اعتبار سے بھی مختلف ہیں یہاں تک کہ ان میں سے بعض کا موقع صرف اس شخص کو مل سکتا ہی جس کی عمر بہت طویل ہو۔ اور اس زمانے میں اس قدر طویل عمر معدوم ہی اس وجہ سے اکثر قربانیاں متروک ہوگئیں اور تھوڑی سی استعمال

میں رہ گئی ہیں۔

ہندوؤں کے نزدیک آگ سب چیزیں کھاتی ہی۔ اس لیے اس میں نجاست پڑنے سے پانی کی طرح وہ بھی ناپاک ہوجاتی ہی۔ یہی وجہ ہی کہ ہندو اس آگ اور پانی کو جو غیر ہندو شخص کے پاس ہی استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتے کہ اس شخص کی وجہ سے وہ دونوں بھی ناپاک ہوجاتے ہیں۔

آگ کی عام قربانی آگ کو جب وہ چیز کھلاتی جاتی ہی جو اس پر چڑھائی گئی ہی وہ چیز دیوتاؤں کے پاس پہنچ جاتی ہی۔ اس لیے کہ آگ ان کے منہ سے نکلتی ہی۔ برہمن جو کچھ اس کو کھلاتا ہی یعنی تیل، مختلف قسم کا غلہ گیہوں، جوار اور چاول وغیرہ۔ اگر یہ قربانی وہ خود اپنے لیے کرتا ہی تو اس پر بید کا وہ حصہ جو اس کے لیے مقرر ہی پڑھتا جاتا ہی اور اگر دوسرے کے واسطے کرتا ہی تو کچھ نہیں پڑھتا۔

آگ کے مبروص ہونے کا افسانہ بحوالہ بشن دھرم. کتاب بشن دھرم میں مذکور ہی: "اگلے زمانے میں دیت کی جنس میں ایک قوی اور بہادر شخص تھا جو وسیع سلطنت رکھتا تھا۔ اس کا نام ہرناکش تھا اور زکیش نام اس کی ایک بیٹی تھی۔ یہ لڑکی ہمیشہ عبادت اور روزہ اور ترک لذات سے نفس کو زیر کرنے میں محنت کرتی رہتی تھی اور ایک عالی مرتبہ کی مستحق ہوگئی تھی۔ مہادیو نے اس کے ساتھ بیاہ کرلیا۔ جب مہادیو نے اس کے ساتھ خلوت کی۔ اور دیوتاؤں کا حال یہ ہی کہ وہ مباشرت بہت دیر تک کرتے ہیں۔ اُن کو انزال بہت دیر میں ہوتا ہی، آگ اس کو سمجھ گئی اور اس

کو رشک سے یہ خوف ہوا کہ ان دونوں کے ملنے سے جو آگ پیدا ہوگی وہ ان ہی دونوں کے مثل ہوگی۔ اس لیے کدورت اور فساد پیدا کرنے کے لیے وہ ان دونوں کے پاس گئی۔

مہادیو نے جب آگ کو دیکھا مارے غصے کے اس کی پیشانی پر اس قدر پسینہ آیا کہ بہ کر زمین پر گرا۔ زمین اس کو پی گئی اور اس سے اس کو مریخ یعنی اسکند کا جو دیوتاؤں کی فوج کا افسر ہے حمل رہ گیا۔

رُدر نے جس کا کام فساد (یعنی تباہ) کرنا ہے مہادیو کا نطفہ لیا اور اس کو زمین پر پھینک دیا۔ وہ زمین کے پیٹ میں جا بجا منتشر ہوگیا اور پتلا گیلا۔ کیچڑ وہی نطفہ ہے۔

آگ کو برص کا عارضہ ہوگیا اور وہ شرم و ندامت سے زمین کے سب سے نچلے طبقے میں سماگئی۔ اور جب دیوتاؤں نے آگ کو غائب پایا اس کو ڈھونڈھنے اور پتہ لگانے لگے۔

مینڈک نے دیوتاؤں کو اس کا پتہ بتلایا۔ آگ نے جوں ہی دیوتاؤں کو دیکھا اپنی جگہ چھوڑ کر اشوتھ کے درخت میں جا چھپی اور مینڈک کو بددعا دی کہ اس کی آواز ایسی خراب ہوجائے کہ ہر شخص کا دل اس سے نفرت کرے۔

اب طوطے نے دیوتاؤں کو اس کی جگہ کا پتہ بتلایا۔ آگ نے طوطے کو بددعا دی کہ اس کی زبان اس طرح ہوجائے کہ اس کی جڑ اس کے کنارے کی طرف چلی آئے۔ دیوتاؤں نے طوطے سے کہا کہ اگر تیری زبان الٹ گئی تو دل خوش کن باتیں کرنے والا اور

پاکیزہ چیزیں کھانے والا بن جا۔

آگ، اشوتّ کے درخت سے بھاگ کر شمی کے درخت میں چلی گئی اور ہاتھی نے اس کی خبر کر دی۔ آگ نے ہاتھی کو بھی زبان اُلٹ جانے کی بددعا دی۔ دیوتاؤں نے ہاتھی سے کہا کہ اگر تیری زبان اُلٹی تو آدمیوں کے کھانے میں ان کا شریک اور ان کی بات سمجھنے والا بن جا۔

دیوتاؤں کو آگ کا پتہ مل گیا، لیکن آگ نے اس حال میں کہ وہ برص میں مبتلا ہو ان کے ساتھ رہنے سے عذر کیا۔ تب دیوتاؤں نے اس کو اچھا کر دیا اور اس کا برص زائل ہو گیا۔ وہ اس کو عزت کے ساتھ اپنے پاس واپس لائے اور اپنے اور انسان کے درمیان اس کو واسطہ بنایا کہ انسان سے ان کی نذریں لے اور ان کے پاس پہنچا دے۔

باب ۶۶

حج (یعنی جاترا) اور قابل تعظیم مقامات کی زیارت

ہندوؤں کے حج یعنی جاترا کی حقیقت اور مذہبی حیثیت - اس کا طریقہ

ہندوؤں کے یہاں حج (جاترا) فرض نہیں بلکہ نفل اور ثواب کا کام ہے

حج (جاترا) یہ ہے کہ حاجی (جاتری) قصد کرکے کسی پاک شہر میں یا کسی بڑے بت کے پاس یا کسی مقدس دریا پر جاتا ہے۔ وہاں غسل کرتا ہے۔ بت کی پوجا کرتا ہے اس کے آگے نذر چڑھاتا ہے۔ کثرت سے تسبیح (جاپ) دعا کرتا ہے۔ روزہ رکھتا ہے۔ برہمنوں اور پجاریوں وغیرہ کو صدقہ دیتا ہے اور سر اور داڑھی منڈا کر واپس آتا ہے۔

مقدس تالابوں کا تفصیلی بیان بحوالہ باج پران و مچ پران

پاک اور واجب التعظیم تالاب، سب کوہ میرو کے گرد و پیش سرد پہاڑوں میں ہیں۔ باج پران اور مچ پران دونوں میں بالاتفاق ان تالابوں کا ذکر اس طرح ہے: "میرو کے دائیں میں اَرُنبَٹ ایک بہت بڑا تالاب ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ماہتاب کی چاندنی کے مثل شفاف چمکدار ہے۔ اس سے دریا، ذنب نکلتا ہے جو نہایت پاک ہے اور خالص سونے پر بہتا ہے۔

کوہ شویت کے قریب، اُتَر مانَس تالاب ہے اور اس کے گرد بارہ تالاب ہیں جن میں سے ہر ایک چھوٹے سمندر کے

مثل ہی۔ اس سے دو دریا شاندی اور مدوتی نکل کر کنیرتش تک آتے ہیں۔

کوہ نیل کے قریب ییود تالاب ہی جس میں نیلوفر ہوتا ہی۔

کوہ نشد کے پاس بشن پد تالاب ہی۔ سارسفت۔ یعنی سرستی ندی اسی سے نکلتی ہی اور دریائے گندھرپ بھی اسی سے نکلتا ہی۔

کوہ کیلاس میں مند تالاب ہی جو سمندر کے مثل بڑا ہی۔ اس سے دریائے منداکن نکلتا ہی۔

کیلاس کے اُتر اور پورب کے درمیان کوہ جندر پربت ہی اس کی ترائی میں آجود تالاب ہی اس سے دریائے آجود نکلتا ہی۔

کیلاس سے دکن اور پورب کے درمیان کوہ لوہت ہی اس کی ترائی میں اسی نام کا ایک تالاب ہی اس سے دریائے لوہت نڈ نکلتا ہی۔

کیلاس کے دکن کوہ سرپوشند کی ترائی میں مانس تالاب ہی اس سے دریائے سرج نکلتا ہی۔

کیلاس کے پچھم اُون پہاڑ ہی جس پر ہمیشہ برف رہتی ہی اور اس پر چڑھنا ممکن نہیں ہی۔ اس کی ترائی میں شیلود تالاب ہی اور اس سے دریائے شیلود نکلتا ہی۔

کیلاس کے اُتر کورو پہاڑ ہی اس کی ترائی میں بندسر تالاب ہی۔ یعنی وہ جس کی ریت سونے کی ہی۔ اسی کے قریب راجہ بھگیرت نے درویشی اختیار کرکے سکونت کی تھی۔ اس کا قصہ یہ ہی کہ ہندوں کے ایک راجہ کی اولاد میں جس کا نام سگر تھا ساٹھ ہزار بیٹے تھے

جو سب کے سب نہایت مفسد اور شریر تھے ۔ اتفاقاً ان کا ایک جانور گم ہوگیا ۔ ان لوگوں نے اس کو ڈھونڈا اور اس کی تلاش میں یہاں تک دوڑ دھوپ کرتے رہے کہ اس کی شدت سے زمین کی پیٹھ دھس گئی ۔ زمین کی تہہ میں ان لوگوں نے اپنے جانور کو ایک شخص کے سامنے کھڑا پایا جو سر جھکائے اور نظر نیچی کیے ہوئے تھا ۔ جوں ہی یہ لوگ اس کے قریب گئے اس نے ان کو بہ نگاہ گرم دیکھا اور یہ سب اسی جگہ جل کر اپنی بدکرداریوں سے جہنم میں پہنچ گئے اور اس جگہ جہاں پر زمین دھنسی تھی سمندر بن گیا ۔ بحر اعظم وہی ہے ۔ پھر اس راجہ کی نسل میں ایک دوسرا راجہ پیدا ہوا جس کا نام بھاگیرتھ تھا ۔ اپنے بزرگوں کا یہ حال سن کر اس کو ان پر رحم آیا ۔ وہ تالاب مذکور پر جس کی تہہ سونے کے ذرات کی ہے اور تمام دن روزے میں اور تمام رات عبادت میں گزارتا ہوا وہاں ٹھہرا رہا ۔ آخر مہادیو نے اس سے پوچھا کہ کیا چاہتا ہے؟ راجہ نے جو جانتا تھا کہ دریائے گنگا کا پانی جس شخص کے اوپر بہہ جائے اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں کہا کہ میں دریائے گنگا کو چاہتا ہوں جو جنت میں بہتی ہے ۔ مہادیو نے اس کی درخواست منظور کی ۔ گنگا کا دھارا یا گزرگاہ آسمانی کہکشاں تھا اور وہ نہایت مغرور تھی اور سمجھتی تھی کہ اس پر کوئی شخص قابو نہیں پاسکتا ۔ مہادیو نے اس کو پکڑ کر اپنے سر پر رکھ لیا اور وہ اپنے کو اس سے چھڑا نہیں سکی ۔ اس پر اس کو غصہ آگیا ۔ اس میں موج پیدا ہوئی اور اس کا پانی بلند ہونے لگا ۔ مہادیو اس کو اس طرح پکڑے رہا کہ اس میں ڈوب نہ جائے اور اس میں سے تھوڑا لے کر

بھاگیرتھ کو دیا۔ اس نے اس کی سات شاخوں میں سے درمیانی شاخ کو اپنے بزرگوں کی ہڈیوں پر بہایا اور وہ لوگ عذاب سے نجات پا گئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مردوں کی جلی ہوئی ہڈیاں گنگا میں ڈالی جاتی ہیں اور اس راجہ کا نام جو اس کو لایا تھا دریائے گنگا کا لقب قرار دیا گیا (یعنی دریائے بھاگیرتی)"۔

ہم ہندوؤں کا یہ عقیدہ بیان کر چکے ہیں کہ دیپوں (یعنی جزیروں) میں دریائے گنگا کے ایسے مقدس دریا ہیں۔

تالاب بنانا ہندوؤں کا خاص ہنر ہے مقدس تالاب بنانے کا طریقہ

ہندو ہر اس مقام پر جس میں کوئی فضیلت بیان کی جاتی ہے تالاب بناتے ہیں جس میں یہ لوگ غسل کرنے کے قصد سے آتے ہیں۔ تالاب بنانا ان لوگوں کا خاص ہنر ہوگیا ہے جس میں یہ لوگ بڑی محنت و توجہ کرتے ہیں یہاں تک کہ ہماری قوم کے لوگ جب ان کو دیکھتے ہیں تو بہت تعجب کرتے ہیں اور بنانا درکنار اس کو بیان بھی نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ ان کو نہایت سڈول سجل پتھروں سے جو نوک دار مضبوط میخوں سے باہم جڑے رہتے ہیں کئی درجوں کا چبوترا نما بناتے ہیں۔ یہ درجے تالاب کے چاروں طرف گردش کرتے ہوئے قد آدم سے زیادہ بلند ہوتے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان برجی نما زینے بناتے ہیں جس سے پہلے درجے راستوں کی طرح ہو جاتے ہیں اور برجیاں ایسی سیڑھیاں ہو جاتی ہیں کہ اگر تالاب میں ایک بڑی جماعت نیچے اترتی اور دوسری اوپر چڑھتی ہو تو سیڑھیوں کی کثرت سے نہ یہ لوگ ایک دوسرے میں ملیں گے

نہ رستہ بند ہوگا۔ اور اوپر چڑھنے والوں کے لیے اس سیڑھی کو چھوڑ کر جس سے لوگ نیچے اُتر رہے ہیں دوسری سیڑھیوں کی طرف گھوم جانا ممکن ہوگا۔ اس سے بھیڑ بھاڑ کی تکلیف بالکل نہیں ہوتی۔

ملتان میں ایک تالاب ہی جس میں غسل کرنا اگر اس سے ان کو روکا نہ جائے ان کے لیے عبادت ہی۔

سَنگھٹ براہر میں ہی کہ تھانیسر میں ایک تالاب ہی جہاں ہندو بہت دور دراز سے آتے اور اس کے پانی سے غسل کرتے ہیں اور اس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ گرہن کے وقت کل مقدس تالابوں کا پانی اس تالاب کی زیارت کو آتا ہی، اس وجہ سے اس میں غسل کرنا ہر ہر مقدس تالاب میں غسل کرنے کے قائم مقام ہی۔ کتاب مذکور کا مصنّف نقل کرتا ہی کہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر آفتاب و ماہتاب میں گرہن لگانے والا راس نہ ہوتا تو اور سب تالاب اس تالاب کی زیارت نہ کرتے۔

تالاب کی فضیلت اس وجہ سے مشہور ہوئی ہی کہ اس میں کوئی اہم اور بڑا واقعہ پیش آیا ہی یا کتابوں اور روایتوں میں اس کے متعلق کوئی صریح ہدایت موجود ہی۔

ہم اس کلام کا ذکر کر چکے ہیں جس کو شونک نے زہرہ اور اس نے برھما سے نقل کیا ہی جس سے وہ ابتدائے بیان کیا گیا تھا۔ کلام مذکور میں راجہ بل اور اُس کے ان افعال کا ذکر ہی جو اُس سے اُس وقت تک سرزد ہوں گے جب کہ

نارائن اس کو زمین کے نچلے طبقے میں دھنسا دے گا۔ کلام مذکور میں ہے کہ ہم اس کے ساتھ یہ اس لیے کریں گے کہ اس

انسان کے حالات میں اختلاف انتظام عالم کے لیے ضروری اور تمدن کی مُبتنیاد ہے

نے انسان کے درمیان جو مساوات پیدا کرنا چاہی ہے وہ مٹ جائے تاکہ ان کی حالت میں تفرقہ باقی رہے اور اس طریقے سے دنیا میں انتظام قائم ہو اور لوگ اس کی (یعنی بل کی) عبادت چھوڑ کر میری عبادت اور رسم پر ایمان لانے کی طرف متوجہ ہوں" اور جس طرح متمدن لوگوں میں باہمی امداد و اعانت بغیر ایک دوسرے پر بڑھے ہوئے ہونے کے جس سے ایک کو دوسرے کی حاجت پڑتی ہی نہیں واقع ہوتی، اسی طرح اللہ نے دنیا کی طبیعتیں مختلف اور ملکوں کی حالتیں جُداگانہ بنائی ہیں۔ کوئی نہایت سرد ہے کوئی نہایت گرم، ایک کی مٹی اور آب و ہوا پاکیزہ ہے، دوسرے کی زمین ناقص یا بدبو، پانی سڑا ہوا و بائی امراض پیدا کرنے والی اور اسی قسم کے دوسرے اختلافات کہیں خوش حالی اور سامان معیشت کی فراوانی، کہیں کمی، کہیں مصائب اور نقصانات کا بار بار واقع ہوتے رہنا، کہیں ان کا موجود نہ ہونا جن حالات کے لحاظ سے متمدن لوگ شہر وغیرہ بسانے کے لیے جگہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ انسان کے حالات میں ایسا اختلاف بہ سبب رسوم مروجہ کے ہوتا ہے، لیکن مذہبی احکام، رسوم و عادات سے زیادہ طاقتور اور طبیعتوں پر زیادہ غالب ہوتے ہیں۔ رسوم و عادات کے لیے دلیلیں طلب کی جاتی ہیں اور اسی کے مطابق

کسی سرزمین کو وطن بنانے کے طبعی مذہبی اسباب

لوگ ان کو اختیار کرتے یا چھوڑتے ہیں۔ مذہبی احکام کی دلیلیں چھوڑدی جاتی ہیں ان کا مطالبہ نہیں کیا جاتا اور زیادہ لوگ اس کو تقلیداً اختیار کرتے ہیں۔ اور اس میں اس سے زیادہ دلیل نہیں چاہتے جو ایک ایسا شخص جو کسی ناقص اور خراب ملک میں پیدا ہوا لیکن جب وطن کی اور گھر بار سے منتقل ہونے کی مشکلات کی وجہ سے (ترک وطن کرکے) دوسری جگہ منتقل نہیں ہوتا۔ پھر حبّ ملکوں ہیں فضیلت کسی مذہبی حیثیت سے ہوتی ہی تو اس مذہب کے پیروؤں کے دل میں ایسا تعلق ہوجاتا ہی جو قیامت تک منقطع نہیں ہوتا۔

مقدس مقامات ۔ بنارس | ہندوؤں میں متعدد مقامات ہیں جو دینی حیثیت سے واجب التعظیم ہیں جیسے شہر بنارس ۔ ان کے درویش بنارس جاکر وہاں مستقل سکونت اختیار کرلیتے ہیں، جس طرح کعبہ کے مجاورین مکہ میں۔ ان کی تمنا ہوتی ہی کہ ان کی موت بنارس میں ہو، تاکہ مرنے کے بعد ان کی عاقبت اچھی ہو۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ خون کرنے والا اپنے جرم میں (ہر جگہ) پکڑا جائے گا اور اپنے جرم کی سزا پائے گا لیکن اگر وہ بنارس میں داخل ہوجائے تو اس کا گناہ وہاں معاف ہوجاتا اور بخش دیا جاتا ہی۔ اس کا سبب یہ بیان کرتے ہیں کہ برھما کی صورت چار سر کی تھی۔ برھما اور شنکر یعنی مہادیو کے درمیان کچھ بگاڑ ہوگیا اور جس کی وجہ سے لڑائی ہوگئی اور اس قدر بڑھ گئی کہ برھما کا ایک سر اکھڑ کر اس سے جدا ہوگیا۔ اس وقت

کا دستور یہ تھا کہ قاتل مقتول کے سر کو ہاتھ میں لے لیتا تھا اور اُس کو (مقتول کی) رسوائی اور (اپنے فتح کی) علامت کے لیے لیے پھرتا تھا۔ پس برھما کا سر مہادیو کے ہاتھ میں اس طرح آگیا گویا اس کو لگام دے دی گئی ہو اور وہ (مہادیو) جس شہر میں جاتا وہ سر اُس کے ساتھ رہتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ بنارس پہنچا۔ جوں ہی وہ بنارس میں داخل ہوا۔ سر اس سے جُدا ہوکر غائب ہوگیا۔

شہر پوکر — اسی قسم کا ایک شہر پوکر ہے۔ اس کی عظمت کا سبب یہ ہے کہ وہاں برھما آگ کی قربانی کر رہا تھا کہ اس میں سے ایک سور نکلا۔ اس وجہ سے لوگوں نے وہاں کا بُت سور کی شکل کا بنایا اور شہر سے باہر تین جگہ پر تالاب بنائے جن کی بڑی عزت کی جاتی ہے اور جو عبادت کی جگہیں ہیں۔

شہر تھانیسر — ان ہی میں سے ایک شہر تھانیسر ہے اس کو کرکیتر (کرکشتر) کہا جاتا ہے۔ یعنی کر کا ملک۔ یہ ایک درویش اور نیک کاشتکار تھا جو خدائی قوت سے تعجب انگیز کام کرتا تھا۔ یہ سرزمین اس کی طرف منسوب ہوکر واجب التعظیم قرار پائی۔ پھر بھارت کی لڑائیوں میں باسدیو کو وہیں کام کرنے کا اتفاق ہوا اور مفسدین وہیں ہلاک ہوئے اس وجہ سے اس کا مرتبہ بڑھ گیا۔

شہر ماہورا یعنی متھرا — ان ہی میں سے ایک شہر ماہورا (متھرا) ہے۔ جو برہمنوں سے بھرا رہتا ہے۔ اس کی عظمت کا سبب یہ ہے کہ باسدیو کی پیدائش اسی جگہ اور اس کی پرورش اس کے قریب نند کول میں ہوئی تھی۔

کشمیر و ملتان — آج کل کشمیر کا سفر کیا جاتا ہے اور خراب ہونے کے قبل ملتان کے بت خانے کا بھی یہی حال تھا۔

باب ۹۷

صدقہ اور مال وجائداد یا آمدنی میں جو حق واجب ہی

ہر روز بہ قدر امکان صدقہ کرنا واجب ہی

ہندوؤں کے نزدیک ہر روز جس قدر ممکن ہو صدقہ کرنا واجب ہی۔ مال پر سال یا مہینہ گزرنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ (صدقے کو) ایک لامعلوم حالت پر موقوف رکھتا ہی جس کی نسبت انسان نہیں جانتا کہ وہاں تک پہنچے گا یا نہیں۔

غلہ یا مویشی کی آمدنی میں سب سے پہلا حق حکومت کا ہی

غلہ یا مویشی سے انسان کو جو آمدنی ہو اس میں سے پہلے حاکم کا حق یعنی زمین یا چراگاہ پر جو مقررہ خراج ہی اور آمدنی کا چھٹا حصہ (= ۱/۶) رعیت کی طرف سے مدافعت اور ان کے مال گھر بار اور اہل وعیال کی حفاظت کی اجرت کے طور پر ادا کرنا چاہیے۔ یہ رقم بعینہ بازاریوں (یعنی عام لوگوں) پر بھی لازم ہی۔ لیکن یہ لوگ اس میں جھوٹ بولتے اور خیانت کرتے ہیں اور اسی قسم کے ٹیکس تجارتوں پر ہیں۔ برہمنوں پر

برہمن کل مطالبات حکومت سے بری ہیں

سے یہ کل مطالبات اٹھادیے گئے ہیں۔ دوسروں پر بہرحال لازم ہیں۔

حق حکومت اداکرنے کے بعد آمدنی کا انتظام | یہ حق نکالنے کے بعد آمدنی میں سے جو باقی رہے بعض لوگوں کی رائے میں اس کا نواں حصہ (= ۱/۹) صدقہ کرنا چاہیے۔ اس رائے کی تفصیل یہ ہے کہ باقی آمدنی کا ایک ثلث جمع رکھنا چاہیے تاکہ دل کو اطمینان رہے، ایک ثلث تجارت میں لگانا چاہیے تاکہ نفع سے مال بڑھتا رہے اور باقی ایک ثلث کا ثلث (= ۱/۹) صدقہ کرنا اور دو ثلث گھر میں خرچ کرنا چاہیے نفع سے جو آمدنی ہو اس کا انتظام بھی اسی قاعدے کے مطابق کرنا چاہیے۔

بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ باقی آمدنی کو چار حصے پر تقسیم کرنا چاہیے۔ ایک ربع ضروری خرچ کے لیے ایک ربع وضعداری اور عزت و آبرو بنانے کے لیے۔ ایک ربع صدقے کے لیے اور ایک ربع جمع کے لیے بشرطیکہ یہ مقدار تین برس کے خرچ کے بقدر ہو۔ اگر جمع والے ربع کی مقدار تین برس کے خرچ سے زیادہ ہو تو اس سے اس قدر رکھ کر جو تین برس کے خرچ سے کم نہ ہو باقی کو صدقہ کر دے۔

سود سے مال بڑھانا حرام ہے | مال کو سود سے بڑھانا حرام ہے اور اس ذریعہ سے اصل مال پر جس قدر زیادہ اضافہ ہوگا اسی قدر زیادہ گناہ ہوگا۔ صرف شودر کو سود لینے کی اجازت ہے اس شرط کے ساتھ کہ نفع راس المال کے پچاسویں حصے (= ۱/۵۰ یا دو روپے سینکڑہ) سے بڑھنے نہ پائے۔

باب ۶۸

کھانے پینے کی حلال و حرام چیزیں

عیسائیوں اور مانویوں میں جان مارنا حرام مطلق تھا۔

ہندوؤں پر جان مارنا اصل میں اسی طرح حرام مطلق ہے جس طرح عیسائیوں اور مانویوں پر۔ لیکن لوگ گوشت کی طرف رغبت رکھتے ہیں اور اس کے متعلق ہر حکم اور ممانعت کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ یہی

گوشت کی حرمت کا اصلی حکم برہمنوں کے ساتھ مخصوص ہوگیا ہے

وجہ ہے کہ اصلی حکم جو ہم نے بیان کیا، برہمنوں کے ساتھ مخصوص ہوگیا ہے۔ اس لیے کہ ان کو دین کے ساتھ خاص تعلق ہے اور دین نے ان کو خصوصیت کے ساتھ نفسانی خواہشوں کی اتباع سے روکا ہے۔ جیسے نصاریٰ میں مطران، جاثلیق اور بطرک کو جو اسقف کے درجہ سے اوپر ہیں روکا ہے اور قس اور شماس کو جو اس سے نیچے ہیں نہیں روکا ہے لیکن ان میں سے جو شخص اپنے درجہ کے علاوہ رہبانیت اختیار کرلے (اس کے لیے روک ہے)۔

ؔ ان الفاظ کے مرادف الفاظ انگریزی میں یہ ہیں :۔

مطران = Metropolitans	جاثلیق = Bishlops	
بطرک = Catholics	اسقف = Deacon	
قس = Patricrelis	شماس Pirbetrian	

جب یہ حالت ہے تو گلا گھونٹ کر یا سانس روک کر بعض جانوروں کو مارنا مباح کیا گیا اور بعض کا نہیں۔ اور مباح جانوروں میں مردہ جو خود اپنی موت سے مرا ہو حرام کیا گیا۔

مباح چیزیں بکری، بھیڑی، ہرن، خرگوش، گینڈا جس کے ناک پر سینگ ہوتے ہیں بھینس، مچھلی اور پانی کے پرندے مباح ہیں۔ اور خشکی کے پرندوں میں گوریا (چڑا) فاختہ، تیتر، کبوتر، مور اور ہر وہ چڑیا جس سے طبیعت کو کراہت نہ ہو اس سے ممانعت نہیں ہے۔

حرام چیزیں جن کی حرمت یقینی ہے جن چیزوں کی حرمت پر صاف و صریح مذہبی حکم موجود ہے وہ گائے، گھوڑا، خچر، گدھا، اونٹ ہاتھی، پلی ہوئی مرغی، کوا، طوطا، کوئل اور بلا استثنا سب کا انڈا اور شراب ہیں۔ شودر کے لیے شراب پینا جائز ہے اور بیچنا حرام اور اسی طرح گوشت بیچنا بھی حرام ہے۔

مہا بھارت کے قبل گائے حلال تھی بعض لوگوں کا قول ہے کہ گائے بھارت کے قبل حلال تھی اور بعض قربانیاں ایسی تھیں جن میں گائے ماری جاتی تھی۔ بھارت کے بعد جب لوگ واجبات کے ادا کرنے میں سست ہوگئے حرام کر دی گئی۔ جیسا بید کے ساتھ کیا گیا کہ وہ اصل میں ایک ہی تھی، اس کو چار حصے کر دیا تاکہ لوگوں کے لیے آسانی ہو جائے۔ یہ قول بے معنی معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ گائے کو حرام کرنے میں آسانی اور وسعت نہیں بلکہ

گائے کا گوشت حرام ہونے کا سبب تشدد اور تنگی ہے۔ اور دوسرے

لوگوں کو میں نے یہ کہتے سنا کہ برہمنوں کو گائے کا گوشت کھانے سے تکلیف ہوتی تھی اس لیے کہ ان کے شہر بہت گرم ہیں اور وہاں اندرونی بدن ٹھنڈا رہتا، حرارت غریزی کمزور اور قوت ہاضمہ ضعیف رہتی ہی۔ جس کو یہ لوگ کھانے کے بعد پان کا پتہ کھاکر اور سپاری چباکر قوت پہنچاتے ہیں۔ پان اپنی تیزی سے حرارت کو بھڑکاتا ہی اور اس میں جو چونا ہوتا ہی وہ رطوبت کو خشک کرتا ہی اور سپاری دانت اور مسوڑوں کو مضبوط کرتی اور معدے میں قبض پیدا کرتی ہی۔ اس وجہ سے گائے کا گوشت بوجہ ثقیل اور سرد ہونے کے حرام قرار دیا گیا۔

گائے کی حرمت انتظامی و اقتصادی بنیاد پر ہی

میرے خیال میں گائے کے حرام ہونے کا سبب ان دو باتوں میں سے ایک ہی (بیاض)۔ یا سیاسیات (یعنی معاشی مصلحت) کی وجہ سے اس لیے کہ یہ ایسا جانور ہی جو سفر اور باربرداری وغیرہ میں کام آتا ہی، کاشتکاری کے اندر گوڑنے اور جوتنے کا کام کرتا ہی، خانہ داری میں دودھ اور جو جو چیزیں دودھ سے بنتی ہیں مہیا کرتا ہی، پھر اس کے گوبر سے بھی اور جاڑے کے دنوں میں اس کے سانس سے بھی فائدہ اٹھایا جاتا ہی، اس لیے وہ

حجاج نے اقتصادی بنیاد پر گائے حرام کردی تھی

حرام قرار دیا گیا، جس طرح حجاج نے جب اس کے پاس سواد (یعنی خطہ بابل) کے غیر آباد ہو جانے کی شکایت پہنچی اس کو حرام کر دیا تھا

عقلی حیثیت سے حرام و حلال ہونے میں سب چیزیں مساوی ہیں

ان کی کسی کتاب

کا یہ مضمون ہم سے نقل کیا گیا کہ ساری چیزیں ایک ہی ہیں اور حرام و حلال ہونے میں سب برابر ہیں۔ اختلاف صرف عاجز ہونے اور قدرت رکھنے سے ہوتا ہی۔ بھیڑیا بکری کو پھاڑ ڈالنے کی قدرت رکھتا ہی اس لیے اس کو کھا جاتا ہی اور بکری اس کے مقابلے میں عاجز ہی اس لیے اس کا شکار ہو جاتی ہی۔

ان کتابوں میں ہم نے خود بھی اس قسم کے مضامین دیکھے ہیں لیکن یہ ایسے عالم کے لیے ہی جو اپنے علم سے اس درجہ پر پہنچ جائے کہ اس کے نزدیک برہمن اور چنڈال برابر ہو جائے جب اس کی یہ حالت ہو جائے گی تو اس کے نزدیک سب چیزیں یکساں ہو جائیں گی اس لیے کہ جو چیزیں حلال ہیں اُن سے وہ مستغنی ہو جائے گا۔

حرام و حلال کی تفصیل عوام کے لیے | لیکن جس شخص کو اس وجہ سے کہ اس پر جہالت غالب ہی ان چیزوں کی حاجت ہی، اس کے لیے بعض چیزیں حلال اور بعض حرام ہیں اور دونوں کے درمیان حد مقرر کردی گئی ہی۔

باب ۶۹

نکاح، حیض، جنین اور نفاس

نکاح سے دنیا کی کوئی قوم خالی نہیں
وجوب نکاح کی دلیل عقلی وطبعی

نکاح ایسی چیز ہے جس سے دنیا کی کوئی قوم خالی نہیں ہے۔ اس سے باہمی فتنہ وفساد جس کو عقل بُرا سمجھتی ہے رُک جاتا ہے اور ان اسباب کی جڑ کٹ جاتی ہے جن سے حیوانات میں غصہ کو ایسا اشتعال ہوجاتا ہے کہ وہ فساد پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ جو شخص حیوانات کے جوڑا ہوکر رہنے پر غور کرے گا اور دیکھے گا کہ ان جانوروں میں ایک نر صرف ایک مادہ پر قناعت کرلیتا ہے اور دوسرے افراد کو ان دونوں میں سے کسی کی طمع نہیں رہتی وہ نکاح کو واجب اور زنا کو مکروہ سمجھے گا اس لیے کہ اس کو ان حیوانات سے جو اس سے درجے میں نیچے ہیں پست رہنے میں غیرت آئے گی۔

ہندوؤں میں نکاح کے متعلق رسمیں

ہر قوم خصوصاً اگر قوم میں جو شریعت اور اپنے واسطے الٰہی احکام رکھنے کا دعویٰ کرتی ہے نکاح کے واسطے رسمیں مقرر ہیں۔ ہندوؤں کی حالت یہ ہے کہ ان میں بیاہ کم سنی میں ہوتا ہے اس لیے اولاد کے لیے اس کو والدین انجام دیتے ہیں اس تقریب میں برہمن قربانی کی رسمیں ادا کرتے ہیں اور برہمن اور غیر برہمن کو خیرات بانٹی جاتی ہے اور خوشی کے آلات لائے جاتے

ہیں۔ زوجین کے درمیان مہر کا ذکر نہیں آتا بلکہ حوصلے کے مطابق عورت کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے اور جو کچھ دینا ہے اسی وقت دے دیا جاتا ہے جس کو واپس لینا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ کہ عورت اپنی خوشی سے ہبہ کر دے۔ شوہر اور بیوی کے درمیان موت کے سوا اور کسی طرح تفریق نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ ہندوؤں میں طلاق نہیں ہے۔

ہندوؤں میں مرد چار بیوی تک رکھ سکتا ہے

مرد کو حق ہے کہ ایک سے زیادہ چار بیوی تک کرے۔ چار سے زیادہ حرام ہے لیکن اگر ان چار میں سے جو اس کے پاس ہیں کوئی ایک مر جائے تو دوسری سے اس عدد کو پورا کر سکتا ہے۔ لیکن چار سے زیادہ نہیں کر سکتا۔

بیوہ کو دوسرے نکاح کا حق نہیں ہے
بیوہ کو زندہ جلا دینا

عورت کو جب اس کا شوہر مر جائے بیاہ کرنے کا حق نہیں ہے اور اس کو دو حال میں سے ایک اختیار کرنا ہوگا۔ یا زندگی بھر بیوہ رہے یا جل کر ہلاک ہو جائے۔ اور دونوں صورتوں میں سے یہ اس کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ اس لیے کہ وہ مدت العمر عذاب میں رہے گی۔ ہندوؤں کا دستور یہ ہے کہ وہ راجاؤں کی بیویوں کو جلا دیتے ہیں خواہ وہ جلنا چاہیں یا اس سے انکار کریں تاکہ وہ ایسی لغزشوں سے جن کا ان سے خوف ہے محفوظ رہیں۔ راجہ کی بیویوں میں صرف بوڑھی عورتیں اور صاحب اولاد جن کے بیٹے ماں کو بچائے رکھنے کی اور حفاظت کی ذمہ داری کریں چھوڑ دی جاتی ہیں۔

نکاح کا قانون کس سے نکاح جائز ہی کس سے حرام

نکاح کا قانون ان کے یہاں یہ ہی کہ قرابتمندوں میں جو لوگ نسب میں زیادہ دور ہیں ان سے زیادہ بہتر ہیں. جو نسب میں زیادہ قریب ہیں سلسلۂ نسب میں جو لوگ براہ راست نیچے کی طرف ہیں یعنی اولاد کی اور اولاد کے اولاد کی بیٹی، اور جو براہ راست اوپر کی طرف ہیں یعنی ماں، دادی، نانی اور ان کی مائیں قطعاً حرام ہیں۔ جو لوگ براہ راست سلسلۂ نسب میں نہیں ہیں بلکہ دونوں جانب (یعنی اوپر اور نیچے) ہٹ کر شاخ ہو گئے ہیں۔ یعنی بہن، بہن کی بیٹی، پھوپی خالہ اور ان کی بیٹیاں وہ بھی اسی طرح حرام قطعی ہیں لیکن جب نسلیں متواتر پانچ بطن تک ولادت میں دور ہو جائیں تو حرمت زائل ہو کر کراہت باقی رہ جاتی ہی۔

مختلف طبقات کے لیے عورتوں کی مختلف تعداد دو مختلف طبقے کے درمیان ازدواج اور ان کی اولاد

بعض لوگوں کے نزدیک جوڑوں کی مقررہ تعداد مختلف طبقات کے لیے کم و بیش ہی۔ برہمن کے لیے چار۔ کشتر کے لیے تین۔ بیش کے لیے دو اور شودر کے لیے ایک۔ ہر طبقے کے لیے خود اپنے طبقے اور اس سے نیچے طبقے میں بیاہ کرنا جائز ہی، اور اوپر کے طبقے میں کرنا جائز نہیں ہی۔ اولاد ماں کی طرف منسوب ہوگی، باپ کی طرف نہیں۔ یعنی اگر برہمن کی جورو برہمن ہوگی تو اولاد بھی برہمن ہوگی اور اگر شودر ہوگی تو اولاد بھی شودر ہوگی اگرچہ ایسا تعلق جائز ہی لیکن ہمارے زمانے میں برہمن اس پر عمل نہیں کرتے اور اپنے طبقے سے باہر بیاہ نہیں کرتے۔

حیض کا مسئلہ | حیض کا مسئلہ یہ ہی کہ رویت کے اعتبار سے اس کی زیادہ سے زیادہ مدت سولہ یوم ہی اور تحقیق کے اعتبار سے صرف پہلے چار روز۔ اس حالت میں عورت کے ساتھ صحبت کرنا منع ہی بلکہ گھر کے اندر اس کے قریب جانا بھی منع ہی۔ اس لیے کہ اس حالت میں وہ ناپاک ہی۔ جب یہ چار دن گزر جاتے ہیں اور وہ غسل کرلیتی ہی تو پاک ہوجاتی ہی اور اگرچہ خون آنا بند نہ ہو اس سے صحبت کرنا، جائز ہوجاتا ہی، اس لیے کہ یہ خون حیض نہیں بلکہ جنین کا مادہ ہی۔

برہمن کے لیے مباشرت کے شرائط بچہ پیدا ہونے کے بعد کی قربانی | برہمن پر جب وہ اولاد کے لیے عورت سے صحبت کرنا چاہے آگ کی قربانی جس کا نام 'گربادھن (گربہ دہان) ہی واجب ہی اس قربانی میں عورت کا حاضر رہنا ضروری ہی اور یہ حیا کے خلاف ہی اس لیے یہ قربانی نہیں دی جاتی اور اس کو پیچھے ہٹاکر اس قربانی کے ساتھ جمع کر دیا جاتا ہی جو اس کے بعد حمل کے چوتھے مہینے میں دی جاتی ہی، جس کا نام سیمنتوتن (سیمنتو نائنم) ہی۔ پھر جب بچہ پیدا ہوچکتا ہی اس وقت تیسری قربانی، ولادت ہونے اور دودھ پلانے کے درمیان کی جاتی ہی جس کا نام 'جات کرم' ہی۔

بچہ کے نام رکھنے کا وقت اور نام رکھنے کی قربانی | لڑکے کا نام نفاس کا زمانہ ختم ہونے کے قبل نہیں رکھا جاتا، اور نام کی قربانی نام کرم کہی جاتی ہی۔

حالت نفاس کے احکام عورتوں کے واسطے | عورت جب تک نفاس

کی حالت میں رہتی ہی کسی برتن کے پاس نہیں جاتی۔ نہ اس کے گھر کے اندر کوئی چیز کھائی جاتی ہی اور نہ برہمن اس کے گھر میں آگ سلگاتا ہی۔ یہ زمانہ برہمن کے واسطے آٹھ دن، کشتر کے واسطے بارہ دن، بیش کے واسطے پندرہ دن اور شودر کے واسطے تیس دن ہی ان سے نیچے کے ذات کے لوگوں کا کوئی شمار نہیں اور نہ ان کے لیے کوئی رسم معین ہی۔

مدت رضاعت | رضاعت کی مدت زیادہ سے زیادہ تین برس ہی۔ یہ مدت لازمی نہیں ہی۔ عقیقہ تیسرے برس ہوتا ہی اور کان چھیدن ساتویں یا آٹھویں برس۔

ہندو زنا کی سزا میں سختی نہیں کرتے | لوگ سمجھتے ہیں کہ ہندوؤں کے نزدیک زناکاری مباح ہی۔ جیسا کابل (فتح ہونے اور اُس) کا اسپہبد (یعنی سپہ سالار اور بادشاہ) مسلمان ہوا اُس وقت اس نے یہ شرط کی کہ وہ گائے کا گوشت نہیں کھائے گا۔ حالانکہ ہندوؤں کے نزدیک بات ایسی نہیں ہی جیسی کہ سمجھی جاتی ہی۔ البتہ یہ لوگ زنا کی سزا میں سختی نہیں کرتے۔

مندروں کی عورتیں | یہ خرابی ان کے راجاؤں کی پیدا کی ہوئی ہی۔ مندروں میں جو عورتیں رہتی ہیں وہ گانے، ناچنے اور دل بہلانے کی غرض سے ہیں۔ برہمن اور مہنت یا پجاری اس کے سوا اور کچھ (یعنی زناکاری) ان کے حق میں پسند نہیں کرتے۔

بدچلن عورتوں کو راجاؤں نے آمدنی کا ذریعہ بنادیا ہی | لیکن ان کے راجاؤں نے ان کو شہروں کے واسطے آرائش

اور لوگوں کے واسطے عیش و نشاط اور آزادہ روی کا ذریعہ بنادیا ہے جس سے ان کا مقصود ان کے ذریعے سے خزانے کا فائدہ اور جو کچھ خزانے سے فوج کے واسطے باہر نکلتا ہے اس کو جرمانہ اور ٹیکس کے ذریعے خزانے میں واپس لاتا ہے۔

عضد الدولہ نے بھی یہی کیا تھا اور اس کے علاوہ اس کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ فوج کے بن بیاہے سپاہیوں سے رعایا کی حفاظت ہو۔

باب

مقدمات (فصل خصومات) کے بیان میں

عرضی دعویٰ قاضی یا جج، مدعی سے لکھا ہوا دعویٰ طلب کرتا ہی جو مدعا علیہ کے خلاف مشہور رسم خط میں جو اس قسم کے کاموں کے لیے موزوں سمجھا جاتا ہی، تحریر کیا گیا ہو اور دلیل بھی اس میں درج کردی گئی ہو۔ اگر تحریر نہ ہو تو گواہوں کی گواہی لی جائے گی

گواہوں کی تعداد (اور کافی سمجھی جائے گی)۔ گواہوں کی تعداد چار سے کم نہ ہونی چاہیے۔ زیادہ ہوسکتی ہی۔ لیکن اگر گواہ کی راست بازی قاضی کے نزدیک مسلم ہو تو وہ اس کی اجازت دیتا اور صرف ایک گواہ پر قطعی فیصلہ کرسکتا ہی اور اُس کے ساتھ

خفیہ تحقیقات اور قرائن خفیہ تحقیقات اور ظاہری علامات سے استدلال واقعات معلومہ کی بنا پر دوسری بات کے قیاس کرنے اور اصلی حالت کو سمجھنے کی تدبیر سے بھی وہ (قاضی) قطع نظر نہیں کرتا جیسا کہ ایاس بن معاویہ کیا کرتا تھا۔

منکر کے لیے حلف اگر مدعی ثبوت پیش کرنے سے قاصر ہو تو منکر پر حلف واجب ہی اور جائز ہی کہ قاضی حلف کو پلٹ کر مدعی پر عائد کردے اور مدعی کو حکم دے کہ اپنے دعوے کے صحیح ہونے پر حلف لے تاکہ میں فیصلہ تیرے حق میں کروں۔

حلف کی مختلف صورتیں، مقدار دعوے کے اعتبار سے

دعوے کی مقدار کے اعتبار سے حلف کی بہت قسمیں ہیں۔ اگر تھوڑی چیز کا دعوی ہو اور فریق حلف پر رضا مند ہو تو پانچ برہمن عالموں کے سامنے یہ کہے کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے کاموں کا اتنا ثواب جو مقدار متدعویہ سے آٹھ گنا ہو فریق کو دے دیا جائے۔

اس سے اوپر یہ حلف ہے کہ مدعی کو بیش (زہر) پینے کو کہا جائے جو برہمن کے نام سے معروف ہے۔ یہ حلف کی سب سے بدتر قسم ہے۔ اگر حلف لینے والا سچا ہوتا ہے تو اس کے پی لینے سے اس کو کوئی ضرر نہیں ہوتا۔

اس سے اوپر حلف کی یہ صورت ہے کہ مدعی کو کسی دریا کے کنارے پر جو نہایت تیز بہتا ہو اور جس کی تہ عمیق ہو یا کسی نہایت گہرے کنویں پر جس میں پانی زیادہ ہو لایا جائے اور وہ پانی سے کہے کہ تو پاک دیوتاؤں میں ہے، چھپی اور کھلی ہر بات کو جانتا ہے، اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہم کو ہلاک کر دے اور اگر سچے ہیں تو بچالے۔ پھر پانچ آدمی اس کو گھیر کر پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ اگر سچا ہوتا ہے تو ڈوبتا اور مرتا نہیں ہے۔

اس سے بھی بڑا حلف یہ ہے کہ قاضی فریقین کو اس شہر کے سب سے بڑے بت کے مندر میں بھیجتا ہے، منکر اس دن بت کے سامنے روزہ رکھتا ہے پھر دوسرے دن سویرے نیا لباس پہن کر اپنے فریق کے ساتھ وہاں کھڑا ہوتا ہے اور پجاری بت کے اوپر پانی چڑھا کر اس (منکر) کو پلاتے ہیں۔ اگر جھوٹا ہوتا

ہے۔ فوراً اسی وقت خون کی قے کرتا ہے۔

پھر اس سے بھی بڑی قسم یہ ہے کہ منکر کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ کر اس کے ہموزن بھاری چیزوں کو تولتے ہیں پھر وہ پلڑے سے اتار لیا جاتا ہے اور ترازو اپنی حالت پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ وہ اپنے سچے ہونے پر روحانی ہستیوں اور دیوتاؤں کو اور آسمانی اشخاص کو یکے بعد دیگرے گواہ بناتا ہے اور اپنے پورے بیان کو ایک کاغذ پر لکھ کر اپنے سر پر باندھتا ہے اور اس کے ساتھ ترازو کے پلڑے میں واپس لایا جاتا ہے۔ اگر سچا ہوتا ہے اس کا وزن پہلے سے بڑھ جاتا ہے۔

اور اس سے بھی بڑی قسم یہ ہے کہ گھی اور تیل برابر ملا کر دونوں کو ایک ہانڈی میں جوش دیا جاتا ہے اور پک جانے کی علامت کے لیے اس میں گلاب کا پھول ڈالا جاتا ہے جس کا گل جل جانا پکنے کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ جب وہ پوری طرح پک جاتا ہے تو ہانڈی میں سونے کا ایک ٹکڑا ڈالا جاتا ہے اور منکر کو کہا جاتا ہے کہ اس کو ہاتھ سے نکالے۔ اگر وہ حق پر ہے تو اس کو نکال لیتا ہے۔

پھر سب سے بڑی قسم یہ ہے کہ لوہے کا ایک ٹکڑہ اس قدر گرم کیا جاتا ہے کہ قریباً پگھل جاتا ہے اور دسپنے سے پکڑ کر منکر کے ہاتھ پر اس طرح رکھا جاتا ہے کہ اس ٹکڑے اور اس کے چمڑے کے درمیان سوائے ایک چوڑے پتے کے جس کے نیچے دھان کے متفرق دانے ہوتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا۔ اور منکر کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کو اٹھا کر سات قدم چلے پھر اس کو زمین پر پھینک دے۔

باب ۱۷

سزاؤں اور کفاروں کے بیان میں

دُنیا کے امن و انتظام کے لیے تشدد سے کام لینا ضروری ہے

ہندوؤں کا حال بہت کچھ عیسائیت کے حال کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ عیسائیت کی بنیاد نیکی کرنے اور بُرائی سے بچنے پر ہے یعنی قتل کو قطعاً ترک کرنا، جبا غصب کرنے والے کے پیچھے قمیص بھی ڈال دینا (یعنی قمیص بھی دے دینا) ایک گال پر تمانچہ مارنے والے کے آگے دوسرا گال بھی پیش کر دینا۔ دشمن کے واسطے دعائے خیر کرنا اور اس کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا اور اپنی جان کی قسم بلاشبہ یہ نہایت اعلیٰ درجے کی خصلتیں ہیں لیکن دنیا کے سب لوگ فلسفی نہیں ہیں بلکہ زیادہ لوگ جاہل اور گمراہ ہیں جن کی اصلاح تلوار اور کوڑے کے سوا اور کسی چیز سے نہیں ہو سکتی اور جب سے قسطنطین فاتح عیسائی ہوا ان دونوں (یعنی تلوار اور کوڑے) کو چلتے رہنے سے کبھی آرام نہیں ملا، کہ حکومت اور ملک داری کا کام بغیر ان دونوں کے چل نہیں سکتا۔

جب تک ملکی و جنگی انتظام برہمنوں سے متعلق رہا دنیا میں ابتری رہی۔

یہی حال ہندوؤں کا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ اگلے زمانے میں ملکی انتظام اور جنگ کا کام برہمنوں سے متعلق تھا۔ اس سے دنیا میں ابتری تھی

اس لیے کہ وہ لوگ سیاست کا کام مذہبی کتابوں کے مطابق عقلی طریقہ پر چلاتے تھے اور یہ شریروں اور مفسدوں کے مقابلے میں ان سے چلنے نہیں پاتا تھا اور اس وجہ سے دین کا کام انجام دینے سے

سیاست وجنگ کا کام برہمنوں سے نکال کر کشتر کے سپرد کیا گیا۔

جو ان کے سپرد تھا یہ لوگ قریبا مجبور رہتے تھے۔ ان لوگوں نے اس کے متعلق اپنے خدا سے دعا کی جس پر برہما نے ان کو اس کام کے لیے جو ان کے سپرد ہی خاص کر دیا اور سیاست وجنگ کا کام کشتر کے حوالے کیا۔ یہی وجہ ہوئی کہ برہمن کا ذریعہ معاش سوال کرنا اور بھیک مانگنا ہوگیا اور جرائم کی سزا علما کی طرف سے نہیں بلکہ بادشاہوں کی طرف سے ملنے لگی۔

قتل کا قانون برہمن قاتل قصاص سے بری ہی

جرم قتل کی یہ حالت ہی کہ اگر قاتل برہمن ہی اور مقتول دوسرے طبقے کا تو قاتل پر کفارے کے سوا اور کوئی سزا لازم نہیں ہی اور کفارہ، روزہ، نماز، صدقے سے ادا ہو جاتا ہی۔ اور اگر مقتول بھی برہمن ہو تو اس کی سزا آخرت میں ہوگی اور کفارہ کافی نہیں ہوگا اس لیے کہ کفارہ گناہوں کو مٹاتا ہی اور برہمن کے کبیرہ گناہوں کو کوئی چیز نہیں مٹاتی۔ سب سے بڑا گناہ برہمن کا قتل ہی۔ اس گناہ کا نام

گاے کا قتل جرم ہی

برہم ہت، ہی۔ اس کے بعد گاے کے قتل کا جرم ہی۔ تب شراب خواری، اس کے بعد زنا کاری، خصوصًا اس (عورت) کے ساتھ جس کو باپ یا اُستاد سے تعلق ہو۔ لیکن حکّام برہمن یا کشتر سے قصاص نہیں لیتے بلکہ اس کا مال

ضبط کرکے اپنے ملک سے نکال دیتے ہیں۔
برہمن اور کشتر کے سوا دوسرے لوگ ایک دوسرے کو قتل کریں تو کفارے سے اس کی تلافی ہوسکتی ہے لیکن حکام عبرت کے لیے ان لوگوں پر قصاص قائم کرتے ہیں۔

چوری کا قانون چوری کے جرم میں چور کی سزا چوری کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔ کبھی سخت سزا ضروری ہوتی ہے۔ کبھی اوسط درجے کی۔ کبھی ہلکی سزا اور تاوان، اور کبھی صرف ذلیل کرنا اور تشہیر کرنا کافی سمجھا جاتا ہے۔ اگر مقدار بڑی ہو تو حکام، برہمن کی آنکھ نکلوا لیتے اور اس کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پانو کٹوا دیتے ہیں۔ کشتر کا صرف ہاتھ اور پانو کاٹ دیتے ہیں، آنکھ نہیں نکلواتے اور ان دونوں کے سوا دوسروں کو قتل کر دیتے ہیں۔

زانیہ عورت کی سزا زانیہ عورت کی سزا یہ ہے کہ اپنے شوہر کے گھر سے نکال دی جاتی اور جلا وطن کر دی جاتی ہے۔

ایک غلط افواہ، ہندو مذہب میں واپس لینے کے متعلق ہم سنا کرتے تھے کہ جو ہندو غلام (ممالک اسلامیہ سے) بھاگ کر اپنے ملک اور دین میں واپس جاتا ہے کفارے کے لیے اس پر روزہ فرض کیا جاتا ہے اور گاے کے گوبر، پیشاب اور دودھ میں چند روز تک اس کو گاڑ دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ان میں خمیر اٹھ آتی ہے۔ اس وقت نجاست سے نکال کر اس کو اسی قسم کی چیزیں جن میں گاڑا گیا تھا کھلائی جاتی

ہیں، اور اس قسم کی دوسری باتیں بھی ہم نے سنی تھیں۔ ہم نے ان کو برہمنوں سے پوچھا۔ اُنھوں نے انکار کیا اور کہا کہ اس کے لیے نہ کوئی کفارہ ہے اور نہ اس کو سابق حالت پر واپس آنے کی اجازت ہے اور یہ کیوں کر ہو سکتا ہے اس لیے کہ جب برہمن چند روز شودر کے گھر میں کھانا کھا لیتا ہے تو اپنے طبقے سے نیچے گر جاتا ہے اور اس میں کبھی واپس نہیں آ سکتا۔

باب ۲۷

میراث اور اس میں میت کے حقوق کے بیان میں

قانون وراثت، بیٹی کا حق | میراث کے متعلق ہندوؤں کا اصول بیٹی کے سوا اور سب عورتوں کو محروم کر دیتا ہی۔ منوؔ کی کتاب میں تصریح ہی کہ بیٹی کا حصہ بیٹے کے حصے کا ایک ربع ہی۔ اگر بیٹی بیاہی ہوئی نہیں ہی تو بیاہ کے وقت تک اس کے حصے کے ترکہ سے اس کی ذات پر خرچ اور اس کے بیاہ کا ساز و سامان کیا جائے گا۔ اور بیاہ ہو جانے کے وقت سے خرچ بند کر دیا جائے گا۔

شوہر کے بعد جورو کا حق شوہر کے وارث پر | بیوی کا کھانا اور کپڑا اگر وہ جل نہیں گئی (یعنی ستی نہیں ہوئی)، اور زندگی اختیار کی ہی۔ جب تک وہ زندہ ہی وارث پر ہی۔

میت کا قرض وارث کے ذمہ ہی | میت کا قرض وارث کے ذمہ ہی خواہ اس مال سے ادا کرے جو وراثت میں ملا ہی یا اپنے خاص مال سے خواہ میت نے کچھ ترکہ چھوڑا ہو یا نہیں چھوڑا ہو۔ اسی طرح مذکورہ بالا نفقات (یعنی بیٹی اور جورو کا خرچ) وارث پر ہر حال میں لازم ہی۔

وراثت کا عام اصول | وارثوں کے متعلق جو صرف مرد ہی ہو سکتے ہیں، اصول یہ ہی کہ میت سے نیچے والوں کا حق زیادہ قوی ہی اور وہ بہ نسبت اوپر والوں کے ترکہ کے زیادہ مستحق ہیں۔ یعنی

بیٹا اور بیٹے کی اولاد کو باپ دادا پر ترجیح ہی۔ پھر جو اشخاص اوپر یا نیچے ایک ہی جانب میں ہیں ان میں جو لوگ میت سے زیادہ قریب ہیں ان کی نسبت زیادہ مستحق ہیں جو اس سے دور ہیں یعنی بیٹا بہ نسبت پوتے کے اور باپ بہ نسبت دادا کے زیادہ مستحق ہی۔

جو لوگ نسبت کے سیدھے سلسلے سے اِدھر اُدھر ہٹ گئے ہیں جیسے بھائی، وہ ضعیف ہیں اور صرف اس وقت وارث ہوتے ہیں جب قوی وارث نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیٹی کا بیٹا بہن کے بیٹے سے اور بھائی کا بیٹا ان دونوں سے زیادہ مستحق ہی۔

اگر ایک جنس کے متعدد وارث ہوں مثلاً متعدد بیٹے یا بھائی تو سب کے درمیان بحصہ مساوی تقسیم ہوگا۔ ہندوؤں میں خنثیٰ (یعنی وہ شخص جس میں مرد اور عورت دونوں کی علامت ہوتی ہی) مردوں میں داخل ہی۔

اگر میت کا وارث نہ ہو تو اس کا ترکہ حکومت کے خزانہ کا ہوگا لیکن اگر میت برہمن ہی تو اس کے مال پر حکومت کا کوئی حق نہیں ہی بلکہ اس کا مصرف صرف صدقہ ہی۔

وارث کے اوپر میت کے حقوق سولہ کھانے پہلے سال کے اندر

وارث کے اوپر میت کے جن حقوق کو پہلے سال انجام دینا واجب ہی وہ سولہ کھانے یا ضیافتیں ہیں۔ ان ضیافتوں میں کھانا کھلایا جاتا اور اسی میں سے (کھانا کھانے والوں کو) کچھ صدقہ بھی دیا جاتا ہی۔ یہ ضیافتیں موت کے گیارھویں اور پندرھویں دن اور اُس کے بعد

ہر مہینے میں ایک مرتبہ دی جاتی ہیں۔ چھٹے مہینے کا کھانا دوسرے مہینوں کے کھانے سے زیادہ اور عمدہ ہوتا ہے۔ ایک کھانا سال تمام ہونے سے ایک دن پہلے دیا جاتا ہے۔ یہ میت اور اس کے باپ دادا کا کھانا ہوتا ہے۔ پھر سال تمام کا کھانا ہوتا ہے۔ ان کھانوں کے پورا ہو جانے سے میت کے حقوق ادا ہو جاتے ہیں۔

باپ کا غم بیٹے پر پورا ایک سال واجب ہے۔

اگر وارث بیٹا ہے تو اس پر یہ پورا سال سوگ اور غم کرنا اور عورت سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ بشرطیکہ بیٹا جائز اولاد اور پاک نسل سے ہو۔ یہ بھی جان لینا چاہیے کہ اس سال کی ابتدا میں ایک دن وارثوں پر کھانا حرام ہے۔

مرنے کے بعد دس دن تک میت کے واسطے پکے ہوئے کھانے کا انتظام

علاوہ ان سولہ صدقات مذکورہ کے یہ بھی واجب ہے کہ گھر کے دروازے کے اوپر، دیوار سے باہر نکلی ہوئی، کھلے آسمان کے نیچے ایک برآمدہ نما جگہ بنادیں، جس پر مرنے کے وقت سے دس دن تک ہر روز پکا ہوا کھانا اور پانی کا کوزہ رکھیں۔ شاید روح کو ابھی کسی جگہ قرار نہیں ہوا ہو اور وہ بھوک یا پیاس سے گھر کے اردگرد چکر لگا رہی ہو۔

مرنے کے بعد روح کی حالت کے متعلق سقراط کا ایک قول

سقراط نے کتاب فاذن میں اس نفس کے بیان میں جو مقبروں کے گرد اس وجہ سے چکر لگاتا رہتا ہے کہ غالبًا اس میں بدن کی کچھ محبت باقی رہ گئی ہے، قریبًا اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے اور اس کے ایک قول میں ہے کہ "نفس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس کی عادت ہے کہ وہ بدن

کے ہر ہر عضو میں سے کچھ کچھ جمع کرتا ہی جو مل کر اس عالم میں، اور بدن کی موت پر جب وہ اس سے جدا اور علیحدہ ہوتا ہی اس کے بعد کے عالم میں اس کی سکونت کی جگہ بن جاتا ہی

دسویں دن میت کے نام پر کھانے پانی کا صدقہ

پھر دسویں دن میت کے نام پر بہت کھانا اور ٹھنڈا پانی صدقہ کریں اور گیارھویں دن کے بعد سے ہر روز اس قدر کھانا جو ایک آدمی کے واسطے کافی ہو اور اس کے ساتھ ایک درہم کسی برہمن کے گھر بھیجیں اور سال بھر تک بھیجتے رہیں اور آخر سال پر اس کا سلسلہ بند نہ کریں۔

دسویں کے بعد سال بھر تک میت کے نام پر ہر روز صدقہ کرنا

باب ۳۷

اس بیان میں کہ میّت کا اُس کے جسم میں کیا حق ہے اور زندوں کا اُن کے جسموں میں کیا حق ہے

ابتدا میں مُردہ کھلے میدان میں ڈال دیا جاتا تھا

گزشتہ ابتدائی زمانوں میں مُردوں کے بدن آسمان کے حوالے کردئیے جاتے تھے۔ وہ میدانوں میں کھلے ہوئے ڈال دیے جاتے تھے اور بیمار صحراؤں اور پہاڑوں میں نکال کر چھوڑ دیے جاتے تھے۔ اگر مرجاتے تو وہیں پڑے رہ جاتے جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور اگر تندرست ہوجاتے تو خود ہی گھر واپس آجاتے تھے۔

دوسرے دور میں مردے کا بدن بند ہوادار گھر میں رکھا جاتا تھا جیسا مجوس کے یہاں

اس کے بعد ایسے لوگ آئے جنھوں نے قوانین بنانے کا انتظام کیا اور حکم دیا کہ بدن ہوا کے حوالہ کیے جائیں تب لوگ ایسے گھر بنانے لگے جن پر سوراخدار دیواروں کے ساتھ چھت ہوتی تھی۔ جن سے بدنوں پر ہوا چلتی رہتی تھی۔ جیسا مجوسیوں کے مقبروں (جن کو ذجر کہتے ہیں) کا حال ہے۔

مُردے کو جلانے کا قاعدہ مقرر کیا گیا

ایک عرصے تک لوگ اس طریقے پر رہے۔ یہاں تک کہ نارائن نے بدن کو آگ کے حوالے کرنے کا قاعدہ مقرر کیا۔ اس وقت سے یہ لوگ مُردوں کو جلا دیتے ہیں اور اس میں

کسی قسم کی گندگی یا سڑن اور بو نہیں رہتی بلکہ فوراً منتشر ہوجاتا ہی اور کبھی یاد بھی نہیں آتا (یعنی اُس کا کوئی اثر و نشان باقی نہیں رہتا۔)

یونانیوں میں جلانے اور دفن کرنے دونوں کا رواج تھا

ہمارے زمانے میں صقالبہ[51] مُردوں کو جلاتے ہیں اور یونانیوں کی نسبت خیال کیا جاتا ہی کہ ان میں جلانے اور دفن کرنے دونوں کا رواج تھا۔ کتاب فاذن میں جب اقریطن[52] نے سقراط سے پوچھا کہ اس کو کس طریقے پر دفن کرے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہم تم سے بھاگ تو جائیں گے نہیں اس لیے اگر تم مجھ پر اختیار پاؤ (یعنی اگر میرا جسم تمھارے حوالے کیا جائے۔) تو جس طرح تم چاہو کیجیو۔ پھر اس نے ان لوگوں سے جو اس کو گھیرے ہوئے تھے کہا کہ تم لوگ اقریطن کے سامنے میری ضمانت کرو مگر اس ضمانت کے برعکس جو اقریطن نے ججوں کے سامنے میری کی تھی۔ اس نے میری یہ ضمانت کی تھی کہ ہم ٹھہرے رہیں گے۔ (یعنی بھاگیں گے نہیں) اور تم لوگ یہ ضمانت کرو کہ مرنے کے بعد ہم نہیں ٹھہریں گے اور چلے جائیں گے۔ تاکہ جب وہ میرے بدن کو جلتے یا دفن ہوتے ہوئے دیکھے تو اس کو آسانی سے برداشت کرے اور رووے دھووے نہیں اور نہ یہ کہے کہ ہائے سقراط جارہا ہی یا جل رہا ہی یا دفن ہو رہا ہی۔ اور او اقریطن تو میرے دفن کرنے میں اطمینان سے کام لے اور (میرا دفن) جس طرح تجھے پسند ہو اُس طرح کر اور خصوصًا قانون کے مطابق عمل کر۔

---

[51] صقالبہ کو انگریزی میں Slavorians کہتے ہیں۔
[52] اقرطن Crito

جالینوس کا حوالہ، جلانے کے متعلق | جالینوس نے عہد نامۂ بقراط کی شرح میں لکھا ہے:-" اسقلبیوس[۱] کی نسبت مشہور ہے کہ وہ آگ کے ستون میں ہوکر فرشتوں میں پہنچ گیا۔ اور دیونوسس[۲] اور ایرقلس[۳] اور ان سب لوگوں کی نسبت جنھوں نے انسان کو نفع پہنچانے کی سعی کی ہے اسی قسم کی بات کہی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ نے ان کے ساتھ ایسا اس لیے کیا کہ ان کا خاکی جز جس پر موت طاری ہوتی ہے آگ سے فنا ہوجائے۔ پھر اس کے بعد ان کے اس جز کو جس پر موت نہیں طاری ہوتی جذب کرلے اور ان کے نفوس کو آسمان پر چڑھالے" یہ جلانے کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (یونانیوں میں) جلانے کی رسم تھی مگر جلانا بڑے لوگوں کے لیے مخصوص تھا۔

اسی طرح ہندو کہتے ہیں کہ انسان میں ایک نقطہ ہے جس کی وجہ سے انسان، انسان ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو مخلوط اجزا کے جل کر منتشر و متفرق ہوجانے کے بعد خالص ہوجاتی ہے۔

روح کو آسمان پر واپس جانے کے متعلق ہندوؤں کے عقائد | اس رجوع (یعنی غیر فانی روح کے آسمان پر واپس جانے) کے متعلق ہندوؤں کی رائے یہ ہے کہ کوئی واپسی آفتاب کی شعاع کے ساتھ ہوتی ہے کہ روح اس کے ساتھ متعلق ہوکر اوپر چڑھ جاتی ہے اور کوئی آگ کے شعلے کے ساتھ ہوتی ہے کہ وہ اس کو اوپر چڑھا دیتا ہے۔ جس طرح بعض لوگ

---

[۱] اسقلبیوس = Asclipcus
[۲] دیونوسس = Dionysos
[۳] ایرقلس Heracles

دعا کرتے تھے کہ اللہ اپنی طرف ان کا رستہ خط مستقیم میں بنا دے۔ اس لیے کہ سب سے قریب مسافت یہی ہوتی ہی۔ اور بلندی کی جانب آگ یا شعاع کے سوا اور کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔

غزی ترکوں کا خیال روح کے اوپر چڑھنے کے متعلق

غزی ترکوں کا خیال، ڈوبے ہوئے شخص کے متعلق اسی کے مشابہ تھا۔ وہ لوگ ڈوبنے والے کی لاش کو دریا کنارے ایک تخت پر رکھتے تھے اور تخت کے پایہ میں رسی باندھ کر اس کا سرا پانی میں ڈال دیتے تھے تاکہ اس کے ذریعے سے اس کی روح بعث (یعنی قیامت میں اٹھائے جانے) کے واسطے اوپر چڑھ جائے۔

اس مسئلے میں ہندوں کا عقیدہ باسدیو کے اس قول سے مضبوط ہوگیا ہی جس میں بندش سے نجات پانے والے کی علامت یہ بیان کی گئی ہی کہ " اس کی موت، اوترائن میں مہینے کے نصف روشن کے اندر، روشن چراغوں کے درمیان یعنی (ماہتاب کے آفتاب کے ساتھ) اجتماع اور استقبال کے درمیان میں جاڑے یا ربیع کی فصل میں ہوتی ہی۔

مانی کا قول آفتاب و ماہتاب دنیا کے نکلنے کے دروازے اور راستے ہیں

مانی نے بھی اپنے قول میں یہی خیال ظاہر کیا ہی کہ دوسرے دین والے جو ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ ہم آفتاب و ماہتاب کو سجدہ کرتے اور ان دونوں کو بت کی حیثیت دیتے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہی کہ ان لوگوں نے ان دونوں کی حقیقت کو اور اس بات کو نہیں سمجھا ہی کہ یہ دونوں ہمارے رہ گزر اور ہمارے عالم کون ہیں۔ ہمارے نکلنے کے دروازے ہیں اور مانی نے یہ بھی ادعا کیا ہی کہ عیسیٰؑ نے بھی اس کو

تسلیم کیا ہی۔

بدھ مذہب کے لوگ لاش کو دریا میں ڈال دیتے تھے

لوگ کہتے ہیں کہ بدھ نے مُردوں کے بدن کو بہتے ہوئے دریا میں چھوڑ دینے کو کہا ہی۔ اسی وجہ سے بدھ کے پیرو شمشہ لاش کو دریا میں ڈال دیتے ہیں۔

مُردہ کے بدن کا حق وارثوں پر

ہندو مردہ کے بدن کا حق وارثوں پر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کو غسل دے کر عطر لگایا جائے اور کفن پہنا کر صندل یا لکڑی سے جو ممکن ہو جلایا جائے اور اس کی جلی ہوئی ہڈی کا کچھ حصہ لاکر دریائے گنگا میں ڈال دیا جائے تاکہ گنگا اس پر اسی طرح بہے جس طرح سگر کی اولاد کی جلی ہوئی ہڈیوں پر بہی تھی اور ان کو جہنم کے عذاب سے نجات دلاکر جنت میں پہنچا دیا تھا۔ باقی راکھ کسی بہتی ہوئی ندی میں ڈال دی جاتی ہی اور اس کے جلائے جانے کی جگہ پر میل (کے پتھر) کے مشابہ پکّی قبر بنا دی جاتی ہی اور اُس پر چونہ سے استر کاری کر دی جاتی ہی۔

تین برس سے کم عمر کے لڑکے جلائے نہیں جاتے۔

جو شخص جلانے وغیرہ کا اہتمام کرتا ہی، وہ مُردے کے ناپاک ہونے کی وجہ سے دو دن تک اپنے کپڑے سمیت غسل کرتا ہی۔

جو شخص جلانے سے مجبور ہوتا ہی وہ اس کو لے جاکر کسی صحرا یا بہتے ہوئے دریا میں ڈال دیتا ہی۔

زندہ جسم کا حق زندہ شخص پر خودکشی کس کے لیے جائز ہی

زندہ پر اپنے بدن کا حق یہ ہی کہ اس کو جلانے کی خواہش نہ کرے مگر وہ بیوہ عورت جو اپنے

شوہر کے ساتھ جانا اختیار کرے، یا وہ شخص جو زندگی سے تنگ آگیا ہی اور کسی لاعلاج بیماری اور پرانے دائمی مرض یا بڑھاپے اور کمزوری کی وجہ سے اپنے بدن سے گھبرا گیا ہی۔ باایں‌ہمہ معزز لوگ یہ نہیں کرتے بلکہ صرف بیش اور شودر ان اوقات میں جن کے اندر فضیلت اور ان کے ساتھ کوئی امید وابستہ ہی اپنی موجودہ حالت سے زیادہ بہتر حالت میں واپس آنے کی خواہش سے اس کا ارتکاب کرتے ہیں۔ برہمن اور کشتر کے لیے ایسا کرنا صریح مذہبی حکم کے مطابق جائز نہیں ہی۔

گرہن کے وقت خودکشی کا دستور بیش اور شودر میں

اسی وجہ سے بیش اور شودر میں جو لوگ اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں، کسوف کے وقت ایسا کرتے ہیں یا کسی شخص کو اجرت پر مقرر کر لیتے ہیں جو ان کو دریائے گنگا میں ڈبو دے اور مرتے وقت تک ان کو پکڑے رہے۔

گنگا اور جمنا کا سنگم، پریاگ کا درخت، اس درخت سے گنگا میں گر کر اپنے آپ کو ہلاک کرنے کا دستور

گنگا اور جمنا کے سنگم پر اس درخت کے جنس کا جس کو بٹر کہتے ہیں، ایک بڑا درخت ہی جس کو پریاگ کہا جاتا ہی۔ اس درخت کی خاصیت یہ ہی کہ اس کی شاخوں میں دو قسم کی ڈالیاں نکلتی ہیں۔ ایک اوپر کی طرف جیسی سب درختوں میں ہوتی ہیں۔ دوسری نیچے کی طرف، ریشہ یا جڑوں کی شکل کی جس میں پتا نہیں ہوتا۔ اگر یہ ڈالی زمین کے اندر داخل ہو جاتی ہی تو شاخوں کے لیے ستون (یعنی سہارے) کا کام دیتی ہی۔ اس کی شاخوں کے بہت پھیلے ہوئے ہونے کی وجہ سے اس کے واسطے (قدرت کی طرف سے) یہ سامان کر دیا گیا ہی۔ درخت مذکور کے پاس لوگ اپنے آپ کو اس طرح ہلاک کرتے ہیں کہ اس پر چڑھ کر

اپنے آپ کو دریائے گنگا میں گرا دیتے ہیں۔

یحیٰی نحوی کا حوالہ۔ یونان کے زمانہ جاہلیت کا شیطان پرست فرقہ

یحیٰی نحوی نے بیان کیا ہے کہ یونان کے زمانۂ جاہلیت میں ایک قوم تھی جس کا نام یحیٰی کہتا ہے کہ ہم نے شیطان پرست رکھا ہے۔ یہ لوگ اپنے بدن پر تلوار مارتے تھے اور اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیتے تھے اور ان کو کچھ تکلیف نہ ہوتی تھی۔

جو کچھ ہم نے ہندوؤں سے نقل کیا بعینہ اسی قسم کی بات سقراط نے کہی ہے کہ "کسی شخص کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے آپ کو قبل

سقراط کا قول خودکشی پر انسان قیدی کے مثل ہے اور قید سے بھاگنا دیوتاؤں کی مرضی کے خلاف ہے

اس کے ہلاک کرے کہ دیوتا اس کے واسطے ایسی اضطراری حالت یا مجبوری پیدا کر دیں جیسی اس وقت ہمارے واسطے موجود ہو گئی ہے۔"

سقراط نے یہ بھی کہا ہے کہ: "ہم انسان لوگ ان لوگوں کی طرح ہیں جو قید ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم لوگ بھاگیں اور نہ یہ کہ اپنے نفس کو کھول دیں، اس لیے کہ دیوتا اس وجہ سے کہ ہم انسان لوگ ان کے خادم ہیں، ہماری طرف خاص توجہ رکھتے ہیں۔"

باب ۴۷

روزہ اور اس کی قسموں کے بیان میں

کوئی روزہ فرض نہیں ہے ہندؤں کے نزدیک کل روزے نفل و مستحب ہیں۔ کوئی بھی فرض نہیں ہے۔ روزہ نام ہے کسی مدت تک کھانا چھوڑدینے کا۔ مدت کی مقدار اور فعل کی صورت کے لحاظ سے روزہ مختلف قسم کا ہوتا ہے۔

روزے کی مختلف قسمیں اوسط درجے کا روزہ جس میں روزے کی شرط پوری ہوجاتی ہے یہ ہے کہ ایک دن مقرر کرے جس میں روزہ رکھا جائے اور روزے سے جس کی خوشنودی کا حاصل کرنا مقصود ہے یا جس کے واسطے روزہ رکھنے کا ارادہ کیا ہے مثلاً اللہ یا کوئی فرشتہ (دیوتا) یا کوئی دوسرا شخص اس کا نام دل میں رکھے۔ پھر روزہ رکھنے والا آگے بڑھے اور روزے کے ایک دن پہلے کھانا دوپہر کے وقت کھائے اور دانتوں کو خلال اور مسواک سے صاف کرکے دوسرے دن کے روزے کی نیت کرے اور اسی وقت سے کھانے سے رُک جائے جب روزے کے دن کی صبح ہو دوبارہ مسواک کرے اور غسل کرکے اس دن کے فرائض ادا کرے اور ہاتھ میں پانی لے کر ہر جا طرف پھینکے۔ اور جس کے واسطے روزہ رکھا ہے زبان سے اس کا نام لیتا ہے۔ روزے کے دوسرے دن صبح تک اسی حال پر رہے

جب آفتاب طلوع ہوجائے، اختیار ہے کہ اسی وقت افطار کردے اور چاہے تو دوپہر کے وقت تک ٹھہرا رہے۔

اوپ باس روزے کی ایک قسم اس قسم کے روزے کا نام، اُوپ باس (اوپ واس جو عام زبان میں اُپاس ہوگیا) ہے جس کے معنی صوم کے ہیں اس لیے کہ جب کھانا ایک دوپہر سے دوسرے دوپہر تک ہوتا ہے

یک نگد روزے کی ایک قسم اس کا نام روزہ نہیں بلکہ یک نگد (یکنکت) ہے

کرچر روزے کی دوسری قسم روزے کی ایک دوسری قسم ہے جس کا نام کرچر (کرچھر) ہے اس کی صورت یہ ہے کہ کسی دن کھانا دوپہر کے وقت کھائے۔ دوسرے دن رات کے وقت، تیسرے دن اس کے سوا اور کچھ نہ کھائے جو بے مانگے مل جائے۔ پھر چوتھے دن روزہ رکھے۔

پراک روزے کی قسم ایک قسم پراک ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مسلسل تین دن دوپہر کے وقت کھانا کھائے۔ پھر مسلسل تین دن رات کے وقت کھائے۔ پھر مسلسل تین دن روزہ رکھے جس میں قطعاً افطار نہیں کرے۔

چندراین روزے کی ایک قسم ایک قسم چندرآین ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ استقبال (پورے چاند) کے دن روزہ رکھے۔ اس کے دوسرے دن اس قدر کھائے جو بھر منہ ایک لقمہ ہو۔ اس کے دوسرے دن اُسے کو دوگنا کردے اور تیسرے دن تین گنا۔ یہاں تک کہ اسی طرح بڑھاتا ہوا اجتماع (یعنی اماوس کے) دن تک پہنچے۔ اس دن روزہ رکھے پھر کھانا جس مقدار تک پہنچا ہے روزانہ اس سے ایک ایک لقمہ گھٹاتا جائے۔ یہاں تک کہ استقبال کا دن پہنچنے تک کل لقمہ ختم ہوجائے۔

ناسواس روزے کی ایک قسم ایک قسم ناسواس ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلسل ایک

مہینہ صوم وصال رکھے جس میں قطعًا افطار نہ کرے۔

ہر مہینے کے روزہ کا جداگانہ ثواب | مرنے کے بعد واپسی میں (یعنی مرنے کے بعد دوسرے جنم میں) اس روزے کا ثواب ہر مہینے کے واسطے جُدا جُدا بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں :-

جیٹھ کے مہینے کا روزہ | " اگر چیت کے مہینے میں صوم وصال رکھے دولتمندی اور اولاد کی شرافت ولیاقت کی خوشی پاوے "

ماہ بیساکھ کا روزہ | " اور اگر بیساکھ کے مہینے میں وصال کرے اپنے خاندان کا رئیس اور اپنی فوج کا سردار ہو "

ماہ چیت کا روزہ | " اور اگر جیٹھ کے مہینے میں وصال کرے (یعنی وصال کا روزہ رکھے) عورتوں سے حظ حاصل کرے "

ماہ اساڑھ کا روزہ | " اگر اساڑھ کے مہینے وصال کرے، فارغ البالی پاوے "

ماہ ساون کا روزہ | " اور اگر ساون کے مہینے میں وصال کرے علم پاوے "

ماہ بھادوں کا روزہ | " اور اگر بھادوں کے مہینے میں وصال کرے تندرستی، بہادری، دولت اور مویشی پاوے "

ماہ آسن کا روزہ | " اور اگر آسن کے مہینے میں وصال کرے ہمیشہ دشمنوں پر فتحیاب رہے "

ماہ کاتک کا روزہ | " اور اگر کاتک کے مہینے میں وصال کرے لوگوں کی نظروں میں بزرگ اور اپنے ارادے میں کامیاب رہے "

ماہ منگھر یعنی اگھن کا روزہ | " اور اگر منگھر (یعنی اگھن) کے مہینے میں وصال

کرے نہایت پاکیزہ وشاداب ملک میں پیدا ہو۔"

| ماہ پوس کا روزہ | "اور اگر پوس کے مہینے میں وصال کرے، اعلیٰ درجہ

کا خاندان پاوے۔"

| ماہ ماگھ کا روزہ | "اور اگر ماگھ کے مہینے میں وصال کرے بے شمار

مال پاوے۔"

| ماہ پھاگن کا روزہ | "اور اگر پھاگن کے مہینے میں وصال کرے، ہر دل عزیز ہو۔"

| سال بھر کا مسلسل روزہ | اور جو شخص ہر مہینے وصال کرے اور سال بھر میں

بارہ دن افطار کرے جنت میں دس ہزار برس ٹھہرے اور وہاں سے ایک نہایت شریف، عالی مرتبہ اور ذی وجاہت خاندان میں واپس آئے۔"

| روزہ کا ایک خاص طریقہ جس سے اولاد تکلیف اور مصیبت سے محفوظ رہتی ہے بحوالہ بشن دھرم |

کتاب بشن دھرم میں ہے کہ "جاکملک (جھنبلک) کی بیوی مَیتری نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ انسان کون کام کرے جس سے اس کی اولاد مصیبتوں اور بدن کی تکلیفوں سے نجات پاوے۔ اس نے جواب دیا کہ جو شخص ماہ پوس کے دوج سے شروع کرے۔ اور دوج مہینے کے دونوں نصف کا دوسرا دن ہے اور مسلسل چار دن روزہ رکھے جس میں پہلے دن پانی سے غسل کرے، دوسرے دن تل کے تیل سے، تیسرے دن وچ سے (جو ایک قسم کی جڑ ہے) چوتھے دن مرکب اور مخلوط عطر سے اور چاروں دن ہر روز صدقہ کرے اور دیوتاؤں کے نام کی تسبیح کرے اور پورے سال بھر ہر مہینے ایسا ہی کرتا رہے تو واپسی (یعنی دوسرے جنم میں) اس کی اولاد کسی تکلیف و مصیبت میں مبتلا نہیں ہو گی اور اس کی مراد اسی طرح حاصل ہو گی جس طرح دلیپ، وشنت اور جیات کی مرادیں حاصل ہوئی تھیں جب اُنھوں نے اس طرح عمل کیا تھا۔

باب ۵

روزہ کے دنوں کے تعیّن کے بیان میں

> ہر مہینے کے نصف روشن کی آٹھویں اور گیارھویں تاریخ روزہ کا دن ہے

جاننا چاہیے کہ ہر مہینے کے نصف روشن کا آٹھواں اور گیارھواں دن عموماً روزہ کا دن ہے۔ باستثنا پوس کے مہینے کے۔ اس لیے کہ اس مہینے میں کوئی کام نہیں کیا جاتا اور وہ منحوس ہے۔

> گیارھویں تاریخ باسدیو کے ساتھ مخصوص ہے

گیارھواں دن باسدیو کے ساتھ مخصوص ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب وہ شہر متھرا کا راجہ ہوا اس کے قبل متھرا کے باشندے ہر مہینے ایک دن اندر کے نام پر میلہ لگاتے تھے۔ باسدیو نے ان لوگوں کو ترغیب دی کہ اس میلے کو گیارھویں دن منتقل کر دیں تاکہ میلہ اس کے نام پر ہو جائے۔ متھرا والوں نے اس کی تعمیل کی۔ اندر نے غصہ میں آ کر ان لوگوں پر طوفان کی قسم کی بارش بھیجی تاکہ ان کے مویشی کو اس طوفان سے ہلاک کر دے باسدیو نے اپنے ہاتھ میں ایک پہاڑ اٹھا کر اس کے ذریعے سے ان لوگوں کو بچا لیا۔ چنانچہ بارش سے ان کے گرد و پیش سیلاب آیا لیکن ان میں نہیں آیا اور اندر کی مورت بھاگ گئی اور لوگوں نے متھرا کے قریب ایک پہاڑ میں اس کا نشان قائم کیا۔ اسی وجہ سے اس دن نہایت پاک صاف ہو کر روزہ رکھا جاتا ہے اور اگرچہ یہ فرض نہیں ہے تاہم فرض

کی طرح شب بیداری کی جاتی ہے۔

بشن دھرم کا حوالہ۔ مختلف منزلوں کے مختلف دنوں کے روزے پہ تفصیل۔

کتاب بشن دھرم میں ہے: "جب ماہتاب اپنی چوتھی منزل، روہنی میں نصف تاریک کے آٹھویں دن میں ہو تو یہ روزہ کا دن ہے جس کا نام جینت ہے اور اس دن کا صدقہ سارے گناہوں کا کفارہ ہے۔"

یہ معلوم ہے کہ یہ شرط ہر مہینے میں نہیں پائی جاتی بلکہ بھادوں کے مہینے کے ساتھ مخصوص ہے۔ جس مہینے کے اسی دن جب ماہتاب روہنی میں تھا باسدیو پیدا ہوا تھا۔ ادماسہ اور سالوں کے آگے پیچھے ہوتے رہنے کے سبب سے ماہتاب کی منزل اور مہینے کے دن کی دونوں شرطیں صرف کئی سال میں ایک دفعہ اکٹھی ہوتی ہیں۔

نیز کتاب مذکور میں ہے:۔

"ماہتاب جب اپنی ساتویں منزل، پنربس میں مہینے کے نصف روشن کے گیارھویں دن میں ہو تو یہ روزہ کا دن ہے جس کا نام آنج ہے۔ اس دن کے نیک کام سے مرادیں پوری ہوتی ہیں جس طرح سگر گاگست اور دندھمار کی پوری ہوئیں اور ایسا کرنے سے ان کو سلطنت ملی۔"

جیٹھ کا چھٹا دن آفتاب کے نام پر روزہ کا دن ہے۔

اساڑھ میں جب ماہتاب اپنی سترھویں منزل، انرادھ میں ہو تو یہ باسدیو کے روزہ کا دن ہے جس کا نام، دیوسینی ہے یعنی سویا ہوا دیو، اس لیے کہ یہ دن ان چار مہینوں کا پہلا دن ہے جن میں وہ سویا تھا۔ بعض لوگ اس میں یہ شرط زیادہ کرتے ہیں کہ اس دن کو مہینے کا گیارھواں دن ہونا چاہیے اور معلوم ہے کہ یہ ہر سال نہیں ہوسکتا، جو لوگ باسدیو

کے ماننے والے ہیں وہ ان دنوں میں گوشت، مچھلی، حلوا اور عورتوں کی صحبت سے پرہیز کرتے ہیں، دن بھر میں صرف ایک دفعہ کھاتے ہیں اور ننگی زمین پر بغیر بستر کے اور بغیر اس کے کہ تخت بچھا کر اس کو اونچا کریں سوتے بیٹھتے ہیں۔

ان چار مہینوں کی نسبت کہا گیا ہی کہ وہ فرشتوں (دیوتاؤں) کی رات ہی جس کی ابتدا کا ایک مہینہ شفق کی حیثیت سے اور آخر کا ایک مہینہ فجر کی حیثیت سے رات سے باہر ہی۔ لیکن آفتاب اس وقت اول سرطان کے قریب ہوتا ہی اور یہ وقت دیوتاؤں کے نصف النہار کا ہی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ اپنے دونوں سند کے ساتھ کیسے متصل ہوتا ہی۔

ساون کے مہینے کا یوم استقبال (پورے چاند کا دن) سومنات کے نام پر روزے کا دن ہی۔

آسن میں جب ماہتاب، سرطان اور آفتاب سنبلہ میں ہوتا ہی ایک روزے کا دن ہی۔

اس مہینے کا آٹھواں دن بھگبت کے روزے کا دن ہی اور اس کا افطار ماہتاب کے طلوع ہونے کے وقت ہوتا ہی۔

بھادوں کا پانچواں دن آفتاب کے نام پر روزے کا دن ہی جس کا نام شت ہی۔ اس روز یہ لوگ آفتاب کی شعاع پر اور جو شعاع کھڑکیوں سے اندر داخل ہوتی ہی اس پر طرح طرح کی خوشبوئیں ملتے اور پھول اور کلیاں چڑھاتے ہیں۔

اس مہینے میں جب ماہتاب منزل روہنی میں ہو تو یہ باسدیو کی پیدائش کا روزہ ہی۔ بعض لوگ اس میں یہ شرط زیادہ کرتے ہیں کہ اس

کو نصف تاریک کا آٹھواں دن ہونا چاہیے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ یہ ہمیشہ مسلسل نہیں ہوگا۔ بلکہ کبھی کبھی واقع ہوگا۔

کاتک میں جب ماہتاب اپنی آخری منزل ریوتی میں ہوتا ہی باسدیو کے نیند سے جاگنے کا روزہ ہی جس کا نام دیوتھنی یعنی دیو کا اُٹھنا ہی۔ بعض لوگ اس میں نصف روشن کا گیارھواں دن ہونے کی شرط لگاتے ہیں۔ اور اس دن گائے کا گوبر ملتے اور اس کے پیشاب اور دودھ اور گوبر کو ملا کر اس سے افطار کرتے ہیں۔ یہ دن ان پانچ دنوں کا پہلا دن ہی جس کو بِشَم پنچ راتر کہتے ہیں۔ اس دن باسدیو کا روزہ رکھتے ہیں اور دوسرے دن برہمنوں کو افطار کرا کے پھر خود افطار کرتے ہیں۔

چھٹی پوس کو آفتاب کے نام کا روزہ ہی۔

ماگھ کا تیسرا دن عورتوں کا روزہ ہی ماگھ کا تیسرا دن مردوں کا نہیں بلکہ عورتوں کے روزے کا دن ہی اور اس کو گورتر (گوری ترِتِیہ) کہتے ہیں۔ یہ روزہ تمام دن اور تمام رات کا ہی اور جب روزہ رکھنے والیوں کی صبح ہوتی ہی تو قرابتداروں کو ہدیہ دیتی ہیں۔

باب ۷۶

عیدین اور خوشی کے دن

زاتر (جاترا) برکت اور فائدے کے ساتھ سفر میں جانے کو کہتے ہیں اسی وجہ سے عید کا نام زاتر (جاترا) رکھا گیا ہے۔ اکثر عیدیں عورتوں اور لڑکیوں کی ہیں۔

چیت کی دوسری تاریخ اہل کشمیر کی عید ہے | چیتر (چیت) کا دوسرا دن اہل کشمیر کا عید کا دن ہے جس کا نام اگدوس ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے راجہ مُتی نے ترکوں پر (اُس روز) فتح پائی۔ ان کے نزدیک یہ راجہ ساری دنیا کا بادشاہ تھا۔ اپنے اکثر راجاؤں کی نسبت ان کی یہی عادت ہے۔ پھر اس کا زمانہ ہم لوگوں سے قریب بیان کرتے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں جس سے ان کا جھوٹ کھل جاتا ہے۔ اگرچہ یہ ممکن ہے کہ کسی ہندو راجہ کو ایسا عام غلبہ ہوا ہو جیسا یونانی، رومی، بابلی اور فارسی بادشاہوں کو ہوا تھا لیکن اکثر واقعات جو ہم لوگوں کے قریب میں واقع ہوئے ہیں ان کا علم ہم لوگوں کو تحقیق کے ساتھ ہے۔ راجہ مذکور سارے ہندوستان کا راجہ ہوگا اس لیے کہ یہ لوگ ہندوستان اور اہل ہندوستان کے سوا دوسروں کو جانتے ہی نہیں۔

گیارھویں تاریخ چیت ہنڈولی، جھولا | اس مہینے کے گیارھویں دن کا

نام ہنڈولی چیت ہی۔ اس دن باسدیو کے دیوہر (مندر) پر جمع ہوکر اس کے بت کو جھولا جھلاتے ہیں جس طرح بچپن میں اس کو جھلایا جاتا تھا اور اسی طرح دن بھر اپنے گھروں میں جھلاتے اور خوش ہوتے ہیں۔

چیت کے پورے چاند کا دن عورتوں کی عید ہی | اس مہینے کے استقبال (یعنی پورے چاند کے دن) کا نام بَہَنَدَ ہی، یہ عورتوں کی عید ہی جس میں وہ سنگار کرتی اور اپنے شوہروں سے تحفہ طلب کرتی ہیں۔

بائیسویں چیت | چیت کے بائیسویں دن کا نام چیت جشٹ ہی۔ یہ بھگبت کے نام کی عید اور خوشی ہی۔ اس دن غسل کیا جاتا اور صدقہ دیا جاتا ہی۔

تیسری بیساکھ عورتوں کی عید | بیساکھ کا تیسرا دن عورتوں کی عید ہی۔ اس کا نام ہمالیہ کی بیٹی، گَور کے نام پر جو مہادیو کی جورو ہی، گورتر ہی۔ عورتیں اس دن غسل کرکے سنگار کرتی اور گور کے بت کو سجدہ کرتی ہیں، اس کے سامنے چراغ جلاتی اور خوشبو پیش کرتی ہیں۔ اس دن کھانا نہیں کھاتیں اور جھولنے سے کھیلتی رہتی ہیں۔ دوسرے دن صبح کو صدقہ کرتی اور کھانا کھاتی ہیں۔

دسویں لغایتہ سولھویں بیساکھ آگ کی قربانی | بیساکھ کے دسویں دن وہ برہمن جن کو ان کے راجہ بلاتے ہیں۔ میدانوں میں نکلتے اور قربانی کے واسطے استقبال کے دن (یعنی پورنماشی) تک پانچ روز بڑی بڑی آگ سلگاتے رہتے ہیں۔ یہ آگ سولہ جگہ جس کے لیے چار چار جگہ کا ایک ایک الگ حلقہ ہوتا ہی سلگائی جاتی ہی اور ہر حلقے میں ایک ایک برہمن قربانی کا متولی ہوتا ہی، تاکہ برہمنوں کی تعداد بیدؔ کے مطابق رہے۔ سولھویں

دن سب واپس آتے ہیں۔

| عید بسنت | اسی مہینے میں استوار ربیعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے۔

حساب سے اس وقت کا پتہ لگاکر اس دن عید کرتے اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں

جیٹھ کے پہلے دن جو اجتماع (یعنی اماوس) کا دن ہے عید کرتے اور نیا غلہ تبرکاً پانی میں ڈالتے ہیں۔

| پہلی جیٹھ عورتوں کی عید | جیٹھ کے استقبال (یعنی پورے چاند) کا دن | جیٹھ کے پورے چاند کا دن عورتوں کی عید | عورتوں کی عید ہے جس کا نام روپ پنجہ ہے۔

| اساڑھ کا پورا مہینہ صدقے کا ہے | اساڑھ کا پورا مہینہ صدقے کا ہے۔ اس کا نام اہاری ہے۔ اس مہینے میں برتن بدل کر نئے کرائے جاتے ہیں۔

| ساون کے پورے چاند کا دن برہمنوں کے کھلانے کا دن ہے۔ | ساون کے استقبال کے دن برہمنوں کو کھلانے کا انتظام کیا جاتا ہے

| آٹھویں آسن | آسن کا آٹھواں دن جب چاند اپنی انیسویں منزل مول میں ہوتا ہے، گنا چوسنے کا ابتدائی دن ہے۔ یہ عید باسدیو کی بہن مہانَومی (مہانومی) کے نام کی ہے۔ گنا وغیرہ کی ہر پہلی پیداوار کو اس کے بُت پر جس کا نام بھگبت ہے چڑھاتے ہیں اور اس کے قریب کثرت سے صدقہ کرتے اور بکریاں مارتے ہیں جس کے پاس کچھ نہیں ہے، اس کے سامنے کھڑا رہتا ہے اور بیٹھتا نہیں اور کبھی جس[1] کو پاتا

---

[1] بیرونی کی کتاب کی عبارت یہ ہے "وربما یقتل من لقیٰ" اس کا مطلب صاف طور سے معلوم نہیں ہوا۔ ع ح

ہی قتل کر دیتا ہی۔

پندرھویں آسن | پندرھویں دن جب چاند اپنی آخری منزل ریوتی میں ہوتا ہی، پُہای کی عید ہوتی ہی۔ اس دن کشتی لڑتے اور جانوروں کا تماشا کرتے ہیں۔ یہ عید باسدیو کے نام کی ہی۔ اس لیے کہ اسی دن اس کے ماموں کنس نے اس کو کشتی لڑنے کے لیے بلایا تھا۔

سولھویں آسن | سولھویں دن ایک عید ہوتی ہی جس میں برہمنوں کو صدقہ دیا جاتا ہی۔

تیئیسویں آسن | تیئیسویں دن اشوکَ کی عید ہوتی ہی، اس کو اہوَی بھی کہتے ہیں اس دن چاند اپنی ساتویں منزل پونربس میں ہوتا ہی۔ یہ عید تفریح اور کشتی کی ہی۔

بھادوں کا مہینہ | بھادوں کے مہینے میں جب چاند دسویں منزل مگ (مگھا) میں داخل ہوتا ہی ایک عید مناتے ہیں جس کا نام پِتر پکشن یعنی بزرگوں کا آدھا مہینہ رکھا ہی اس لیے کہ چاند اس منزل میں اجتماعِ وقت کے قریب داخل ہوتا ہی اس وجہ سے بزرگوں کے نام پر پندرہ دن صدقہ کرتے ہیں۔

تیسری بھادوں، عورتوں کی عید، ہریالی | بھادوں کے تیسرے دن عورتوں کی عید ہریالی ہوتی ہی۔ عورتوں کی ایک رسم ہی کہ وہ کئی دن پہلے سے ہر قسم کا بیج ٹوکروں میں بوتی ہیں اور اس دن جب اس میں کونپل نکل آتی ہی ان کو نکال کر ان پر گلاب اور خوشبو چھڑکتی ہیں اور رات بھر کھیل تماشا کرتی رہتی ہیں۔ دوسرے دن ان سب کو تالاب پر لاکر غسل دیتی اور خود غسل کرتی اور صدقہ دیتی ہیں۔

چھٹی بھادوں | بھادوں کے چھٹے دن کا نام گائے بت ہی، اس دن کھانا کھلایا جاتا ہی. آٹھویں دن کا نام جب چاند کا آدھا جسم روشن ہوجاتا ہی- درودب ہر ہی- اس دن غسل کرتے اور اگا ہوا غلہ استعمال کرتے ہیں- تاکہ ان کی اولاد سلامت رہے اور اس دن عورتیں حمل سے رہنے اور لڑکے کی آرزو میں عید مناتی ہیں-

گیارھویں بھادوں | بھادوں کے گیارھویں دن کا نام پربت ہی- یہ ایک دھاگے کا نام ہی جس کو پجاری اس چیز سے بناتا ہی جو اس کو نذر کی جاتی ہی اور اس کو زعفران سے اس طرح رنگتا ہی کہ ایک جگہ زعفران لگاتا ہی اور دوسری جگہ خالی چھوڑ دیتا ہی اور اس کو باسدیو کے بُت کے قد کے برابر ناپ کر اپنے گلے میں ڈال لیتا ہی جو اس کے قدم تک لٹک جاتا ہی- یہ بہت بڑی عید ہی-

سولھویں بھادوں | سولھواں دن جو نصف تاریک کا پہلا دن ہی. ان سات دنوں کا پہلا دن ہی جس کا نام کرارہ ہی- ان دنوں میں لڑکوں کو سنوارتے اور خوشبو لگاتے ہیں اور لڑکے مختلف قسم کے جانوروں سے کھیلتے ہیں- ساتویں دن مرد بھی آرائش کرتے اور عید مناتے ہیں- اور مہینے میں جس قدر حصہ باقی رہ گیا ہی اس میں دن کے آخر یعنی شام کے وقت لڑکوں کو سنوارتے اور برہمنوں کو صدقہ دیتے اور نیک کام کرتے ہیں-

عید گوناالہید، باسدیو کے پیدائش کی عید | جب چاند چوتھی منزل روہنی میں ہوتا ہی اس کا نام گوناالہید رکھتے ہیں- یہ عید تین دن تک مناتے ہیں اور باسدیو کی پیدائش کی خوشی میں کھیل تماشے مسرت کا اظہار

کرتے ہیں۔

چھبیسویں وستائیسویں بھادوں اہل کشمیر کی عید	جیشرم نے بیان کیا ہی کہ اس

مہینے کے چھبیسویں اور ستائیسویں دن اہل کشمیر عید کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہی کہ ان دونوں میں دریائے بہت کا پانی ان لکڑیوں کے ٹکڑوں کو جن کو گُنَہ کہتے ہیں وسط شہر میں جو ادشتان کہلاتا ہی بہالاتا ہی۔ لوگوں کا خیال ہی کہ اس دن لکڑیوں کو وہاں مہادیو بھیجتا ہی جیشرم کہتا ہی کہ ان لکڑیوں کی خاصیت یہ ہی کہ جو شخص ان کے پاس پہنچتا اور ان کو پکڑنے کا ارادہ کرتا ہی وہ ان پر قبضہ نہیں کر سکتا اس لیے کہ وہ اس سے ہٹتی اور دور ہو جاتی ہیں۔

ہم جن کشمیریوں سے ملے ان لوگوں نے جگہ اور وقت کے متعلق اس بیان سے اختلاف کیا اور کہا کہ یہ ایک تالاب میں ہوتا ہی جس کا نام کودَیشہر ہی جو دریائے مذکور کے سرچشمہ کے بائیں جانب ہی اور یہ حالت نصف بیساکھ میں واقع ہوتی ہی۔ یہ بیان زیادہ قرین قیاس ہی اس لیے کہ بیساکھ پانی کے زیادہ ہونے کا وقت ہی یہ حالت اسی قسم کی ہی جیسی جرجان کی لکڑیوں کی جو چشمے میں پانی بڑھنے کے وقت باہر نکل جاتی ہیں۔

نیز جیشرم نے بیان کیا ہی کہ سوآت کے حدود میں اطراف کری کے پہاڑوں میں ایک وادی ہی جہاں ترین دریا اکٹھے ہوتے ہیں اس وادی کا نام ترنجائی ہی۔ ان دو دنوں میں اس کا پانی سفید ہو جاتا ہی اور لوگ اس کا سبب یہ سمجھتے ہیں کہ مہادیو اس میں غسل کرتا ہی۔

پہلی کاتک۔ دیبالی | کاتک کے پہلے دن کا نام دیبالی (یعنی دیوالی) ہے۔ جو برج میزان میں اجتماع (یعنی آفتاب و ماہتاب کے اکٹھے ہونے) کا دن ہے۔ اس دن غسل و آرائش کرتے اور پان کا پتہ اور سپاری ایک دوسرے کے پاس تحفہ بھیجتے، صدقہ کرنے کے لیے دیو ہرون ہر جائے اور دوپہر تک کھیل تماشے کرتے اور رات کے وقت ہر جگہ نہایت کثرت سے چراغ جلاتے ہیں کہ ہوا تک روشن ہو جاتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ باسدیو کی بیوی لکشمی، اس دن ہر سال بیروجن کے بیٹے راجہ بل کو جو ساتویں زمین میں قید ہے آزاد کرتی اور دنیا میں نکال لاتی ہے۔ اس لیے اس دن کا نام بل راج یعنی بل کی حکومت کا دن ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ راجہ بل کرتا جگ میں تھا جو خیر (یعنی نیکی) کا زمانہ تھا۔ اور ہم لوگ اس لیے خوشی کرتے ہیں کہ آج کا دن اس زمانے کے مشابہ ہے۔

پورے چاند کے بعد ضیافتیں اور عورتوں کی آرائش | اس مہینے میں جب استقبال (پورے چاند) کا وقت گزر جاتا ہے لوگ ضیافتیں کرتے ہیں اور پورے نصف تاریک میں عورتوں کو بنائے سنوارے رکھتے ہیں

تیسری ماگھ گوان باتریج | ماگھ کے تیسرے دن کا نام گوان باتریج ہے یہ بھی گور کے نام پر عورتوں کی عید ہے۔ اس میں وہ دولت مند عورتوں کے گھر جمع ہوکر گور کے چاندی کے بتوں کو ایک کرسی پر اکٹھا کرتی، ان کو عطر لگاتی، رات بھر کھیلتی رہتی اور صبح کو صدقہ کرتی ہیں۔

ماگھ کا پورا چاند | ماگھ کے استقبال کا دن بھی عورتوں کی عید ہے۔

ماہ پوس | ماہ پوس کے اکثر دنوں میں کثرت سے پوہول پکاتی ہیں

یہ ایک قسم کا میٹھا کھانا ہے جس کو یہ لوگ کھاتے ہیں۔

پوس کے نصف روشن کی آٹھویں تاریخ | پوس کے نصف روشن کے آٹھویں دن کا نام اشٹک ہے اس دن برہمنوں کو ایک کھانے کے لیے جو باست یعنی سرمق (یا پالک) سے بنایا جاتا ہے جمع کرتے اور ان کی خاطر و مدارات کرتے ہیں۔

پوس کے نصف تاریک کی آٹھویں تاریخ | پوس کے نصف تاریک کے آٹھویں دن کا نام ساگارتم ہے۔ اس دن شلجم کھاتے ہیں۔

ماگھ کی تیسری تاریخ | ماگھ کے تیسرے دن کا نام ماہترتیج ہے۔ یہ بھی گور کے نام کی عورتوں کی عید ہے۔ عورتیں بڑے لوگوں کے گھروں میں گورز کے بت کے پاس جمع ہوتی اور عمدہ قسم کے طرح طرح کے کپڑے اور عمدہ عطر اور نفیس کھانے اس کے سامنے رکھتی ہیں ان کے ہر مجمع میں پانی سے بھرے ہوئے ایک سو آٹھ برتن رکھے جاتے ہیں۔ جب ان کا پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ رات کے ہر چوتھے حصے میں اس سے چار مرتبہ غسل کرتی ہیں۔ پھر صبح کو صدقہ کرتی اور دعوتیں اور ضیافتیں کرتی ہیں۔ عورتوں کا ٹھنڈے پانی سے غسل کرنا اس مہینے کے دنوں میں عام ہے۔

ماگھ کا آخری دن | اس مہینے کے آخری دن جو انتیسواں دن ہوتا ہے جب رات بقدر یوم کے تین دقیقے یعنی بقدر $1\frac{1}{5}$ ساعت کے باقی رہتی ہے اس وقت سب لوگ پانی میں داخل ہوتے اور سات غوطے لگاتے ہیں

ماگھ کے پورے چاند کا دن | اس مہینے کے یوم استقبال (پورے چاند)

کا نام چاپاماھ ہی۔ اس میں اونچے مکانات پر آگ روشن کی جاتی ہی۔

تیئیسویں ماگھ | اس مہینے کے تیئیسویں دن کا نام مانسرتک ہی۔ اس کو ماہا تن بھی کہا جاتا ہی۔ اس دن گوشت اور بڑی کالی ماش کی ضیافتیں کی جاتی ہیں۔

آٹھویں پھاگن | پھاگن کے آٹھویں دن کا نام پورآرتک ہی۔ اس دن برہمنوں کے لیے آٹے اور گھی سے مختلف قسم کے کھانے تیار کیے جاتے ہیں۔

پھاگن کے پورے چاند کا دن | اس مہینے کے استقبال کے دن عورتوں کی ایک عید ہوتی ہی جس کا نام اودداد ہی۔ اس کو ڈھولہ بھی کہتے ہیں اس میں چاپاماہ کی جگہوں سے نیچی جگہوں پر آگ روشن کرتے اور اس کو گانو کے باہر پھینکتے ہیں۔

پھاگن کی سولھویں رات۔ شوراتر | اس کے بعد کی رات میں جو سولھویں رات ہوتی ہی اور جس کا نام شورآتر ہی رات بھر مہادیو کی پوجا کرتے اور جاگتے رہتے ہیں۔ سوتے نہیں ہیں اور اس پر خوشبو اور پھول چڑھاتے ہیں۔

تیئیسویں پھاگن | تیئیسویں دن کا نام پُوتَین ہی۔ اس دن چاول کے ساتھ گھی اور شکر ملا کر کھاتے ہیں۔

ملتان کی ایک خاص عید | ملتان کے ہندوؤں کی ایک عید ہی جس کا نام سانب پورثاتر ہی۔ یہ عید آفتاب کے واسطے مناتے اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس دن کو جاننے کا طریقہ یہ ہی کہ گندگاتک کے قاعدے کے مطابق اہرگن کو لے کر اس میں سے ۹۴۰۴۰ گھٹایا جائے جو باقی رہے اس کو ۲۶۵ پر تقسیم کیا جائے۔ اور خارج قسمت کو علی حالہ چھوڑ دیا جائے۔ اگر یہ تقسیم سے کچھ باقی نہ رہے تو یہی (خارج قسمت) اس عید کا وقت ہی۔ اگر کچھ باقی رہے تو یہ وہ ایام ہیں جو عید کے بعد گزرے ہیں اور وہ عدد جس کو اس باقی میں جوڑنے سے تین سو پینسٹھ کا عدد پورا ہو یہ وہ دن ہیں جو آئندہ عید آنے میں باقی ہیں۔

باب ۷۶

واجبُ التعظیم ایّام اور مبارک و منحوس اوقات جو ثواب حاصل کرنے کے لیے مقرر ہیں

دنوں کی عظمت میں کمی بیشی ان صفات کی وجہ سے ہوتی ہے جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ مثلاً اتوار کا دن۔ اس دن کی عظمت آفتاب کے سبب سے اور اس وجہ سے کہ ہفتہ کا آغاز اسی دن سے ہوتا ہے ہندوؤں میں اسی طرح کی جاتی ہے جس طرح اسلام میں جمعہ کی۔

اواماس اور پورنمہ یعنی چاند چھپنے اور چاند پورا ہونے کے دن

من جملہ ان دنوں کے جن کی عظمت کی جاتی ہے اواماس اور پورنمہ یعنی اجتماع و استقبال یا چاند چھپنے اور چاند پورا ہونے کے دن ہیں۔ ان کی عظمت کا سبب یہ ہے کہ یہ دونوں دن چاند کی روشنی زائل ہونے اور روشنی پوری ہونے کے انتہائی اوقات ہیں۔ روشنی گھٹنے اور بڑھنے کے متعلق ہندوؤں کا اعتقاد یہ ہے کہ برہمن ثواب کے واسطے ہمیشہ آگ کی قربانی کرتے رہتے ہیں اور کھانے کی چیزوں میں سے فرشتوں کا حصہ جو آگ میں ڈالا جاتا ہے اجتماع یعنی چاند چھپنے کے دن سے استقبال یعنی چاند پورا ہونے کے دن تک چاند کے پاس جمع ہوتا رہتا ہے۔ پھر استقبال کے وقت سے فرشتوں کو بانٹا اور تقسیم کیا جانے لگتا ہے اور اجتماع کا وقت پہنچنے تک اس میں سے کچھ باقی نہیں رہتا۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ اجتماع اور استقبال کے اوقات آبا یعنی خاندان کے اگلے بزرگوں کے نصف نہار اور نصف لیل کے اوقات ہیں۔ اس لیے ان دونوں وقتوں میں ہمیشہ صدقہ کیا جاتا اور ہمیشہ آبا کے لیے ہوتا ہے۔

چار دن جن سے چار جگ کی ابتدا ہوئی | چار دنوں کی عظمت اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ ہندوؤں کے خیال میں جس چتر جگ میں ہم لوگ ہیں اس کے چاروں جگ کی ابتدا ان ہی دنوں میں ہوئی۔ یہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ بیساکھ کا تیسرا دن۔ اس کا نام کشتر تیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس دن کرتا جگ کی ابتدا ہوئی۔

۲۔ کاتک کا نواں دن۔ اس دن ترتیا جگ کی ابتدا ہوئی۔

۳۔ ماگھ کا پندرھواں دن۔ اس دن دواپر کی ابتدا ہوئی

۴۔ آسن کا تیرھواں دن۔ اس دن کل جگ کی ابتدا ہوئی۔

میرا خیال یہ ہے کہ یہ چاروں دن عیدین ہیں جو جگوں کے نام سے صدقات کے لیے یا کسی رسم کو انجام دینے کے لیے قائم کرلی گئی ہیں جس طرح نصارٰی کے ذکارین[لہ]۔ (وہ دن جو نصارٰی نے اپنے اولیا کی یادگار کے لیے قائم کرلیے ہیں)۔ نہ یہ کہ حقیقت میں جگوں کی ابتدا ان دنوں میں ہوئی۔

کرتا جگ | کرتا جگ کا حال ظاہر ہے کہ آفتاب و ماہتاب کے دورے کی ابتدا اسی جگ سے ہوتی ہے اور اس وجہ سے کہ چتر جگ کی ابتدا اس جگ سے ہوتی ہے۔ ان دوروں کے حالات میں کوئی کسر نہیں پڑتی پس کرتا جگ کی ابتدا چیتر (چیت) کے مہینے کا پہلا دن ہے جو ساتھ ہی

لہ ذکارین = Commemoration days

اعتدال ربیعی کا وقت بھی ہے اور تمام جگوں کی یہی حالت ہے کہ ہر رائے کے مطابق ہر ایک جگ کی ابتدا کا یہی وقت ہے اس لیے کہ برہمگوپت کے نزدیک چترجگ میں طلوعی ایام ۱۵۷۷۹۱۶۴۵۰۰۰ اور اس میں شمسی ہینے ۵۱۸۴۰۰۰۰ اور ادماسہ ہینے ۱۵۹۳۳۰۰ اور قمری ایام ۱۶۰۲۹۹۹۰۰۰ اور اُنزاتر کے ایام ۲۵۰۸۲۵۵۰ ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ چیزیں ہیں جن میں تواریخ (یعنی مشہور و متعین زمانوں) کی تحلیل ہوتی اور جن سے ان کی ترکیب ہوتی ہے (یعنی سال، جگ، کلپ وغیرہ بڑی مدتوں کو توڑ کر ہینا اور دن بنایا جاتا اور ہینا اور دن کو جوڑ کر سال وغیرہ بڑی مدت بنایا جاتا ہے)۔ برہمگوپت کے نزدیک سارے جگ اعشار یعنی دس دس برابر حصّوں میں تقسیم ہیں اور مذکورۂ بالا ہر عدد کا عشر عدد صحیح ہے۔ پس ہر جگ کے ابتدا کا وہی حال ہے جو چترجگ کے ابتدا کا۔

پلس کے نزدیک چترجگ میں طلوعی ایام = ۱۵۷۷۹۱۸۰۰۰ اور اس میں شمسی ہینے ۵۱۸۴۰۰۰۰ اور ادماسہ کے ہینے ۱۵۹۳۳۳۶ اور قمری ایام ۱۶۰۳۰۰۰۰۱۰ اور انزاتر کے ایام ۲۵۰۸۲۲۸۰ ہیں۔ اس کے نزدیک جگوں کی بنیاد ارباع یعنی چار چار کی برابر تقسیم پر ہے اور ان میں سے ہر عدد کا ربع عدد صحیح ہے۔ پس ہر جگ کے ابتدا کی وہی حالت ہے جو چترجگ کے ابتدا کی کہ پہلی چیت اور استوا و ربیعی سے ہٹتا نہیں۔ فرق صرف ہفتہ کے دنوں میں ہوتا ہے۔

الغرض یہ لوگ جو بیان کرتے ہیں کہ ہر جگ کی ابتدا مختلف دنوں میں ہے اس کی کوئی وجہ نہیں ہے سوا اس کے کہ اس میں کچھ تاویل کریں پُن کال یعنی ثواب حاصل کرنے کے اوقات | جن اوقات میں ثواب حاصل کیا

جاتا ہے، ان کا نام پُن کال ہے۔ بلبھدر نے گندگاتک کی شرح میں کہا ہے کہ اگر کوئی جوگی یعنی ایسا درویش جس کو خدا کی معرفت حاصل ہوگئی ہے جس نے نیکی اختیار کرلی اور بدی سے باز آگیا ہے ہزاروں برس اپنی روش پر قائم رہے جب بھی اس کا ثواب اس شخص کے ثواب کے برابر نہیں ہوگا جس نے پن کال میں صدقہ کیا اور اس وقت کے ضروری کاموں کو یعنی غسل کرنے کو، تیل لگانے کو اور عبادت و تسبیح کو بجالایا ہے کوئی شبہ نہیں کہ مذکورہ بالا اکثر عیدیں اسی قسم کی ہیں۔ اس لیے کہ وہ سب صدقات اور ضیافتوں کے لیے ہیں اور اگر ان کے ساتھ امید وابستہ نہ ہوتی۔ ان میں تفریح اور خوشی منانا مناسب نہ ہوتا۔

سنکرانت کے اوقات | پھر بعض پُن کال مبارک ہیں اور بعض منحوس۔ مبارک پن کال وہ ہے جس میں ستارے خصوصاً آفتاب ایک برج سے دوسرے میں منتقل ہوتے ہیں۔ ان اوقات کا نام سنکرانت ہے۔ ان میں بہتر دونوں اعتدال اور دونوں انقلاب کے اوقات ہیں۔ اور سب میں افضل استواء ربیعی کا وقت ہے۔ اس کا نام بخو اور شبو (بکھو اور شیشو) ہے۔ اس وجہ سے کہ یہ دونوں حرف (یعنی خا اور شین) ایک دوسرے سے بدل جاتے اور آگے پیچھے ہوجاتے ہیں یہ اوقات ایک لمحے میں گزر جاتے ہیں اور ان کے اندر تیل، اور غلہ کے ساتھ آگ کے واسطے سانت کی قربانی دینے کی حاجت ہوتی ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کو وسیع بنالیا ہے۔ جب کسی ستارے کے جسم کا شرقی کنارا ابتداء برج سے مس کرتا ہے۔ یہ اس کی ابتدا ہے۔ اور جب یہ کنارہ برج کے مرکز پر پہنچتا ہے یہ وسط

ہی۔ اور حساب کے مطابق انتقال کا یہی وقت ہی اور جب ستارے کے جسم کا غربی کنارہ برج سے مس کرتا ہی یہ اس کا آخری وقت ہی اس طرح آفتاب کے حق میں یہ وقت ابتدا سے آخر تک دو ساعت کے قریب ہوتا ہی۔

سنکرانت کے وقت کو جاننے کا طریقہ

ہفتے کے موقع کے لحاظ سے آفتاب کے برج میں منتقل ہونے کے اوقات کو جاننے کے کئی طریقے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہی جو سمی نے تبلایا ہی کہ:۔ شک کل سے ۸۴۰ گھٹاؤ۔ جو باقی رہے اس کو ۱۰۰ میں ضرب دو اور حاصل ضرب کو ۱۴۳ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت ایام اور ان کے توابع دقیقے اور ثانیے وغیرہ ہوں گے۔ یہ اصل ہوا۔ (یعنی وہ عدد جس پر اس حساب کی بنیاد ہی۔)

اب اس سال کے اندر جس برج میں آفتاب کے منتقل ہونے کا وقت دریافت کرنا مقصود ہو اس برج کے سامنے جو عدد درج ہی اس کو اصل پر بڑھایا جائے۔ ہر قسم کے عدد کو اسی قسم پر (یعنی یوم کے عدد کو یوم پر اور اس کے توابع گھڑی اور دقیقے وغیرہ کو اس کے مثل پر) اور صحیح اعداد میں جو سات یا زیادہ (یعنی ایک سات یا ایک سے زیادہ جتنے سات) ہوں ان کو گرا دیا جائے اور جو باقی رہے اس کو ابتدائے یوم اتوار سے شمار کیا جائے۔ اس کی انتہا سنکرانت کے وقت پر ہوگی۔

(توضیح کے لیے ذیل کی جدول دیکھی جائے۔)

بروج	اصل پر زیادتی: ایام	گھڑی	جشہ
حمل	۳	۱۹	۰
ثور	۶	۱۷	۰
جوزا	۲	۴۳	۰
سرطان	۶	۲۱	۰
اسد	۲	۴۹	۰
سنبلہ	۵	۴۹	۰
میزان	۱	۱۴	۰
عقرب	۳	۶	۳۰
قوس	۴	۳۴	۳۰
جدی	۵	۵۴	۰
دلو	۰	۳۰	۰
حوت	۲	۱۱	۲۰

حساب مذکور کی توضیح | شمسی سال ہفتہ کے ایک دن اور اس کسر کے بقدر جو شمسی سال کے تابع ہی بڑھ جاتے ہیں وہ عدد ہی جس میں ضرب دیا جاتا ہی تاکہ ہر سال کی زیادتی اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔

جو عدد اس پر تقسیم کیا جاتا ہی (۱۴۳) وہ کسر کا مخرج ہی۔

پس اس عمل کے مطابق جو کسر شمسی سال کے تابع ہی ۳۷/۱۴۳ ہوتی ہی اور سال کی مقدار ۳۶۵ یوم ۱۵ دقیقے ۳۱ ثانیہ ۲۵ ثالثہ ۶ رابعہ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد بھی ۱۰۲/۱۴۳ کی کمی باقی رہتی ہی۔

ہم نہیں جانتے یہ کس کی رائے ہے۔ ہم جب چتر جگ کے ایام کو اس کے اس سال پر جو برھگوپت کے نزدیک ہی تقسیم کرتے ہیں تو شمسی سال ۳۶۵ یوم ۱۵ دقیقے ۳۰ ثانیہ ۲۲ ثالثہ ۳۰ رابعہ نکلتا ہے۔ اس صورت میں گنا کارہ یعنی مضروب فیہ ۴۰۲۰ اور بھاگا بھارہ یعنی مقسوم علیہ ۳۲۰۰ ہے۔

پلس کے نزدیک شمسی سال کے واسطے ۳۶۵ یوم ۱۵ دقیقے ۳۱ ثانیہ ۳۰ ثالثہ ہوتے ہیں۔ پس گنا کارہ ۱۰۰۷ اور بھاگا بھارہ ۸۰۰ ہے۔

ارجبھد کے نزدیک ۳۶۵ یوم ۱۵ دقیقے ۳۱ ثانیہ ۱۵ ثالثہ ہوتے ہیں۔ گنا کارہ ۲۵۷ اور بھاگا بھارہ ۵۷۶۔

سنکرانت کا وقت دریافت کرنے کا دوسرا طریقہ

سہادی کے بیٹے اولت نے اس کے متعلق جو لکھوایا ہے اس کی بنیاد پلس کی رائے پر ہے وہ یہ ہے کہ شک کل سے ۶۱۰ گھٹایا جائے باقی کو ۱۰۰۷ میں ضرب دیا جائے۔ حاصل ضرب پر ۹۷ زیادہ کیا جائے مجموعے کو ۸۰۰ پر تقسیم کیا جائے اور خارج قسمت اعداد صحیحہ میں جتنے سات ہوں گرا دیے جائیں۔ (یعنی ان اعداد صحیحہ کو سات پر تقسیم کر دیا جائے) اب اصل باقی رہ جائے گا۔ اس کے اوپر ہر برج کے لیے حسب بیان سابق ان اعداد کو بڑھاؤ جو ذیل کے جدول میں درج ہیں:۔

بروج	اصل پر زیادتی	
	ایام	گھڑی
حمل	۱	۳۵
ثور	۴	۳۳

بروج	اصل پر زیادتی	
	ایام	گھڑی
جوزا	۰	۵۹
سرطان	۴	۳۷

بروج	اصل پر زیادتی	
	ایام	گھڑی
اسد	۱	۲
سنبلہ	۴	۶
میزان	۶	۳۱
عقرب	۱	۲۳

بروج	اصل پر زیادتی	
	ایام	گھڑی
قوس	۲	۱۴
جدی	۴	۱۰
دلو	۵	۳۷
حوت	۰	۲۸

شراشیتمخ کا وقت، فضیلت میں سنکرانت کے برابر ہی

براہمر نے پنج سدھانک میں کہا ہی کہ: شراشیتمخ (شڑاسیتی مکہ) فضیلت و ثواب میں سنکرانت کے برابر ہی جس کا ثواب اتنا زیادہ ہی کہ شمار نہیں کیا جاسکتا۔ شراشیتمخ آفتاب کا برج جوزا کے اٹھارھویں درجہ میں برج سنبلہ کے چودھویں درجہ میں، برج قوس کے چھبیسویں درجہ میں اور برج حوت کے بائیسویں درجہ میں داخل ہونے کا وقت ہی۔

آفتاب کے بروج ثابتہ میں منتقل ہونے کے وقت کا ثواب دوسرے اوقات کے ثواب سے چارگنا زیادہ ہی۔ ان اوقات میں سے ہر ایک کا اول وقت اور آخر وقت آفتاب کے نصف قطر سے حساب کیا جاتا ہی، جس طرح گرہن میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کے دقیقوں کا حساب کیا جاتا ہی۔ زیچوں میں یہ طریقہ مشہور ہی۔ ہم صرف ان کے ان ہی اعمال کو بیان کرتے ہیں جن میں کوئی ندرت ہی۔ یا جن کی نسبت ہم جانتے ہیں کہ ہمارے علما نے ان کو سنا بھی نہیں ہی جو ہندوؤں کے ان اعمال کے سوا جو ان کے سندہند میں ہیں دوسرے اعمال کو نہیں جانتے۔

گرہن کے اوقات کی فضیلت | من جملہ واجب التعظیم اوقات کے سورج گرہن اور چندر گرہن کے اوقات ہیں۔ ہندؤں کا خیال ہی کہ ان اوقات میں ساری دنیا کا پانی گنگا کے پانی کے برابر پاک ہوجاتا ہی یہ لوگ ان دونوں وقتوں کی اس درجہ تعظیم کرتے ہیں کہ اکثر لوگ مرنے کا اچھا وقت پانے کے لیے ان وقتوں میں خودکشی کرلیتے ہیں لیکن اس کا ارتکاب صرف بیش اور شدر کرتے ہیں، برہمن اور کشتر کے لیے یہ حرام ہی اور وہ لوگ اس کے مرتکب نہیں ہوتے۔

پرب کے اوقات | پرب کے اوقات یعنی جن میں گرہن ممکن ہی لیکن واقع نہیں ہوا فضیلت میں گرہن کے اوقات کے مانند ہیں۔

ژوگ کے اوقات | ژوگ کے اوقات بھی گرہن کے اوقات کے مثل ہیں۔ اس کا بیان ایک خاص باب میں کیا گیا ہی۔

تری ہیپک۔ ایک منحوس دن | جب یہ اتفاق ہو کہ ایک یوم طلوعی کے اندر چاند اپنی کسی منزل کے آخر میں ہو اور اسی یوم کے اندر بعد والی منزل میں منتقل ہوکر اس کو تمام کرکے اسی یوم کے اندر تیسری منزل میں منتقل ہوجائے۔ اس طرح کہ ایک یوم کے اندر مسلسل تین منزلوں میں رہے اس یوم کا نام تری ہیپک ہی اور تری ہرکش بھی ہی۔ یہ دن منحوس ہی یہ لوگ اس سے بدشگونی لیتے ہیں اور یہ من جملہ پن کال کے ہی۔

ترگنت، منحوس دن | یہی حال اس یوم طلوعی کا ہی جس کے اندر ایک پورا قمری یوم داخل ہو اور اس کی ابتدا قبل والے یوم قمری کے آخر پر اور انتہا بعد والے یوم قمری کے اول پر ہو۔ اس کا نام ترگنت ہی۔ یہ بھی منحوس ہی اور ثواب حاصل کرنے کے لیے اختیار کیا جاتا ہی۔

وہ یوم جو اوقات نقصان سے بنتا ہی، منحوس ہی

جس وقت انراترہ یعنی نقصان کے ایام سے ایک یوم پورا ہوتا ہی (یعنی نقصان کی مجموعی مقدار پورے ایک یوم کے برابر ہوجاتی ہی) یہ بھی منحوس ہوتا اور پن کال میں شمار کیا جاتا ہی۔ برھمگوپت کے نزدیک

حوالہ براہمر، نقصان کے اوقات سے مختلف ایام سے کس قدر یوم میں ایک یوم پورا ہوتا ہی۔

یہ موقع ایام طلوعی سے ۶۲ $\frac{۵۰۶۶۳}{۵۵۷۳۹}$ یوم میں ایام شمسی سے ۵ $\frac{۱۸۶}{۵۷۳۹}$ ۶۲ یوم میں۔ ایام قمری سے ۶۳ $\frac{۵۰۶۶۳}{۵۵۷۳۹}$ یوم میں پیش آتا ہی۔

پُلس کے حساب سے اوقات نقصان سے ایک یوم پورا ہونے کا موقع

پلس کے نزدیک طلوعی اور قمری کی کسر ۶۳۳۷۹ اور شمسی کی کسر ۲۷۴ ہی اور سب کا مخرج ۶۹۶۷۳ ہی (یعنی پلس کے نزدیک نقصان کے ایام سے ایک یوم پورا ہونے کا موقع ایام طلوعی سے ۶۲ $\frac{۶۳۳۷۹}{۶۹۶۷۴}$ یوم میں۔ ایام قمری سے ۶۳ $\frac{۶۳۳۷۹}{۶۹۶۷۴}$ یوم میں ایام شمسی سے $\frac{۲۷۴}{۶۹۶۷۳}$ ۶۲ یوم میں پیش آتا ہی۔

وہ وقت جس میں ادماسہ مہینہ پورا ہوتا ہی منحوس ہی۔ برھمگوپت کا حوالہ

وہ وقت جس میں ادماسہ کا مہینہ پورا ہوتا اور اس کی کسر مٹتی ہی منحوس ہی اور پن کال نہیں ہی۔ برھمگوپت کے نزدیک یہ وقت طلوعی ایام سے $\frac{۳۶۶۳}{۱۶۰۲۲}$ ۹۹ یوم میں۔ ایام شمسی سے $\frac{۴۶۴}{۵۳۱۱}$ ۹۷۶ یوم میں۔ ایام قمری سے $\frac{۴۶۴}{۵۳۱۱}$ ۱۰۰۶ یوم میں واقع ہوتا ہی۔

زلزلہ اوقات منحوس ہیں

بعض اوقات ایسے ہیں جن کی طرف نحوست منسوب کی جاتی ہی۔ لیکن ان میں کوئی خاص امتیازی ثواب یا نہیں

ہے۔ جیسے زلزلوں کے اوقات۔ ہندو اس وقت فال کے لیے اور نحوست دفع کرنے کے خیال سے اپنے گھڑوں کے کوزوں کو زمین پر پٹک کر توڑ دیتے ہیں اور مثلاً وہ اوقات جن کو کتاب سنگھٹ میں بیان کیا ہے یعنی زمین کا دھماکے کے ساتھ گرنا یا دھنسا، ستارہ ٹوٹنا سرخی نمودار ہونا، بجلی گرنے سے زمین کا جل جانا، دُمدار تاروں کا ظاہر ہونا، طبیعت وعادت کے خلاف وحشی اور درندے جانوروں کا بستیوں میں گھُس آنا، بے وقت پانی برسنا، درختوں میں قبل از وقت پتہ نکلنا، سال کے چھٹے حصہ (یعنی موسموں) کی خاصیتوں کا ایک سے دوسرے میں منتقل ہونا اور اسی قسم کے تمام دوسرے حالات کے اوقات۔

منحوس ایام بحوالہ سروذ و دیہا دیو | کتاب سروذ و میں جو دیہا دیو کی طرف منسوب ہے لکھا ہے کہ جلے ہوئے یعنی منحوس دن اس لیے کہ یہ لوگ منحوس دن کو جلا ہوا دن کہتے ہیں، حسب ذیل ہیں۔ ماہ چیت اور ماہ پوس دونوں مہینے کے نصف روشن اور نصف تاریک کا دوسرا دن ماہ جیٹھ اور ماہ پھاگن دونوں مہینے کے ہر نصف کا چوتھا دن۔ ماہ ساون اور ماہ بیساکھ کے دونوں نصف کا چھٹا دن۔ ماہ اساڑھ اور ماہ آسن کے دونوں نصف کا آٹھواں دن۔ ماہ ماگھ اور ماہ بھادوں کے دونوں نصف کا دسواں دن اور ماہ کاتک کے دونوں نصف کا بارھواں دن۔

باب ۳۲

کرن کا بیان

کرن کی تعریف ایام قمری کا جن کو تت (تتھ) کہتے ہیں ہم بیان کر چکے اور یہ بیان کر چکے ہیں کہ ان میں کا ہر یوم مقدار میں یوم طلوعی سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ قمری مہینہ قمری یوم سے تین دن اور طلوعی یوم سے ساڑھے انتیس دن سے کچھ زیادہ ہوتا ہے۔ جس طرح ایام قمری کا نام ایام رکھا گیا اسی طرح اس کے ہر یوم کے نصف اول کا نام قمری نہار (یعنی دن) اور نصف آخر کا قمری لیل (یعنی رات) رکھ لیا گیا ہے۔ اور ہر ایک (یعنی ہر دن اور ہر رات) کا ایک نام ہے اور ان سب کا نام کرن ہے۔

کرن کی دو قسم ثابتہ و متحرکہ ان ناموں میں سے بعض ایک ہی مرتبہ واقع ہوتے ہیں اور دوبارہ نہیں آتے۔ یہ اجتماع کے گرد و پیش چار نام ہیں اس وجہ سے کہ یہ مہینے میں ایک ہی مرتبہ واقع ہوتے رہیں۔ اور اس وجہ سے کہ ان کے واقع ہونے کا وقت ایک مقررہ دن یا رات ہے جس میں اختلاف نہیں ہوتا ان کا نام ثابتہ (یعنی ٹھہرا ہوا) رکھا گیا۔ بعض دورہ کرتے اور مہینے میں آٹھ مرتبہ آتے ہیں۔ بسبب ان کے دورہ کرنے اور نیز اس سبب سے کہ ان میں کا ہر ایک دن میں بھی آتا ہے اور رات میں بھی ان کا نام متحرک رکھا گیا۔ یہ سات

ہیں اور ان میں کا آخر یعنی ساتواں ایسا منحوس ہے جس سے لڑکے ڈرائے جاتے اور جس کا محض نام لینے سے اس قدر خائف ہوئے ہیں کہ گویا بچوں سے بوڑھے ہوجاتے ہیں۔ ان کا تفصیلی بیان ہم نے ایک دوسری کتاب میں کیا ہے۔ ہندوؤں کی کوئی حساب کی کتاب ان کے بیان سے خالی نہیں ہوتی۔

کرن کو دریافت کرنے کا طریقہ اگر کرنوں کو جاننا چاہو (یعنی یہ کہ کس خاص وقت میں کون کرن واقع ہے) پہلے قمری ایام اور اس کے اندر مفروضہ وقت کے موقع کو دریافت کرو (یعنی یہ دیکھو کہ مفروضہ وقت کس قمری یوم اور اس کے جز یعنی گھڑی اور دقیقے وغیرہ میں واقع ہے) اس کا یہ طریقہ ہے کہ آفتاب کے مقوم کو ماہتاب کے مقوم سے گھٹاؤ جو باقی رہے وہ دونوں کے درمیان کا بُعد ہے۔ اگر یہ بعد چھ برج سے کم ہے تم مہینے کے نصف روشن میں ہو۔ اگر زیادہ ہے نصف تاریک میں۔ پھر اس باقی کو دقیقہ بنالو اور دقیقوں کو ۷۲۰ پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت تمّت یعنی پورے ایام قمری ہوں گے۔ جو باقی رہے اس کو ساٹھ میں ضرب دو اور حاصل کو بہت معدل پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت گھڑی اور اس کے توابع (یعنی دقیقے وغیرہ) ہوں گے جو موجودہ ناتمام یوم سے گزر چکے ہیں۔ یہ طریقہ ہندوؤں کی زیچ کے مطابق ہے۔ دونوں تقوم کے درمیان کے بُعد کو بھی بُہت معدل پر تقسیم کرنا ضروری ہے لیکن جہاں ایام کی تعداد زیادہ ہوگی یہ مُحال ہے۔ اس لیے اس کو آفتاب اور ماہتاب کی یومیہ میسر پر (یعنی اس مسافت پر جس کو یہ دونوں ایک یوم میں قطع کرتے ہیں) اس حساب سے کہ ماہتاب کی یومیہ میسر تیرہ درجہ اور

آفتاب کی ایک درجہ ہی تقسیم کیا جاتا ہے۔

اس قسم کے قوانین خصوصاً ہندی قوانین میں بہتر یہ ہے کہ وسطی میسر کو استعمال کیا جائے یعنی وسط آفتاب کو وسط ماہتاب سے گھٹاکر جو باقی رہے اس کو ۳۲، پر جو دونوں کے بُہت اوسط کا فرق ہے تقسیم کیا جائے۔ خارج قسمت ایام اور گھڑی ہوں گے۔

لفظ بہت کی تحقیق | بہت ہندی زبان کا لفظ ہے جو اصل میں بھگتی ہے اگر بہت میسر مقوم کا ہے تو اس کو بھگتی اسپت کہتے ہیں۔ اگر میسر وسطی کا ہے بھگتی مدھم کہتے ہیں اور بہت معدل یعنی دونوں بہت کا فرق بھگتی انتر ہے۔

جدول مہینے کے قمری ایام کے نام اور اس کے کرن کا | مہینے کے اندر ہر قمری یوم کا جو نام ہے اس کو ذیل کے جدول میں درج کرتے ہیں۔ جب تم اس قمری یوم کو جان لوگے جس میں تم ہو اس کے عدد کے سامنے اس کا نام اور اس کے مقابل وہ کرن ملے گا جس میں تم ہو۔ اگر یوم منک (یعنی موجودہ ناتمام دن) کا گزرا ہوا حصہ نصف سے کم ہے تو کرن دن کا ہے اور نصف سے زیادہ ہے تو رات کا۔

نصف روشن					نصف تاریک			کرن مشترک	
عدد ایام	نام	عدد ایام	نام	عدد ایام	نام	عدد ایام	نام	دن میں	رات میں
۱	اداماس	.	.	.	.	.	.	جذشنذ	ناگ
۲	برقہ	.	.	.	.	.	.	کستھکن	بو
۳	بیہ	۱۰	نون	۱۷	برکھو	۲۴	آتین	بالو	کولو
۴	تریہ	۱۱	دہین	۱۸	بیہ	۲۵	نون	تو تل	گر

نصف روشن				نصف تاریک				کرن مشترک	
عدد ایام	نام	عدد ایام	نام	عدد ایام	نام	عدد ایام	نام	دن میں	رات میں
۵	چوت (چوتھ)	۱۲	یاہی	۱۹	تریہ	۲۶	دہین	برنخ	بشت
۶	پنچی	۱۳	دواہی	۲۰	چوت	۲۷	یاہی	بو	بالو
۷	ست	۱۴	ترہی	۲۱	پنچی	۲۸	دواہی	کولو	توحمل
۸	ستین	۱۵	چودھی	۲۲	سمت	۲۹	ترہی	گر	برنخ
۹	اٹین	۱۶	پورنمہ پنچاہی	۲۳	ستین	۰	۰	بشت	بو شکن
۰	۰	۰		۰	۰	۳۰	چودہی	بشت	

جدول کرن کے نام اس کے حاکم اور اس کے متعلق کاموں کا

ہندوؤں نے اپنی عادت کے مطابق کرنوں کے لیے حاکم بنا لیے ہیں۔ اور جس طرح تاروں کے لیے خاص خاص کام اختیار کر رکھے ہیں اسی نمونے پر کرنوں کے لیے کام مقرر کر رکھے ہیں جن کو ان کرنوں میں کرنا ضروری ہی۔ جو کچھ ہم نے کہا اس کو واضح کرنے اور ایک غیر مانوس مضمون کو دُہرا دینے کی غرض سے اگر ہم ان کا ایک دوسرا جدول بنا دیں تو یہ مضمون بخوبی ذہن نشین ہو جائے گا۔ اور اعادہ و تکرار کا بھی فائدہ ہی۔

کس نصف ماہ میں وہ واقع ہوتے ہیں۔	[illegible]	[illegible]	کرنوں کے احکام اور وہ کام جو ہر کرن کے مناسب ہیں چار کرنہائے ثابتہ
(نصف) تاریک میں	شگن	کل	دوائیں بنانے، منتر، جادو، علم سیکھنے، مشورہ کرنے بتوں کے سامنے پڑھنے کے لیے اختیار کیا جاتا ہی

کس نصف ماہ میں وہ واقع ہوتے ہیں	کرنوں کے نام	ترجمہ	کرنوں کے احکام اور وہ کام جو ہر کرن کے مناسب ہیں چار کرنہائے ثابتہ
نصف روشن	جذ شبذ (چٹش پد)	برج ثور	بادشاہوں کی تخت نشینی، باپ دادا کے نام صدقہ اور عمارتوں میں چارپایوں کے استعمال کے لیے مناسب ہی۔
	ناگ	سانپ	شادی کرنے، عمارت کی بنیاد ڈالنے، جن کو سانپ نے کاٹا ہو اُن کے حالات میں غور و فکر کرنے، لوگوں کو ڈرانے اور ان کو گرفتار کرنے کے واسطے مناسب ہی۔
	کِستگھن	ہوا	کاموں کو خراب کرتا ہی۔ سوا ان کاموں کے جو نکاح سے متعلق ہیں اور حجرِک بنانے، کان چھیدنے اور اور نیک کام کے اور کسی کام کے واسطے مناسب نہیں ہی۔
سات کرنہائے دائرہ			
روشن اور تاریک دونوں میں	بوَ	شُگرُ	جب اس میں سنکرانت ہوتا ہی یہ بیٹھا رہتا ہی۔ اس میں پھلوں پر آفت آتی ہی۔ سفر کے لیے اور جو کچھ بنانا مقصود ہو اس کو شروع کرنے کے لیے صفائی حاصل کرنے کے لیے، موٹا ہونے کی دوا بنانے کے لیے اور برہمنوں کے واسطے آگ کی قربانی کے لیے اختیار کیا جاتا ہی۔

کس ماہ میں وہ واقع ہوتے ہیں	کرنوں کے نام	ان کے مالک	کرنوں کے احکام اور وہ کام جو ہر کرن کے مناسب ہیں سات کرنہائے دائرہ
	بالو	برھما	جب اس میں سنکرانت ہوتا ہے یہ بیٹھا رہتا ہے، پھلوں کے لیے اچھا نہیں ہے۔ آخرت کے کاموں اور ثواب حاصل کرنے کے واسطے اختیار کیا جاتا ہے
	گولو	متر	جب اس میں سنکرانت ہوتا ہے یہ کھڑا رہتا ہے اس میں جو چیز بوئی جاتی ہے خوب اُگتی ہے اور شادابی سے اس سے پانی ٹپکتا رہتا ہے، دوستی کا تعلق پیدا کرنے کے واسطے اختیار کیا جاتا ہے۔
	تونل	ارجمن	جب سنکرانت اس میں ہوتا ہے یہ لیٹا رہتا ہے، نرخ کے پلٹنے پر دلالت کرتا ہے، خوشبو ملانے اور عطر بنانے کے لیے اختیار کیا جاتا ہے
	گر	پربت	جب سنکرانت اس میں ہوتا ہے یہ لیٹا رہتا ہے۔ نرخ گرنے پر دلالت کرتا ہے، کھیتی کرنے اور عمارتوں کی بنیاد ڈالنے کے واسطے اختیار کیا جاتا ہے
	بُرِنج	شری	جب سنکرانت اس میں ہوتا ہے یہ کھڑا رہتا ہے۔ اس میں کھیتی خوب اُگتی ہے (بیاض) اور تجارت کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔
	بشت	مُرت	جب سنکرانت اس میں ہوتا ہے یہ لیٹا رہتا ہے، نرخ کے گھٹنے پر دلالت کرتا ہے، سوائے گنا بونے کے اور کسی کام کے لیے مناسب نہیں ہے۔ منحوس اور سفر کے لیے نامناسب ہے۔

کرن کو حساب سے جاننے کا طریقہ

کرن کو حساب سے جاننے کا یہ طریقہ ہی کہ آفتاب کی مقوم کو ماہتاب کی مقوم سے گھٹاؤ جو باقی رہے اس کو دقیقے بناکر تین سو ساٹھ پر تقسیم کرو۔ خارج صحیح کرن ہوں گے۔

جو باقی رہے اس کو ساٹھ میں ضرب دے کر بہت معدل پر تقسیم کرو۔ خارج قسمت کرن ناقص کا وہ حصہ ہی جو گزر چکا اور اس کا ہر حصہ آدھی گھڑی ہی۔

اب صحیح کرنوں کی طرف واپس آؤ۔ اگر یہ دو یا دو سے کم ہیں تو تم ان میں سے دوسرے میں ہو۔ ان پر ایک زیادہ کرو اور مجموعے کو جدشیذ (چتش پد) سے شمار کرو۔ وہ اگر انسٹھ ہی تو تم شکن میں ہو۔ اگر انسٹھ سے کم اور دو سے زیادہ ہی اس پر ایک زیادہ کرو اور مجموعے سے سات سات گھٹاؤ۔ جب ایسا عدد باقی رہ جائے جو سات سے زیادہ نہیں ہی اس کو متحرکہ کے پہلے دور یعنی بَو سے شمار کرو یہ اُس کرن منکسر (یعنی موجودہ ناتمام کرن) کے نام پر تمام ہوگا جس میں ہم ہو۔

کرن کے متعلق کندی وغیرہ عربی منجموں کا ایجاد کیا ہوا طریقہ

اگر تم چاہو کہ کرن کے متعلق ہم ایسی بات یاد دلائیں جس کو تم بھولے ہوئے ہو تو جاننا چاہیے کہ کندی اور اس کے جیسے لوگوں نے اُس کو بیان کیا ہی لیکن تفصیل کے ساتھ نہیں اور جو لوگ (ان کرنوں سے کام لیتے ہیں) اُن کے موضوع کی تحقیق بھی نہیں کی ہی اس لیے اُس کو کبھی تو ہندوؤں کی طرف منسوب کیا ہی اور کبھی اہل بابل کی طرف اور اُسی کے ساتھ یہ بھی کہتے رہے ہیں کہ کاتبوں نے (کتابت میں)

اُس میں تصحیف کردی ہے اور اصل طریقہ سے اُس میں سے تحریف کردی ہے اور اُنھوں نے اس کے متعلق ایسا قاعدہ بنایا جس کی ترتیب نفس مطلب کے لحاظ سے اصل سے زیادہ بہتر ہے اور جو بالکل ایک دوسری چیز ہوگیا ہے۔ ان لوگوں نے اجتماع کے وقت سے آدھے آدھے یوم کا شمار شروع کیا اور پہلی بارہ ساعتوں کو آفتاب کی طرف منسوب کرکے محترقہ اور منحوس قرار دیا۔ پھر اتنی ہی ساعت زہرہ کے لیے قرار دی پھر عطارد کے لیے اور علیٰ ہذا القیاس افلاک کی ترتیب کے مطابق۔ پھر جب جب آفتاب کی نوبت آتی گئی اس کی بارہ ساعتوں کا نام ساعات البست، یعنی نشست، رکھا۔

کرن کے متعلق ہندو طریقہ اور کندی کا طریقہ علیحدہ ہے

ہندو کرن کے اوقات کا حساب ایام طلوعی سے نہیں بلکہ ایام قمری سے کرتے ہیں اور اس کی ابتدا ان محترقہ ساعتوں سے اجتماع کے وقت سے نہیں کرتے۔ کندی کے قاعدے کے مطابق اس کی ابتدا اجتماع کے بعد مشتری سے کرتے ہیں اور آفتاب کی نوبتیں غیر محترقہ رہتی ہیں۔ اگر ہندو طریق کے مطابق اجتماع کے بعد آفتاب سے ابتدا کی جائے تو بشت کی ساعتیں عطارد کے لیے ہو جائیں گی۔ اس لیے یہ علیحدہ اور وہ علیحدہ ہے۔

بشت مہینے میں آٹھ ہیں اور جتنیں افق میں آٹھ ہیں۔ ان لوگوں نے جو کچھ ان کے متعلق کہا ہے ہم اس کو جدول میں درج کردیتے ہیں۔ ستاروں کی صورتوں اور ان ستاروں کے متعلق جو بروج کے ایک ایک ثلث میں طلوع ہوتے ہیں پیشین گوئی کرنے والے لوگ اس قسم کی باتوں سے خالی نہیں ہوتے۔

عدد بشت	مہینے کے کس حصے میں واقع ہوتے ہیں	بشت کا نام	بشت کا مطلع	بشت کے صفات و احوال	بشت کا نام سروز کے مطابق
اول	رات کے وقت میں پانچویں تت میں	شوبیسی	پورب	تین آنکھ، سر پر بال ایسے ہیں جیسے گنے نکل رہے ہوں، ایک ہاتھ میں لوہے کا لانبا ہک، دوسرے میں کالا سانپ بہتے ہوئے پانی کی طرح مضبوط اور تیز، لانبی زبان، اس کا دن لڑائی اور ان کاموں کے لیے مناسب ہی جن میں مکر و فریب سے کام لیا جاتا ہی۔	فرواغ
دوسرا	دن کے وقت میں نویں تت میں	جمدود	ایشن	سبز رنگ ہی، ہاتھ میں تلوار ہی، اس کی جگہ چمک دار گرجنے والی، طوفان خیز اور ٹھنڈی بدلی کے وسط میں ہی۔ اس کا وقت دوائیں اکھاڑنے، دوا پینے، تجارت اور سونا گلانے کے لیے مناسب ہی۔	بلور
تیسرا	رات کے وقت میں بارھویں تت میں	گھور	اُتر	منہ کالا ہی، دونوں ہونٹ موٹے، دونوں آنکھیں چمٹی ہوئی، سر کا بال نیچے لٹکا ہوا، الٹا اپنے دن کا سوار، ہاتھ میں تلوار، انسان کو کھانا چاہتا ہی، اس کے منہ سے آگ نکلتی ہی ہا، ہا، یا کہتا رہتا ہی، اس کا وقت لڑائی شریروں کے قتل، بیماروں کے علاج اور سانپ بھگانے کے سوا اور کسی کام کے لیے مناسب	گھور

عدد نشت	ہفتہ کے کس حصہ میں ازراہ تخمینہ ہوتا ہی	نشت کا نام	نشت کا مطلع	بشت کے صفات و احوال	نشت کا سرزنت کے مطابق
چوتھا	دن کے وقت سورج طلوع ہونے تک میں	سنمرتش	ایب	نہیں ہی۔ پانچ منہ اور دس آنکھیں رکھتا ہی۔ اس کا وقت مجرموں کو سزا دینے اور فوج روانہ کرنے کے واسطے مناسب ہی۔ اس کے مطلع کا سامنا نہیں کرنا چاہیے۔	سران
پانچواں	رات کے وقت پہلا پہر ختم ہونے تک میں	دارلن	پنپت	شعلہ کی مانند، دھوئیں سے بھرا ہوا ہی تین سر، ہر سر میں تین آنکھیں ہیں جو اُلٹی ہوئی ہیں بال کھڑا، انسان کے سر پر بیٹھا ہوا، گرج جیسی آواز، غصہ میں بھرا ہوا، انسانوں کو کھانے والا، ایک ہاتھ میں چھری دوسرے میں کٹار	چپال
چھٹا	دن کے وقت دوپہر بیتنے تک میں	کپال	ترب	رنگ سفید تین آنکھیں، ہاتھی پر سوار، جس کے حال میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ ایک ہاتھ میں پتھر کی ایک بڑی چٹان، دوسرے میں لوہے کا بجر، جس کو پھینکتا ہی اور ان جانوروں کو جن پر طلوع ہوتا ہی خراب کرتا ہی۔ جو شخص اس کے مطلع کی طرف سے جنگ کرتا ہی کامیاب ہوتا ہی، دوائیں اکھاڑنے، خزانہ نکالنے اور ضرورت کی چیزوں کی تلاش میں اس کی طرف منہ نہیں رکھنا چاہیے۔	

عدد بشت	یعنے کس حصہ میں واقع ہوئے ہیں	بشت کا نام	بشت کا مطلع	بشت کے صفات واحوال	بشت کا نام سرودے کے مطابق
ساتواں	رات کے وقت میں چھبیسویں تت میں	بھیائمن	دکھن	رنگ بلور کے مثل، ہاتھ میں تین شاخ کا برشود، دوسرے میں مالا، آسمان کی طرف دیکھتا اور ہا، ہا، ہا کہتا ہے، بیل پر سوار اس کا وقت لڑکوں کو مکتب میں داخل کرنے، صلح کرنے، خیرات کرنے اور نیک کاموں کا ہے۔	کال راتری
آٹھواں	دن کے وقت میں تیسویں تت میں	بکت	اگنی	رنگ پیلا، طوطی کے مثل، بدصورت، تین آنکھیں رکھتا ہے، ایک ہاتھ میں گرز برچھی لگا ہوا، دوسرے میں تیز چکر، تخت پر بیٹھا ہوا لوگوں کو ڈراتا اور سا، سا، سا کہتا ہے، اس کے وقت میں کام شروع کرنا نامناسب ہے۔ قرابتمندوں کی خدمت اور گھر کے کاموں کے سوا اور کسی کام کے لیے مناسب نہیں ہے۔	

باب ۹

ژوک (جوگ، بواوٗ مجہول) کا بیان

ژوک کے دو وقت متفق علیہ ہیں | یہ وہ اوقات ہیں جن کو ہندو نہایت منحوس سمجھتے اور ان کے اندر کوئی کام نہیں کرتے ہیں - یہ اوقات بہت ہیں جن کو ہم آگے بیان کریں گے لیکن ان میں سے دو وقتوں کی نسبت سب کا اتفاق ہے - یہ دونوں حسب ذیل ہیں :-

بیتپات کی تعریف | ۱- وہ وقت جب آفتاب و ماہتاب ایک ساتھ دو متحد مدار یعنی ایسے دو مدار پر ہوں جن کا میل (یعنی معدل النہار سے ان کا فاصلہ) ایک جہت میں مساوی ہو - اس وقت کا نام بیتپات ہے -

بیدرت کی تعریف | ۲- وہ وقت جب آفتاب و ماہتاب دو مساوی مدار یعنی ایسے دو مدار پر ہوں جن کا میل دو مختلف جہت میں مساوی ہو اس وقت کا نام بیدرت ہے -

دونوں کی علامت | پہلے وقت کی علامت یہ ہے کہ آفتاب و ماہتاب کے مقومات کا مجموعہ، بُرج حمل کی ابتدا سے پھر : ج تک کے فاصلے کے برابر ہو - یعنی اگر وقت مفروض پر ان دونوں کی تقویم کی جائے اور دونوں کے مقوم جمع کیے جائیں اور ان کی حالت مذکورہ بالا دونوں علامتوں میں سے کسی ایک کے مطابق ہو تو یہ وقت دونوں اوقات مذکورہ میں سے ایک ہوگا -

اگر یہ مجموعہ علامت کی مقدار سے کم یا زیادہ ہو اس حالت میں مساوات کا وقت (یعنی وہ وقت جب دونوں میل مساوی ہوں گے) اس فرق سے دریافت کیا جائے گا جو درمیان اس مجموعہ اور اس وقت کے ہی جس کے واسطے عمل کیا گیا ہی اور بہت مُعدل کے بدلے آفتاب اور ماہتاب کے بہت کے مجموعے سے۔ اور جس طرح اجماع واستقبال کے وقت کے واسطے زیچوں میں عمل کیا جاتا ہی۔

وقت اوسط | جب وقت کا بعد نصف نہار یا نصف لیل سے معلوم کیا جاتا ہی وہ آفتاب و ماہتاب میں سے جس کے ساتھ تقویم کی گئی ہو اس کا وقت اوسط کہا جاتا ہی۔ اگر ماہتاب اسی طرح ہمیشہ فلک بروج کے ساتھ رہتا جیسے آفتاب رہتا ہی اس حالت میں یہی وقت مطلوب (یعنی مساوات میلین کا وقت) ہوتا۔ لیکن ماہتاب فلک بروج سے

بیتیات اور بیدرت کو دریافت کرنے کا طریقہ | ہٹ جاتا ہی اور اس وقت آفتاب کے مدار پر یا ایسے مدار پر جو دیکھنے میں اس کے مساوی ہو نہیں ہوتا، اس وجہ سے آفتاب و ماہتاب اور جوزہر کے وقت اوسط کے مقامات کو دریافت کیا جاتا ہی۔ اور آفتاب و ماہتاب کے اس وقت کے میل[1] کا حساب کیا جاتا ہی۔ اگر دونوں میل مساوی ہوں یہی وقت مطلوب ہی۔ اگر مساوی نہ ہوں، ماہتاب کے میل کو دیکھا جاتا ہی۔

اگر میل کے عمل میں ماہتاب کا عرض اس کے درجہ کے (یعنی فلک بروج کے اس درجہ کے جس میں ماہتاب اس وقت ہی) میل پر

---

[1] مُیل

بڑھا ہوا ہے۔ ماہتاب کے عرض کو آفتاب کے میل سے گھٹا دیا جاتا ہے اور اگر اس کا عرض اس کے درجہ کے میل سے گھٹا ہوا ہے اس کے عرض کو آفتاب کے میل پر بڑھا دیا جاتا ہے اور حاصل کو کردجات میل میں قوس بناکر اس قوس کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ زیچ کرن تلک میں یہی قوس استعمال کی گئی ہے۔

پھر وقت اوسط پر ماہتاب کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر وہ فلک بروج کے ان رُبع حصوں میں ہے جو فرد ہیں یعنی ربع ربیعی اور ربع خریفی میں اور اس کا میل آفتاب کے میل سے کم ہے اس حالت میں دونوں میل کے مساوی ہونے کا وقت جس کو جاننا مقصود ہے اوسط کے بعد یعنی مستقبل میں ہے اور اگر اس کا میل آفتاب کے میل سے زیادہ ہے وقت مطلوب (یعنی مساوات میلیں کا وقت) اوسط کے قبل یعنی ماضی ہے۔ فلک بروج کے ان رُبع حصوں میں جو زوج ہیں (یعنی ربع صیفی اور رُبع شتوی میں) حالت اس کے برعکس ہوگی۔

پلس کا بتایا ہوا دوسرا طریقہ بیتپات اور بیدرت کے حساب کا

پھر پلس بیتپات میں آفتاب اور ماہتاب کے میلوں کو اگر اُن کی جہتیں مختلف ہوں جمع کرتا ہے اور بیدرت میں بھی جمع کرتا ہے لیکن اُس وقت، جب کہ اُن کی جہتیں متفق ہوں اور آفتاب اور ماہتاب کے میلوں کے فرق (یعنی حاصل تفریق) کو بیتپات میں اگر دونوں میل ایک ہی جہت میں ہوں اور بیدرت میں اگر دونوں ایک دوسرے سے مختلف جانب ہوں لیتا ہے اور وقت اوسط کے لیے اُس کو محفوظ اول قرار دیتا ہے۔

پھر ماشا، کے ایام کے دقایق کو اگر وہ ربع یوم سے کم ہوں ساقط

کر دیتا ہے اور آفتاب اور ماہتاب اور جوزہر کے بہتوں سے اُس کے لیے اُس کے میسرات کا استخراج کرتا ہے اور ماضی اور مستقبل میں وقت اوسط کے حسب حال اُن کے مواضع کو دریافت کرلیتا ہے اور پھر دوسرا عدد ہے جو ذہن میں محفوظ رکھا جاتا ہے

اگر دونوں میل کے استوا کا وقت دونوں (یعنی دونوں محفوظ) کے اعتبار سے ماضی یا مستقبل میں ہے اس صورت میں دونوں محفوظ کا فرق جزء قسمت (یعنی آئندہ عمل تقسیم کا جزء مقسوم علیہ ہوگا اور اگر ایک کے اعتبار سے ماضی اور دوسرے کے اعتبار سے مستقبل ہے تو دونوں محفوظ کا مجموعہ جزء قسمت ہوگا۔

پھر وہ لیے ہوئے دقائق کو محفوظ اول میں ضرب دے کر حاصل کو جزء قسمت پر تقسیم کرتا ہے۔ خارج قسمت وقت اوسط سے بعد کے دقائق ہیں اور وقت اوسط کی یہی بنیاد ہے کہ یہ دقائق اس سے ماضی یا مستقبل میں ہیں۔ اس طریقے سے استواء میلین کا وقت معلوم ہوجاتا ہے۔

زیچ کرن تلک کا طریقہ بیتیات و بیدرت کے حساب کا

زیچ کرن تلک میں میل کے قوس محفوظ کی طرف (یعنی اس قوس کی طرف جس کو کردجات میل میں محفوظ بنایا تھا) واپس آتا ہے۔ اگر ماہتاب کا مقوم تین برج سے کم ہے یہی وہ وقت ہے (یعنی استواء میلین کا وقت) ہے۔ اگر تین برج سے زیادہ چھ برج تک ہے وہ اس کو (یعنی قوس محفوظ کو) چھ سے گھٹاتا ہے۔ اگر چھ برج سے زیادہ نو تک ہے اس پر چھ برج زیادہ کرتا ہے۔ اور اگر نو سے زیادہ ہے اس

تو بارہ برج سے گھٹاتا ہی۔ اس سے ماہتاب کی دوسری جگہ معلوم ہوتی ہی اور وہ اس کا مقابلہ وقت تقویم کی جگہ سے کرتا ہی اگر ماہتاب کی دوسری جگہ اس سے کم ہی۔ دونوں میل کے مساوی ہونے کا وقت ہی اور اگر اس سے زیادہ ہی تو ماضی ہی۔

پھر وہ ماہتاب کی دونوں جگھوں کے فرق کو آفتاب کے 'بہت' میں ضرب دے کر حاصل کو ماہتاب کے 'بہت' پر تقسیم کرتا ہی اور اگر ماہتاب کی دوسری جگہ پہلی جگہ سے زیادہ ہی خارج قسمت کو آفتاب کی وقت تقویم کی جگہ پر زیادہ کرتا ہی۔ اور اگر ماہتاب کی دوسری جگہ پہلی جگہ سے کم ہی اس کو آفتاب کی جگہ سے گھٹاتا ہی۔ اس سے دونوں میل کے مساوی ہونے کے وقت آفتاب کی جگہ معلوم ہو جاتی ہی۔

اور اس کو (یعنی استوا میلین کو) جاننے کے لیے وہ ماہتاب کے دونوں جگہ کے فرق کو ماہتاب کے بہت پر تقسیم کرتا ہی۔ خارج قسمت ایام کے دقائق ہیں اور یہی بُعد کے دقائق ہیں۔ ان سے آفتاب و ماہتاب اور جوزہر اور دونوں میل کے مقامات کو استخراج کرتا ہی اگر دونوں مساوی ہوں یہی مطلوب ہی۔ ورنہ اسی عمل کا اعادہ و تکرار کرتا رہتا ہی یہاں تک کہ دونوں مساوی اور وقت صحیح ہو جائے۔

پھر آفتاب و ماہتاب کی مقدار کو دریافت کرتا ہی اور دونوں کی مجموعی مقدار سے اس کا نصف نکال دیتا ہی اور نصف باقی رہ جاتا ہی اس کو ساٹھ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو بہت معدل پر تقسیم کرتا ہی۔ خارج قسمت سقوط کے دقائق ہیں۔

جو وقت صحیح ہوا اس کو تین جگہ لکھا جاتا ہی۔ پہلی جگہ سے سقوط کے دقائق گھٹائے جاتے اور آخر جگہ پر بڑھائے جاتے ہیں۔ پہلی جگہ

بیتپات یا بیدرت جس کے واسطے عمل کیا گیا ہو اس کے ابتدا کا وقت ہے - دوسری جگہ ان کے وسط کا اور تیسری جگہ انتہا کا وقت ہے

اس مضمون پر مصنف کی ایک خاص کتاب "خیال الکوفین" اور مصنف کی زیج "عربی گنڈگاتک"

ہم نے ان اعمال کے براہین کو ایک کتاب میں جس کا نام ہم نے "خیال الکسوفین" رکھا ہے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان کا محققانہ بیان اس زیج میں کیا ہے جس کو ہم نے بیادبل کشمیری کے واسطے مرتب کیا ہے اور اس کا نام گنڈگاتک عربی رکھا ہے۔

ایام جوگ کا منحوس ہونا بھتل و براہر کا اختلاف

بھتل اس پورے یوم کو منحوس قرار دیتا ہے جس میں یہ دونوں اوقات واقع ہوں اور براہر صرف ان دونوں اوقات کی مدت کو جس قدر حساب سے نکلے۔ وہ ان وقتوں کو ہرن کے ایسے زخم سے تشبیہ دیتا ہے جس کے تیر میں زہر ملا ہوا ہے جس کا نقصان اس کے گرد و پیش سے آگے نہیں بڑھتا اور جب زہر آلود جگہ کاٹ دی جاتی ہے ضرر مٹ جاتا ہے

ہندوؤں نے بیتپات کی تعداد منازل کے مطابق بڑھا دی ہے جیسا پلس نے پراشر سے نقل کیا ہے - اس تعداد کی بنیاد اسی اصول پر ہے جو اس نے بیان کیا ہے - اس وجہ سے اس عدد سے اس کے نوع میں زیادتی نہیں ہوئی بلکہ صرف اس کے جزئی افراد میں زیادتی ہوئی ہے۔

بھتل برہمن کے مطابق جوگ کے آٹھ اوقات اور ان کے مقررہ معیار

بھتل برہمن نے اپنی زیج میں کہا ہے کہ جوگ کے آٹھ اوقات ہیں جن کے واسطے معیار مقرر ہیں - جب آفتاب و ماہتاب کے مقومات کا مجموعہ اس معیار کے مساوی ہوگا وہ وقت جوگ ہوگا۔

(۱) بکشوت ، اس کا معیار چار برج ہی۔

(۲) گنڈاند ، اس کا معیار چار برج تیرہ اور ثلث درجے ہی۔

(۳) لاٹ ، یہ مطلق بیتپات ہی۔ اس کا معیار چھ برج ہی۔

(۴) جاس ، اس کا معیار چھ برج ۔ چھ اور دو ثلث درجے ہی۔

(۵) برہ اس کو برہ بیتپات بھی کہا جاتا ہی۔ اس کا معیار سات برج سولہ اور دو ثلث درجے ہی۔

(۶) کالڈنڈ ، اس کا معیار آٹھ برج تیرہ اور ثلث درجے ہی

(۷) بیاکشات ، اس کا معیار نو برج تیئیس اور ثلث درجے ہی

(۸) بیدرت ، اس کا معیار بارہ برج ہی۔

یہ سب اوقات مشہور ہیں لیکن ان سب کے لیے اس طرح کا مقررہ قانون نہیں ہی جیسا تیسرے اور آٹھویں (یعنی بیتپات اور بیدرت) کے واسطے ہی اور اسی وجہ سے ان سب کی مدت دقائق سقوط کے ساتھ نہیں بلکہ مجہول (یعنی مبہم اور غیر متعین) مقداروں کے ساتھ مقرر کی گئی۔ بیاکشات اور بکشوت کی مدت جیسا براہمر نے بیان کیا ہی ایک گھورت اور گنڈاند و برہ میں سے ہر ایک کی مدت دو گھورت ہی۔

ہندؤں نے اس مضمون کو بہت طول دیا اور بے فائدہ تفصیل سے کام لیا ہی۔ اپنی کتاب مذکورہ میں ہم نے ان سب کو نقل کر دیا ہی۔

شائیں جوگ اور ان کا حساب زیچ کرن تلک سے

زیچ کرن تلک میں بیان کیا ہی کہ جوگ ستائیس ہیں اور ان کا حساب یہ ہی کہ مقوم آفتاب کو مقوم ماہتاب کے ساتھ جمع کر کے پورے حاصل جمع کو دقیقہ بنا لیا جائے اور اس کو آٹھ سو پر تقسیم کر دیا جائے۔ خارج قسمت ایام کے

دقیقے اور اس کے بعد کے اجزا (ثانیہ وغیرہ) ہوں گے جو موجودہ ناتمام جوگ سے گزر چکے ہوں گے۔

ستائیس جوگ کے نام وحالات کا جدول | جوگ کے ناموں اور حالات کو ہم شری پال سے نقل کرکے ذیل کے جدول میں درج کرتے ہیں:-

ستائیس جوگوں کا جدول

نمبر	نام	اچھا یا برا	نمبر	نام	اچھا یا برا	نمبر	نام	اچھا یا برا
۱	بجکر	اچھا	۱۰	کتند	بُرا	۱۹	پرغ	بُرا
۲	پریت	اچھا	۱۱	پرد	اچھا	۲۰	شف	اچھا
۳	راژکم	بُرا	۱۲	دروہ	اچھا	۲۱	ستّرہ	اچھا
۴	سوبھاگ	اچھا	۱۳	بیاگھات	برا	۲۲	ساد	متوسط
۵	شوبھن	اچھا	۱۴	ہرشن	اچھا	۲۳	شبہ	اچھا
۶	اتگنڈ	برا	۱۵	بجر	برا	۲۴	شکر	اچھا
۷	سکرم	اچھا	۱۶	سد	اچھا	۲۵	براہم	اچھا
۸	درت	اچھا	۱۷	کنات	برا	۲۶	اندر	اچھا
۹	شول	بُرا	۱۸	برتیو	برا	۲۷	بیدنہ	بُرا

باب ۸

ستاروں کے احکام کے متعلق ہندؤں کے اصول مدخلیہ[۵۱] کا ذکر اور ان اصول مختصر کا بیان

مسلمان علما نجومی احکام کے متعلق ہندؤں کا طریقہ نہیں جانتے

نجومی احکام (یعنی علم نجوم کے مسائل اور ان کے ذریعے پیشین گوئی وغیرہ) کے متعلق ہمارے ملک کے علما ہندؤں کا طریقہ نہیں جانتے بلکہ اس فن میں ان کی ایک کتاب سے بھی واقف نہیں ہیں اس وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ہندؤں کا طریقہ ان کے موافق ہے اور ان سے ایسی باتیں نقل کرتے ہیں جن میں سے کچھ بھی ہم نے ہندؤں کے یہاں نہیں پایا۔ جس طرح ہم نے اوپر ہر مضمون کو تھوڑا تھوڑا بیان کیا ہے اس مضمون کو بھی مختصر بیان کریں گے جس سے اس کے ساتھ تعارف یا ابتدائی واقفیت ہو جائے اور ہندؤں سے گفتگو کرنے میں آسانی ہو۔ اگر پوری بحث کا ارادہ کریں تو بیان طویل ہو جائے گا اور میرا مقصود اجمالی بیان ہے نہ فروع کی تفصیل میں پڑنا۔

نجومیوں کی اکثر پیشین گوئیاں فال وغیرہ کی قسم سے ہیں اور ناقابل اعتماد ہیں

پہلے یہ جاننا چاہیے کہ یہ لوگ اکثر پیشین گوئیوں وغیرہ میں ایسی چیزوں

---

۵۱ زیچ کی اصطلاح میں مدخلیہ ہفتہ کے اس دن کو کہتے ہیں جو سال ماہ یا کسی بڑی مدت کا پہلا دن ہو۔ اصول مدخلیہ سے مراد وہ قواعد ہیں جن سے یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ کسی مدت کی ابتدا ہفتہ کے کس دن سے ہوئی ۱۲ مترجم

پر اعتماد کرتے ہیں جو چڑیوں کے اُڑنے سے شگون لینے اور قیافے سے سمجھنے کے مشابہ ہیں اور دُنیا کے حالات پر وقتاً فوقتاً ظاہر ہونے والے ستاروں سے جو فضا میں حادث ہوتے رہتے ہیں ناواجب استدلال کرتے ہیں۔

سبعہ سیارہ۔ کون مبارک ہے اور کون منحوس

ہمارے اور ہندوؤں کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کواکب (یعنی متحرک ستارے) سات ہیں۔ سیاروں کو یہ لوگ گرہ کہتے ہیں ان میں سے بعض یعنی مشتری زہرہ اور قمر تین ستارے مطلقاً مبارک ہیں۔ ان کا نام سوم گرہ ہے اور تین یعنی زحل، مریخ اور شمس مطلقاً منحوس ہیں اور ان کا نام 'کرورگرہ' ہے۔ راس اگرچہ ستارہ نہیں ہے تاہم اس کا ذکر منحوس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ایک ایسا ہے جس کی حالت بدلتی رہتی ہے اور وہ جس کے ساتھ ہوتا ہے وہ مبارک ہو یا منحوس اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے، یہ عطارد ہے جب وہ اپنی ذات سے اکیلا ہوتا ہے اس وقت مبارک ہے۔

جدول سبعہ سیارے کے حالات و احکام کا

ہم ان ستاروں کا حال ذیل کے جدول میں درج کرتے ہیں:۔

کواکب کے نام	آفتاب	ماہتاب	مریخ	عطارد	مشتری	زہرہ	زحل
مبارک اور منحوس	منحوس	مبارک لیکن جس سیارے کے ساتھ ہو اُس کی تاثیر بھی لے لیتا ہے	منحوس	تنہا ہو تو مبارک ہے اگر کسی دوسرے سیارہ کے ساتھ ہو تو اُس کا مزاج قبول کر لیتا ہے	مبارک	مبارک	منحوس
کس عنصر پر دلالت کرتے ہیں	.	.	آگ	مٹی	آسمان	پانی	ہوا
مذکر ہونے پر دلالت کرتے ہیں یا مونث ہونے پر	مذکر	مونث	مذکر	نہ مونث نہ مذکر	مذکر	مونث	نہ مذکر نہ مونث
رات سے تعلق رکھتے ہیں یا دن سے	دن	رات	رات	رات اور دن دونوں	دن	دن	رات
کس جہت پر دلالت کرتے ہیں	پورب	پچھم اور اتر کے درمیان	دکن	اُتر	اُتر اور پورب کے درمیان	پورب اور پچھم کے درمیان	پچھم
کس رنگ پر دلالت کرتے ہیں	تانبے کا رنگ	سفید	سفید سُرخی مائل	سبز پستی	سونے کا رنگ	بہت قسم کے رنگ	سیاہ
کن اوقات پر دلالت کرتے ہیں	اَیَن	مہورت	دن	برت یعنی سدا سال	مہینہ	پکش یعنی آدھا مہینہ	سال
سال کے کس حصہ یا کس فصل پر دلالت کرتے ہیں	.	برش	گریشم	شرد	ہیمنت	بسنت	ششرا
کس مزے پر دلالت کرتے ہیں	تلخی	نمکیں	.	مخلوط مزہ	میٹھا	.	—
کس دھات پر دلالت کرتے ہیں	تانبا	بلور	سونا	مونگا	چاندی اگر قوی ہو تو سونا بھی	موتی	لوہا
کس لباس اور کپڑے پر دلالت کرتے ہیں	موٹے گاڑھے	نئے مخطط	جلے ہوئے	جس میں پانی لگا ہوا ہو	نئے اور پرانے کے درمیان	بے عیب	جلا ہوا

کس روحانی جنس پر دلالت کرتے ہیں		نیم	انب و پانی	آگن آگ	برھما	مہادیو	اندر	.
انسان کے کس طبقے پر دلالت کرتے ہیں		کھتری و حکام	بیش و حکام	کھتری و سرداران فوج	شدر اور شہزادے	برہمن اور وزرا	برہمن اور وزرا	.
کس بید پر دلالت کرتے ہیں		.	.	سام بید	اتھربن بید	رگ بید	جزر بید	.
حمل کے مہینے		چوتھا مہینہ اس میں ہڈیاں سخت ہوتی ہیں۔	پانچواں مہینہ اس میں چمڑا ظاہر ہوتا ہے	دوسرا مہینہ اس میں رحم کے اندر کا مادہ گاڑھا ہوتا ہے۔	ساتواں مہینہ اس میں لڑکا پورا ہوتا اور اس میں یاد رکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے	تیسرا مہینہ اس میں بدن پھیلتا ہے	پہلا مہینہ اس میں منی اور حیض کا خون ملتا ہے	چھٹا مہینہ اس میں بال اگتا ہے
اخلاق قوی کی بنیاد پر		ست	ست	تم	رج	ست	رج	تم
ان کے دوست	منر	مشتری و مریخ و ماہتاب	آفتاب و عطارد	مشتری آفتاب ماہتاب	آفتاب زہرہ	آفتاب ماہتاب مریخ	زحل عطارد	زہرہ عطارد
ان کے دشمن	مشتری	زحل و زہرہ	کوئی شاید دشمن نہیں	عطارد	ماہتاب	زہرہ عطارد	آفتاب و ماہتاب	مریخ آفتاب ماہتاب
متوسط نہ دوست نہ دشمن	دشیر	عطارد	زحل مشتری مریخ اور زہرہ	زحل و زہرہ	زحل مشتری مریخ	زحل	مشتری و مریخ	مشتری
بدن کے کس عضو پر دلالت کرتے ہیں		روح اور ہڈیاں	زبان کی جڑ اور خون	نرم گوشت اور گودا	آواز اور چمڑا	عقل اور چربی	منی	پٹھا گوشت اور تکلیف
اُن کی کلانی کی ترتیب		۱	۲	۶	۵	۴	۲۵	۷
سالہائے بند اج		۱۹	۲۵	۱۵	۱۲	۱۵	۲۱	۲۰
سالہائے منسر کج		۲۰	۱	۲	۹	۱۸	۲۰	۵۰

جدول مذکور کی ضروری توضیح بڑائی اور قوت | جدول میں بڑائی اور قوت کی جو ترتیب ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ کبھی دو ستارے بعینہ ایک چیز پر دلالت کرتے اور قوتوں میں اور مقررہ وقفہ کے ساتھ وقت معلوم پر برابر ظاہر ہو جانے میں مماثل ہوتے ہیں، اس صورت میں دونوں میں سے اس کو ترجیح دی جائے گی اور بڑا اور زیادہ قوت والا وہ کہا جائے گا جس کو اس جدول میں ترجیح ہے۔

حمل کے مہینے | حمل کے مہینوں کے متعلق بطور جدول کے ضمیمہ کے یہ بڑھانا چاہیے کہ:- آٹھویں مہینے کو اس طالع کے زیر اثر قرار دیتے ہیں جو نطفہ پڑنے کے وقت تھا اور کہتے ہیں کہ جنین (پیٹ کا بچہ) اس مہینے میں لطیف غذائیں لیتا ہے۔ اگر ان کو پورا لے کر پیدا ہوتا ہے تو زندہ رہتا ہے اور اگر پورا لینے کے قبل پیدا ہو جاتا ہے تو ناقص رہ کر مرجاتا ہے، نواں مہینہ ماہتاب کا ہے اور دسواں آفتاب کا۔ حمل کی مدت دس مہینے سے آگے نہیں بڑھاتے۔ اگر دسویں مہینے کا اتفاق ہو جائے تو سمجھتے ہیں کہ اس میں ہوا سے کوئی آفت آئے گی، نطفہ پڑنے کے وقت جو حساب سے نہیں بلکہ خبر سے معلوم ہوتا ہے ستاروں کے احوال اور قوتوں کو دیکھتے ہیں اور ان کی نوبت کے مہینوں میں ان احوال کے مطابق حکم لگاتے ہیں۔

ستاروں کی دوستی و دشمنی | ہندوؤں کے نزدیک ستاروں کی دوستی اور دشمنی نہایت قوی چیز ہے اور ایسی ہی قوت خانہ کوکب کے ربوبیت کی ہے تاہم کبھی کسی خاص وقت کے لیے ان کی اصلی طبیعت بدل جاتی ہے۔ اس کی مثال اور اس کے سالوں کا بیان آگے آتا ہے۔

جدول بروج اور ان کے پورے احوال کا

ہمارے اور ہندوؤں کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بروج بارہ ہیں اور نہ اس میں کہ ستارے کس ترتیب سے بروج کے حاکم ہوتے ہیں۔ ذیل کے جدول میں ہر برج کے پورے پورے احوال درج ہیں:۔

بروج	حمل	ثور	جوزا	سرطان	اسد	سنبلہ
حاکم بروج	مریخ	زہرہ	عطارد	ماہتاب	آفتاب	عطارد
شرف — ستارہ	آفتاب	ماہتاب	·	مشتری	·	عطارد
شرف — درجے	۱۹	۳	·	·	·	۱۵
حاکم مولترکون	مریخ	ماہتاب	·	·	آفتاب	عطارد
مذکر و مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث	مذکر	مونث
مبارک و منحوس	منحوس	مبارک	منحوس	مبارک	منحوس	مبارک
رنگ	لال سرخی	سفید	سبز	لال زردی	لال زرد سفیدی	[illegible]
جہت	پورب	پورب دکن	دکن پچھم	پچھم اتر	اتر پورب	دکن پچھم
کیفیت طلوع	ٹیڑھا ابھرا	ٹیڑھا ابھرا	سر سے	ٹیڑھا ابھرا	سیدھا [illegible]	سیدھا [illegible]
منقلب ثابت یا دو جسم والے	متحرک	ساکن	متحرک و ساکن دونوں وقت	متحرک	ساکن	متحرک و ساکن دونوں وقت
لیلی ہے یا نہاری	لیلی	لیلی	لیلی	لیلی	نہاری	نہاری
کس عضو پر دلالت کرتا ہے	سر	منہ	دونوں بازو [illegible]	سینہ	پیٹ	کمر
سال کے سدس یعنی موسم	بسنت	گرمی	گرمی	برسات	برسات	شرد
اُن کی صورتیں	بھیڑھا	بیل	مرد و عورت [illegible]	کیکڑا	شیر	کنواری لڑکی [illegible]
اُن کی جنسیں	چوپایہ	چوپایہ	انسان [illegible]	کیڑا	چوپایہ	دوپایہ
جنس کے مطابق قوت کے اوقات	رات کا وقت	رات کا وقت	دن کا وقت	سویرے کا وقت	رات کا وقت	دن کا وقت

بروج	حاکم برج	شرف	درجے	حاکم موثر کون	مذکر و مونث	مبارک و منحوس	رنگ	جہت	کیفیت طلوع	منقلب ثابت یا کئی جسم والے	لیلی ہی یا نہاری	کس عضو پر دلالت کرتا ہی	سال کی سد میں یعنی موسم	اُن کی صورتیں	اُن کی جنسیں	جنس کے مطابق قوت کے اوقات
میزان	زہرہ	زحل	۲۰	زہرہ	مذکر	منحوس	سیاہ	بیچ پچھم	سیدھا کھڑا	متحرک	نہاری	زیر ناف	شرد	ترازو	دوپایہ	دن کا وقت
عقرب	مریخ	۰	۰	۰	مونث	مبارک	سنہرا	بیچ اتر	سیدھا کھڑا	ساکن	نہاری	مردانہ و زنانہ اعضا تناسل	ہیمنت	بچھو	کیڑا	سند کا وقت
قوس	مشتری	۰	۰	مشتری	مذکر	منحوس	۰	دکن پورب	پڑا ہوا	متحرک ساکن بیک وقت	لیلی	دونوں رانیں	ہیمنت	سر گھوڑے کا اور دھڑ کا نصف انسان کا	نصف اول دوپایہ نصف آخر چارپایہ	انسانی جنس کے لیے دن کا وقت غیر انسانی کے لیے رات کا وقت
جدی	زحل	مریخ	۲۸	۰	مونث	مبارک	ابلق سفید و سیاہ	پچھم دکن	پڑا ہوا	متحرک	لیلی	دونوں گھٹنے	ششر	منہ بکری کا اور صورت میں باقی بہت سی	نصف اول چارپایہ آخر آبی	سند کا وقت
دلو	زحل	۰	۰	زحل	مذکر	منحوس	سرخ و زرد مخلوط	اتر پچھم	سیدھا کھڑا	ساکن	نہاری	دونوں پنڈلیاں	ششر	چھوٹی کشتی	نصف اول دوپایہ - آخر آبی قول میں کل	انسانی کے لیے دن کا وقت غیر انسانی کے لیے رات کا وقت
حوت	مشتری	زہرہ	۲۷	۰	مونث	مبارک	غباری	پورب اتر	سیدھا کھڑا	متحرک و ساکن بیک وقت	نہاری	دونوں تلوے	بسنت	دو مچھلیاں	آبی	سند کا وقت

اوجیت اور برموجست یعنی اوج و حضیض

شرف (یعنی ستارے کے سب سے بلند مقام یا اوج) کو ہندوؤں کی زبان میں، اوجیت، اور اس کے درجہ کو برموجست اور ہبوط (یعنی سب سے نچلے مقام حضیض) کو نیجست اور اس کے درجہ کو، برنجست کہتے ہیں۔ مولترگون ستارہ کی ایک قوت ہے۔ یہ وہ قوت ہے جو اس میں اس وقت آتی ہے جب وہ ستارہ کے محل تفریح میں اپنے دو بیوت میں سے کسی ایک میں ہوتا ہے

مثلث یعنی تین بروج کے مجموعے

مثلثات (یعنی تین تین بروج کے مجموعے) کو ہندو، عناصر اور طبعی چیزوں کی طرف نہیں منسوب کرتے جس طرح ہم لوگوں میں مروج ہے بلکہ سب کو جہات کیطرف منسوب کرتے ہیں جسکی تفصیل جدول میں

برج منقلب و برج ثابت اور دو جسم کا برج

یہ لوگ برج منقلب کو، جرراش یعنی برج متحرک اور برج ثابت کو مسترراش یعنی ساکن اور دو جسم والے کو، دوسبھاؤ یعنی بیک وقت دونوں، کہتے ہیں۔

جدول بیوت کے احوال

جس طرح ہم نے برج کا جدول بنا دیا ہے اسی طرح بیوت کے احوال کا بھی جدول بنا دیتے ہیں۔ ہندو بیوت کے اس نصف کو جو زمین کے اوپر ہے چتر یعنی سائبان یا چھاتہ، اور اس نصف کو جو زمین کے نیچے ہے، ناؤ یعنی کشتی یا جہاز کہتے ہیں۔ اور ہر ایک کے اس نصف کو جو اوپر وسط آسمان تک چڑھا ہوا یا نیچے وتد زمین تک اُترا ہوا ہے، دھن یعنی قوس یا کمان کہتے ہیں اوتاد کو کیندر اور جو ان سے متصل ہیں ان کو پن پَرُو اور جو ہٹے ہوئے ہیں ان کو اپوکلم کہتے ہیں :-

بیوت	جسم کے حصے اور چیزیں بیوت والی	نظر کی حالت طالع کو مثال بنا کر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
طالع	سر اور نفس	نظر کے لیے مثال کی بنیاد	انسانی	عطارد و مشتری	.	.	اوپر چڑھی ہوئی
دوسرا	چہرہ اور مال	طالع کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی طرف نظر نہیں رکھتے	.	.	.	.	
تیسرا	دونوں بازو اور بھائی	طالع اس کی طرف نظر رکھتا ہے وہ طالع کی طرف نظر نہیں رکھتا	.	.	.	.	
چوتھا	دل، والدین، دفن، گھر اور مرغوب چیزیں	طالع کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی طرف نظر رکھتے ہیں	آبی	زہرہ و قمر	.	.	کیتی
پانچواں	پیٹ، اولاد اور عقل	طالع کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی طرف نظر رکھتے ہیں	.	.	.	.	کمان نیچے اتری ہوئی
چھٹا	دونوں پہلو دشمن اور جانور	وہ طالع کی طرف نظر رکھتا ہے طالع اس کی طرف نظر نہیں رکھتا	.	.	.	.	
ساتواں	زیر ناف اور عورتیں	طالع کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی طرف نظر رکھتے ہیں	کیڑے کی جنس	زحل	سدس	نصف سدس	
آٹھواں	واپسی اور موت	طالع اس کی طرف نظر رکھتا ہے وہ طالع کی طرف نظر نہیں رکھتا	.	.	خمس	عشر	
نواں	دونوں رانیں سفر اور قرض	طالع کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی طرف نظر رکھتے ہیں	.	.	ربع	ثمن	
دسواں	دونوں گھٹنے اور عمل	طالع کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی طرف نظر رکھتے ہیں	چار پایہ	مریخ	ثلث	سدس	جھتری
گیارھواں	دونوں پنڈلیاں اور آمدنی	وہ طالع کی طرف نظر رکھتا ہے طالع اس کی نظر نہیں رکھتا۔	.	.	نصف	ربع	کمان
بارھواں	دونوں قدم اور خرچ	طالع کے ساتھ دونوں ایک دوسرے کی طرف نظر رکھتے ہیں	.	.	کل	نصف	

کواکب بروج اور بیوت یہی وہ اصول ہیں جن پر حقیقت میں نجومی احکام کی بنیاد ہی اور جو شخص یہ سمجھ لینے کی صلاحیت رکھتا ہی کہ یہ چیزیں کن باتوں پر دلالت کررہی ہیں مہارت کے تمغہ کا مستحق اور ماہر فن ہی۔

بروج کی تقسیم اجزا میں نیم بہرات

ان کے بعد بروج کی تقسیم اجزا میں ہی، سب سے پہلے اجزا نیم بہرات (یعنی آدھے حصے) ہیں۔ اس وجہ سے کہ نصف برج قریبًا ایک ساعت میں طلوع ہوتا ہی اس جز کا نام ساعت کے نام پر 'ہور' رکھا گیا ہی۔ ہر مذکر برج کا نصف اول نیرین (یعنی آفتاب اور ماہتاب) سے اس کے ساتھ تعلق رکھتا ہی جو منحوس ہی یعنی آفتاب کے ساتھ جس کی نحوست بہ سبب مذکر ہونے کے ہی۔ اس کا نصف آخر دونوں میں سے مبارک یعنی ماہتاب کے ساتھ تعلق رکھتا ہی جو بہ سبب مونث ہونے کے مبارک ہی۔ مونث برج کی حالت اس کے برعکس ہی۔

دریکان یا دریجان۔ اثلاث بروج

ان کے بعد اثلاث (یعنی ثلث حصے) ہیں۔ ان کا نام 'دریکان' ہی۔ ان کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں ہی۔ یہ بعینہ وہی ہیں جو ہمارے یہاں دریجان کہلاتے ہیں۔

نُہ بہرات، ان کے حاکم

پھر نہ بہرات ہیں۔ ان کا نام نوانشک ہی ہمارے یہاں مداخل کی کتابوں میں ان کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں جو لوگ اس کا شوق رکھتے ہیں ان کی واقفیت کے لیے، ہم ہندوؤں کی رائے بیان کرتے ہیں جو یہ ہی: "ابتدائے برج سے اس دقیقے تک جس کا نہ بہر جاننا مقصود ہی سب کو دقیقہ بنالیا جائے اور ان کو دو سو پر تقسیم کیا جائے، خارج قسمت پورا پورا نواں حصہ ہوگا یعنی

کل دقیقے نو حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے، ان کو اس برج منقلب سے جو اس برج کے مثلث میں واقع ہو ترتیب وار اس طرح شمار کیا جائے کہ ہر نویں حصے کے مقابلے میں ایک برج پڑے جس برج پر اس کسر کا شمار ختم ہو وہی نو بہر کا حاکم ہے جس کو جاننا مقصود ہے۔

پرکوتم یعنی سب سے بڑا حصہ

ہر برج منقلب کا پہلا نواں حصہ اور برج ثابت کا پانچواں نواں حصہ اور ہر دو جسم والے برج کا آخر نواں حصہ پرکوتم یعنی سب سے بڑا حصہ کہا جاتا ہے۔

دوازدسائس یعنی بارھویں حصے

اس کے بعد بارھویں حصے ہیں جن کا نام دوازدسائس ہے۔ برج کے کسی مفروضہ جگہ کے دوازدسائس کو جاننے کا یہ طریقہ ہے کہ ابتدائے برج سے اس معینہ جگہ تک سب کو دقیقہ بنا لیا جائے اور مجموعہ کو ایک سو پچاس پر تقسیم کیا جائے۔ خارج قسمت پورا پورا بارھواں حصہ ہوگا ان کو اس برج پر اس طرح ترتیب وار شمار کیا جائے کہ ہر برج کے مقابلے میں ایک حصہ پڑے جس برج کے اور یہ کسر ختم ہو اس کا حاکم اس جگہ کے بارھویں یا دوازدسائس کا حاکم ہے۔

درجات، تیسویں حصے۔ ان کی تقسیم سبعہ سیارہ پر

اس کے بعد درجات ہیں جن کا نام تری شانش یعنی تیس درجے ہیں جو بمنزلہ ہمارے یہاں کے حدود کے ہیں۔ ان کا نظام یہ ہے کہ ہر مذکر برج کی ابتدا سے پانچ درجے مریخ کے لیے ہیں۔ پھر اسی قدر زحل کے لیے۔ آٹھ درجے مشتری کے لیے۔ سات عطارد اور پانچ زہرہ کے لیے۔ مونث بروج میں ترتیب برعکس ہو جاتی ہے۔ زہرہ کے اول برج

سے پانچ. پھر عطارد کے لیے سات پھر مشتری کے لیے آٹھ پھر زحل کے لیے پانچ اور مریخ کے لیے پانچ۔

یہی وہ اصول ہیں جن سے اس فن میں کام لیا جاتا ہے۔

بروج کی نظر نظر کے اعتبار سے ہر برج کا وہی حال ہے جو طالع یعنی اس برج کا ہے جو افق کے اوپر طلوع ہوتا ہے۔ اس کا قانون یہ ہے:۔

۱۔ کوئی برج ان دو بروج کی طرف نظر نہیں رکھتا جو اس کے دونوں پہلو میں ہیں۔

۲۔ ہر دو بروج جن کی ابتدا کے درمیان ربع یا ثلث یا نصف فلک کا فاصلہ ہے دونوں ایک دوسرے کی طرف نظر رکھتے ہیں۔

۳۔ اگر دو برج کے درمیان سدس فلک کا فاصلہ ہے اس وقت نظر صرف ترتیب بروج کے مطابق ہوتی ہے

۴۔ اگر دو برج کے درمیان فاصلہ بقدر مجموعہ ربع اور سدس فلک کے ہے اس وقت نظر صرف ترتیب بروج کے مخالف ہوتی ہے۔

نظر کے مختلف مرتبے نظر کے متعدد مرتبے ہیں:۔

۱۔ جو نظر ایک برج اور اس کے چوتھے یا گیارھویں برج کے درمیان ہوتی ہے وہ ربع نظر ($=\frac{1}{4}$) ہے

۲۔ جو نظر ایک برج اور اس سے پانچویں اور نویں برج کے درمیان ہوتی ہے، نصف نظر ($=\frac{1}{2}$) ہے

۳۔ جو نظر ایک برج اور اس سے چھٹے یا دسویں برج کے درمیان ہوتی ہے، وہ تین ربع نظر ($=\frac{3}{4}$) ہے

۴۔ جو نظر ایک برج اور اس سے ساتویں برج کے درمیان ہوتی ہے

وہ پوری نظر ہی

ہندو ایسے دو ستاروں کے درمیان جو ایک ہی برج میں ہوں، نظر کا ذکر نہیں کرتے۔

دو ستاروں کے باہم دوستی و دشمنی

(دو ستاروں کی) دوستی یا دشمنی کی تبدیلی کے متعلق ہندؤں کا اصول یہ ہی کہ دسواں، گیارھواں اور بارھواں ستارہ اور خود وہ برج جس میں ستارہ واقع ہی اور اس سے دوسرا تیسرا اور چوتھا برج اگر ان میں کوئی ستارہ ہو، اپنی اس حالت سے جو پہلے اس ستارہ کے ساتھ تھی زیادہ بہتر حالت میں منتقل ہوجاتا ہی اگر دشمن تھا، متوسط (یعنی نہ دوست نہ دشمن) ہوجاتا ہی۔ اگر متوسط تھا دوست بن جاتا ہی اور اگر دوست تھا زیادہ دوست بن جاتا ہی۔ ان کے سوا دوسرے بروج میں اپنی حالت سے بدتر حالت میں منتقل ہوتا ہی۔ اگر دوست تھا متوسط ہوجاتا ہی۔ متوسط تھا تو دشمن اور دشمن تھا تو زیادہ دشمن ہوجاتا ہی۔ یہ حالت عارضی وقتی ہوتی ہی جو اصلی حالت پر طاری ہوتی ہی۔

ستارے کی چار قوتیں

جب یہ ذہن نشین ہوگیا تو اب ہم ان چار قوتوں کا بیان کرتے ہیں جو ستارے میں ہوتی ہیں:-

پہلی قوت ملکی

۱۔ پہلی قوت ملکی ہی۔ اس کا نام استان بل ہی۔ یہ قوت ستارے میں اس وقت ہوتی ہی جب وہ اپنے بیت میں یا اپنے دوست کے بیت میں، یا اپنے بیت کے نہبہر، یا اس کے شرف میں یا اپنے مولترکون یعنی اپنے فرح میں ہمارک ستاروں کی صف میں ہوتا ہی آفتاب و ماہتاب میں خصوصیت کے ساتھ اس وقت ہوتی ہی جب یہ

دونوں مبارک برج میں ہوتے ہیں۔ اسی طرح متحیرہ (یعنی باقی پانچ ستاروں) میں خصوصیت کے ساتھ اس وقت ہوتی ہی جب وہ منحوس بروج میں ہوتے ہیں۔ ماہتاب کی یہ خصوصیت ہی کہ جب وہ اپنے مہینے کے ثلث اول میں ہوتا ہی ہر اس ستارے کی جو اس کی طرف نظر رکھتا ہی اس قوت کے حاصل کرنے میں مدد کرتا ہی۔ طالع میں یہ قوت اس وقت ہوتی ہی جب وہ دو پاؤں والے برج میں ہوتا ہی۔

دوسری قوت جہتی | ۲۔ دوسری قوت کا نام، وسابل، یعنی جہتی ہی، اور دک بل بھی ہی۔ یہ قوت ستارے کو اس وتد میں ہونے سے حاصل ہوتی ہی جہاں وہ قوی ہوتا ہی۔ بعض علمائے فن اس وتد کے ساتھ ان دو بیوت کا اضافہ کرتے ہیں جو وتد سے متصل اس کے اوپر تلے واقع ہیں۔ طالع کو اگر وہ دو پایہ ہی یہ قوت دن کے وقت حاصل ہوتی ہی۔ اور اگر چار پایہ ہی، رات کے وقت باقی بروج کو سند کے دونوں وقتوں میں۔ یہ تفصیل مواکید کے ساتھ مخصوص ہی۔ دوسرے کے متعلق ہندوؤں کا خیال یہ ہی کہ یہ قوت دسویں برج کو اس وقت ہوتی ہی جب وہ چار پایہ ہوتا ہی۔ ساتویں کو اس وقت جب وہ عقرب اور سرطان ہوتا ہی۔ اور چوتھے کو اس وقت جب وہ دلو اور سرطان ہوتا ہی۔

تیسری قوت غلبیہ | ۳۔ تیسری قوت غلبیہ ہی۔ اس کا نام جیشابل ہی۔ یہ قوت ستارہ کو واپسی کی حرکت میں اور پردۂ خفا سے نکل کر چار برج کی حد تک ظاہر رہنے کی حالت میں اور زہرہ کے سوا دوسرے ستاروں کو شمال میں آجانے سے حاصل ہوتی ہی۔ زہرہ کے لیے جنوب کی وہ حالت ہی جو دوسروں کے حق میں شمال کی ہی۔ یہ قوت ان دو بیوت میں

خصوصیت کے ساتھ ہوتی ہے جو (فلک کے) اوپر والے نصف میں نقطۂ انقلاب صیفی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ اور قمر میں خصوصًا اس وقت جب وہ آفتاب کے سوا دوسرے ستاروں کے ساتھ ہوتا ہے۔

طالع میں یہ قوت اس وقت ہوتی ہے جب اس کا حاکم اس کے اندر ہوتا ہے اگر ہم لوگ یہ دیکھیں کہ مشتری اور عطارد کی نظر اس کی طرف ہے اور وہ منحوس ستاروں کی نظر سے خالی ہے اور اس کے اندر سوا اس کے حاکم کے کوئی منحوس ستارہ نہیں ہے۔ اس کے اندر منحوس ستاروں کے ہونے سے، اس کی طرف مشتری اور عطارد کی نظر یہاں تک کمزور ہو جاتی ہے کہ ان دونوں کے اندر اس قوت کی زیادتی بے اثر ہو جاتی ہے۔

چوتھی قوت وقتی | ۴۔ چوتھی قوت، کال بل، یعنی وقتی ہے۔ یہ قوت دن کے وقت اور رات کے ستاروں میں رات کے وقت اور عطارد میں اس کے شُند کے وقت حاصل ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عطارد کو یہ قوت ہمیشہ حاصل رہتی ہے اس لیے کہ وہ دن اور رات دونوں کی طرف منسوب ہے۔

نیز یہ قوت مبارک ستاروں کو مہینے کے نصف روشن میں اور منحوس ستاروں کو نصف تاریک میں اور طالع کو ہمیشہ حاصل رہتی ہے

بعض لوگ اضافہ کرتے ہیں طرف (بیاض) استشہاد کا۔ اور اس وجہ سے کہ وہ سنہ، ماہ، دن اور ساعت چار اوقات میں سے ایک ہے۔[1]

---

[1] اس جملے میں بیاض چھوٹ جانے سے اس کا ٹھیک مفہوم معلوم نہیں ہوا۔

الغرض یہی وہ قوتیں ہیں جن کو ستاروں اور طالع کے لیے جاننا سمجھنا پڑتا ہی۔

ترجیح اس (سیارہ) کو ہوتی ہی جس کے لیے ان قوتوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہی۔ اگر دو میں بَل (یعنی قوت) کی تعداد مساوی ہو تو وہ مقدم رکھا جائے گا جو کلانی میں مقدم ہی۔ جدول میں اس کا نام 'نیسرگک بل' یعنی بڑائی اور قوت کی ترتیب ہی

ستاروں کے اوسط سال تین قسم ہیں ستاروں کے لیے جو اوسط سال نکالے جاتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے دو قسم کا حساب شرف سے فاصلے کے مطابق ہوتا ہی۔ پہلی اور دوسری قسم کی مقدار ہم نے جدول میں درج کردی ہی۔

شداج اور نبسرگج[۱] قاق (نیسرگک) شرف کا درجہ بتاتے ہیں۔

پہلی قسم پہلی قسم کا سال اس وقت نکالا جاتا ہی جب آفتاب کی مذکورہ بالا قوتیں ماہتاب اور طالع ہر ایک کی قوتوں سے زیادہ ہوتی ہیں

دوسری قسم دوسری قسم کا اس وقت جب ماہتاب کی قوتیں آفتاب اور طالع ہر ایک کی قوتوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔

تیسری قسم تیسری قسم کا نام 'انشاج' ہی، یہ اس وقت نکالا جاتا ہی جب طالع کی قوتیں آفتاب اور ماہتاب دونوں کی قوتوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔

ستارے کی پہلی قسم کے سال کا طریق استخراج ہر ستارے کے لیے جب وہ

---

[۱] اصل کتاب میں لفظ قاق ہی اور اس کے بعد بیاض چھوٹی ہوئی ہی اس لفظ کا مفہوم معلوم نہیں ہوا اور یہ لفظ کسی لغت میں نہیں ملا۔ ع ح

اپنے شرف کے درجہ پر نہ ہو، پہلی قسم کے سال کو استخراج کرنے کا طریقہ یہ ہی: - اگر ستارے کا فاصلہ اس کے درجۂ شرف سے چھی برج سے زیادہ ہو، اس وقت یہی فاصلہ لیا جائے - اور اگر فاصلہ چھی برج سے کم ہی اس وقت وہ فاصلہ لیا جائے جو اس فاصلے سے آگے بارہ برج تک ہی - اس عدد کو ستارے کے اُن سالوں میں ضرب دیا جائے جو جدول میں درج ہیں - اس عمل سے پورے بروج کی تعداد مہینوں کی تعداد کے برابر ہوگی اور (بروج کے) درجے (جو پورے برجوں سے زیادہ ہوں) دنوں کے برابر ہوں گے اور (برجوں کے دقیقے) دنوں کے دقیقے ہو جائیں گے۔ اب ان میں سے جو نچلا مرتبہ جس اعلیٰ مرتبے کی طرف منتقل ہو سکتا ہی اس طرف منتقل کر دیا جائے، یعنی ہر ساٹھ دقیقہ ایک یوم، ہر تیس یوم ایک مہینہ اور ہر بارہ مہینے ایک سال بنا لیا جائے۔

طالع کی پہلی قسم کے سال کا طریق استخراج

طالع کے لیے پہلی قسم کا سال نکالنے کا طریقہ یہ ہی: - اوّل حمل سے، طالع کے درجہ کا فاصلہ لے کر ہر برج کا ایک سال، ہر ڈھائی درجے کا ایک مہینہ، ہر پانچ دقیقے کا ایک یوم اور یوم کے ہر پانچ ثانیہ کا ایک دقیقہ بنا لیا جائے۔

ستارہ کی دوسری قسم کے سال کا طریق استخراج

ستاروں کے دوسری قسم کے سالوں کو نکالنے کا طریقہ یہ ہی: - سیارے کا فاصلہ اس کے درجۂ شرف سے شرط مذکور کے مطابق لے کر اس کو دوسری قسم کے سال مندرجہ جدول میں ضرب دیا جائے اور حاصل ضرب کے ساتھ وہی

عمل کیا جائے جو (قسم اوّل کے لیے) بیان کیا گیا۔

طالع کے دوسری قسم کے سال کا طریق استخراج

طالع کے لیے دوسری قسم کا سال نکالنے کا یہ طریقہ ہے:- ابتدار حمل سے درجہ تک جو فاصلہ ہے اس کے ہر نہ بہر کا ایک سال اور اسی حساب سے مہینہ اور اس کے بعد کے اجزا قرار دیے جائیں۔ پھر جس قدر سال نکلیں ان کو بارہ بارہ کر کے ساقط کیا جائے۔ آخر میں ایسا جو عدد باقی رہے جو بارہ سے زیادہ نہ ہو وہ طالع کا سال ہے۔

ستارہ اور طالع دونوں کے تیسری قسم کے سال کا طریق استخراج

تیسری قسم کا سال ستارے اور طالع دونوں کے لیے ایک طریقہ سے نکالا جاتا ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو طالع کے دوسری قسم کے سال نکالنے کا طریقہ ہے۔ یعنی ابتدائے حمل سے طالع کے فاصلے تک ہر نہ بہر کو ایک سال قرار دے کر پورے فاصلے کو ایک سو آٹھ میں ضرب دیا جائے۔ ہر نچلے مرتبے کو اعلیٰ مرتبے میں منتقل کرنے سے بروج کے مہینے، درجوں کے ایام اور دقائق کے ایام کے دقیقے بن جائیں گے۔ اب سالوں کو بارہ بارہ کر کے ساقط کرو۔ آخر میں جو عدد باقی رہ جائے وہ مطلوبہ سال ہیں۔

ان تمام سالوں کا مشترک نام 'اُجرودا' ہے۔ تعدیل کے قبل ان کا نام مدہماج ہے اور تعدیل کے بعد سپتاج یعنی اس کا مقوم نام ہو جاتا ہے۔

طالع کے سالوں کی تقویم و تعدیل

طالع کے ہر قسم کے سال مقوم ہوتے ہیں جن کو دونوں انواع میں سے کسی ایک کے کم کرنے سے تعدیل

کی حاجت نہیں ہوتی یعنی ایک ایثر میں اُس کے مقام کی حیثیت سے اور دوسرے افق میں اُس کے وضع کی حیثیت سے

ستاروں کے سال میں تعدیل زیادت | صرف تیسری قسم کے سال میں زیادتی کے ساتھ ایک قسم کی تعدیل ہوتی ہے وہ یہ کہ ستارہ جب اپنے بڑے حصے (خطِ اعظم یا پرکوتم) میں یا اپنے بیت یا دریجان بیت یا دریجان شرف یا نہ بہر بیت یا نہ بہر شرف میں یا ان میں سے اکثر میں ہوتا ہے، اس وقت اس کے سال، اوسط سال سے دوگنا ہو جاتے ہیں اور جب وہ واپس ہوتا یا اپنے شرف میں ہوتا یا دونوں میں ہوتا ہے، اس وقت اس کے سال اوسط سال سے تین گنا ہو جاتے ہیں۔

تعدیل نقصان | پہلی قسم کے نقصان کے ساتھ (یعنی باعتبار اثیر کے مکان کے) تعدیل کا طریقہ یہ ہے کہ جو ستارہ اپنے ہبوط میں ہو اس کی پہلی اور دوسری قسم کے سال کو گھٹا کر اصلی مقدار کے دو ثلث کر دیے جائیں گے۔ اور تیسری قسم کے سال کو گھٹا کر نصف کر دیے جائیں گے اپنے دشمن کے بیت میں ہونے سے ستارے کے سالوں میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی۔

جو ستارہ بوجہ شعاع آفتاب کے اثیر میں نمایاں نہیں ہوتا اس کے تینوں قسم کے سال گھٹا کر نصف کر دیے جاتے ہیں، باستثنا زہرہ اور زحل کے ان دونوں کے مخفی ہو جانے سے ان کے سالوں میں کچھ نقصان نہیں ہوتا۔

دوسری قسم کے نقصان کے ساتھ (یعنی بلحاظ افق کے اندر اس کی وضع کے) تعدیل کا جو طریقہ ہے ہم اس کو جدول میں درج

کر چکے ہیں کہ منحوس اور مبارک ستاروں کے ان بیوت میں ہونے سے جو زمین کے اوپر (یعنی افق کے اندر) ہیں ان کے سالوں کا کس قدر حصہ ساقط ہوتا یعنی گھٹ جاتا ہی۔ اگر ایک بیت میں دو یا زیادہ ستارے جمع ہو جائیں تو اس ستارے کو دیکھا جائے گا۔ جو ترتیب میں زیادہ بڑا اور زیادہ قوی ہی۔ اسی کے سال گھٹائے جائیں گے اور باقی اپنے حال پر چھوڑ دئے جائیں گے۔

اگر تیسری قسم کے سال میں ایک ستارے کے متعلق دو حیثیت سے دو زیادتی جمع ہو جائے تو صرف ایک پر جو دونوں میں بڑی ہوگی، کفایت کی جائے گی۔ اور اسی طرح جب دو نقصان جمع ہوں (صرف بڑے نقصان کو رکھا جائے گا) اگر ایک زیادتی اور ایک نقصان جمع ہو اس وقت کوئی ایک آگے اور دوسرا اس کے پیچھے رکھ دیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس موقع پر (آگے پیچھے ہونے سے نتیجے میں) کوئی فرق نہیں ہوتا۔

ان سالوں کا مجموعہ صاحب زائچہ کی عمر کی مدت سے اس طرح سالوں میں تعدیل ہو جاتی ہی اور ان کا مجموعہ اس شخص کے عمر کی مقدار ہوتا ہی جو اُس وقت پیدا ہوتا ہی۔

ان سالوں کا موقع زندگی کے اندر اب یہ بتلانا باقی رہا کہ ان سالوں کی نوبت (یعنی پوری عمر کے اندر موقع) کے متعلق ہندوؤں کا کیا طریقہ ہی:۔ پوری عمر ان سالوں میں تقسیم ہی۔ ابتدا ولادت کے وقت سے آفتاب و ماہتاب کے سالوں سے ہوتی ہی۔ ان دونوں میں مقدم وہ ہی جو قوت اور بل میں بڑھا ہوا ہی۔ اگر دونوں مساوی ہوں تو وہ جس کا حصہ

اپنی جگہ میں زیادہ ہے (مقدم ہوگا) اس کے بعد دوسرے کی باری ہوگی۔ اس کے بعد طالع کی نوبت ہوگی یا اس ستارے کی جو زیادہ قوتوں اور حصوں کے ساتھ اوتاد میں ہوگا۔ اگر اوتاد میں متعدد ستارے جمع ہو جائیں، ان کی قوتوں اور حصوں کے مطابق ان کو مقدم کرو۔ ان کے بعد ان ستاروں کی نوبت ہے جو برج متصل اوتاد میں ہوں گے۔ پھر ان کی جو زائلہ (یعنی جھکے ہوئے بروج) میں ہوں گے مذکورۂ بالا طریقے کے مطابق (یعنی مقدم وہ رکھا جائے گا جس کی قوتیں اور حصے زیادہ ہوں گے) اس سے پوری عمر کے اندر ہر ہر ستارے کے سال کا موقع معلوم ہوجاتا ہے۔

سالوں کی حکومت میں متعدد ستاروں کی شرکت

کوئی ستارہ اپنے پورے سالوں کا تنہا حاکم نہیں ہوتا بلکہ صرف اسی قدر جز کا حاکم ہوتا ہے جو اس کو دوسرے شرکا کے مقابلے میں ملتا ہے۔ اس کے شریک وہ ستارے ہوتے جو اس کی طرف نظر رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ تدبیر میں یہ سب اس کے ساتھ حصہ لیتے اور سالوں کی تقسیم میں اس کے شریک ہیں۔ جو ستارہ اس کے ساتھ ایک برج میں ہے اس کی شرکت بقدر نصف کے ہے۔ جو پانچویں اور نویں میں ہے اس کی شرکت بقدر ثلث کے ہے۔ جو چوتھے اور آٹھویں میں ہے اس کی شرکت بقدر ربع کے ہے اور جو ساتویں میں ہے اس کی شرکت بقدر سبع کے ہے اگر ایک جگہ متعدد ستارے جمع ہیں۔ اس کسر میں جو اس جگہ کا اقتضا ہے سب شریک ہوں گے

شرکت کے سالوں کو دریافت کرنے کا طریقہ

شرکت کے سالوں کو دریافت

کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سالوں کے حاکم کے واسطے ایک کا عدد رکھا جاتا ہے۔ کسر کے لیے وہی جو مخرج کے لیے (= ۱/۱) اس لیے کہ وہ سب پر حاوی ہے۔ پھر ہر شریک کسر کے واسطے اس کسر کا مخرج رکھا جاتا ہے۔ اور ان میں سے کل مخرج کو کل کسور میں اور ان کے خارج میں سوا اپنی ذات اور اپنی کسر کے ضرب دیا جاتا ہے۔ اس عمل سے کل کسور کے لیے ایک مخرج حاصل ہو جاتا ہے۔ مساوی مخرج ساقط کر دیا جاتا ہے۔ پھر کل کسور کو سالوں کے مجموعے میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو کسور کے مجموعے پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ خارج قسمت ستارے کا سال "قالبوکہ" ہے۔

ستاروں کی ترتیب بحیثیت تدبیر و قوت کے | ستاروں کی ترتیب بعد مقدم کرتے (یہاں کی عبارت اصل عربی نسخے میں مشکوک و غیر مربوط ہے، الفاظ پڑھے نہیں جاتے) بحیثیت تدبیر میں یکہ و تنہا ہونے کے اسی قسم کی ہے جو ابھی بیان کی گئی۔ یعنی جو اوتاد میں ہیں وہ مقدم ہوں گے اس سلسلے سے کہ ان میں جو زیادہ قوی ہے وہ درجہ بدرجہ مقدم اور جو کم قوی ہے وہ بعد ہوگا۔ پھر وہ جو اس سے متصل ہیں۔ پھر وہ جو زوال میں ہیں۔

بیان مذکورہ سے ہندوؤں کا طریقہ عمر دریافت کرنے کا معلوم ہو گیا۔ سالوں کے عمر پر تقسیم ہونے کی کیفیت ستاروں کے اصلی موقع اور وقتی موقع سے معلوم ہوتی ہے۔

زائچہ کے متعلق ہندوؤں کے بعض خاص طریقے | اب ہم زائچہ کے متعلق کچھ ایسی چیزیں بیان کرتے ہیں جن کی طرف ہندوؤں کے سوا دوسرے لوگ توجہ نہیں کرتے:۔

ولادت کے وقت باپ موجود تھا یا نہیں | یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ آیا ولادت

کے وقت باپ موجود تھا یا نہیں۔ اگر ماہتاب طالع کی طرف نظر نہیں رکھتا یا ماہتاب کا برج زہرہ اور عطارد کے درمیان گھرا ہوا ہی۔ یا زحل طالع میں ہی۔ یا مریخ ساتویں برج میں ہی تو اُس سے استدلال کرتے ہیں کہ بچہ کے پیدائش کے وقت باپ موجود نہیں تھا۔

لڑکا سن رشد کو پہنچے گا یا نہیں | یہ دیکھنے کے لیے کہ لڑکا سن رُشد کو پہنچے گا یا نہیں آفتاب و ماہتاب کو دیکھتے ہیں اگر دونوں ایک برج میں جمع ہوں اور ان کے ساتھ کوئی منحوس ستارہ بھی ہو۔ یا ماہتاب اور مشتری طالع کے مناظر سے ہٹ گئے ہوں یا مشتری ماہتاب و آفتاب کے مناظر سے جو ایک برج میں جمع ہیں ہٹ گیا ہی، ان حالات میں لڑکا سن رشد کو نہیں پہنچے گا

چراغ کا حال | چراغ کے حال کے لیے آفتاب کے برج کو دیکھتے ہیں۔ اگر وہ بُرج منقلب میں ہی چراغ متحرک ہوگا یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہے گا۔ اور اگر برج ثابت میں ہی چراغ ٹھہرا رہے گا۔ اور اگر دو جسم والے برج میں ہی، چراغ کبھی متحرک ہوگا۔ کبھی ٹھہرا رہے گا۔

یہ دیکھتے ہیں کہ طالع کے درجوں کو تیس کے عدد کے ساتھ کیا نسبت ہی۔ چراغ کی جلی ہوئی بتی اسی نسبت کے مطابق ہوتی ہی۔ جب ماہتاب پورا چاند ہوتا ہی اس وقت چراغ تیل سے بھرجاتا ہی، پھر اس میں تیل کی مقدار رہی ہوتی جاتی ہی جس قدر چاند میں روشنی کی مقدار ہوتی ہی۔

گھر کا دروازہ | اوتاد میں جو ستارہ سب سے زیادہ قوی ہوتا ہی اس سے گھر کے دروازے کے متعلق استدلال کرتے ہیں۔ دروازے کی سمت

اِسی ستارے کی سمت میں ہوتی ہے۔

گھر کی حالت | وہ دیکھتے ہیں کہ روشنی ڈالنے والا کون سیّارہ ہے اگر آفتاب ہے گھر گر پڑے گا۔ اگر ماہتاب ہے محفوظ رہے گا۔ اگر مرّیخ ہے جل جائے گا۔ اگر عطارد ہے کمان کی شکل کا ہوگا۔ اگر مشتری ہے مضبوط رہے گا۔ اگر زحل ہے پُرانا ہوگا۔

پھر اگر مشتری اپنے شرف میں دسویں برج کے اندر ہے، گھر دو یا تین پہلو کا ہوگا جب وہ برج قوس میں قوت کے ساتھ ظاہر ہو، گھر تین پہلو کا ہوگا۔ باقی دو جسم والے برج میں دو پہلو کا ہوگا۔

تخت اور پایہ کا حال | تخت اور اس کے پایوں کے لیے تیسرے برج کو دیکھتے ہیں اور اس کے چاروں ضلع اور طول کے لیے بارھویں برج سے تیسرے برج تک کو دیکھتے ہیں۔ ان کے اندر منحوس ستارے کے ہونے سے نتیجہ نکالتے ہیں کہ اُس کے پایے یا ضلع میں خرابی منحوس ستارے کے مطابق ہوگی۔ اگر مرّیخ ہے جل کر خراب ہوگا۔ اگر آفتاب ہے ٹوٹ کر اور اگر زحل ہے تو پُرانا ہوکر (ضائع ہوگا)

عورتوں کی تعداد گھر کے اندر | ان عورتوں کی تعداد جو کسی گھر میں موجود ہیں ان ستاروں کے بقدر ہوتی ہے جو طالع کے برج میں اور ماہتاب کے برج میں ہوں اور ان کی صفات ان ہی ستاروں کی صورتوں کے مطابق ہوتی ہیں۔

ان میں سے جو ستارے زمین کے اوپر ہیں ان عورتوں پر دلالت کرتے ہیں جو گھر سے باہر بھی گئی ہیں۔ اور جو زمین سے نیچے ہیں ان عورتوں پر دلالت کرتے ہیں جو باہر سے گھر میں آئی ہیں۔

روح کہاں سے آئی ہے | پھر روح کے آنے کے متعلق (یعنی یہ جاننے کے لیے کہ کسی شخص کی روح کہاں سے آئی ہے) یہ دیکھتے ہیں کہ آفتاب و ماہتاب میں سے جو زیادہ قوی ہے اس کے دریجان کا حاکم کون ہے۔ اگر مشتری ہے روح دیولوک سے آئی ہے۔ اگر زہرہ اور ماہتاب ہے پر لوک سے آئی ہے۔

مرنے کے بعد روح کی حالت دریافت کرنے کا طریقہ | اسی طرح مرنے پر روح کے جانے کے متعلق یہ دیکھتے ہیں کہ چھٹے اور آٹھویں دریجانوں کا زیادہ قوی حاکم کون ہے۔ اُسی طرح جو (آنے کے متعلق) بیان ہوا۔ اب اگر مشتری چھٹے یا آٹھویں برج میں اپنے شرف میں یا اوتاد میں سے کسی ایک میں ہے اور اگر طالع حوت ہے اور مشتری سب ستاروں سے زیادہ قوی ہے اور موت کے وقت کی شکلیں ولادت کے وقت کی شکلوں کے موافق ہیں روح نجات پا جائے گی اور آمد و رفت نہیں کرے گی۔

ہم نے یہ مضمون صرف اس غرض سے نقل کر دیا کہ نجومی احکام کے متعلق ہماری قوم اور ہندوؤں کے طریقے کا مختلف ہونا معلوم ہو جائے۔

فضا اور عالم میں جو غیر معمولی حالات رونما ہوتے ہیں ان کے متعلق ہندوؤں کا طریقہ طویل ہونے کے علاوہ نہایت رکیک بھی ہے۔ جس طرح ہم نے زائچہ کی بحث کو صرف عمر کے بیان پر محدود رکھا اسی طرح اس بحث میں دُمدار ستاروں کے متعلق ایک ایسے شخص کے قول پر کفایت کریں گے جو ان میں بڑا فاضل سمجھا جاتا ہے۔ دوسروں کے احوال کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

دُمدار تارے | اب ہم یہ تبلاتے ہیں کہ جوزہر کے راس یعنی سر کا نام

راہ (راہو) اور اس کی دُم کا نام 'کیتُ' ہی ہندو دُم کا ذکر کم کرتے ہیں فقط راس کا استعمال کرتے ہیں اور کل دُمدار تارے جو فضا میں پیدا ہوتے ہیں عموماً کیتُ کہے جاتے ہیں۔

بحوالہ براہمر، دمدار تاروں کے متعلق ایک افسانہ - ان کی تاثیر

براہمر نے کہا ہی کہ راس کے ۳۳ بیٹے ہیں جن کا نام 'تام سیلک' ہی یہ سب دُمدار تاروں کی قسمیں ہیں، خواہ راس اُن سے دور تک پھیلا ہوا ہو یا نہ ہو۔ ان کے متعلق فیصلہ (یعنی یہ بتلانا کہ کس تارے کا اثر وفعل ہی) ان کی شکل وصورت، رنگ، جسامت اور مقام کے مطابق ہوتا ہی۔ ان میں سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا وہ ہوتا ہی جس کی شکل کوّے کی ہوتی ہی یا ایسے شخص کی جس کی گردن ماری گئی ہو اور وہ جس کی صورت تلوار، خنجر، کمان اور تیر کی ہوتی ہی۔ یہ ہمیشہ آفتاب وماہتاب کے گرد رہتے ہیں۔ پانی کو اس قدر حرکت دیتے ہیں کہ میلا ہو جاتا ہی۔ فضا میں اس قدر ہیجان پیدا کرتے ہیں کہ سُرخ ہو جاتی ہی اور اس کو اس قدر جنبش دیتے ہیں کہ اس کی آندھیاں بڑے بڑے درختوں کو اکھاڑ دیتی ہیں اور کنکریاں (اُڑکر) لوگوں کی پنڈلیوں اور گھٹنوں پر پڑتی ہیں۔ زمانے کی طبیعت یہاں تک بدل جاتی ہی کہ سال کی فصلیں اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہیں۔

پھر جب زلزلے، دھماکے، لو، آسمان کی سرخی، وحشی جانوروں اور چڑیوں کی متواتر چیخ پکار کی قسم کی نحوستیں اور مصیبتیں زیادہ ہوں تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ سب راس کے بیٹوں کی طرف سے ہو رہا ہی۔ اور اگر ان حالتوں کے ساتھ گرہن یا دمدار تارہ بھی ظاہر ہو تو جو کچھ تم نے

سمجھا ہی اس پر یقین کرو اور راس کے بیٹوں کے سوا کسی دوسرے کو اس کا سبب قرار دینے کے لیے دلیل مت تلاش کرو اور محل مرکز شر ہونے کی حیثیت سے آٹھ جہت میں اس جانب اشارہ کرو جس طرف جسم آفتاب سے یہ ستارے (راس کے بیٹے) واقع ہیں۔

براہمر نے کتاب سنگھت میں کہا ہی کہ "ہم نے دُمدار تاروں کے متعلق جو کچھ کہا ہی کرک، پراشر، اَسِت، دیول کی کتابوں اور بہتیری دوسری کتابوں کو پوری طرح پڑھنے کے بعد کہا ہی۔

دُمدار تاروں کے ظاہر ہونے اور چھپنے کا وقت معلوم نہیں ہو سکتا

ان تاروں کے حساب کو اس طرح جان لینا کہ ان کے ظاہر ہونے اور چھپنے کا وقت پہلے سے معلوم ہو جائے محال ہی۔ اس لیے کہ یہ سب ایک قسم کے نہیں بلکہ بہت ہیں۔

دُمدار تارے کی مختلف قسمیں

ان میں سے بعض بلند اور زمین سے دور ہیں جو ماہتاب کی منزلوں کے ستاروں کے درمیان ظاہر ہوتے ہیں، ان کا نام دِبّ ہی۔

بعض متوسط فاصلے پر آسمان اور زمین کے درمیان ہیں۔ ان کا نام انترکش ہی۔

بعض زمین کے قریب ہیں جو اس پر اور پہاڑوں اور گھروں اور درختوں پر آ پڑتے ہیں۔ چنانچہ کبھی ایک روشنی زمین پر گرتی ہوی دکھائی دیتی ہی اور یہ خیال ہوتا ہی کہ آگ ہی۔ پھر جب وہ آگ نہیں ہی تو کیت یعنی دُمدار تارے کی صورت ہی۔

لیکن وہ حیوانات جو فضا میں اُڑتے ہیں تو مثل چنگاری کے

ہوتے ہیں یا مثل اُس آگ کے جو بیتاج یعنی ابلیسوں اور شیطانوں کے گھروں میں رہ جاتی ہی یا دوسری چمک دار چیزیں جواہرات وغیرہ کی قسم سے۔ یہ سب دُمدار تاروں کی جنس سے نہیں ہیں

اسی لیے ان کی (یعنی دمدار تاروں کی) بنیاد پر حکم لگانے یا پیشین گوئی کرنے سے پہلے ان کی ماہیت کو جان لینا ضرور ہی تاکہ حکم اور ماہیت میں مطابقت رہے جو ان میں سے ہوا میں ہوتا ہی (یعنی متوسط فاصلے پر) وہ جھنڈوں، ہتھیاروں، گھروں، درختوں اور ہاتھی پر گرتا ہی، اور جو دب میں سے ہی وہ ماہتاب کی منزلوں کے تاروں کے درمیان دیکھا جاتا ہی۔ پس جو روشنی ظاہر ہو اگر ان دونوں اقسام میں کسی ایک قسم کی نہ ہو اور نہ مذکورہ بالا خیالی قسم کی چیزوں سے ہو وہ زمینی کیتو ہی۔

دُمدار تاروں کی تعداد برھگوپت کا حوالہ

اور برھگوپت نے کہا ہی کہ دُمدار تاروں کی تعداد کے متعلق علما میں اختلاف ہی کسی نے کہا ہی کہ ایک سو ایک ہی۔ کسی نے ایک ہزار کہا ہی۔ نارد حکیم نے کہا ہی کہ وہ ایک ہی اور اختلاف اس وجہ سے ہی کہ اس کی صورتیں بہت ہیں ایک صورت چھوڑتا ہی دوسری اختیار کرتا ہی۔

دُمدار تارے کی تاثیر مدت

ان کی تاثیر کی مُدت کے متعلق اس نے کہا ہی کہ جتنے دن یہ ظاہر رہتے ہیں اتنے ہی مہینے تک ان کا اثر رہتا ہی اگر ان کے ظاہر رہنے کی مدت ڈیڑھ مہینے سے بڑھ جائے تو اس میں سے پینتالیس یوم نکال دو جتنے دن باقی رہیں گے اتنے ہی مہینے ان کی تاثیر رہے گی۔ اگر دو مہینے سے بڑھ جائے جتنے مہینے وہ ظاہر رہے گا

اتنے ہی سال اس کا اثر رہے گا۔ دُمدار تاروں کا عدد ایک ہزار سے متجاوز نہیں ہی

جدول دُمدار تاروں کے تفصیلی حالات آثار اور عدد کا

ذیل کے جدول میں ہم نے جو کچھ درج کیا ہی وہ اس مضمون پر غور کرنے میں آسانی بہم پہنچانے کے لیے ہی اصل کتاب میں یا اس کی نقل میں جو میرے ہاتھ آئی اقسام کی تفصیل میں نقصان واقع ہونے کی وجہ سے سب خانے بھرے نہیں ہیں۔ مصنف نے جو کچھ ذکر کیا ہی اس سے مقصود ان دو اعداد (یعنی ۱۰ اور ۱۰۰۰) کے متعلق متقدمین کے اقوال کی تصدیق تھی جن کو اُس نے اُن سے نقل کیا ہی اور اس نے کوشش کرکے ہزار کا عدد پورا کردیا ہی۔

نمبر	[illegible]	[illegible]	مجموعہ	اُن کے صفات	[illegible]	احکام
	کرن کی اولاد	۲۵	۲۵	جیسے بلور کی نہروں میں موتی یا سونے کے رنگ کا	صرف پورب اور پچھم	بادشاہوں کی لڑائی پر دلالت کرتا ہی۔
	املشان کی اولاد	۲۵	۵۰	سبز یا آگ کے رنگ کا یا لاکھ کا یا خون کا یا درخت بند جینک کی کلی کا رنگ	پورب اور دکن کے درمیان	موت عام پر دلالت کرتا ہی
	موت کی اولاد	۲۵	۷۵	ٹیڑھی دم رنگ سیاہی مائل اور میلا۔	دکن	قحط اور موت عام پر دلالت کرتا ہی۔

احکام	ان کے نکلنے کی سمت	اُن کے صفات	نمبر	تعداد	نسب	نام
خوش حالی اور فارغ البالی پر دلالت کرتا ہی	پورب اور اُتّر کے درمیان	گول، چمکدار، پانی یا تِل کے تیل کا رنگ بغیر دم کے ہیں۔	۹۷	۲۲	زمین کی اولاد	
ایسی خرابی پر دلالت کرتا ہی جس سے دنیا اُلٹ کر اوپر تلے ہوجائے گی۔	اُتّر	گلاب یا سفید نیلوفر یا چاندی یا صیقل کیے ہوئے لوہے یا سونے کے مثل۔ چاند کی طرح چمکتا ہوا۔	۱۰۰	۳	ماہتاب کی اولاد	
تباہی اور خرابی پر دلالت کرتا ہی	ہر جہت میں	تین رنگ کے اور تین دم والے	۱۰۱	۱	برھما کا بیٹا	برھمڈنڈ
مصیبت اور خوفناکیوں پر دلالت کرتا ہی	اُتّر یا اُتّر اور پورب کے درمیان	سفید، وسیع اور چمک دار	۱۸۵	۸۴	زہرہ کی اولاد	
نحوست اور موت پر دلالت کرتا ہی	ہر جہت میں	چمکدار، گویا سینگ ہی			زحل کی اولاد	کنک
خرابی اور نحوست پر دلالت کرتا ہی	دکن	چمکیلا، سفید، بغیر دُم		۶۵	مشتری کی اولاد	بکنج
نحوست پر دلالت کرتا ہی۔	ہر جہت	سفید، باریک مستطیل ان سے آنکھ خیرہ ہوتی ہی		۵۱	عطارد کی اولاد	تسکر یعنی چور

احکام	اُن کے ظاہر ہونے کی جگہ	اُن کے صفات	مجموعہ	صنف کا عدد	نسب	نام
خرابی کے ہجوم و شدت پر دلالت کرتا ہے۔	اُتّر	تین دُم والے شعلہ کے رنگ کے		۶۰		كنكم
آگ لگنے پر دلالت کرتا ہے	آفتاب و ماہتاب کے گرد	مختلف شکلوں کے		۳۶	راس کی اولاد	بانيكليك
خرابی پر دلالت کرتا ہے		جھلملاتی ہوئی روشنی والے۔ جیسے شعلہ		۱۲۰	آگ کی اولاد	اشتورث
عام بربادی پر دلالت کرتا ہے۔		اُس کا بدن نہیں ہے کہ اُس سے ستارہ معلوم ہو۔ صرف اُن کی شعاعیں مجتمع ہوگئی ہیں جیسے دُمدار تاروں کی۔ (اُس کا رنگ) مائل بہ سرخی یا سبزی ہے		۷۷	ہوا کی اولاد	اُزان
خرابی اور بربادی کی کثرت پر دلالت کرتا ہے		مربع۔ دیکھنے میں اُٹھ اور گنتی میں تین سو چار		۲۰۴	پرجاپت کی اولاد	[illegible]
پوندر میں خوف اور مصیبت کی کثرت پر دلالت کرتا ہے		اکٹھے[1]۔ چاندنی کی چمکدار ہیں		۳۲	پانی کی اولاد	[illegible]

[1] اصل عربی کتاب میں لفظ "مجتمعہ الحسب" ہے جس کا صاف مفہوم معلوم نہیں ہوا۔

نام نسب	ستاروں کی تعداد	[illegible]	اُن کے صفات	ان کے ظاہر ہونے کی سمتیں	احکام
کَیتُدُ زمانہ کی اولاد	۹		آدمی کے کٹے ہوئے سر کے مانند دیکھتے ہیں ایک، گنتی میں نو، سفید اور وسیع ہیں	ہر جہت	بربادی کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ موتوں پر دلالت کرتا ہے

اس نے دُمدار تاروں کو تین قسموں میں تقسیم کیا تھا۔ بلند جو ستاروں کے نزدیک ہیں۔ پست جو زمین کے قریب ہیں۔ اور متوسط جو ہوا میں ہیں۔ پھر بلند اور متوسط میں سے ان کو جو ہمارے جدول میں ہیں علیحدہ علیحدہ بھی ذکر کیا ہے۔

دُمدار تاروں کے تفصیلی خواص | اس نے بیان کیا ہے کہ متوسط کی روشنی جب بادشاہی آلات جھنڈے، چتر، پنکھے اور مورچھل پر پڑتی ہے، حاکموں کے ہلاک ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اگر گھر یا درخت یا پہاڑ پر پڑتی ہے، سلطنت کی تباہی پر دلالت کرتی ہے۔ جب گھر کے سامان و اثاثہ پر پڑتی ہے، گھر کے رہنے والے ہلاک ہوں گے اور جب گھر کے جھاڑے ہوئے خس و خاشاک پر پڑتی ہے اس کا مالک ہلاک ہوگا۔

پھر کہا ہے "اگر کوئی ٹوٹنے والا تارہ ٹوٹ کر دُمدار تارے کی دم پر جا پڑے، امن و امان زائل ہو، بارش فاسد ہوجائے اور وہ سب درخت جو مہادیو کی طرف منسوب ہیں خراب ہوں"۔ ان درختوں کو گنوانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لیے کہ ہم لوگوں کو نہ اُن سب کا نام معلوم ہے نہ ان کے جسم (کی ہم کو شناخت ہے) اور "ممالک جور، ست، ہون اور چین کے حالات میں پریشانی واقع ہوگی۔

پھر کہا ہے "دُمدار تارے کی دُم کی سمت کو دیکھو، خواہ وہ نیچے لٹکی ہو یا سیدھی کھڑی ہو، یا کج ہو، اور اس منزل کو جس کو اس کا کنارہ مس کرتا ہے اور حکم لگاؤ کہ اس سمت میں تباہی واقع ہوگی اور وہاں کے لوگوں پر کوئی فوج حملہ کرے گی اور ان کو اس طرح نگل جائے گی جس طرح مور سانپ کو نگلتا ہے۔ اور اُن تاروں کو مستثنیٰ کرکے جو اچھے حال پر دلالت کرتے ہیں باقی کے متعلق اس منزل پر غور کرو جس میں وہ ظاہر ہوتے ہیں یا جس میں ان کی دُم داخل ہوتی ہے یا اس تک پہنچتی ہے اور حکم لگاؤ کہ جن اطراف پر یہ منزلیں دلالت کرتی ہیں وہاں کے بادشاہوں پر اور ان تمام چیزوں پر جو اس منزل کی طرف منسوب ہیں تباہی واقع ہوگی"۔

اہل توریت (یہود) ان تاروں کی وہ صفت بیان کرتے ہیں جو ہم کو کعبہ کی۔

دُمدار تارے کے متعلق ایک مذہبی عقیدہ اسی کتاب (براہمر) میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ٹوٹنے والے تارے ثواب پانے والوں میں سے وہ ہیں جن کی بلندی (یعنی آسمان پر رہنے) کی مدت تمام ہوگئی اور وہ دنیا میں اُتر رہے ہیں۔

جدول اثیر کے بلند دُمدار تارے ان کے نام جہت، احوال اور آثار یہ وہ دونوں جدولیں ہیں (جن میں دُمدار تاروں کی تفصیل ہے)

وہ دُم دار تارے جو اثیر میں ہیں

۱	بسا	پچھم	چمکتا ہے اور موٹا ہے اور اُتر طرف سے پھیلتا ہے	فوری موت اور حد سے زیادہ خوش حالی اور فراخ سالی پر دلالت کرتا ہے

لہ اصل عربی کتاب میں لفظ "موت الوحی" ہے۔ لفظ وحی کا مفہوم واضح نہیں ہے۔

۲	است	پچھم	پہلے کے مقابلے میں دُھندلا	قحط سالی اور موت عام پر دلالت کرتا ہی
۳	ششتر	پچھم	پہلے کے مشابہ	بادشاہوں کی باہمی لڑائی پر دلالت کرتا ہی
۴	کپال کیتُ	پورب	دُم قریبًا وسط آسمان تک پھیلی ہوئی رنگ دھوئیں جیسا چاند چھپنے کے دن ظاہر ہوتا ہی	بارش کی نہایت شدت، بھوک، بیماری اور موت پر دلالت کرتا ہی
۵	رودر	پورب طرف سے پورباشاڑھ یا بشرت یا ریوتی میں	کنارہ تیز شعاع میں لپٹا ہوا، رنگ تانبے کا، ثلث آسمان پر قابض	بادشاہوں کی باہمی لڑائی پر دلالت کرتا ہی۔
۶	چلکیت	پچھم	ابتدا ظہور میں دم ایک انگل دکن جانب ہوتی ہی۔ پھر اتر طرف پلٹ کر اس کی لمبان بنات النعش اور قطب پھر نسر واقع سے جالتی ہی اور بلند ہو کر دکن طرف جاتی ہوئی غائب ہو جاتی ہی	پریاگ کے درخت سے لے کر اجین تک ملک کو تباہ کرتا ہی اور وسط ملک کو بھی تباہ کرتا ہی۔ دوسرے علاقوں کا حال مختلف ہی کہیں وبا کہیں قحط اور کہیں جنگ واقع ہو دس مہینے سے آٹھ مہینے تک ٹھہرتی
۷	شویت کیت	دکن	شروع رات میں ظاہر ہوتا ہی سات دن رہتا ہی دم ثلث آسمان تک پھیلی ہوئی، رنگ سبز دائیں طرف سے بائیں طرف جاتا ہی	اگر یہ دونوں روشن اور چمکدار ہوں امن وامان اور خوش حالی پر دلالت کریں اگر دونوں سات دن سے زیادہ ظاہر رہیں تو لوگوں
۸	کار	پچھم	رات کے نصف اول میں ظاہر ہوتا ہی اس کی بھڑک بکھرے ہوئے مسور کے دانہ کی طرح ہوتی ہی۔ سات دن رہتا ہی	کے احوال اور ان کی عمریں دو ثلث خراب ہوں۔ تلوار کھنچے اور دس برس فتنہ و مصیبت مسلط رہے۔
۹	وُشُس	ثریا	رنگ دھوئیں جیسا	لوگوں کا حال خراب اور بکثرت فساد ہوں
۱۰	جاردر کیت	آسمان زمین اور ان کے درمیان جہاں چاہے ظاہر ہو	جسم بہت بڑا، بہت چتیں اور بہت رنگ	امن وامان پر دلالت کرتا ہی۔

جدول فضا کے درمیانی دم دار تارے
ان کے نام، جہت احوال و آثار

شمار	نام	جہت ظہور	صفت	حکم
			درمیانی دُم دار تارے جو فضا میں ہیں	
۱	گمکڈو	پچھم	نام نیلوفر اوراسی کے مشابہ ہے ایک رات ٹھہرتا ہے دُم پورب طرف ہوتی ہے۔	دس سال تک فراخ سالی اور خوش حالی رہنے پر دلالت کرتا ہے
۲	منکیت	پچھم	چوتھائی رات ٹھہرتا ہے۔ دم سیدھی دودھ کے مانند سفید	درندے جانوروں کی زیادتی اور ساڑھے چار مہینے فراخ سالی رہنے پر دلالت کرتا ہے۔
۳	جلکیت	پچھم	چمک دار، پچھم طرف دُم میں خم ہے	نو مہینے تک فراخ سالی اور رعایا کی سلامتی پر دلالت کرتا ہے۔
۴	بہکیت	پورب	دُم دکن طرف مثل شیر کی دم کے	ایک رات سے زیادہ نہیں رہتا۔ جتنا مہورت وہ ظاہر رہے اتنے ہی مہینے فراخی اور خوش حالی کا فیصلہ کرلو۔
۵	بیمنکیت (پدمکیت)	دکن	سفیدی میں سفید نیلوفر کے مشابہ ایک رات ٹھہرتا ہے۔	سات برس تک فراخ سالی خوشی اور آرام دلالت کرتا ہے
۶	اگردت (آبرت)	پچھم	آدھی رات کے وقت ظاہر ہوتا ہے چمک دار، بھورا، قدرے غبار آلود دُم بائیں جانب سے دائیں جانب پھیلی ہوئی	رات کے جتنے مہورت ٹھہرتا ہے ہر مہورت کے لیے ایک مہینے کی خوش حالی پر دلالت کرتا ہے۔
۷	سنبرت	پچھم	دُم تیز کنارہ دار، دھنویں یا تانبے کا رنگ، ثلث آسمان تک پھیلا ہوا۔ سند کے وقت ظاہر ہوتا ہے	جس منزل میں ظاہر ہو اس کو منحوس بنا دیتا ہے جس چیز پر دلالت کرتا ہے اس کو اور منزل کو خراب کردیتا ہے۔ ہتھیار کھنچنے اور بادشاہوں کی ہلاکت پر دلالت کرتا ہے اس کی تاثیر اتنے سال رہتی ہے جتنے مہورت وہ ٹھہرتا ہے۔

الغرض دم دار تارے اور ان پر حکم لگانے کے متعلق یہ ہندوؤں کا طریقہ۔ ہندوؤں میں ایسے لوگ کم ہیں جو ان تاروں اور آثار علوی کی ماہیت کی بحث ایسی تحقیق کے ساتھ کرتے ہوں جس طرح یونانی علمار طبیعی کرتے تھے۔ یہ لوگ ان مسائل میں اپنے مقتدایانِ مذہب کے کلام کو نہیں چھوڑتے۔

حوالۂ مچ پران۔ زمین کو چار ہاتھی اُٹھائے ہوئے ہیں

مچ پران میں مذکور ہی کہ بارشیں چار ہیں اور پہاڑ چار ہیں اور ان سب کی اصل پانی ہی۔ زمین چاروں جہت میں چار ہاتھیوں پر قائم ہی جو کھیتوں کو بڑھانے کے لیے اپنی اپنی سونڈوں میں پانی اٹھاتے اور گرمی میں بارش اور جاڑے میں برف برساتے ہیں۔ دھنواں بارش کا خادم ہی جو بارش کی طرف چڑھ کر بدلی کو سیاہی کے ساتھ آراستہ کرتا ہی۔

ان چاروں ہاتھیوں کے متعلق کتاب 'طب الفیلہ' (یعنی ہاتھیوں کے علاج کی کتاب) میں کہا گیا کہ بعض نر ہاتھی جُھنڈ میں انسان سے بڑھا ہوتا ہی اور منحوس سمجھا جاتا ہی۔ یہ جُھنڈ میں سب سے آگے رہتا اور منگنا کہلاتا ہی۔ ان میں سے بعض کے صرف ایک اگلا دانت ہوتا ہی اور بعض کے تین تین چار چار دانت ہوتے ہیں۔ یہ ان ہاتھیوں کی نسل سے ہی جو زمین کو اُٹھائے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ مزاحمت یا چھیڑ نہیں کی جاتی اور اگر شکار میں پھنستے ہیں تو چھوڑ دئے جاتے ہیں۔

حوالہ باج پران۔ حوادث فضائی

باج پران میں ہی کہ ہوا اور شعاع دونوں پانی کو سمندر سے اُٹھاکر آفتاب میں لے جاتی ہیں۔ اگر پانی کا قطرہ آفتاب سے گرتا تو پانی گرم ہوتا لیکن آفتاب اس کو ماہتاب کے

حوالہ کرتا ہے تاکہ قطرہ وہاں سے ٹپکے اور دُنیا اس سے زندہ ہو۔

کڑکا احداث الجو (یعنی فضائی حوادثات) کی نسبت کہا گیا ہے کہ رعد (یعنی بجلی کا کڑکا) اَیراوَت کی آواز ہے جو راجہ اَندر کی سواری کا ہاتھی ہے۔ یہ جب مانَس تالاب کا پانی پیتا اور شہوت میں آتا ہے چنگھاڑتا ہے اور قوسَ قزح راجہ اندر کی کمان ہے، جس طرح ہمارے عوام اس کو رُستم کی کمان کہتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ جس قدر ہم نے بیان کیا وہ اس شخص کے لیے جو ہندوؤں سے بحث وگفتگو کرنا اور ان کے حالات وخیالات کی حقیقت سے واقف ہوکر ان سے سوال وجواب کرنا چاہے کافی ہے۔ اب ہم اس کتاب کو جو اس قدر لانبی چوڑی ہوگئی ہے کہ پڑھنے والے گھبرا جائیں گے ختم کرتے ہیں اور ان باتوں کو نقل کرنے کی جو حق نہیں ہیں اللہ سے معافی مانگتے ہیں اور اس چیز پر مضبوطی سے قائم رہنے کی جس سے وہ راضی ہے توفیق طلب کرتے اور باطل سے واقف ہونے کی ہدایت چاہتے ہیں تاکہ اس سے بچے رہیں۔ بھلائی اسی کی طرف سے ہے اور وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

الحمد للہ رب العلمین وصلاتہ علی النبی محمد والہ اجمعین